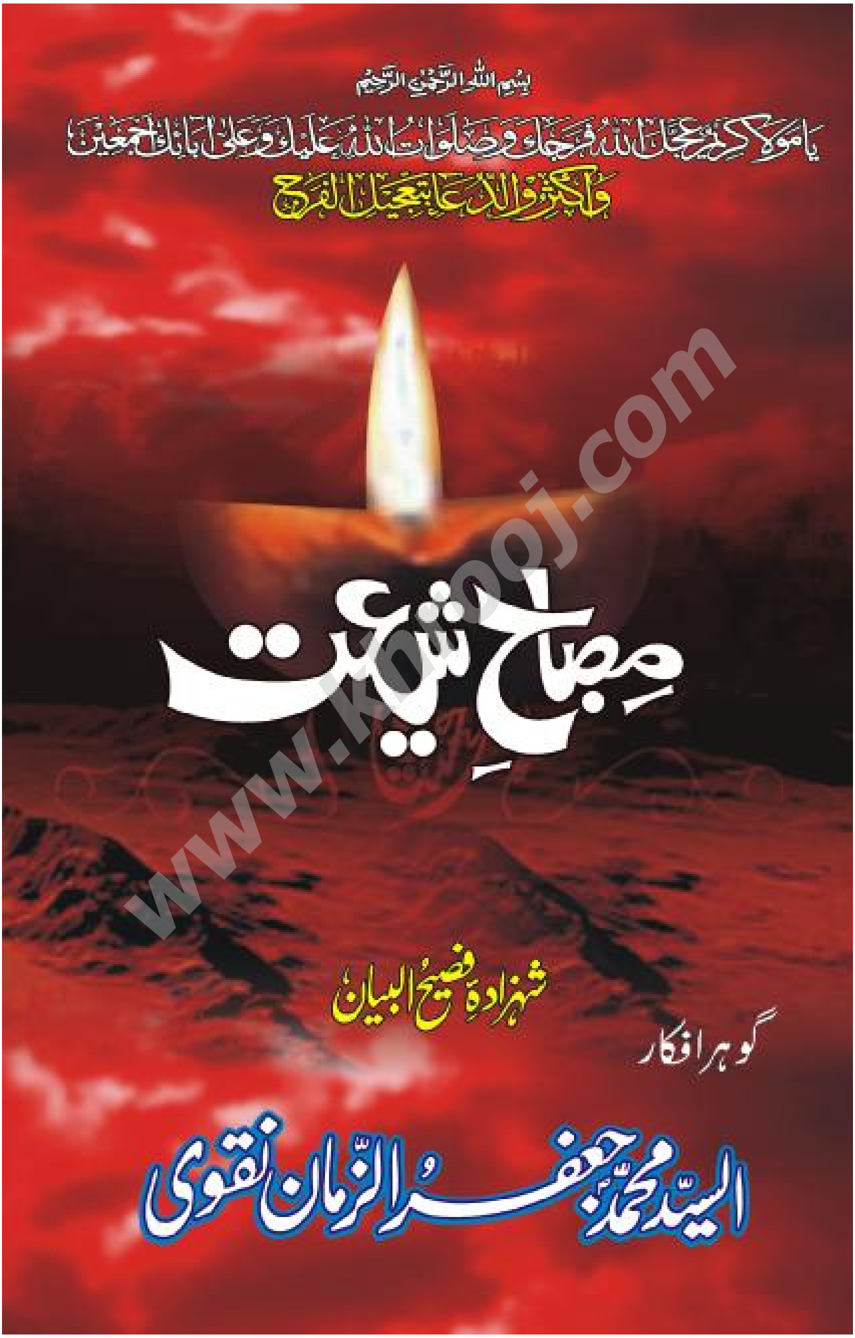


www.khrooj.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک و علی آبائک اجمعین

و اکثروا الدعا بتعجیل الفرج

# مصباحِ شیعت

شہزادۂ فصیح البیان

## السید محمد جعفر الزمان نقوی

www.khrooj.com

www.khrooj.com

| | |
|---|---|
| مصنف کا نام | مخدوم السید محمدؒ جعفرؒ الزمان نقوی البخاری |
| کتاب | مصباح شیعت |
| مرتب | مہتاب اذفر |
| تکنیکی معاونین | علی رضا، بلال حسین |
| سنئہ اشاعت | 2022ء |
| تعداد | 500 |
| ایڈیشن | ششم |
| پرنٹرز | فدک پرنٹنگ پریس لاہور |
| پبلشرز | القائم ویلفیئر ٹرسٹ (رجسٹرڈ) کراچی |
| | کمرہ نمبر 11 سیکنڈ فلور اے اینڈ کے چیمبر 14 |
| | ویسٹ وہارف روڈ کراچی پوسٹ کوڈ 74000 پاکستان |
| فون نمبرز | 021-32205037,32311979,32311482 |
| ای میل | Email: klbehyder@yahoo.com |
| ملنے کا پتہ | المنتظرین پبلی کیشنز جمن شاہ ضلع لیہ |
| فون نمبر | WhatsappNo : 03007314573 |
| ویب سائٹ | www.Khrooj.com |
| ای میل | Email.jammanshah@gmail.com |

ISBN:- 969-8806-33-4


www.khrooj.com

یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک و علی آبائک اجمعین

# انتساب

اپنے استادِ معظم المکرّم کے نام

کہ جن کی ذات اقدس مجھ ناچیز کا سرمایہ حیات اور عطا کندہ شعور و آگہی ہے اب اب کا داغ مفارقت قلب مضطر کو ناسور بن کر تا حیات رستا رہے گا

مہتاب اذفر

www.khrooj.com

بسم الله الرحمن الرحیم

یا مولا کریم عجل الله فرجك و صلوات الله علیك

# فہرست عناوین


| نمبر شمار | عنوان | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| 1 | تقریظ جناب آغا عبدالحسین سرحدی فیصل آباد | 1 |
| 2 | تقریظ جناب آغا محمدؐ ابوالحسن موسوی اسلام آباد | 3 |
| 3 | عرض مرتب | 9 |
| 4 | شیعت و تشیع | 12 |
| 5 | اعتقادات | 15 |
| 6 | عدل | 19 |
| 7 | نبوت | 22 |
| 8 | آباء واجداد پیغمبر صلی الله علیه و آله وسلم | 56 |
| 9 | امامت | 60 |
| 10 | جناب شہنشاہ معظم امیر کائنات علیه الصلوات والسلام | 87 |
| 11 | جناب ملکہ عالمین صلوات الله علیها | 103 |
| 12 | جناب امام حسن المجتبیٰ | 136 |
| 13 | جناب امام ابوعبداللہ الحسین علیه الصلوات والسلام | 149 |


www.khrooj.com

| صفحہ نمبر | عنوان | نمبر شمار |
|---|---|---|
| 160 | جناب امام علی زین العابدین علیه الصلوات والسلام | 14 |
| 173 | جناب امام محمدؐ الباقر علیه الصلوات والسلام | 15 |
| 187 | جناب امام جعفرؐ صادق علیه الصلوات والسلام | 16 |
| 199 | جناب امام موسیٰ الکاظم علیه الصلوات والسلام | 17 |
| 217 | جناب علی الرضا علیه الصلوات والسلام | 18 |
| 229 | جناب امام محمد تقی علیه الصلوات والسلام | 19 |
| 238 | جناب امام علی النقی علیه الصلوات والسلام | 20 |
| 253 | جناب امام ابو محمد حسن العسکری علیه الصلوات والسلام | 21 |
| 280 | حجت العصر عجل الله فرجه الشریف | 22 |
| 300 | عقائد بعد الموت | 23 |
| 334 | الفروعات | 24 |
| 368 | المعتقدات عامہ | 25 |
| 404 | شعائر مذہب | 26 |
| 467 | القائم ویلفیئر ٹرسٹ (رجسٹرڈ) کراچی کی مطبوعات | |



......☆......

www.khrooj.com

يا مولا كريم عجل الله فرجك و صلوات الله عليك

# تقریظ بالحق الوشیظ

از علامہ الجلیل الصمدی جناب آغا عبدالحسین سرحدی مبلغ شیعہ فاضل سنہ شرقیہ تمغہ استداد قومی ایجوکیشن، پرنسپل درس آل محمدؐ جعفریہ کالونی فیصل آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حاضر پیشکش کو دیکھا پڑھا!

گل سرسبد سادات نقویہ، شناور علوم ظاہریہ و باطنیہ جناب مستطاب مخدوم سید محمدؐ جعفرؑ الزمان نقوی البخاری صانہ الرحمٰن عن الحدثان سے گواب تک ملاقات نہیں ہوئی مگر بموجب

درسخن مخفی منم چوی بوئے گل در برگ گل  هرکہ دیدن سیل دارد درسخن (بیند) مرا

میں نے تحریر میں ان کی معنوی تصویر دیکھ لی ہے

موصوف (جو وحدت امت کے داعی، اشاعت حق کے ساعی، قوم کے ہمدرد، ایک منافی الذکر اور خوش فکر سکالر Scholar ہی نہیں بلکہ ایک بالغ نظر سائنس دان اور سب سے بڑھ کر ایک عملی انسان بھی ہیں) نے بڑی دلسوزی اور عرق ریزی سے بمصداق دریا (بباب) اندر یہ شاہکار تیار کیا ہے جس کا ایمان پرور پس منظر منصف مزاج قاری کو اس بات کی اپیل کرتا اور دعوت دیتا ہے کہ

ووال اناسا قولهم وحديثهم  روى جدناعن جبرئيل عن البارى

www.khrooj.com

کہ ان ذوات مقدسہ سے محبت کرو جن کا قول وحدیث ہے کہ ہمارے جد اطہر سرکار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرئیل سے اورانہوں نے رب العالمین سے روایت کی ہے اوران عدیل قرآن سے وابستہ ہو جاؤ جن کی اطاعت واجب مؤدت اجر رسالت اوراتباع موجب نجات ہے

انشا اللہ شیعہ شناسی کے موضوع پر یہ ارمغان ذیشان متلاشیان حق کے لئے ایک روشن دلیل اورسنگ میل ثابت ہوگا جس میں فقہ اکبر واصغر (اصول وفروع) ہر دو کو مدلل، جامع ومانع، دلچسپ اورلطیف پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے

سید موصوف نے مذہب حقہ کے اس مرقعہ میں نہایت پرکاری سے اپنے فکری اجتہاد کی گلکاری کی ہے اورموتی پروئے ہیں

دھڑک رہے ہیں ہر اک لفظ میں نئے مفہوم
چمن میں جیسے شگوفے ، فلک پہ جیسے نجوم

بے اندازخوبیوں سے مالا مال اس تحفہ باکمال پر لائق مؤلف کو یہ کہتے ہوئے کہ

''ایں کار از تو آید ومرداں چنین کنند''

مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دست بدعا ہوں کہ اللہ پاک آپ کی توفیقات خیر میں اضافہ فرمائے تاکہ مومنین باتمکین آپ کے ثمرات حیات اورفکری عنایات سے تادیر یونہی متمتع اورمستفید ہوتے رہیں

آمین بجاہ سید المرسلین وآلہ الطیبین صلوات اللہ علیہم اجمعین

www.khrooj.com

يا مولا كريم عجل الله فرجك و صلوات الله عليك

# تقریظ والتوثیق الحق

از علامہ الجلیل الصمدی جناب آغا محمد ابوالحسن موسوی المشہدی رئیس دارالتبلیغ الجعفریہ اسلام آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدلله والصلواة والسلام علی آل الله ولعنة الله الدائمة علیٰ اعداء الله

مذہب مقدس تشیع روحانیت کا علمبردار اور نورانیت وملکوتیت کا آئینہ دار ہے جو ہر دور کے ظلم واستبداد کے سامنے سیسہ پلائی دیوار کانهم بنیان مرصوص بنا رہا ہے

حرم مقدس تشیع کی پاسداری عقیدہ ولایت عزاداری کی تبلیغ ،ترویج میں ہمارے مقدسین اور روحانیین کبھی غافل نہیں ہوئے اور نہ ہی ادوار کی سختی ان کو خوف زدہ کر سکی ہے

☆أَلا إِنَّ أَوْلِيَاء اللّهِ لاَ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُون

اس لیے کہ یہ مذہب حکومتی ایوانوں اور سیاست مذمومہ کی پیداوار نہیں بلکہ حضرت محمدؐ وآل محمد علیہم صلوات والسلام کا مذہب ہے حکومت کے سایہ میں نہیں بلکہ تلواروں کے سایہ میں بہتے خون کے دریائے شہادت پر سفینہ رواں رہا ہے لاتعداد مظالم

www.khrooj.com

ہوئے اور مزید ظلم ابھی اٹھانے ہیں جب تک وارث مظلومان حضرت والی دوراں صاحب العصر والزمان عجل اللہ فرجہ الشریف کا ظہور نہیں ہوتا

اگر موجودہ مشکلات ومہالک سے کوئی گھبراتا ہے اور مشکک ہورہا ہے تو وہ روح مذہب سے نابلد ہے معلوم ہونا چاہیے کہ تائید ربانی اور امداد ظاہری و باطنی حضرت غوث اعظم الٰہی عجل اللہ فرجہ الشریف ہمیشہ اصل ایمان کے شامل حال رہی ہے اور رہے گی ہاں اس خیمۂ نور کی راہ میں شیطان نے بھی مورچہ لگایا ہوا ہے ابلیسی جاسوس اور استعماری مزدور اور ایجنٹ اغیار کے اشارے پر ہماری صفوں میں آجاتے ہیں مگر وہ ہمیشہ اپنے مقاصد مذمومہ میں خائب وخاسر رہے ہیں

خسر الدنیا والاخرۃ

اہل اللہ اور فقراء نے ہر فتنہ کا استحصال وابطال فرمایا ہے سرزمین پاکستان میں شروع سے اب تک ہمارے مذہب کی جس قدر تبلیغ وترویج ہوئی یہ سب فقراء اولیاء کرام اور صحیح العقیدہ موالی علماء کرام وذاکرین عظام کی شب وروز کی انتھک کاوش کا ثمر ہے جنھوں نے نامساعد احوال کے باوجود جہاد مقدس کا فریضہ سرانجام دیا ہے

گذشتہ زمانہ میں حضرت مبلغ اعظم علامہ محمد اسماعیل، تقتہ الاسلام علامہ محمد بشیر انصاری، ضیغم اسلام علامہ مرزا یوسف حسن لکھنوی، آیت اللہ السید محمد عارف نقوی، آیت اللہ آغا السید ضمیر الحسن الرضوی النجفی، علامہ جلیل منہامہ نبیل قاضی سعید الرحمان علوی اعلی اللہ مقامہم اجمعین جیسے عظیم المرتبت علماء اعلام تھے تو ساتھ ذاکرین ذی وقار بھی تھے مگر کشت عرفان ووجدان کی آبیاری ملنگوں اور فقراء کے مقدس خون سے ہوئی۔ آج علماء فقراء اور ملنگوں کے خلاف جب دیدہ دہنی کرتے ہیں تو عرش

اِلٰہی کانپ جاتا ہے آج سجا سجایا منبر مل گیا مگر معلوم نہیں کہ اس کو سجانے میں کیا خرچ ہوا ہے ہمارے بزرگ سید السادات فخر اولیاء زین الفقراء حضرت باواسخی زمان شاہ موتیاں والی سرکار قدس اللہ سرہ العزیز نے جب تبلیغ عزاداری کی اور سینکڑوں جگہ پر امام بارگاہ تعمیر کرائے تو کئی ایسے امام بارگاہوں کی زیارت ہم نے کی جہاں شہید فقراء اور ملنگوں کے مزار پر انوار ہیں جنہوں نے مشن مقدس کی انجام دہی میں جام شہادت نوش فرمایا ہے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ ہمارے سادات عظام کے اولیاء اللہ☆ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

زمانہ بدلتا ہے حالات تبدیل ہوتے ہیں مگر حقیقت کبھی تبدیل نہیں ہوئی سنت اِلٰہیہ یہ ہے کہ مذہب حقہ کی نشرواشاعت ہو لہٰذا اس پرفتن اور ایں جہان مقصدین شیطانی بربط بجا رہے ہیں اور ملاں لوگ اپنی قوس طعن الملک کی دھن میں مگن ہیں دراصل مکر نے اصل فقر کا مقدس لبادہ اوڑھ لیا ہے مگر

وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْن

کچھ فقیر کہلانے والے سیاست کی دکان بھی چمکاتے ہیں فقراء کا سیاسی مداریوں کے حق میں بیان دینا یا تائید کرنا یا اہل حکومت کی خوشامد کرنا فقراء کی شان کے خلاف ہے اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو وہ فقیر نہیں بلکہ بھکاری ہے مومنین کرام کو فقراء اور بھکاریوں میں فرق سمجھنا چاہیے ہر طرف نفسا نفسی کا محشر بپا ہے پرآشوب حالات میں سید بزرگوار سلالتہ السادات الاطیاب حضرت آیت اللہ العلامہ العارف باللہ مجتہد دام اللہ ظلہ الشریف کے فرزند ارجمند زبدۃ الواصلین سید السالکین افتخار المحققین جناب مخدوم السید محمد جعفر الزمان النقوی دام اللہ ظلہ العالی سے تائید حضرت ولی عصر

www.khrooj.com

عجل اللہ فرجہ الشریف سے تبلیغ حق کا مشن مقدس پورے اہتمام اور روحانی جمال وجلال کے ساتھ شروع فرمایا ہے جناب مخدوم المخادیم انسان العین وعین الانسان شہزادہ مخدوم السید محمد جعفر الزمان النقوی حفظہ اللہ مقالی عن الحدثان ، شریعت ، طریقت ، معرفت وحقیقت کے اسرار ورموز سے نہ صرف خود آگاہ ہیں بلکہ بحرانوار پر امواج کے شناور وخواص ہیں اور متوسلین کو حریم قدس حضرت روح جہان ہستی حجت ابن حسنؑ العسکری عجل اللہ فرجہ الشریف تک پہنچا ہی رہے ہیں ، اِن کا ہر روحانی کمال در حقیقت تائید مظہر ذوالجلال ہے

☆ذَلِكَ فَضۡلُ اللَّهِ يُؤۡتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِيمِ

راہِ سلوک کی راہنمائی کرنے والے اس عظیم راہنما کو ہم سلام عقیدت پیش کرتے ہیں آپ نے اپنی روحانیت وتحقیق کی بدولت خالصیت کے کئی بت گرادیئے ہیں

ہمارے ہاں سب سے بڑا بحران علوم باطنی کی ترویج وتعلیم نہ ہونے سے پیدا ہوا ہے فقہ اور ظاہری علوم قشدی ملاؤں کا اوڑھنا بچھونا ہے موجودہ روحانی واعتقادی اِنحطاط کے ذمہ دار ہی ظاہر بین علماء ہیں گذشتہ ادوار میں ہمارے اسلاف ظاہری وباطنی علوم پر دسترس رکھتے تھے جیسا کہ کتب قدیمہ سے عیاں ہے پہلے اہل عرفان کے سلاسل طیبہ موجود رہے ہیں مگر پھر ظاہر پرست ملاؤں نے دشمن اسلام واہلبیت علیہم الصلوات والسلام کے اشارے اور حکم پر گہری سازش کے تحت اہل عرفان اور فقراء کو ختم کردیا اور اہل اللہ پر کفر وشرک کے گولے برسائے اور کچھ واصلین کاملین پر ابلیس کی انگیخت پر مختلف الزامات لگا دیے گئے ۔ انہی لوگوں کے متعلق سورۂ کہف میں اِرشادِ خداوندی ہے کہ

☆الَّـذِيْـنَ ضَـلَّ سَـعْيُهُـمْ فِيْ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعاً()أُولَئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ

(سورہ الکہف105)

یہ وہ لوگ ہیں جن کی زندگی کی تمام کوششیں ضائع ہوگئیں اور وہ یہی گمان کرتے ہیں کہ یقیناً وہ اچھے کام کر رہے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کی آیتوں اور ملاقات سے انکار کیا، پس ان کے اعمال بے کار ہو گئے

سادہ لوح عوام کو اہل معرفت سے دور کرنے کی حتی المقدور سعی نافرجام کی گئی حضرت شیخ اکبر ابن عربی قدس سرہ ہوں یا ملا صدرا طاب ثراہ شیخ اجل اولا شیخ احمد احسائی ہوں یا سید امجد کاظم رشتی طاب ثراہما یا ان کے پاک باز نور ولایت سے منسور موسی قلمب وقوادر کھنے والے سب اہل عرفان ظالموں کے مظالم کا شکار ہوتے رہے ہیں ہر سو اندھیرا چھا گیا پھر غیرت الٰہی جلال میں آئی اور اہل عرفان وصاحبان وجدان کے قلب پاک سے نکلنے والی دعا نے عرش الٰہی پر پردہ استجابت کو ہلا دیا تو سادات کے خانوادہ بزرگ کے فرد مزید حضرت آیت اللہ العظمی آقائی سید روح اللہ موسوی خمینی اعلی اللہ مقامہ کو خدا نے موید فرمایا جنہوں نے عرفان پر لافانی تحریریں ثبت قرطاس کر کے دنیائے وہابیت میں تلاطم برپا کردیا سرکار کی تحریک پر اور اہل علم بھی کھل کر سامنے آ گئے جس کے نتیجہ میں چہار اطراف عرفانی پھر سے جگمگانے لگے ملاں آں باشد کہ چپ نہ وشود کے مصداق بعض ملاؤں نے جن کا شہر یہ اب بھی ایران سے آتا ہے کہا کہ خمینی تو صوفی ہے

إِنَّا لِلّهِ وَإِنَّـا إِلَيْهِ رَاجِعون

یہ صدی امام عصر عجل اللہ فرجہ الشریف کی صدی ہے لہٰذا اگر مادیت عروج پر ہے تو دکھی سسکتی انسانیت روحانیت کی متلاشی ضرور ہے ہر صاحب شعور عقل سلیم وطبع مستقیم رکھنے والا یہ جان چکا ہے کہ عرفان کے بغیر عبادات بے روح ہیں

ہماری شروع سے یہ کوشش رہی ہے کہ ظاہری علوم کے ساتھ باطنی علوم کی ترویج کی جائے الحمداللہ ہمارے برادر بزرگوار نے بھی اسی مقدس کام کا بیڑہ اٹھایا ہے اس کتاب سے پہلے بھی آپ نے متعدد کتب مبارکہ کے ذریعہ ملت کو نئی سوچ اور فکر عطا فرمائی ہے بے شک ایسی نوری فکر مستقیم کی ضرورت تھی اور ہے، اسی مکتب مقدس کے لیے ہم نے پچاس سے زائد کتب تقدیم ملت کی ہیں ہمیشہ نماز شب میں گریہ وزاری کے ساتھ دعا کی کہ کوئی صاحب نظر اس سنگلاخ اور پر ہول صحرا میں طریقت کی پر پیچ راہوں کا ساتھی ہو اور جو مشکیزۂ آبِ معرفت وعرفان سے راہِ سلوک کے درماندہ مسافروں کو جام شیرین پلائے

الحمداللہ حضرت سلطان جہاں مظہر جلال کبریائی سرکارِ رجعتؑ ابن العسکری عجل اللہ فرجہ الشریف کی تائید سے جناب مورّخ مخدوم صاحب حفظہ اللہ نے جہاد شروع فرمایا ہے یہ کتاب اسی سلسلہ نور کی کڑی ہے جس میں انہوں نے اعتقادات، اصول، فروع اور احوال آئمہ اطہار علیہم الصلوات والسلام جامع انداز میں بیان فرمائے ہیں خداوند کریم سرکار مخدوم المخادیم مؤلف کتاب ہذا کی توفیقات صالحات میں اضافہ فرمائے تاکہ مزید خدمت دین کر سکیں اور مومنین کرام اس کتاب لذات خطاب سے استفادہ کامل کر سکیں

یارب محمدؐ و آل محمدؐ صل علیٰ محمدؐ و آل محمدؐ و عجل فرج آل محمدؐ بقائمھم
عجل اللہ فرجہ الشریف و صلوات اللہ علیہ

www.khrooj.com

بسمہٖ تعالیٰ

یا مولا کریمؑ عجل اللہ فرجہ الشریف

# عرضِ مرتب

عرصہ دراز سے اس امر کی ضرورت شدت سے محسوس کی جا رہی تھی کہ کوئی ایسی کتاب ہو جس کو پڑھنے سے اس امر سے آگاہی ہو سکے کہ شیعہ مذہب کیا ہے، اس کے اصول و فروعات کی حیثیت کیا ہے، اس کے عقائد و مسلمات کیا ہیں، اس کے اصول و ضوابط کیا ہیں، اس میں رائجہ رسوم و رواج کی حقیقت کیا ہے، ان مذہبی رسوم کی ادائیگی کا طریقہ کار کیا ہے، اس مذہب میں آداب و شرائط کی ظاہری و معنوی حیثیت کیا ہے، دینی فرائض کی بجا آوری مؤدبانہ انداز میں حضوریِ قلب کے ساتھ کس طرح کرنا چاہیئے

درحقیقت واقعہ کچھ یوں ہے کہ ایک غیر جانبدار اور کھلے ذہن کا ایک اجنبی استاذی المکرّم شہزادۂ ذی وقار جناب السید مخدوم محمد جعفرؒ الزمان نقوی البخاری کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضور میرا ظاہری تعلق اہل سنت والجماعت سے ہے مگر میں اطمینان قلب کی نعمت سے محروم ہوں آپ مجھے کوئی ایسی کتاب عنائت فرمائیں یا کسی ایسی کتاب کا نام بتائیں کہ جس کے مطالعہ سے مجھے یہ معلوم ہو سکے کہ شیعہ مذہب کیا ہے؟ چونکہ میں ایک کھلے دل و دماغ کا حامل ہوں اس لئے اگر مجھے اس مذہب میں حقانیت و صدق نظر آیا کہ جس کا میں متلاشی ہوں تو کوئی وجہ نہیں کہ

www.khrooj.com

میں اس مذہب کی پیروی نہ کروں
استاد گرامی القدر فرماتے ہیں کہ اپنے وسیع ترین مطالعہ اور علمی استعداد کے باوجود میں اس آدمی کو کسی ایسی کتاب کا نام بتانے سے قاصر رہا کہ جس میں اس کے مطلوبہ سوالات کا تسلی بخش جواب موجود ہو اور بے اختیار میرا سر جھک گیا اور یہی بات اس زیرنظر کتاب کے تحریر کرنے کا محرک و موجب بنی

یہ حقیقت ہے کہ فقہی مسائل پر علماء عظام نے بہت بڑی اور ضخیم کتابیں لکھی ہیں مگر وہ عام آدمی کی سمجھ سے بالاتر ہیں، مناظرانہ انداز میں طویل ترین بحثیں آج بھی کتب میں موجود ہیں جس میں اپنے مذہب کی سچائی اور غیروں کی تکذیب کی حتی الوسع کوشش کی گئی ہے مگر میں پورے وثوق کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کہ اس کتاب میں نہ تو کوئی ایسی علمی بحث ہے جو عوام کے سمجھنے سے باہر ہو اور نہ ہی کسی دوسرے مذہب پر تنقید کی گئی ہے کیونکہ تعن و تشنیع سے کسی کی تکذیب کر کے اپنے آپ کو سچا ثابت کرنا استادی المکرّم کے نزدیک علمی جارحیت ہے اور وہ اس کے سخت خلاف ہیں

اس کتاب میں لمبی چوڑی مذہبی بحث میں الجھے بغیر انہوں نے اپنے شیعہ مذہب کے بنیادی اصولوں کی وضاحت اس سادگی سے فرمائی ہے کہ جس سے بلا امتیاز مذہب ہر خاص و عام مستفیض ہو سکے اور کوئی الجھن، کوئی اشتباہ باقی نہ رہے

## ہائے افسوس!

کہ آج جب ہم اس کتاب کی اشاعت میں مصروف ہیں وہ چراغِ شب یلدا، علم وعرفان کے وہ بحر ذخار کہ جس سے بلا امتیاز مذہب وفرقہ ہر شخص اپنی مطلوبہ پیاس بجھاتا تھا، شفقت و رحمت کے شمسِ ضیا بار کہ مذہبی طور پر اس اندھیر نگری

میں جن کی ذات بابرکات سے ایک دنیا صراط مستقیم کے حصول میں کامیاب وکامران ہوئی ہمارے درمیان موجود نہیں ہیں کہ 8 فروری 2003ء بمطابق 6 ذوالحجہ 1423 ہجری ہفتہ کی رات کوانہوں نے داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے ہمیں داغ مفارقت دیا

## إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّـا إِلَيْهِ رَاجِعون

دعا ہے کہ انہوں نے جس پاک مقصد کے لئے اپنی پوری زندگی وقف کی اور اپنی حیات طیبہ کا ہر لمحہ جس مشن کی ترویج کے لئے صرف فرمایا مولائے کائنات امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف ان کے اس مقصد کو پورا فرمانویں اور یہ سفینۂ نجات اپنے ساحل مراد پر پہنچے۔شہنشاہ زمانہ منعم ازل وابد ہادی دوراں سرکار رجعت، قائم آلِ محمد عجل اللہ فرجہ الشریف کا ظہور فوراً سے بھی پیشتر ہواور پوری کائنات پران کی ظاہری وابدی حکومت کا قیام ہو ............ آمین یارب العالمین

آخر میں اپنے مرشد السید سائیں شبیر حسین کاظمی کا بھی نہائت عجز وانکساری کے ساتھ ممنون وشکر گزار ہوں جو آقائی وسیدی ومرشدی دامہ ظلہ تعالیٰ کے انتظار امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے مشن کو احسن طریقے سے آگے بڑھارہے ہیں

ان کے علاوہ جناب سید مظہر حسین موسوی صاحب آف کراچی کا بھی شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جو اپنی تمام ترتوانائیوں کو بروکار لاکر نشر واشاعت کے اس عظیم کام کو بخوبی سرانجام دے رہے ہیں اور سید مسرت عباس، زوار اقبال حسین ،ابجر مہدی، علامہ غلام شبیر آف لاڑکانہ اور تکنیکی معاونین سید یحیٰ حسن رضوی، علی رضا، بلال حسین خان، محسن عباس صاحب کا بھی مشکور ہوں......والسلام

مہتاب اذفر

www.khrooj.com

هوالسبوح القدوس اللرب الملائكة و الروح هوالبديع الانوار والارواح
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

# شیعت و تشیع

دوسرے مذاہب کے لوگ سوچتے ہیں کہ شیعہ کیا ہوتے ہیں؟ اور بعض شیعہ حضرات بھی اپنے عقیدہ کے متعلق بنیادی معلومات نہیں رکھتے اس لئے ہم شیعیت کا جامع تعارف کروانے کے لئے یہ سب کچھ پیش کر رہے ہیں

## لفظ شیعہ و تاریخ

دوستو! لفظ ''شیعہ'' کے لغوی معنی ساتھ چلنے والا، نقش قدم پر چلنے والا، پیروی کرنے والا، طرفداری کرنے والا، اطاعت کرنے والا، کے ہیں

اصطلاحاً شیعہ اس مذہبی جماعت یا فرقہ کے افراد کو کہتے ہیں جو امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام سے محبت کرنے والے، انہیں خلیفہ بلافصل سمجھنے والے، ان کی اور ان کے بعد ان کے اوصیائے اطہار علیہم الصلوات والسلام کی پیروی کرنے والے ہوں

اس معنی میں یہ لفظ سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے سے رائج تھا اور امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے محبوں اور ان کی اطاعت کرنے والوں کو یہ نام سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی نے عطا فرمایا تھا جیسا کہ دیگر برادران اہل سنت کی معتبر کتابوں میں بھی یہ حدیث لکھی ہوئی ہے

☆قال یا علی علیہ الصلوات والسلام انتم علی اللہ و شیعتك راضین مرضیین
(مجمع الزوائد--161/9)

www.khrooj.com

اسی طرح کہیں اولئك هم خير البريه کی تفسیر میں لکھا ہے یا علیؑ انت و شیعتك
اسی طرح کہیں یہ فرمایا گیا ہے یا علی علیہ الصلوات والسلام انت و شیعتك هم الفائزون
یعنی احادیث کثیر میں امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام سے محبت کرنے والوں اوران کی اتباع کرنے والوں کو شیعہ کہا گیا ہے اور اس کثرت سے شیعان امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام کے فضائل بیان ہوئے ہیں کہ اہل سنت کے بہت بڑے مناظر شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تحفہ اثناعشریہ میں لکھنے پر مجبور ہو گئے کہ اصلی شیعہ ہم تھے مگر یہ نام رافضیوں نے اختیار کرلیا تو ہم نے دوسرا نام اختیار کیا یعنی شیعہ کا لفظ سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان وحی ترجمان سے ہمیشہ امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے چاہنے والوں کے لئے استعمال ہوا ہے

اب اگر ہم تاریخ شیعہ دیکھیں تو ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ خم غدیر کے اعلان سے بھی پہلے مسلمانوں میں ایک جماعت ایسی موجود تھی جو امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام سے محبت کرتی تھی اور وہ سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر میں بھی سب سے زیادہ محبوب تھی یعنی تشیع کی بنیاد سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود رکھی اور اعلان غدیر کے بعد تو وہ جماعت اور نکھر کر سامنے آ گئی

اس لئے ہمیں اس نام پر فخر ہے کہ یہ ہمیں اللہ جل جلالہ کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عطا فرمایا ہے اور یہ بھی ہے کہ انہوں نے شیعوں کو نجات کی بشارت دی ہے، جنت کی بشارت دی ہے، کامیابی کی بشارت دی ہے، روز حشر نوری منبروں پر بیٹھنے کی بشارت دی ہے، حوض کوثر پہ سیراب ہونے کی بشارت دی ہے

دوستو! جو لوگ شیعہ کے بارے میں غلط الفاظ استعمال کرتے ہیں وہ ایک طرح سے

سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمودات کی تکذیب کرتے ہیں اور یہ بہت بڑا جرم ہے کیونکہ سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس کی تعریف کریں اس کی توہین کرنا کتنا بڑا جرم ہے یہ خود سوچ لیں

یارب محمدؐ و آل محمدؐ صل علی محمدؐ و آل محمدؐ و عجل فرج آل محمدؐ بقائمھم
عجل اللہ فرجہ الشریف و صلوات اللہ علیہ

www.khrooj.com

هوالسبوح القدوس اللرب الملائکۃ و الروح هوالبدیع الانوار والارواح
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

# اعتقادات

سب سے پہلے ہم اس سوال کا جواب پیش کرتے ہیں کہ شیعوں کے اعتقادات کیا ہوتے ہیں؟

شیعہ مکتبہ فکر میں پانچ اصول دین مانے جاتے ہیں

## (1) توحید (2) عدل (3) نبوت (4) امامت (5) قیامت

حقیقت یہ ہے کہ کسی بھی دین میں جو اصول دین ہوتے ہیں وہ بنیادی اعتقادات ہی ہوتے ہیں، کسی بھی دین کے اصول کا جو منکر ہوتا ہے وہ اس دین کے نقطہ نظر سے دین سے خارج قرار پاتا ہے اور خارج از دین کے لئے ''کافر'' کا لفظ بطور اصطلاح استعمال ہوتا ہے اس لئے اصول دین کو بنیادی حیثیت حاصل ہوتی ہے لیکن اصول دین بنانے والوں کی بھی اپنی کچھ مجبوریاں اور حالات ہوتے ہیں اور انسان کتنا ہی کامل کیوں نہ ہو وہ نقص سے پاک نہیں ہوسکتا

مکتب تشیع نے جتنے اصول دیئے ہیں ان کے بنیادی مآخذ قرآن مقدس، احادیث اقدس اور فرامین آئمہ اطہار علیہم الصلوات والسلام ہیں

اصول دین بنانے والوں نے دراصل انہی تین ماخذ سے دین کے بنیادی اصول اخذ کیئے ہیں اور ان میں سے کچھ اصول تو ضرورت کے تحت پیش کیئے ہیں اور کئی اصول ایسے بھی ہیں جو ہیں تو اصول مگر وہ اصول ماتحتہ کہلاتے ہیں جنہیں مذہب و

www.khrooj.com

دین کی مصلحتوں اور حالات کی نزاکتوں کی وجہ سے کئی اصولوں کے ماتحت رکھ دیا جاتا ہے جو سرسری بینی سے دریافت نہیں ہو سکتے اور انہیں علمائے اعلام اور عرفائے عظام ہمیشہ اپنے مجالس و محافل علمی میں دلائل سے منکشف فرماتے ہیں وہ بھی انہی اصول دین کی طرح اہم ہوتے ہیں اور ان کے منکرین کو بھی اصول خمسہ کے منکرین کے برابر سمجھا جاتا ہے ان کا ذکر اپنے مقام پر ہوگا

## توحید

یہ اصول صرف اصول دین ہی نہیں بلکہ اصل الاصول ہے یعنی سارے اصول اسی سے شروع ہوتے ہیں اور اسی کے ماتحت رہتے ہیں اور اس سے کوئی بھی اصول تجاوز نہیں کرتا

شیعہ کا پہلا اصول یہی ہے کہ اللہ جل جلالہ کو ایک اکیلا مانا جائے یعنی وہ احد ہے لاشریک ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اس کے مظہر یعنی اس کے صفات کو ثابت کرنے والے اور اس کی ذات وصفات کا مظاہرہ واظہار کرنے والے بہ الفاظ دیگر اس کی ذات و صفات کو ثابت کرنے والے اس کے جو نمائندے ہیں وہ اس کے مظہر ہیں، اس کے نمائندے اس کے نور سے ہیں مگر اس کے شریک نہیں ہیں

اس دور میں مظہریت اور شرک میں جو خطِ فاصل ہے یا سرحدِ تمیز ہے اسے مٹا کر عام طور پر اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے کسی مظہر کا ذکر کرنے والوں پر شرک کے فتوے عائد کئے جاتے ہیں جو بلا جواز ہیں، اس عقیدے میں شرط یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ کو ایک مانا جائے، اس کا کسی کو شریک نہ مانا جائے، اس کی جو صفات کلام الٰہی میں بیان ہوئی

ہیں انہیں حق مانا جائے اور اس کی کسی بھی صفت و اسم سے انکار نہ کیا جائے

## تشبیہ و تنزیہ

صاحبان اِلٰھیات نے آئمہ اطہار علیہم الصلوات والسلام کے فرامین کے مطابق فرمایا ہے کہ توحید کو سمجھنے کے لئے تشبیہ کی ضرورت ہوتی ہے اور اس کی ذات کو سمجھنے کے لئے تنزیہ کی ضرورت ہوتی ہے، ایک ناپختہ شعور بچے کو جب اللہ جل جلالہ کا تعارف کروایا جاتا ہے تو اسے سمجھانے کے لئے تشبیہات و مثالوں کی ضرورت ہوتی ہے مگر جب شعور میں اس کی ذات کے بارے میں ایک خاکہ بن جائے تو اس کے بعد تنزیہ کی ضرورت ہوتی ہے یعنی وہ ذاتِ واحد جملہ تشبیہات سے منزہ و پاک ہے

☆لا جسم لہٗ، لا اسم لہٗ، لاصفات لہٗ، لا ذات لہٗ

یعنی وہ ایک ایسی ذات ہے جس کا نہ کوئی جسم ہے، نہ اسم ہے، نہ اس کی کوئی صفات ہیں اور نہ ہی اس کی کوئی ذات ہے۔اس لئے فرمان یہ ہے کہ اس قدر تنزیہ نہ کرو کہ اس کی ذات واجب الوجود کی نفی ہو جائے یا وہ ذاتِ واجب الوجود ہی معدوم ہو جائے اور نہ تشبیہ میں اتنا مبالغہ جائز ہے کہ وہ مجسم ہو جائے کیونکہ اسے صاحب جسم ماننا بھی شیعہ عقیدے کے خلاف ہے اور اس کے وجود کی نفی کرنا بھی کفر ہے یہ دونوں عقیدے باطل ہیں، تنزیہ کی جو آخری حد ہے اس کے بارے میں امام رضا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا تھا کہ کمال توحید یہ ہے کہ اس کے صفات کی اس کی ذات سے نفی کر دی جائے

اس موضوع پر یہاں تو ابتدائی قسم کی معلومات دی جا رہی ہیں ان کی تفصیل کے لئے

میری کتاب ''افکار المنتظرین'' کی طرف رجوع کریں اس میں سارے خطبات توحید کے بارے میں ہیں

ہمارا یہ عقیدہ بھی ہے کہ اللہ جل جلالہ کے بارے میں ایک اجمالی سا عقیدہ کافی ہے اور اس کی کنہ ذات کو کوئی عقل پا ہی نہیں سکتی اور ادراک اِلٰہی پوری مخلوق کے لئے محال ہے یعنی اس کی ذات، اس کے صفات، اس کے افعال، اس کے خصائص، اس کی عظمت وشان بلکہ اس کے جملہ متعلقات عقل انسانی سے اتنے ہی بعید ہیں جتنی کہ اس کی ذاتِ غیب الغیوب ہے۔ اس کا نہ جن وانسان ادراک کر سکتے ہیں، نہ ملکوت و انبیا ورسل علیہم السلام۔ حتیٰ کہ اس کے حریم ذات کا ادراک اس کے اپنے صفات واسما بھی نہیں کر سکتے، وہ ہمیشہ ہر چیز سے منزہ ہے اور کسی عقل کے ادراک میں آنے سے بھی منزہ وارفع واعلیٰ ہے۔ اس کے بارے میں کیوں اور کیسے کہنے والے ہمیشہ ہلاک ہو جاتے ہیں اس لئے اس کے بارے میں زیادہ غور وفکر کرنے والے کو ہلاکت سے ڈرنا چاہیے جیسا کہ امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا تھا کہ ''جس نے اللہ جل جلالہ کی ذات میں غور وفکر کرنا شروع کر دیا وہ زندیق [کافر] ہو گیا'' یعنی ایک مسلمان کے لئے بس اتنا ایمان کافی ہے کہ وہ احد وواحد ہے اور وہ ہمارے ادراک سے بہت بلند ہے

یارب محمدؐ و آل محمدؐ صل علی محمدؐ و آل محمدؐ و عجل فرج آل محمدؐ بقائمھم
عجل اللہ فرجہ الشریف و صلوات اللہ علیہ

هوالسبوح القدوس الرب الملائکة و الروح هوالبدیع الانوار والارواح
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

# عدل

عدل بھی ہمارے اصول دین میں شامل ہے اور اسے شامل کرنے کی وجہ شیعیت کا امتیاز تھا ورنہ اللہ کے جتنے بھی صفات ہیں وہ سارے ہمارے اصول دین میں شامل ہیں کیونکہ جس طرح اللہ کو عادل نہ ماننے والا شخص کافر ہے اسی طرح اللہ کو عالم، علیم، مدرک، قادر، رازق، محی، اور ممیت نہ ماننے والا بھی مسلمان نہیں ہے یعنی اللہ کی کسی ایک صفت سے انکار اسی طرح ہے جس طرح اس کی ذات سے انکار ہے اور اللہ کی ذات کا انکار کرنے والا مسلمان نہیں ہوسکتا

اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہمارے اصول دین میں عدل کو امتیازی حیثیت کیوں دی گئی ہے جس سے یہ غلط فہمی پیدا ہونے کا امکان پیدا ہو جاتا ہے کہ عدل کے علاوہ اللہ جل جلالہ کے باقی صفات نعوذ باللہ دوسرے درجے کے صفات ہیں

دوستو! اس کی وجہ یہ ہے کہ اموی حکومت کے زمانے میں جو ظلم ہوئے ہیں انہیں ساری دنیا جانتی ہے فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کیا گیا، ہزاروں کی تعداد میں اصحاب کرام علیہم السلام کو شہید کیا گیا، خود مدینے میں موجود صحابہ کرام کی مسلم بن عقبہ ملعون اور حجاج بن یوسف ملعون کے ذریعے بے حرمتی کروائی گئی، ان کی کنواری لڑکیوں کی آبروریزیاں ہوئیں، حفاظ قرآن کو بے دریغ قتل کروایا گیا اور یہ سلسلہ پورے نوے سال تک جاری رہا یہاں ان واقعات کی تفصیل کی گنجائش نہیں ہے اور

www.khrooj.com

نہ ہی میرا مقصد ان موضوعات پر بحث کرنا ہے یہاں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس دور میں جب بھی ظلم وستم کا بازار گرم کیا جاتا تھا تو عوام کی چیخیں نکل جاتی تھیں اور بغاوت کی فضا پیدا ہونا شروع ہوجاتی تھی اس دور میں ان سارے مظالم کو جسٹی فائی (Justify) کرنے کے لئے ایک نظریہ دیا گیا تھا اور وہ تھا......... خیرہ و شرہ من اللہ [نعوذ باللہ] یعنی جو اچھائی یا برائی ہے، تکلیف واذیت ہے، آرام وراحت ہے، کوئی گناہ ہے یا نیکی، کوئی ظلم ہے یا رحم۔ یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے [نعوذ باللہ] اور اس طرح لوگوں کو خاموش کروا دیا جاتا تھا کہ جو ظلم ہو رہے ہیں یہ اللہ کی طرف سے سمجھ کر شکر کرتے رہیں اور کوئی آواز احتجاج بلند نہ کریں جب اس پر کوئی عالم وفاضل آدمی اعتراض کرتا تھا تو جواباً اللہ کی صفت علم کو دلیل بنایا جاتا تھا اور کہا جاتا تھا کہ آپ بتائیں اللہ کا علم ازل وابد تک کے واقعات پر محیط ہے یا نہیں؟

اللہ کا علم ازل وابد تک پر محیط نہ مانیں تو پھر نعوذ باللہ اس کا جہل ثابت ہوگا اور یہ کفر ہے اور اگر اللہ کا علم ازل وابد تک کی ہر چیز پر محیط مانیں تو پھر یہ جو ظلم ہو رہے ہیں یہ ازل سے اللہ کے علم میں ہیں اور ہم سے جبراً وہی یہ ظلم کروا رہا ہے کیونکہ جو چیز اس کے علم میں ازل سے موجود ہے کوئی بھی انسان اس کے خلاف کرنا چاہے بھی تو نہیں کرسکتا اس لئے ہر نیکی، برائی، ظلم وعدل اس کے علم کی وجہ سے اسی کی طرف منسوب مانا جائے گا اور یہ تقدیرِ الٰہی ہے جسے کوئی بدل نہیں سکتا اس لئے خیر وشر اسی کی طرف سے ہے اسی نظریے کی ترویج ہوتی رہی اور بات خواجہ حسن بصری تک پہنچی اور ان کے سامنے جب ایک مجمع عام میں سوال ہوا تو انہوں نے کہا کہ اموی دشمن خدا جھوٹے ہیں۔ اس کلام کے بعد بہت سے لوگوں نے بنی امیہ کے خلاف آوازِ احتجاج

بلند کی اور قتل کر دیئے گئے، اسی دور میں معتزلہ فرقہ نظریاتی بنیاد پر وجود میں آیا جو ایک پوشیدہ لوگوں کی جماعت تھی اور اعتزال الناس [لوگوں سے ترک معاشرت] کی وجہ سے انہیں معتزلہ کا نام دیا گیا انہوں نے اموی ظلم و جبر کے نظریے کو عدل کی صفت سے رد کیا یعنی انہوں نے یہ دلیل دی کہ اللہ عادل ہے اور کسی کو جبری ظلم پر سزا دینا اس کے منصب عدالت کے خلاف ہے اگر ہر چیز ازل سے لکھی ہوئی ہے اور ازل ہی سے جنتی اور جہنمی لوگوں کے فیصلے طے ہیں تو پھر انبیاء علیہم السلام کو کیوں مبعوث فرمایا گیا؟

جنت اور دوزخ، حساب اور حشر کس لئے ہے؟ کیونکہ کوئی بھی معزز فرد اپنے احکام پر عمل کرنے والے کو سزا نہیں دے سکتا۔ یہ خلاف عقل ہے اس لئے جو کام اللہ نے خود کروائے ہیں اس پر سزا یا حساب وحشر کو لاگو کرنا ظلم ہے اور اللہ ظالم نہیں ہے بلکہ عادل ہے، کیونکہ اموی نظریے کی کمر توڑ دلیل عدل تھی اس لئے معتزلہ نے خود کو ''اہلِ توحید والعدل'' لکھوانا شروع کیا اور دوصدی بعد جب شیعہ علم کلام مرتب کیا گیا تو اس میں عدل کو اوّلین مقام دے کر اصول دین میں داخل کیا گیا مگر اس کا مقصد کسی دوسری صفت کی اہمیت کم کرنا نہ تھا بلکہ اپنی امتیازی حیثیت یا معتزلہ کی حمایتی حیثیت کا اعلان تھا ورنہ ہمارے اصول دین میں اللہ کے سارے صفات شامل ہیں اور کوئی صفت بھی دوسرے درجے کی صفت نہیں بلکہ اللہ جل جلالہ کی ہر صفت درجہ اوّل کی صفت ہے اور عدل کو بنی امیہ کی نظریاتی تردید کے اعلان کے طور پر شاملِ اصول کیا گیا تھا

یارب محمدؐ و آل محمدؐ صل علی محمدؐ و آل محمدؐ و عجل فرج آل محمدؐ بقائمھم عجل اللہ فرجہ الشریف و صلوات اللہ علیہ

هوالسبوح القدوس اللرب الملائکة و الروح هوالبدیع الانوار والارواح
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

# نبوت

دوستو! ہمارے اصول دین میں تیسرا اصول ''نبوت'' ہے

نبوت کا دائرہ ایک لاکھ چوبیس ہزار تک وسیع ہے عیسائیت میں انبیا علیہم السلام کی تعداد ایک لاکھ چوالیس ہزار ہے مگر عالم اسلام میں تعدادِ انبیا علیہم السلام ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے اس لئے عقیدۂ نبوت میں ان سب کی نبوت پر ایمان لانا واجب ہے اوران انبیا علیہم السلام میں سے جوکسی ایک نبی کا منکر ہے وہ مسلمان نہیں ہے

شیعہ مسلک کا یہ عقیدہ ہے کہ سارے انبیا علیہم السلام مرتبہ اور فضیلت میں برابر نہیں ہیں جیسا کہ کلام اِلٰہی میں بھی فرمایا گیا ہے کہ بعض انبیا علیہم السلام کو بعض انبیا علیہم السلام پر فضیلت بخشی گئی ہے، ان تمام انبیا علیہم السلام میں سے ہمارے نبی شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا مقام سب سے اونچا ہے اوران کی نبوت کے سامنے سارے انبیاء ما سلف علیہم السلام کی نبوتیں سورج اور ذرے کی نسبت سے بھی کم درجے کی ہیں کیونکہ شہنشاہ خاتم انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات نبی حقیقی ہیں اور باقی سارے نبی ورسول ان کی امت کی طرح ہیں

کُنتُ نَبیاً وَّ آدم بَین المَاء والطِّین کا یہی مفہوم ہے کہ جب جناب آدم علیہ السلام کا جسد خاکی ابھی مراحلِ آب وگل میں تھا تواس وقت بھی آپ جناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی تھے

دوستو! نبوت ایک حد اضافی بھی ہے یعنی نبی کا تصور امت کے بغیر محال ہے جیسے لفظ باپ کا تصور بیٹے کے وجود کے بغیر محال ہوتا ہے۔اسی طرح یہ اس وقت بھی نبی تھے

www.khrooj.com

جب جناب آدم علیہ السلام کا جسد خاکی ابھی مٹی اور پانی کے مراحل میں بھی نہیں آیا تھا یعنی اس وقت بھی ان کی ایک امت موجود تھی اور یہ امت جو ان کی امت مابعد یہ ہے یہ اس امت اوّلیہ سے مختلف ہے اور وہ امت اوّلیہ ارواح انبیا ورسل علیہم السلام تھے اور ☆إِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّيْنَ میں یہی فرمایا گیا ہے کہ اس وقت انبیا علیہم السلام کو نبوت حاصل ہوئی جب وہ ہمارے شہنشاہ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے اور جب تک سارے نبی ان کی ذات پر ایمان لاکر امتی نہیں بنے اس وقت تک انہیں نبوت اور کتاب نہیں دی گئی ، اس طرح سارے انبیا علیہم السلام ہمارے شہنشاہ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی ہیں اور اسی لئے تمام انبیا علیہم السلام یہی دعا فرماتے گئے ہیں کہ اِلٰہی ہمیں اس آخری شہنشاہ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے ساتھ محشور فرمانا

یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ حقیقی نبی صرف ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں باقی سارے مجازاً نبی ہیں جیسے ایک آدمی کشتی میں بیٹھا ہوتا ہے اور کشتی چل رہی ہوتی ہے تو اس کشتی کی وجہ سے ہم اسے متحرک سمجھتے ہیں فی الحقیقت وہ ساکن بیٹھا ہوتا ہے اسی طرح سارے انبیا علیہم السلام کی نبوت اس وجہ سے ہے کہ وہ خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کشتیِ نبوت کے سوار ہوتے ہیں اور ان کی نبوت کی وجہ سے انہیں نبی کہا جاتا ہے ورنہ ان کے سامنے ان کی حیثیت ایک امتی کی ہے

## اوّلیت

دوستو! تصور نبوت کئی عقائد کا مجموعہ ہے اس لئے مناسب ہوگا کہ میں تصور نبوت کے اعتقادی اجزا کا ذکر بھی کرتا چلوں تاکہ نبوت کا وہی درست تصور قائم ہو سکے کہ جو

ہمارے مسلک کا حقیقی تصورِ نبوت ہے

اس میں سب سے پہلے نور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اوّلیت کا عقیدہ ہے یعنی ہمارے شیعہ مسلک میں شہنشاہ اوّلین وآخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کو سب سے اوّل ماننا واجب ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ☆اوّل مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُورِی یعنی ہمارا نور سب سے پہلے عالم وجود میں آیا تھا یعنی کوئی مخلوق ایسی نہیں ہے کہ جو ان سے پہلے اللہ جل جلالہ سے صادر ہوئی ہو، ان کا نور اللہ کے نور سے اختراع ہوا تھا پہلے وہ ایک نور تھا پھر اسی نور کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا پھر اسی میں تقسیم کا عمل ہوا اور پوری آل محمدؐ علیہم الصلوات والسلام کے انوار عالم ظہور میں آئے اسی لئے فرمایا گیا تھا کہ

☆اوّلنا محمدؐ و اوسطنا محمدؐ و آخرنا محمدؐو کلنا محمدؐ علیہم الصلوات والسلام

یعنی ان کا ہر فرد من حیث المراتب من حیث الذات ایک ہی ذات ونور ہے اسی کے ضمن میں فرمایا گیا تھا کہ ''صغیرنا و کبیرنا سوا ''یعنی ہمارے سب چھوٹے بڑے برابر ہیں

اس موضوع پر ہمارے کتب مآخذ میں لاتعداد احادیث ہیں، انہیں احادیث اوّلیت کے نام سے ایک علیحدہ باب میں لکھا جاتا ہے کیونکہ ان کا نور ابوالبشر یعنی حضرت آدم علیہ السلام کے وجود میں آنے سے بہت پہلے کا ہے اس لئے انہیں اولادِ آدم علیہ السلام میں سے نہیں مانا جاتا کیونکہ جو پہلے موجود ہو وہ بعد والے کی اولاد ہو ہی نہیں سکتا اس لئے انہیں نوعِ بشر میں سے سمجھنا ہمارے مسلک میں جائز نہیں ہے، اگر کوئی انہیں بشر سمجھتا ہے یا کہتا ہے تو وہ ایک طرح کی توہین کا مرتکب ہوتا ہے اور جو کلام اِلٰہی میں لفظ بشر آیا ہے وہ ان کی حقیقت کے بارے میں نہیں بلکہ ان کے ظاہر کے بارے میں ہے

جیسا کہ جناب جبرائیل علیہ السلام کے بارے میں لفظ ''بَشَراً سَوِیّا'' آیا ہے۔ہاں اس پر اگر کوئی تحقیق و تفصیل دیکھنا چاہے تو میری کتاب ''امتیاز العالین'' کی طرف رجوع کرے

## نوریت

اس دور میں آپ لوگوں کو نور و بشر کے موضوع پر بحثیں ہوتی نظر آئیں گی ان کی حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نور کہتے ہیں تو وہ بھی اصطلاحی طور پر نور نہیں کہتے کیونکہ لغوی و اصطلاحی لفظ نور ان کی حقیقت اوّلیہ و آخریہ کے لئے ناکافی لفظ ہے اور ان کی عظمت کے سامنے ایک بونا لفظ ہے، ان کی بلندی کے سامنے ایک پست مفہوم کا حامل لفظ ہے اور جو عرفا اور صاحبان علم لوگ انہیں نور کہتے ہیں تو اس کا مطلب وہ ایک ایسی عظیم حقیقت کا لیتے ہیں کہ جو فہم و ادراک کی رسائی سے بہت اونچی ہو، عقل اور عقلی متعلقات جسے سمجھنے سے ہمیشہ سے عاجز ہوں ان کی حقیقت کے سامنے نور کا لفظ بہت چھوٹا ہے، بس انہیں اس صورت میں نور کہنا جائز ہے کہ جب ہم نور کے معنی نا قابل فہم و نا قابلِ ادراک حقیقت کے لیں جیسا کہ......اللہ نور السموات ...... فرمایا گیا ہے کہ اللہ آسمانوں کا نور ہے مگر لفظ نور اللہ جل جلالہ کی حقیقت کے سامنے ہمیشہ سے ایک خجالت خوردہ لفظ ہے جو اس کی کسی حقیقت کا اظہار نہیں کرتا اور نہ ہی خدا فہمی میں کفایت کرتا ہے

## ولایت مطلقہ الٰہیہ

ہمارے مذہب میں ایک اہم عقیدہ ولایت مطلقہ کا ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ نور اوّل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدور کے سوا اللہ جل جلالہ کا کوئی کام بلا واسطہ نہیں مانا جاتا یعنی اس نے

اپنے امور انجام دینے کے لئے دو چیزوں کو لازم قرار دیا ہے

**(1)وسیلہ......(2)سبب**

آپ دیکھیں اللہ جل جلالہ کسی شخص کو رزق عطا فرماتا ہے تو اس کے لئے ایک وسیلہ بھی ہوتا ہے اور ایک سبب بھی ہوتا ہے، ہر انسان رزق لے رہا ہے مگر اس رزق کے پہنچنے تک انسان اور رزق کے مابین لاتعداد وسائل و اسباب کی زنجیر ہوتی ہے ان اسباب وسائل کی زنجیر کی آخری کڑی مدبرات امر و مؤکلین ملکوت کے ہاتھ میں ہوتی ہے جیسا کہ رزق کی آخری کڑی جناب میقائیل علیہ السلام کے ہاتھ میں ہے اور موت کی زنجیر کی آخری کڑی جناب عزرائیل علیہ السلام کے ہاتھ میں ہوتی ہے باقی یہ بیماریاں ایکسیڈنٹ وغیرہ یہ اسباب و وسائل کے سلسلے کی کڑیاں ہوتی ہیں یعنی کوئی خاص غذا بیماری کا سبب بن جاتی ہے، بیماری جسم میں معمول کے سسٹم (System) کو ڈسٹرب (Disturb) کرنے کا سبب بن جاتی ہے اور جسم کے سسٹم کی خرابی موت کا سبب بن جاتی ہے، مگر جب روح قبض کرنے کا وقت آتا ہے تو ملکوتِ موت جو لاتعداد ہیں وہ اس کے لئے وسیلہ بن جاتے ہیں اور ان پر متعین و نگران جناب عزرائیل علیہ السلام ہوتے ہیں جو مقام آلیت کے حامل ہوتے ہیں ان پر متصرف ایک اور نور ہوتا ہے جو سارے نظام کی آخری کڑی ہوتا ہے، جسے ولی مطلق کہا جاتا ہے، جو ان سب پر متصرف با اختیار ہوتا ہے اور اس کے اوپر خود ذات واجب الوجود یعنی اللہ جل جلالہ کی ذات ہوتی ہے جس کی نیابت و خلافت میں یہ ولی مطلق سارے کام انجام دیتا ہے جیسا کہ کلام اِلٰہی سورہ المائدہ آیہ 55 میں فرمایا گیا ہے

☆ إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُولُهٗ............ الخ

پہلا ولی اعلیٰ اللہ جل جلالہ ہے اس کے بعد اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولی مطلق ہے اس کے بعد وہ ولی ہے جو ولی زمانہ ہوتا ہے جو نیابت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں یہ سارے امور انجام دیتا ہے، جو اس کائنات کے سیاہ وسفید کا مالک ہوتا ہے اور ملکوت و مدبرات پر حاکم ہوتا ہے، اسی کے حکم سے ملکوت و مدبرات مؤکلین سارے کام انجام دیتے ہیں کیونکہ کوئی بھی فرشتہ اللہ جل جلالہ سے بلا واسطہ کوئی حکم لینے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتا، اللہ جل جلالہ سے بلا واسطہ وہی نور اوّل ہی سب کچھ لے سکتا ہے جو بلا واسطہ اس سے صادر ہوا ہے باقی ساری مخلوق کی یہ اوقات نہیں ہے کہ وہ ڈاریکٹ(Direct) ذات اِلٰہی سے رابطہ رکھیں اور اس سے بلا واسطہ احکام لیں

اللہ جل جلالہ کی عظمت و شان اسی میں ہے کہ وہ ہر کام میں ذاتی طور پر''انوالو'' (Involve) [ملوث] نہ ہو جیسے کسی بھی ملک کا سربراہ ہر کام خود نہیں کرتا اور سارے کام خود کرنا اس کی شان کے خلاف ہوتا ہے، اسی طرح اللہ جل جلالہ جو حاکم اعلیٰ ہے اس کی شان بھی اسی میں ہے کہ وہ اپنی مشینری یا ایگزیکٹیو باڈی Executive) (Body بنائے اور اسی سے سارا نظام چلوائے اور انہیں ایک کامل قانون دے اور پھر اس کو اپنی نگرانی میں چلوائے اور اپنے قانون کے خلاف کچھ نہ ہونے دے، ہاں جب ارتقائے شعور کسی مسئلے میں ایک حد سے گزر جائے تو اس ترقی یافتہ شعور کے لئے وہ اپنے قانون میں ترمیم لائے یا اس کی کسی شق کو از سر نو ڈیفائین(Define) کرے جیسا کہ حکومتیں بھی کرتی ہیں، مگر یہ اللہ جل جلالہ کی شان کے خلاف ہے کہ وہ اپنے ہی بنائے ہوئے قوانین سے کھلواڑ کرے اور اپنی سپرمیسی(Superiorty) کو جتلانے کے لئے بار بار اپنے قانون کو توڑتا رہے، آج بھی کوئی بڑا حاکم اپنے

ماتحتوں کو جو قانون دیتا ہے اس کے خلاف اگر بار بار کام کرے یا کروائے تو اسے اچھا نہیں سمجھا جاتا، ہاں وقت کے تقاضوں کے پیشِ نظر اس میں ترمیم لا کر وہ اپنے حاکم اعلیٰ ہونے کا ثبوت دیتا ہے مگر وہ ترمیم بھی وقت کے تقاضوں کے ماتحت ہوتی ہے جو صرف اور صرف مخلوق کی بھلائی کو مدنظر رکھتے ہوئے کی جاتی ہے نہ کہ وہ اپنی ذات کی بڑائی جتلانے کے لئے ترمیمیں لاتا رہتا ہے کیونکہ یہ بات کسی حاکمِ اعلیٰ کی شان کے خلاف ہوتی ہے کہ وہ بلا وجہ اپنے بنائے ہوئے قوانین کو اِس لئے بار بار توڑے کہ لوگوں کو پتہ چلے کہ میں بھی بیٹھا ہوں

جو ولی مطلق ہوتا ہے وہ نیابتِ اِلٰہیہ کا حاملِ کامل ہوتا ہے، وہ اس کے بنائے ہوئے قوانین کے نفاذ میں مؤکلین و مدبرات پر نگران بھی ہوتا ہے اور انہیں تازہ بہ تازہ احکام اِلٰہیہ سے آگاہ بھی کرتا ہے اور ان کے مسائل کو حل بھی فرماتا ہے یہی وہ منصبِ اعلیٰ ہے جس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فائز تھے کیونکہ وہ ولی مطلق تھے، سارے انبیا علیہم السلام بھی اپنے اپنے زمانے کی ولی اللہ تھے مگر وہ اصالتاً نہ تھے بلکہ نیابتاً تھے اور ان کی ولایت شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیابت میں تھی

دوستو! یہ بھی یاد رہے کہ یہ عہدہ ولایت مطلقہ ایسے فرد کو نیابتاً نہیں مل سکتا جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے کسی نہ کسی طرح سے مشتق نہیں یعنی ولی مطلق کا نائب وہی ہوسکتا ہے جو ان کے نور سے کسی نہ کسی طرح سے جڑا ہوا ہو کیونکہ انبیا ماسلف علیہم السلام کی ارواح کی تخلیق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم نورانی کے پسینے سے ہوئی ہے اس لئے انہیں یہ منصب اس نسبت سے ملا ہے

عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ انبیا و رسل علیہم السلام کی تخلیق کا مقصد صرف انسان کی ہدایت

ہوتا ہے، یہ نظریہ کلی طور پر درست نہیں ہے، انسان کی ہدایت و رہنمائی ان کی وجۂ تخلیق نہیں ہوسکتی کیونکہ جو چیز کسی چیز کی تخلیق کی وجہ ہوتی ہے وہ اس تخلیق ہونے والی چیز سے افضل ہوتی ہے جیسا کہ انسان کے لئے کوئی چیز بنائی جاتی ہے تو انسان اس چیز سے افضل ہوتا ہے، یعنی اگر ہم کسی جانور کے لئے کوئی چرنی بناتے ہیں یا اس کی ضرورت کی کوئی چیز بناتے ہیں تو اس جانور کو اس چیز سے افضل و اعلیٰ مان کر بناتے ہیں، یہی کلیہ ہے کہ وجہ تخلیق ہمیشہ تخلیق سے اعلیٰ ہوتی ہے، اسی طرح اگر ہم انبیا و رسل علیہم السلام کی وجہ تخلیق بدکار انسان کی رہنمائی کو سمجھیں تو اس طرح ایک عام آدمی نعوذ باللہ انبیا علیہم السلام سے افضل قرار پائے گا اس لئے ہمیں ماننا پڑے گا کہ انبیا و رسل علیہم السلام کی تخلیق کی وجہ کوئی ان سے بھی اعلیٰ چیز ہے ہاں اگر ان کے اس دنیا میں آنے سے ہماری رہنمائی بھی ہوجاتی ہے تو یہ ایک ثانوی فائدہ ہے میرے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ انبیا و رسل علیہم السلام کی وجہ تخلیق ہدایت بشر نہیں بلکہ ان کی وجہ بعثت ہدایت بشر ہوتی ہے اگر ہم فرض کرلیں کہ ان کی وجہ تخلیق انسان ہی کی ہدایت ہے تو نتیجہ ہمیں انتہائی مایوس کن نظر آئے گا

کیونکہ جب ہم جناب نوح علیہ السلام کو دیکھتے ہیں کہ ان کی نو9 سو سال کی تبلیغ میں صرف 70یا72 آدمی ہی امتحان میں کامیاب ہوتے ہیں تو یہ اتنی لمبی تبلیغ کے مقابلے میں پراگریس(Progress) نل(Nil) ہونے کے برابر ہے اور یہی نتیجہ سارے انبیا و رسل علیہم السلام کا نظر آتا ہے اب آپ خود دیکھیں کہ اگر کسی مقام پر ایک سکول بنایا جائے اور اس میں دس سال تک ایک استاد کو رکھا جائے اور دس سال بعد پتہ چلے کہ ان دس سالوں میں دس ہزار بچے پڑھنے آئے اور ان میں سے صرف ایک لڑکا پڑھ سکا ہے تو

کیا کوئی عقل منداس سکول کو باقی رکھنے کا مشورہ دے سکتا ہے؟ یہ تو اس سکول کی مقصدیت کے خلاف ہے اسی طرح کوئی نبیؑ اس دنیا میں پوری انسانیت کی ہدایت کے لئے آئے اور وہ عرب کے چند قبائل میں سے چند افراد میں بیٹھ کر بیس پچیس سال تک تبلیغ کرے اور اربوں لوگوں میں سے صرف گنے چنے چند آدمیوں کی کلاس لے کر بیٹھ جائے تو کیا اس نے اپنی تخلیق کا مقصد پورا کرلیا ہے؟

اگر اس تناظر میں آپ دیکھیں گے تو پتہ چلے گا کہ جناب عیسیٰ علیہ السلام نے تبلیغ فرمائی ان کے زمانے تک ان کے حمایتی محدود رہے ان کے بعد حوارین نے تبلیغ کی اور ان میں سے ایک جماعت کو اپنے ساتھ ملا لیا اس کے بعد ان کے اصل مقصد کے خلاف تبلیغ ہونے لگی اور اس کے بعد جو نتائج ہیں وہ آج یورپ کے ساحلوں اور کلبوں میں دیکھے جا سکتے ہیں اسی طرح عالم اسلام میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ کسی سے مخفی نہیں ہے اور اگر ہم شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تبلیغ کا جائزہ لیں تو آج اس کی مقصدیت نظر ہی نہیں آتی یعنی جب کروڑوں مسلمانوں میں سے صرف چند افراد ہی پاس ہو رہے ہوں تو اس سکول کی افادیت کا تناسب کیا مانا جائے گا

اصل بات یہ ہے کہ جتنے بھی انبیا علیہم السلام تخلیق ہوئے ہیں اور اس دنیا میں تشریف لائے ہیں تو وہ اس انسان ظلوم و جہول کو سدھارنے کے لئے نہیں آئے بلکہ اس عظیم کائنات کا نظام چلانے کے لئے خلق ہوئے تھے اور انہوں نے اس نظام کے اندر موجود انسان کو بھی اس کے مالک وخالق کی طرف راستہ دکھایا اور پتھر بھی کھائے، ظلم بھی اٹھائے، شہید بھی ہوئے، مگر وہ جب تک ظاہری طور پر رہے ہیں نظام کائنات کو شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیابت میں چلاتے رہے ہیں جب مالک نے چاہا تو ان کی

جگہ دوسرے نبی کو متعین فرما دیا

دوستو! یہاں یہ وضاحت کرنا چاہوں گا کہ ظاہری منصب نبوت میں ایک خلا پیدا ہوتا رہتا ہے جسے شرعی اصطلاح میں ''زمانۂ فترۃ'' کہتے ہیں مگر مرتبہ ولایت میں ایک لمحے کے لئے بھی خلا پیدا نہیں ہوسکتا کیونکہ اگر حجت اللہ کا وجود ایک لمحے کے لئے بھی ہٹا لیا جائے تو یہ زمین اپنے اہالیان سمیت فنا ہو جائے اور حجت وہی ہوتا ہے جو ولی مطلق ہوتا ہے چاہے وہ نیابتاً ہو یا اصالتاً۔ اس لئے ہمارے عقائد میں سے یہ عقیدہ بھی اہمیت کا حامل ہے کہ ہم ہر زمانے میں ایک ولی مطلق علیہ الصلوات والسلام کے وجود کو واجب سمجھتے ہیں انبیا ما سلف علیہم السلام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دور کا تعلق رکھتے تھے یعنی ان کی ارواح شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسینے سے خلق ہوئی تھیں اور شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ غیاب کے بعد جو اولیا مطلق علیہم الصلوات والسلام کا سلسلہ شروع ہوا ہے وہ ان کے نورِ ذات سے مشتق نور ہیں جن کے بارے میں یہ فرمایا دیا گیا ہے کہ

☆اوّلنا محمّدؐ و اوسطنا محمدؐ و آخرنا محمدؐ و کلنا محّمد علیهم الصلوات والسلام

یہ سارے ایک ہی نور ہیں اس لئے ان کی ولایت مطلقہ باطنی حوالے سے اصالتاً یعنی اصلی ہے اور ظاہری حوالے سے نیابتاً ہے یعنی شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیابت کی حامل ہے اور ہمارے عقیدے کے مطابق ہر زمانے کا امام ولی مطلق ہوتا ہے، وہی ناظم کائنات اور متصرف بالموجودات ہوتا ہے، مخدوم ملک وملکوت ہوتا ہے، کائنات کے ہر ذرے پر اس کی نگرانی ہوتی ہے، یہ نورِ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جزو ہوتا ہے، ولی مطلق علیہ الصلوات والسلام روح کائنات ہوتا ہے، اس سے کائنات کی کوئی چیز مخفی نہیں ہوتی جیسا کہ روح سے جسم کی کوئی چیز مخفی نہیں ہوتی اور جس طرح روح سارے بدن کو

اپنے تصرف میں رکھتی ہے اور نگران رہتی ہے اسی طرح زمانے کا ولی مطلق علیہ الصلوات والسلام اس کائنات پر نگران و متصرف و آگاہ ہوتا ہے، ملکوت ارزاق و ملکوت اموات و ملکوت مدبرات ان کے حکم و اجازت کے بغیر کوئی قدم بھی نہیں اٹھا سکتے، جیسا کہ سورۃ القدر کی تفسیر میں فرمایا گیا ہے کہ سارے ملکوت و مدبراتِ عوالم لیلۃ القدر میں زمانے کے ولی مطلق علیہ الصلوات والسلام کے در دولت پر نازل ہوکر پورے سال کے احکام لیتے ہیں جس میں صحت، سقم، رزق، اولاد، موت وحیات وغیرہ تک کے احکامات زمانے کے ولی مطلق سے لے کر پوری کائنات میں نافذ کرتے ہیں

## عقیدۂ تعلم

بعض مسالک اسلامیہ میں یہ عقیدہ رائج ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نعوذ باللہ جناب جبرائیل علیہ السلام نے قرآن کی یا عرفان کی تعلیم دی

ہمارے مذہب میں عقیدہ یہ ہے کہ جب سارے ملکوت کو خلق فرمایا گیا تھا تو اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے انوار ذات علیہم الصلوات والسلام مصروف تسبیح تھے اور خود جملہ فرشتوں نے ان کی تسبیح و تہلیل کو سن کر عرفان اِلٰہی کا بقدر ظرف حصول کیا اسی لئے آپ نے فرمایا تھا

☆سَبَّحنَا فَسَبَّحةِ المَلائِکۃُ وَ هَلَّلنَا فَهَلَّلَۃِ المَلائِکۃُ

یعنی ملکوت نے تسبیح و تہلیل ہم سے سیکھی ہے

اب آپ خود سوچیں کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ جو عالم ازل میں انہی جناب سے سبق سیکھتے ہیں وہ یہاں اس دنیا میں آنے کے بعد ان کے استاد کیسے بن سکتے ہیں؟

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ کا نور ذات ’’ہمہ کل‘‘ علم ہی ہے اور اس میں جہل کا تصور کرنا بھی کفر ہے اور ان انوار قدسیہ کا نور اللہ کے نور ذات سے جب مشتق ہوا تو اللہ کے نورِ ذات کا علمِ احاطی بھی اپنے جملہ صفات نافذہ سمیت ان کی ذات کا حصہ بنا نہ کہ اللہ کا نور تو ان میں آیا اور اپنے خصوصیات کو وہیں چھوڑ کر آیا

آپ کو سمجھانے کے لئے عرض کر رہا ہوں کہ اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی آدمی جب سمندر سے ایک ڈول پانی کا لیتا ہے تو اس ڈول میں جتنا بھی پانی آتا ہے اس میں سمندر کے پانی کے سارے اجزا اسی تناسب سے موجود ہوتے ہیں یعنی اگر سمندر میں نمکیات دس فیصد ہیں تو اس کے ایک قطرے میں بھی وہی تناسب ہوگا، اسی طرح اللہ کے نور سے جب ان کا نور اشتقاق پذیر ہوا تو اس کے صفات بھی ان میں اسی تناسب سے ان کے نورِ ذات میں شامل ہوئے

اس مثال میں ایک نقص ہے اور وہ یہ ہے کہ جب سمندر میں سے ایک ڈول لیا جاتا ہے تو اس سمندر کے پانی میں اگرچہ ہمیں کوئی کمی واقع ہوتی نظر نہ آئے مگر اس میں اس ایک ڈول پانی کی کمی ہو جاتی ہے مگر ان انوار اِلٰہیہ کے مشتق ہونے سے نورِ اِلٰہی میں کوئی کمی واقع نہیں ہوسکتی جیسے ایک چراغ سے دوسرا چراغ جلایا جائے تو اس چراغ اوّل کی لو میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی اور اس چراغ کی لو کے سارے صفات دوسرے چراغ میں بعینہٖ منتقل بھی ہو جاتے ہیں اس لئے انہیں کسی اور سے علم حاصل کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے بلکہ انہی کا علم اللہ کا علم ہے بلکہ یہ ذوات قدسیہ خود اللہ کے مجسم علم ہیں اسی لئے انہوں نے فرمایا تھا

☆انا مدينة العلم و عليٌ عليه الصلوات والسلام بابها

کہ ہم علم کا شہر ہیں اور امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام اس کا دروازہ ہیں
خود جناب جبرائیل علیہ السلام جب اپنی تخلیق کے لمحہ اوّلیہ میں محتاج ہدایت ہوئے تو امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے انہیں جواب تعلیم فرمایا یعنی وہ باب علم سے علم کے شہر میں داخل ہوئے اس کی تفصیل میں اپنے خطبات میں پیش کر چکا ہوں یہاں صرف نتائج دے رہا ہوں تفصیل کے لئے میرے خطبات کے کتب کی طرف رجوع کریں میں نے یہ مثالیں صرف سمجھانے کے لئے دی ہیں حقیقت تو ان سے بہت بلند ہے

## علم الغیب

دوستو! یہ بھی ہمارا عقیدہ ہے کہ شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم الغیب والشہادۃ ہیں اور ان سے کائنات کی کوئی چیز مخفی نہیں ہے کیونکہ یہ عین اللہ ناظرہ ہیں یعنی اللہ کی دیکھنے والی آنکھیں ہیں ۔آپ خود سوچیں کہ کیا کوئی بھی انسان یہ سوچ سکتا ہے کہ اللہ کی آنکھوں سے کوئی چیز اوجھل ہو؟

کئی لوگوں نے احترام اِلٰہی میں یہ بات کی ہے کہ جب اللہ جل جلالہ فرماتا ہے کہ

☆فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَداً ......(سورہ جن،آیہ 26)

یعنی وہ اپنا غیب کسی ایک پر بھی ظاہر نہیں فرماتا سوائے اپنے مرتضٰی رسولوں کے اس لئے ہمیں کسی اور کے بارے میں عالم الغیب کہنا جائز نہیں ہے

ان سے یہاں اتنی گذارش کروں گا کہ اوّل تو آیت میں استثنا موجود و متصل ہے یعنی کلی طور پر اس کی نفی ثابت نہیں ہے دوسری صورت یہ ہے کہ ایک طرف کلام اِلٰہی میں علم غیب کی نفی پر کچھ آیات موجود ہیں تو دوسری طرف اسی کلام اِلٰہی میں اس کے

اثبات پر بھی آیات موجود ہیں اور تیسری طرف احادیث کا ایک سمندر علم غیب کو ثابت کرتا ہوا موجزن نظر آتا ہے تو اب انسان یہاں پہنچ کر سوچتا ہے کہ اب کس کی نفی کرے؟ کیا اللہ کے احترام میں اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعوذ باللہ تکذیب کرے؟ یا اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احترام میں کلام اِلٰہی کے بعض آیات کی نعوذ باللہ تکذیب کا کفر اپنے سر لے؟ اب اس کی ایک اور صورت بھی ہے جو ان دونوں گناہوں سے بچاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ہم اللہ کے راز ہیں، ہم اللہ کا غیب ہیں، ہماری حقیقت اوّلیہ اللہ کا غیب ہے تو ہم خود اللہ کا غیب واحد ہیں۔ اگر ہم انہی کے فرمان کے مطابق ان کی حقیقت باطنیہ کو اللہ جل جلالہ کا ازلی وکلی غیب سمجھ لیں تو اس طرح اللہ جل جلالہ کی تکذیب کا کفر بھی سر نہیں لینا پڑتا اور احادیث کی تصدیق بھی ہو جاتی ہے، اس لئے ہمیں یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ جو اللہ کا غیب ہے وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے انوار ازلیہ علیہم الصلوات والسلام کی حقیقت اوّلیہ ہے جسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کیونکہ یہ اس نور کا اپنا ذاتی معاملہ ہے اس لئے نفی صرف ان کے غیر کی ہوگی اس طرح یہ تو خود ہی غیب قرار پائیں گے

## خلافت وولایت ونیابت اِلٰہیہ

شیعہ عقیدہ ہے کہ اللہ کے نور اوّل حبیب اکبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی حقیقی خلیفۃ اللہ فی العالمین ہیں اور جناب آدم علیہ السلام سے لے کر جناب عیسیٰ علیہ السلام تک جو استخلاف وخلافت اِلٰہی نظر آتی ہے وہ جزوی ہونے کی وجہ سے سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلافت کا درجہ رکھتی ہے نہ کہ اللہ جل جلالہ کی۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ جناب آدم علیہ السلام کی تخلیق کے وقت خالق نے

www.khrooj.com

فرمایا......إِنِّیْ جَاعِلٌ فِیْ الْأَرْضِ خَلِیْفَةً

یعنی میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں یعنی جناب آدم علیہ السلام کی خلافت عالمین میں نہ تھی بلکہ صرف ارضی تھی اور اس بات کو آج ساری دنیا جانتی ہے کہ یہ زمین تو اس کائنات کے لامتناہی سمندر کے ایک قطرے کے اندر ہائیڈوروجن کے ایک ایٹم سے بھی کم نسبت رکھتی ہے اور جناب آدم علیہ السلام کی خلافت صرف اس زمین تک محدود تھی جبکہ سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلافت اِلٰہیہ سارے عالمین کے لئے ہے جیسا کہ فرمایا گیا کہ

☆وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ ......یعنی سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جملہ عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے اور اللہ نے فرمایا ہے کہ ان کی رحمت ہر شے سے وسیع و محیط ہے اور سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا خلیفہ مطلق بنا کر بھیجنا ہی دراصل اللہ جل جلالہ کی رحمت ہے یعنی اگر سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خلافت و نیابت اِلٰہیہ اور ولایت مطلقہ اِلٰہیہ کا منصب نہ سونپا جاتا تو عالمین اللہ جل جلالہ سے فیضیاب ہو ہی نہ سکتے کیونکہ اس کی ذات سے بلا واسطہ فیض حاصل کرنے کی صلاحیت کسی بھی مخلوق میں نہیں ہے بلکہ وہ موجود جسے مخلوق کہنا بھی جائز نہیں یعنی اسما و صفات اِلٰہیہ بھی اس کی ذات سے فیضیاب نہ ہو سکتے

یہی نورِ اوّل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جملہ موجودات مادیہ و غیر مادیہ کے لئے حقائق اِلٰہیہ کا واحد وسیلہ ہے اور اس نور کی خلافت و استخلاف میں جملہ حقائق اُلوہیت پوشیدہ ہیں جیسا کہ عارف دوراں جناب امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

☆الخلافة مقام استجماع کل حقائق الالهیة والاسماء المکنونة المخزونة

خلافت اِلٰہیہ وہ منصب اعلیٰ ہے کہ جس میں جملہ حقائق اِلٰہیہ جمع ہیں اور اللہ جل جلالہ کے جملہ پوشیدہ ومخزون اسماءالحسنٰی اسی میں جمع وشامل ہوتے ہیں

اور ہمارا عقیدہ یہ بھی ہے کہ نور اوّل سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلافت میں حقائق اِلٰہیہ جمع ہیں اور ان کی خلافت کی حقیقت اتنی بلند ہے کہ وہ خود اسما وصفات اِلٰہیہ کے لئے فیض اِلٰہی کا وسیلہ ہے اور اس کی عظمت و اسراریت کو سمجھنا عقول عالمین کے بس کا روگ نہیں ہے جیسا حضرت امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

☆حقیقة الخلافة والولاية بمقامهاالغيبة التى لا يتعين بتعين و لا يتصف بصفةولا يظهر فى مراة

حقیقت خلافت وولایت اللہ جل جلالہ کا وہ مقام غیبیہ ہے جسے نہ ہی تعینات سے متعین کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی اسے کسی صفت سے موصوف کر کے اس کی توصیف کی جاسکتی ہے اور نہ ہی وہ کسی آئینہ دار میں اظہار فرما سکتا ہے کیونکہ اس کی کوئی روحانی ہئیت ہوتی ہی نہیں یہاں یہ بات یاد رکھنا چاہیے کہ خلافت اور حقیقت خلافت دو مختلف حقیقتیں ہیں خلافت میں احصائے اسما وصفات ہوتا ہے اور حقیقت خلافت میں احصائے ذات اِلٰہی ہوتا ہے، اسی لئے سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ جل جلالہ کے خلیفۂ مطلق و جامع وکامل ہیں اور ان کی توسیل کا عمل جملہ مراتب متوسل کی صلاحیتوں کے مطابق کم وبیش ہوتا رہتا ہے کیونکہ صلاحیت سے زیادہ ڈالنا اس کے فنا کرنے مترادف ہوتا ہے اسی لئے نور سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متوسلین کی قوت برداشت کے عین مطابق فیض اِلٰہی کو ''لو اینڈ ہائی پٹنسی (Low and High potency)'' کم یا زیادہ مقدار میں کنورٹ (Convert) تبدیل فرماتا ہے اس لئے عالمین کے لئے ان کا وجود ایک رحمت عظیم

www.khrooj.com

قرار پاتا ہے اور جملہ موجودات مادیہ وغیر مادیہ کے لئے یہی وجود مسعود اللہ جل جلالہ کے فیض کا واحد وسیلہ و ذریعہ ہے اور انہی کا وجود مقدس (جس پر لاکھوں درود وسلام ہوں) عالمین کی تخلیق کا موجب و ذریعہ بھی ہے

## مقصدِ تخلیق وتکوین

دوستو! شیعہ عقیدہ یہ بھی ہے کہ سارے عالمین (ماسویٰ اللہ تعالیٰ) کی تخلیق وتکوین کی وجہ ''عرفان الٰہی'' ہے اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اس کے عرفان کا واحد و کامل ذریعہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور اوّل ہے جیسا کہ حدیث قدسی میں ہے

☆کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقتك یا محمدؐ صلی الله علیك و آلك وسلم لولاك لما خلقت الافلاك

میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا میں نے پسند فرمایا کہ میرا عرفان وتعارف ہو جائے سو میں نے اے میرے حبیب صلی اللہ علیک وآلک وسلم آپ کو جامہ نمود بخشا ہے اگر آپ خیر ہوتے تو میں افلاک وکائنات کو تخلیق نہ فرماتا

حدیث دیگر میں ہے کہ میں مخلوق کو خلق ہی نہ فرماتا۔ ان دونوں احادیث میں کوئی تباعد و تضاد نہیں ہے کیونکہ تعارف وعرفان کے لئے تین فردیں ہونا شرط ہے ورنہ مقصد تعارف پورا نہ ہوگا یعنی ''معروف'' جس کا تعارف مطلوب ہو اور ''عارف'' جسے تعارف ہو اور ایک معروف کا عارف کو ''تعارف کروانے والا''

اسی طرح اللہ جل جلالہ اپنا تعارف چاہتا تھا اب اسے مخلوق کو خلق کرنا پڑا کہ وہ اس کا تعارف حاصل کرے مگر یہاں اس کے عین تعارف کی ضرورت بھی ہے

اب اگر اسے کوئی یہ سمجھے کہ اس نے عالم مادیات وموالید اربعہ یعنی جماد و نبات و حیوان و انسان کو اپنے تعارف کے لئے خلق فرمایا ہے تو یہ نظریہ درست نہیں ہے کیونکہ یہ تو اس کی ذات تک رسائی رکھتے ہی نہیں ہیں اور انہیں اس کا بلا واسطہ تعارف ہونا ممکن ہی نہیں ہے اس لئے ہمیں ماننا پڑے گا کہ اس میں مخلوق سے مراد عام مخلوق نہیں بلکہ اس کی ایسی مخلوق ہے جو کہنے کو تو اس کی مخلوق ہے مگر اس سے اس قدر قربِ نوری رکھتی ہے کہ وہ اپنے لاکھوں جبروتی وقہری حجابات میں رہتے ہوئے بھی ان کے سامنے ہمیشہ برافگندہ نقاب رہتا ہے

وہ خود اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر وہ اپنے سارے حجاب ہٹا بھی دے تو ہمارے ایمان ویقین میں ذرہ برابر فرق نہیں پڑے گا

باقی مخلوق کو تو اس نور اوّل، صادر اوّل کی پہچان وتعارف کے لئے خلق فرمایا گیا ہے اور اسی لئے فرمایا گیا تھا کہ اگر آپ خیر ہوتے تو کائنات کی تخلیق ہی نہ ہوتی

اس سے خود سوچیں کہ کائنات نہ ہوتی تو ہمارا نظام شمسی کہاں ہوتا؟

اگر ہمارا نظام شمسی نہ ہوتا تو ہماری زمین کہاں ہوتی؟

اور اگر ہماری زمین نہ ہوتی تو انسان جو اس زمین کا جرثومہ ہے یہ کہاں ہوتا؟

اس لئے ہمارا عقیدہ ہے کہ اس کائنات کے جملہ انواع کی تخلیق صرف نور اوّل (جو جامعیت محمدیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جامع ہے) کے لئے ہوئی ہے اس میں انسان بھی شامل ہے یعنی انسان بھی سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے لئے خلق کیا گیا ہے

اب یہ آپ سوچ لیں کہ جس جس چیز پر لفظ انسان کا اطلاق ہوگا یا جن جن افراد پر لفظ انسان کا اطلاق ہوگا ان کی تخلیق کی وجہ نور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہوگا اس میں

www.khrooj.com

جناب آدم اوّل سے لے کر آخری آدمی تک سبھی کی تخلیق کی وجہ شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور ہی ہے

## اختیار علی الخلق

دوستو! جیسا کہ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اللہ جل جلالہ نے اپنے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا☆ و عزتی و جلالی لولاك لما خلقت الافلاك......بحار الانوار

کہ اگر آپ خیر ہوتے تو کائنات کی تخلیق نہ ہوتی یعنی اس کائنات کو اللہ جل جلالہ نے صرف اور صرف اپنے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بنایا ہے۔اسی طرح حدیث قدسی میں ہے☆ و عزتی و جلالی لولاك ما خلقت آدم ......بحار الانوار

کہ اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اپنی عزت وجلال و جبروت کی قسم اگر آپ نہ ہوتے تو میں آدم علیہ السلام کو بھی خلق نہ فرماتا۔اسی طرح معصومین علیہم الصلوات والسلام نے یہ بھی فرمایا کہ

☆لولانا لم یخلق الله الجنة و لاالنار ولاالانبیا ولاالملائکة

(بحارالانوار جلد 36 باب 41)

یعنی اگر ہم خیر ہوتے تو اللہ جل جلالہ نہ جنت کو پیدا کرتا، نہ دوزخ کو نہ انبیا علیہم السلام کو اور نہ ہی ملکوت کو خلق فرماتا۔اس مضمون ومفہوم پر بہت سے احادیث ہیں یہاں صرف اشارہ مقصود تھا

دوستو! ان احادیث سے ثابت ہے کہ اللہ جل جلالہ نے دونوں جہان کو اس نور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے لئے خلق فرمایا ہے نہ کہ اپنی ذات کے لئے

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جو چیز جس کے لئے بنائی جاتی ہے وہ اس کا مالک ومتصرف

www.khrooj.com

بالاختیار قرار پاتا ہے بلاتشبیہ اس کائنات اور آخرت، جنت، دوزخ جو کچھ بھی ہے اس کے مالک ومتصرف بالاختیار یہی انوار ازلیہ اِلٰہیہ علیہم الصلوات والسلام ہیں یہ اس کائنات میں جو تصرف فرمائیں انہیں خود اللہ جل جلالہ سے تازہ اجازت کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ اس نے یہ کائنات انہی کے لئے بنائی ہے، اب ان کی مرضی ہے کہ اس کائنات سے جس طرح چاہیں کھیلیں، ان پر کوئی پابندی نہیں ہے، یہ دن کو رات کریں، رات کو دن کریں، زمین کو آسمان کریں، آسمان کو زمین کریں یہ شے کو لاشے کریں، لاشے کو شے کریں، یہ سارا کچھ ان کا اپنا صوابدیدی ہے اس میں انہیں دعا واستدعا کی کوئی ضرورت نہیں ہے بلکہ بوقت اعجاز واظہار قدرت تصرف ان کا نماز اور دعا کرنا بوجہ انکسار رہوتا ہے نہ کہ بوجہ احتیاج جیسا کہ جناب امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

☆ومن ذالك المقام اباء الانبياء المرسلين والاولياء الراشدين صلوات الله عليهم اجمعين عن اظهار المعجزات والكرامات التى اصولها اظهار الربوبيته والقدرة والسلطنته والولايته فى العوالم العاليته والسافلته الا فى موارد اقتضت المصلحته لاظهارها وفيها ايضاً كانوا يصلون ويتوجهون الى رب الارباب باظهار الذلته والمسكنته والعبوديته ورفض الانانيته وايكال الامر الى بارئه واستدعاء الاظهار عن جاعله ومنشاء علته قدرته مع ان تلك الربوبيته الظاهرة بايديهم عليهم السلام هى ربوبيته الحق جل وعلا الا انهم عن اظهارها بايديهم ايضاً يابون

اسی وجہ سے پیغمبران ورسل علیہم السلام اور اولیائے راشدون علیہم الصلوات والسلام اظہار کرامت سے احتراز فرماتے تھے کیونکہ معجزات کا اظہار دراصل ان کی ربوبیت اِلٰہیہ کی ایک شاخ

www.khrooj.com

ہوتا ہے اور عوالم عالیہ و بالا اور عوالم سفلیہ و مادیہ میں قدرت وسلطنت و ولایت و تصرف کا اظہار ہوتا ہے، یہ ذواتِ مقدسہ صرف چند ایسے مقامات پر ان کا اظہار فرماتے تھے کہ جہاں مصلحت کا تقاضہ ہوا کرتا تھا، اس کے باوجود بھی یہ اعجاز نمائی کے وقت پہلے نماز پڑھا کرتے تھے اور رب الارباب جل جلالہ کے حضور مسکنت و انکسار و بندگی اور ترک انانیت کا اظہار فرماتے تھے اور اس تصرف کا انجام ذاتِ احدیت کے سپرد فرماتے تھے اور اس سے استدعا فرماتے تھے جو کہ منشاء علت قدرت ہے حالانکہ ان کے دست ہائے قدرت پر ظاہر ہونے والی قدرت بھی اللہ جل جلالہ ہی کی ربوبیت ہوتی تھی اس کے باوجود بھی وہ اس قدرت وتصرف کا اظہار اپنے ہاتھوں فرمانے سے کتراتے تھے یعنی ان کا نماز پڑھنا ان کی محتاجی پر دلیل نہیں بلکہ کائنات و مافیہا اور عقبیٰ و مافیہا یہ سب کچھ انہی ذوات مقدسہ علیہم الصلوات والسلام کے لئے تخلیق ہوا ہے اور انہی کے تصرف واختیار میں ہے کہ اس میں جو چاہیں تصرف فرمائیں میں اس کی ایک مثال دیتا ہوں کہ اگر کوئی آدمی اپنے بچے کے لئے بازار سے چند کھلونے لاتا ہے اور کہتا ہے کہ بیٹا میں یہ ''تمہارے لئے لایا ہوں'' اور وہ کھلونے اس کے سپرد کر دیتا ہے اور اپنے بچے پر کوئی پابندی یا کنڈیشن (Conditions) نہیں لگاتا کہ جب ان کھلونوں سے کھیلنا ہو تو مجھ سے پوچھ لینا، میری اجازت کے بغیر ان سے کھیلنا نہیں ایسی کوئی بھی شرط وہ نہیں رکھتا کیونکہ وہ کھلونے لایا ہی اپنے بچے کے لئے ہے اب اس کی مرضی وہ جس طرح اس سے کھیلے۔

اب خود سوچیں کہ کوئی باپ اپنے بچے کے لئے کھلونے لائے اور آتے ہی بڑی خوشی سے کہے کہ دیکھو بیٹا میں تمہارے لئے کھلونے لایا ہوں لیکن تم ان کھیلنے سے پہلے مجھے

سے اجازت لینا اور پھر انہیں استعمال کرنا لیکن یا د رہے ان کھلونوں کو تم خود استعمال نہیں کرو گے بلکہ مجھ سے گذارش کرو گے اور میں ان سے تمہیں کھیل کر دکھا دوں گا کہ ان سے کیسے کھیلا جاتا ہے تمہارا کام صرف مجھ سے گذارش کرنا ہے باقی ان کھلونوں کو استعمال میں کروں گا چلاؤں گا میں ہاتھ میں لگاؤں گا تم خود انہیں چھو نہیں سکتے

اب آپ خود سوچیں کہ کوئی باپ اپنے بیٹے سے اس طرح کا بھونڈا مذاق کر سکتا ہے؟ کہ ایک طرف یہ کہتا ہے کہ میں یہ سب کچھ تمہارے لئے لایا ہوں مگر تم اسے استعمال نہیں کر سکتے۔ ان شرائط کو سن کر تو کسی بچے کو کسی خوش فہمی میں مبتلا نہیں رہنا چاہیے بلکہ وہ باپ سے کہہ دے کہ جناب جب میں ان سے کھیل نہیں سکتا تو پھر انہیں اپنے پاس ہی رکھیئے اور آپ ہی کھیلئے

کیا اللہ جل جلالہ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اس طرح کا مذاق کیا ہے کہ میں نے یہ دنیا، عقبیٰ، جنت، جہنم، تمہارے لئے بنائی تو ہے مگر آپ اس میں کچھ کر نہیں سکتے جب کچھ کرنا ہو تو مجھ سے عرض کر دیجئے میں یہ کام کر کے دکھا دوں گا اور آپ صرف لوگوں سے کہہ دیں کہ یہ کائنات میرے لئے بنی ہے اور مجھے اس میں تصرف کا کوئی اختیار نہیں ہے

اگر کسی کا عقیدہ یہ ہے تو اس کا مسلک اہل بیت علیہم الصلوات والسلام سے کوئی تعلق نہیں بلکہ ہمارا عقیدہ یہی ہے کہ دونوں جہاں، دنیا، عقبیٰ، کائنات ظاہری و باطنی، سب سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بنی ہے اِس لئے وہ اور ان کی اولاد اطہار علیہم الصلوات والسلام میں سے جو بھی چاہے بدست خود اور اپنی قدرت کاملہ سے تصرف فرما سکتے ہیں اور بوقت اظہار

ربوبیت ان کا نماز اور دعا کرنا ان کا انکسار ہے نہ کہ دلیل احتیاج و عجز ہے

## معیت واستمداد

دوستو! ہمارے عقائد میں سے ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور پوری کائنات میں موجود ہے ان سے کائنات کا کوئی گوشہ کوئی کونہ خالی نہیں ہے، یہ جہاں بھی چاہتے ہیں اپنی ذات کو ظاہر فرما دیتے ہیں اور کائنات کے ہر ذرے کے ساتھ ان کو معیت کلی حاصل ہے جیسا کہ جناب آیۃ اللہ روح اللہ خمینیؒ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان کی معیت عام معیت نہیں بلکہ معیت قیومیہ ہے...... [مصباح الھدایہ]

یعنی یہ ہر جگہ موجود ہیں مگر ظاہر ایک جگہ ہیں اور اگر چاہیں تو کائنات کے ہر گوشے میں بیک وقت ظاہر ہو سکتے ہیں کیونکہ حدیث صحیح میں فرمایا گیا ہے (الکافی، بصائر الدرجات)

☆ الحجة قبل الخلق و مع الخلق و بعد الخلق ......یعنی حجت خلق سے پہلے بھی ہے اور خلق کی معیت میں بھی ہے اور خلق جب نہ رہے گی تو یہ حجت پھر بھی باقی رہے گی یعنی خلق جہاں جہاں بھی ہوگی وجود حجت اس کے ساتھ ہوگا اس پر میں نے عرفان حجت میں تفصیل سے بات کی ہے یہاں صرف اس کا نتیجہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ نور حجت اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے جملہ مشتقات کے ساتھ پوری کائنات کی پوری خلق کے ساتھ ہمہ وقت موجود ہے بلکہ ان کے نور نے خلق کا احاطہ فرمایا ہوا ہے گویا پوری خلق ان کے نور کے سمندر میں مچھلیوں کی طرح رہ رہی ہے اب کوئی مچھلی یہ کیسے کہہ سکتی ہے کہ سمندر ہمارے ساتھ نہیں ہے؟ اگر کہے بھی تو کون یقین کر سکتا ہے

**کیونکہ یہ تو معیت قیومیہ کا حامل نور ہے جس نے ساری خلق کا احاطہ فرمایا ہوا ہے**

www.khrooj.com

دوستو! ہمارے عقائد میں سے ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے استمداد کرنا مدد مانگنا عین اللہ جل جلالہ سے مدد مانگنے کے برابر ہے کیونکہ خالق نے ہمیں فردِ موجود سے مدد لینے اور مانگنے سے روکا نہیں ہے بلکہ اپنے وسائل واسباب وعبادات واسما وصفات سے مدد مانگنے کا حکم بھی فرمایا ہے جیسا کہ فرمایا ہے صبر اور صلواۃ سے استعانت کرو اسی طرح فرمایا ہے

☆ تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ......یعنی نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور یہ تو ساری دنیا کا رویہ ہے کہ ایک ملک کسی معاملے میں دوسرے ملک سے مدد مانگ لیتا ہے ایک امیر دوسرے امیر سے مدد مانگ لیتا ہے اسی طرح علمائے کرام اپنے مدارس کی امداد کی اپیلیں کرتے ہوئے نظر آتے ہیں بلکہ سب سے زیادہ انہی کی امدادی اپیلیں نظر آتی ہیں اسی طرح اگر کوئی اللہ جل جلالہ کے انوار ذات علیہم الصلوات والسلام سے مدد کی اپیل کرتا ہے تو یہ شرک نہیں ہے بلکہ عین اسلام ہے کیونکہ ذاتِ موجود سے مدد مانگنا فطرت کے عین مطابق ہے اور اسلام عین دین فطرت ہے اگر کوئی اس کا منکر ہے تو وہ اپنے دنیاوی امور میں عام انسانوں کی مدد سے بے نیاز ہو کر تو دکھائے جبکہ عملاً یہ ناممکن ہے، انسان اپنی زندگی میں قدم قدم پر مدد کا محتاج ہوتا ہے، روٹی پکوانے میں بیوی یا خانسامہ سے مدد لیتا ہے، کپڑے سلوانے میں درزی سے مدد لیتا ہے، پانی محفوظ کرنے کے لئے برتنوں سے مدد لیتا ہے، روٹی پکانے کے لئے آگ اور توے سے مدد لیتا ہے، کھانا کھانے کے لئے خود اپنے ہاتھوں سے مدد لیتا ہے، اسی طرح اس کائنات کو اور انسان کے متعلقات کو دیکھتے جائیں یہ سارا نظامِ حیات مدد پر مبنی ہے اب کوئی اس مشاہدہ کے بعد بھی مدد سے انکار کرے تو یہ علمی رویہ نہیں ہے

## عبدیت و عصمت

دوستو! ہمارے شیعہ مسلک میں دو الفاظ قریب المعنی سمجھے جاتے ہیں اور ہم ان دونوں سے ایک عقیدے پر دلیل لاتے ہیں وہ یہ ہیں، جب ہم تشہد میں عَبدُہٗ وَ رَسُولُہٗ کی گواہی دیتے ہیں تو اس میں ہم عبد کے عمومی معنی غلام والے نہیں لیتے اور نہ ہی عبادت کرنے والے عابد و عبد کے لیتے ہیں کیونکہ کوئی رسول ہو یا نبی وہ عبودیت کا حامل نہ ہوگا تو نبی و رسول نہیں ہوگا اقرار رسالت میں عبودیت خود بخود ثابت ہو جاتی ہے، مگر ہم ہر نماز میں جس عبدیت کی گواہی دیتے ہیں اس کا مفہوم عصمت ہے یعنی جو بھی عبداللہ مطلق و کامل ہوگا وہ لازماً معصوم عن الخطا ونسیان ہوگا کیونکہ ابلیس نے بھی اقرار کیا تھا کہ میں تیرے عباد مخلصین کے قریب جا ہی نہیں سکتا اِس لئے اللہ جل جلالہ نے عمومی طور پر ملکوت سے لے کر اصنام تک کو عباد کہا ہے مگر عبداللہ نہیں فرمایا اور یہ امتیاز معصومین علیہم الصلوات والسلام کا ہے کہ وہ عباد اللہ ہوتے ہیں اور ان کی عصمت غیر اختیاری ہوتی ہے کیونکہ اللہ جل جلالہ نے عبد کی تعریف یہی فرمائی ہے

☆لا یقدر علیٰ شی ......یعنی جو کسی بھی چیز پر قدرت نہ رکھتا ہو، اسی لئے جو عبداللہ مطلق ہوگا وہ عصمت کے معاملے میں مجبور ہوگا اور اس کی عصمت ملکوت کی طرح اجباری ہوگی اختیاری نہیں ہوگی

اس کے بارے میں کئی لوگ کہتے ہیں کہ چونکہ معصومین علیہم الصلوات والسلام میں صلاحیت گناہ ہوتی ہے اور اس کے باوجود وہ گناہ نہیں کرتے چنانچہ وہ ملکوت سے افضل ہیں کیونکہ ملکوت معصوم مجبور ہیں حالانکہ ملکوت کا معصوم مجبور ہونا بھی اپنے مقام پر کلی طور پر

ثابت نہیں ہے جیسا کہ واقعہ دردائیل و واقعہ فطرس و واقعہ ہاروت و ماروت سے ثابت ہے کہ ان سے خلاف منشائے الٰہی کچھ نہ کچھ صادر ہوا اور انہیں سزائیں بھی ملیں معتوب بھی رہے

دوستو! یہ ان لوگوں کا اشتباہ ہے کیونکہ انہوں نے معیار فضیلت اچھائی کو نہیں بلکہ صلاحیت گناہ کو قرار دیا ہے اور اگر فرض کر بھی لیا جائے جس میں صلاحیت گناہ موجود ہو اور گناہ نہ کرے تو وہ ہر اس ذات سے افضل ہے جس کی عصمت مجبوری ہو تو اس کلیے کی رو سے معصوم نبی خود اپنے خالق سے بھی افضل قرار پائے گا کیونکہ اللہ جل جلالہ اگر چاہے تو بھی کوئی گناہ نہیں کر سکتا کیونکہ اس کی عصمت و معصومیت بھی مجبوری ہے اور وہ بھی معصوم مجبور ہے اس پر مکمل بحث میں نے امتیاز العالین اور دوسرے خطابات کے کتب میں کر دی ہے یہاں یہی عرض کرنا تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مادّہ گناہ موجود ہی نہیں ہے کیونکہ یہ اللہ کے نور اوّل ہیں اور نور میں مادّہ معصیت ثابت کرنا گویا اللہ جل جلالہ میں نعوذ باللہ صلاحیت گناہ ثابت کرنے کے برابر ہے

دوستو! عبدیت وہ مقام ہے کہ جہاں گناہ کا تصور بھی نہیں ہو سکتا یہی وہ مقام ہے جو مَا تَشَاؤُونَ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ کا مقام ہے، ان پاک ذوات میں تو اللہ جل جلالہ کی مشیت ہی کار فرما ہے نہ ہی ان کی اپنی کوئی سوچ ہے، نہ ہی کوئی فعل ان کا اپنا ہے، نہ ہی کوئی قول ان کا اپنا ہے، ما ینطق عن الھویٰ...... سے ثابت ہے کہ ان سے جو بھی صادر ہوتا ہے وہ اُدھر سے آتا ہے اب اگر ان میں کوئی صلاحیت ہے تو وہ بھی اللہ جل جلالہ کی صلاحیت ہی سے مشتق ہے تو ان میں صلاحیت گناہ کہاں سے پیدا ہوئی؟ اگر فرض کر لیں کہ ان میں نعوذ باللہ صلاحیت گناہ موجود ہے تو پھر یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ

www.khrooj.com

وہ کس زمانے میں ان میں داخل ہوئی ہے؟ روز اوّل جب اللہ جل جلالہ نے انہیں اپنے نور سے خلق فرمایا تھا تو کیا اس وقت ان میں یہ صلاحیت بھی آ گئی تھی؟

اگر آ گئی تھی تو کہاں سے آئی تھی؟ اللہ نے اپنے نور میں شامل کر کے ان میں ڈالی تھی یا وہاں کوئی دوسرا موجود تھا جس نے ان میں یہ صلاحیت ڈال دی تھی؟

اگر روز اوّل ان میں یہ صلاحیت نہیں تھی تو کیا عالم ازل میں رہنے کی وجہ سے یہ صلاحیت ان میں عود کر آئی تھی؟

یا ساجدین کی جبینوں میں عبادات کے دوران کسی نے یہ صلاحیت رکھ دی تھی؟

یا جامہ بشری میں ظہور پذیر ہونے کے بعد ان میں یہ صلاحیت بوجہ مشابہت داخل ہو گئی تھی؟ اگر بشری مشابہت کی وجہ سے یہ صلاحیت خود بخود پیدا ہوئی ہے تو کیا جب جناب جبرائیل علیہ السلام بشری شکل میں تشریف لاتے تھے یعنی دحیہ کلبی کی شکل میں، یا جناب مریم سلام اللہ علیہا کے پاس انسانی شکل میں آئے تھے تو اس وقت کیا ان میں بھی یہی صلاحیت پیدا ہو گئی تھی؟

ایسے ہزاروں سوالات ہیں جن کا جواب دینا کسی کے بس کا روگ نہیں ہے اس لئے سب سوالات کی بوچھاڑ سے بچنے کے لئے یہی واحد راستہ ہے کہ جو عرفا نے اپنایا ہے یعنی یہی عقیدہ رکھا جائے کہ یہ اللہ کا نور ذات اللہ جل جلالہ کی طرح ہمیشہ سے پاک ہے اور اس نور میں صلاحیت گناہ کا تصور کرنا بھی گناہ ہے

اور یہ کلیہ ہی غلط ہے کہ صلاحیت گناہ کے باوجود گناہ نہ کرنا ہی باعث فضلیت ہے ہاں انسان کی حد تک ہم اسے شاید اپلائی (Apply) کر سکیں مگر عرفا نے اس کلیے کو کلی طور پر غلط بتایا ہے اور اس کی سختی سے تردید فرمائی ہے

# تصرف فی التکوین وتشریع

دوستو! ہمارے عقائد میں سے ایک یہ عقیدہ بھی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جملہ امور مخلوق میں با اختیار ہیں اور ان کا اختیار ہی اللہ جل جلالہ کا اختیار ہے، امور تکوینیہ جن کا تعلق کن سے ہے وہ بھی ان کے اختیار میں ہیں اور جن کا تعلق تخلیق سے ہے اس میں بھی یہ با اختیار ہیں اور جن کا تعلق شریعت سے ہے اس معاملے میں بھی یہ با اختیار ہیں حقیقت باطنیہ کے لحاظ سے دیکھیں تو یہ اپنے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے اپنے عمال و خدام سے بھی سارے کام کروا سکتے ہیں یعنی ملکوت مدبرات ان کے ماتحت ہیں اور ان کے لئے یہی احکام الٰہی کا واحد راستہ و رابطہ ہیں اس لئے ان کے احکام ہی دراصل اللہ کے احکام قرار پاتے ہیں یہ علیحدہ بات ہے کہ ان کی اور اللہ جل جلالہ کی مشیت میں وحدت کاملہ پائی جائے اور فرمایا بھی یہی گیا تھا کہ ہم اللہ کی مشیت کے آشیانے ہیں جو وہ چاہتا ہے وہی ہم چاہتے ہیں و شئنا شاء اللہ یعنی جو ہم چاہتے ہیں وہی اللہ چاہتا ہے اور یہ اس کی مشیت کے مظہر بھی ہیں کہ وہ جو کچھ چاہتا ہے وہ انہی سے معرضِ اظہار میں آتا ہے، اس لئے یہ امور شرعی میں اور امور تکوینیہ میں با اختیار ہیں جو چاہیں کر سکتے ہیں، انہی کا حلال کردہ حلال ہے، انہی کا حرام کردہ حرام ہے، یہ چاہیں تو زمین کو آسمان کریں، چاہیں تو رات کو دن کریں، چاہیں تو تقدیر اِلٰہی کو بدل دیں، جیسا کہ سورج کے بارے میں ہے کہ ذَلِكَ تَقۡدِيۡرُ الۡعَزِيۡزِ الۡعَلِيۡمِ مگر انہوں نے ردشمس کر کے اور شق قمر کر کے ثابت کر دیا ہے کہ تقدیر اِلٰہی بھی ان کے سامنے کوئی بڑی چیز نہیں ہے یہ جو چاہیں کر سکتے ہیں

# معجزہ و کرامات

ماہرین علم کلام اور متکلمین سے متاثرہ مسالک میں سے کچھ لوگوں کا عقیدہ یہ ہے کہ خرق عادت محال ہے یعنی قانون فطرت کا توڑنا محال ہے اور معجزہ قانون فطرت کے توڑنے کے مترادف ہے اس لئے محال ہے

معجزہ عجز سے ہے اگر کوئی معجز نما اپنی صداقت کے ثبوت میں دعوے سے کہے کہ یہ ہوجائے گا اور ہوجائے تو یہ معجزہ ہوتا ہے اور اگر اس کی صداقت کے لئے بغیر دعویٰ کے جو خرق عادت ہو وہ کرامت کہلاتی ہے اور اگر خرق عادت دعویٰ کے خلاف ہوجائے تو یہ نہ معجزہ ہے نہ کرامت

جیسا کہ مسیلمہ کذاب نے ایک کڑوے پانی کے کنویں کے بارے میں کہا تھا کہ میں اس میں تھوکوں گا تو یہ میٹھا ہوجائے گا اور اس کا پانی اوپر تک آجائے گا مگر جب اس نے تھوکا تو وہ کنواں ہی خشک ہوگیا دیکھنے میں کنویں کا اکدم خشک ہوجانا بھی ایک خرق عادت ہی تھا مگر دعوے کے خلاف ہونے کی وجہ سے اس کی تکذیب قرار پایا

دوستو! اصطلاحاً انبیا و آئمہ ہدیٰ علیہم الصلوات والسلام کے خرق عادات کو معجزہ کہا جاتا ہے اور اولیائے کرام کے معجزات کو کرامات کہا جاتا ہے اور سحر و کہانت سے جو کچھ صادر ہو اسے استدراج کہا جاتا ہے

مذہب و مسلک آل محمدؐ علیہم الصلوات والسلام کا معجزے کے بارے میں یہ عقیدہ ہے کہ یہ معجز نما کا ذاتی فعل ہوتا ہے اور یہ اس وقت صادر ہوتا ہے جب اسے اپنے عہدہ ہائے اِلٰہیہ کا اظہار مقصود ہوتا ہے جیسا کہ جناب امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

☆ ومن ذالك المقام آباء الانبياءِ المرسلين والاولياءِ الرَّاشدين صلوات اللہ علیہم اجمعین عن اظهار المعجزات والكرامات التی اصولها اظهار الربوبية والقدرة والسُّلطنة والولاية فی العوالم العالية والسَّافلة

یہی وجہ ہے کہ انبیا و مرسلین علیہم السلام اور اولیائے راشدین علیہم السلام معجزہ دکھانے سے احتراز کرتے تھے کیونکہ معجزات کا اظہار دراصل عوالم عالیہ بالا میں اور عوالم سافلہ وادنیٰ و مادّی میں ان کی ربوبیت اور قدرت اور حکومت جاریہ اور ولایت نافذہ کا اظہار تھا جس سے دیکھنے والوں میں ان کی الوہیت کے عقیدے کا پیدا ہوجانا ممکن تھا اس لئے وہ ذوات مقام اعجاز پر پہلے رب الارباب کے حضور اپنی عاجزی و مسکنت کا اظہار فرماتے تھے تاکہ کوئی انہیں اللہ نہ مان لے حالانکہ ان کے مقدس ہاتھوں سے ظاہر ہونے والی قدرت کاملہ بھی دراصل اللہ جل جلالہ ہی کی قدرت تھی مگر اس کے باوجود وہ اسے بھی اپنے ہاتھوں سے ظاہر فرمانے سے کتراتے تھے کیونکہ اس میں انسان کے گمراہ ہونے کا اندیشہ تھا

ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ محمدؐ آل محمد علیہم الصلوات والسلام میں جو قوت اعجاز ہوتی ہے وہ ان کی ذاتی ہوتی ہے کیونکہ وہ نور الٰہی سے اختراع شدہ نور ہیں اس لئے ان کے نور توحید ہونے کے وجہ سے ان میں یہ قوت موجود ہوتی ہے جب سے یہ ہیں تب سے ان میں یہ قوت موجود ہے اور ذاتی کی تعریف یہی ہے کہ ذاتی وہ ہوتا ہے کہ جب سے ذات ہو تب سے وہ اس میں موجود ہو جیسا کہ اہل منطق نے ناطقہ کو انسان کا ذاتی قرار دیا ہوا ہے یا جیسا کہ جمادات میں وجود طول، عرض، عمق، حجم ذاتی ہیں اگر یہ نہ ہوں تو مادّہ ہی نہ رہے اسی طرح نور اوّل میں قوت اعجاز ذاتی ہے

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ذاتی اشیاء کے استعمال میں دعا و استدعا کی ضرورت نہیں ہوتی جیسا کہ انسان کا ناطقہ ذاتی مانا جاتا ہے اب آپ دیکھیں کہ کیا انسان کو بولنے یا سوچنے میں دعا کرنے کی ضرورت ہوتی ہے؟

کیا انسان بولنے یا سوچنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ جل جلالہ سے عرض کرتا ہے کہ تو مجھے بلوا دے یا مجھے سے کلام یا سوچ کو جاری فرما دے؟

ایسا کبھی نہیں ہوتا بلکہ انسان کا بولنا سوچنا اس کا ذاتی فعل ہے اور اسی پر جزا و سزا کا تعین بھی ہونا ہے لیکن جو اللہ جل جلالہ کے انوار ازلیہ ہیں ان کا بولنا بھی بوجہ نور اِلٰہی ماتحت وحی قرار پاتا ہے حالانکہ وہ بھی اپنی ہی منشا سے کلام فرما رہے ہوتے ہیں کیونکہ وہ اللہ کے نور ازلی سے مشتق انوار ہوتے ہیں اسی لئے ان کی ہر بات اللہ جل جلالہ کی شمار ہوتی ہے اور ان کی مشیت بھی مشیت ایزدی ہوتی ہے اسی لئے وہ فرماتے شئنا شاء الله ...... جو ہم چاہتے ہیں اللہ وہی چاہتا ہے اور اللہ فرماتا ہے

☆وَمَا تَشَاؤُونَ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّه ...... وہ کچھ نہیں چاہتے مگر جو اللہ چاہتا ہے، یہ وحدتِ مشیتی وحدت نوریت کی وجہ سے ہے۔ ہاں جن میں قوت اعجاز ذاتی کا درجہ نہیں رکھتی وہ مومنین کامل ہیں جنہیں یہ قوت عطا کی جاتی ہے اور وہ ہر مقام پر محتاج دعا رہتے ہیں اور دعا و استدعا سے ان کی کرامات کا ظہور ہوتا ہے ہاں اس میں ایک استثنٰی بھی ہوتا ہے یعنی قادر مطلق ذات جل جلالہ بعض مومنین کامل کو طویل دورانیے کی قوت اعجاز عطا فرما دیتی ہے یعنی ایک لمحے کے لئے بلکہ ایک دو سال کے لئے یا زندگی کے کسی حصے میں قوت کرامات عطا فرما دی جاتی ہے جو بقیہ پوری زندگی تک کے لئے باقی رہتی ہے

اس بات کو سمجھنے کے لئے ہم پھر جناب آیت اللہ روح اللہ خمینی اعلی اللہ مقامہ کے فرمودات کو دیکھتے ہیں تو وہ فرماتے ہیں

☆ اِنَّ هُیولٰی عالَم الامکان مسخرة تحت یدی الولی یقلبها کیف یشاء وجآء لهم فی هذا العالم اَلکتاب من الله العزیزالذی اخبر عنه رسول الله صلی الله علیه و آلہٖ وسلم علی ما نقل مخاطباً لِاهل الجنة من یکون مخاطباً له من الحی القیوم الذی لایموت الی الحی القیوم الذی لایموت اما بعد فانی اقول لِشی کن فیکون و قد جعلتك تقول لِشیء کن فیکون فقال صلی الله علیه و آلہٖ وسلم فلا یقول احد من اهل الجنة لِشی ء کن الا یکون

اس عالم امکان کا ہیولٰی [ مادہ تخلیق ] ولی مطلق کے مبارک ہاتھوں میں مسخر ہوتا ہے وہ جیسے چاہے اسے زیروزبر یا تہہ و بالا کر سکتا ہے ان کے لئے اس عالم ہی میں اللہ کا وہ تحریری پیغام پہنچا ہوا ہے جس کے بارے میں ہمیں سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آگاہ فرمایا ہے کہ اہل بہشت کو بہشت میں یہ تحریری پیغام ملے گا ''[ یہ تحریر ] رب حی و قیوم کی طرف سے ہے کہ جس پر موت نہیں، اس حی و قیوم عبد کے لئے جس کے لئے کبھی موت نہیں ہے، اما بعد میں جب کسی چیز کو ''کن'' کہتا ہوں تو وہ پیدا ہو جاتی ہے اب میں نے تمہیں ایسا بنا دیا ہے کہ تم بھی جس چیز کے بارے میں کن کہو گے وہ پیدا ہو جائے گی [ یعنی تمہیں حامل تکوین بنا دیا گیا ہے ]''

پھر سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اہل جنت میں سے ہر فرد اس منزلت پر فائز ہوگا کہ ان میں سے جو بھی کسی شے کے بارے میں کن کہے گا تو وہ پیدا ہو جائے گی یعنی کوئی ایک بھی ایسا شخص نہ ہوگا کہ جنہیں یہ اعزازی قوت عطا نہیں فرمائی جائے گی

یعنی ایک طبقہ وہ ہے جو ازل سے اس قوت کا حامل ہے کیونکہ وہ اللہ جل جلالہ کے نور سے پیدا ہوا ہے اور دوسرا طبقہ وہ ہے جو اس نور اوّل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمسک و توسل سے اس کرامت عالیہ پر فائز ہوگا اور ان فائزین میں سے کچھ وہ ہیں جنہیں یہ قوت اعجاز اس دنیا میں بھی عطا فرما دی جاتی ہے اور بہشت میں جانے کے بعد تو سارے مومنین دعا کریں گے کہ رَبَّنَا اَتمِم لَنَا نُورَنَا ......اس کے بعد سارے مومنین کی تکمیل ہو جائے گی اور ان سارے مومنین کاملین کو یہ قوت عطا فرما دی جائے گی اور پھر ان سے یہ قوت کبھی بھی سلب نہیں ہوگی اور نہ ہی مشروط ہوگی کہ وہ کیا کیا بنا سکتے ہیں اور کیا کیا نہیں بنا سکتے کیونکہ وہ کلی طور پر امور تکوینی پر قادر بنا دیئے جائیں گے

## تصور معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

شیعہ خیر البریہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معراج کے قائل ہیں بلکہ اللہ جل جلالہ نے جس طرح سورہ بنی اسرائیل اور سورہ النجم میں معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر فرمایا ہے اسی طرح قائل ہیں، ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روحانی نہیں بلکہ جسمانی طور پر معراج ہوا ہے اور انہوں نے نعلین سمیت عرش معلیٰ کو زینت بخشی ہے اور ہم یہ بھی سمجھتے ہیں کہ اس معراج میں سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت میں کوئی اضافہ نہیں ہوا بلکہ ان کے تشریف لے جانے سے عرش کی عظمت میں اضافہ ہوا ہے اور ان کا وہاں تشریف لے جانا عرش الٰہی کے لئے قابل فخر اعزاز ہے

ہمارا یہ عقیدہ بھی ہے کہ جب سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج پہ پہنچے تو وہاں اللہ جل جلالہ نے انہیں چہاردہ معصومین علیہم الصلوات والسلام کی زیارت بھی کروائی اور اس معراج میں سارے معصومین علیہم الصلوات والسلام موجود تھے صاحب بحار الانوار جناب علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے

ایسی روایات کو جمع بھی فرمایا ہے کہ جس میں فرمایا گیا کہ ہر شب جمعہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سارے اوصیائے اطہار علیہم الصلوات والسلام کے ساتھ عرش پر تشریف لے جاتے ہیں اور یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے اور یہ ان سب کا جسمانی معراج ہوتا ہے نہ کہ روحانی۔ یہ بھی یاد رہے کہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جو شخص معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قائل نہیں وہ شیعہ ہی نہیں ہے

## خاتمیت

دوستو! شیعہ عقائد میں سے ایک یہ عقیدہ بھی ہے کہ ہمارے شہنشاہ معظم سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم الانبیا ہیں ان کی بعثت کے بعد کوئی بھی نبی مبعوث نہیں ہونا ہے، نہ ان سے بڑا اور نہ ہی ان جیسا اور نہ ہی ان سے کم درجے کا اور نہ ہی ان کے ماتحت کوئی ایسا فرد آنے والا ہے جو بحیثیت نبی کے آئے گا دیگر مسالک اسلامیہ اور مسلک تشیع میں جو مرکزی فرق ہے وہ یہ ہے کہ سارے مسالک اسلامیہ یہ تو کہتے ہیں کہ شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آنا ہے مگر عملی طور پر انہوں نے ختم نبوت کو رائج نہیں کیا ہے بلکہ صرف شیعہ مسلک ہے جو عملی طور پر ختم نبوت کو رائج کرتا ہے کیونکہ مسلک تشیع میں ختم نبوت کے بعد سلسلہ ولایت کو جاری کر دیا گیا ہے جو ختم نبوت پر مہر کی طرح ہے کہ اب کوئی نبی نہیں آئے گا بلکہ جو آنے والے ہیں وہ امام و حجت ہوں گے اس لئے ہمارے کلمہ طیبہ میں وہ مہر موجود ہے اور ہمارا کلمہ یہ ہے

☆لا اِلٰهَ اِلّا اللّٰه مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللهِ عَلِیٌّ وَلِیُ اللّٰهِ وَصِیُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَ خَلِیْفَتُهٗ بِلا فَصل

یارب محمدؐ و آل محمدؐ صل علی محمدؐ و آل محمدؐ و عجل فرج آل محمدؐ بقائمھم
عجل اللہ فرجہ الشریف و صلوات اللہ علیہ

www.khrooj.com

هوالسبوح القدوس الرب الملائکۃ و الروح هوالبدیع الانوار والارواح
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

# آباء واجداد پیغمبر

## صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دوستو! ہم شیعان امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جتنے بھی آباء واجداد طاہرین علیہ الصلوات والسلام تھے وہ حامل عصمت تھے اور وہ معصوم تھے کیونکہ کسی غیر معصوم کو اللہ جل جلالہ کے نور اول کا امین بنانا اس نور کی توہین کے مترادف ہے اور اللہ جل جلالہ اپنے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کسی صورت میں برداشت نہیں کرسکتا اسی لئے اس نے واشگاف الفاظ میں فرما دیا ہے کہ

وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِيْن ......یعنی کوئی بھی یہ نہ سوچے کہ کسی غیر معصوم کو اس نور کا امین بنایا گیا تھا بلکہ میرے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور نے جن جن پیشانیوں کو زینت بخشی ہے وہ سارے اس کی ذات کو سجدہ کرنے والے ہی تھے اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اللہ جل جلالہ جسے ساجدین کا خطاب عطا فرماتا ہے وہ معصوم ہی ہوتا ہے

جناب عدنان علیہ الصلوات والسلام سے لے کر جناب ابراہیم علیہ السلام تک سارے معصوم تھے اور جناب اسماعیل علیہ السلام سے لے کر جناب عبدالمطلب علیہ الصلوات والسلام تک سارے معصوم بھی تھے اور جناب ابراہیم علیہ السلام کے اوصیا بھی تھے اور دین ابراہیمی کے محافظ اور کعبۃ اللہ کے متولی بھی تھے

جناب قُصَیّ علیہ الصلوات والسلام وہ پہلی ذات ہیں جنہوں نے مکہ کے گردو پیش آباد قبائل کو

جمع کر کے انہیں قریش یعنی جمع ہونے والی چھوٹی سی جماعت کا نام دیا کیونکہ قریش کوئی قومیت نہیں بلکہ ایک صفت ہے

اس کے بعد انہوں نے تجارت اور جانور پالنے کا سلسلہ شروع فرمایا اور زراعت کی بنیاد رکھتے ہوئے کھجور کے باغات لگوائے اور اس طرح مکہ کو آباد کیا کیونکہ وہ عرب کے رئیس و امیر ترین فرد تھے اس لئے کعبۃ اللہ کے زائرین یعنی حجاج کرام کے خورد و نوش کا انتظام بھی وہ خود فرماتے تھے اور زائرین کو پر تکلف کھانے دیتے تھے جس کی وجہ سے عربوں میں حج کرنے کا شعور بیدار فرمایا

بعض اسلام دشمن عناصر یہ پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجداد طاہرین علیہم السلام غریب تھے اور یہ لوگ ان کی غربت کے قصے بیان کرتے ہوئے نظر آتے ہیں جبکہ ایسا نہیں تھا بلکہ یہ مقدس گھر پورے عرب کا متمول اور رئیس گھر تھا اور ان کے ذاتی تعلقات اس وقت کی چاروں بڑی حکومتوں سے قائم تھے یعنی ایک طرف قیصر روم تھا، دوسری طرف شاہ کسریٰ ایرانی تھا، تیسری طرف تبعان یمن تھے اور چوتھی طرف حبشہ کے نجاشی تھے اور ان کی طفیلی حکومتوں کے بادشاہ بھی جناب عبدالمطلب علیہ الصلوات والسلام کی ذات کو وسیلہ بنا کر حکومتیں لیتے تھے جیسا کہ عراق کے مناذرہ تھے، یا عرب یا شامات کے مشارفہ تھے یہ سب جناب عبدالمطلب علیہ الصلوات والسلام کی دوستی پر فخر کرتے تھے بلکہ تبعان یمن کی حکومت کے خاتمے کے بعد سیف بن ذی یزان کو یمن کی حکومت دلانے کا سہرہ بھی جناب عبدالمطلب علیہ الصلوات والسلام کے سر پہ سجا ہوا نظر آتا ہے، اسی طرح جناب ہاشم علیہ الصلوات والسلام ہیں تو وہ عرب کے اتنے امیر فرد تھے کہ جب پورے عرب کو قحط نے اپنی لپیٹ میں لیا تھا اور بڑے بڑے رئیس دو وقت کی

روٹی کو ترس رہے تھے تو اس کڑے وقت میں وہ روزانہ کتنے اونٹ ذبح کر کے ان کے شوربے میں روٹیاں توڑ کر ڈال دیتے تھے اور لاکھوں قحط زدہ افراد کو کھانا کھلا کر انہیں ایک نئی زندگی عطا فرماتے تھے

آپ خود سوچیں کہ روزانہ کئی اونٹ ذبح کرنا اور وہ بھی کئی ماہ تک مسلسل، یہ کوئی عام آدمی کرسکتا ہے؟ اسی وقت سے آپ کو عربوں نے ہاشم کا لقب دیا کیونکہ ہاشم اس سخی کو کہتے ہیں کہ جو اونٹ کے شوربے میں روٹیاں توڑ کر کھلائے انہوں نے جب یہ مظاہرہ فرمایا تو سب نے یہ لقب دیا حالانکہ آپ کا اسم گرامی جناب سعد علیہ الصلوات والسلام تھا سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بابا پاک علیہ الصلوات والسلام بھی عرب کے امیر ترین افراد میں شامل تھے کیونکہ جب آپ کا وصال ہوا تھا تو سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ صلوات اللہ علیہا نے اپنے غلاموں سے فرمایا تھا کہ ذرا معلوم کرو کہ ہمارے سرتاج علیہ الصلوات والسلام کے ذاتی تصرف میں کتنی سواریاں تھیں انہوں نے اطلاع دی کہ اعلیٰ نسل اونٹ، ناقائیں، گھوڑے اور بغال یہ سب کل ملا کے 200 کے قریب بنتے ہیں بروایتے دیگر 50 بنتے ہیں

یہ سن کر ملکہ معظّمہ صلوات اللہ علیہا نے حکم فرمایا کہ ان سارے جانوروں کو فوراً ذبح کر کے دفن کر دیا جائے کیونکہ ہم یہ نہیں چاہتے کہ جن سواریوں پر سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بابا پاک علیہ الصلوات والسلام سوار ہوتے تھے ان کے بعد کوئی دوسرا ان پر سوار ہو جب سارے جانور ذبح ہو گئے تو وہ جناب صلوات اللہ علیہا جناب عبدالمطلب علیہ الصلوات والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور ان سواریوں کی قیمت اپنی جیب سے ادا فرمائی اور عرض کیا کہ ہم نے آپ کے بیٹے کے مال پہ تصرف فرمایا ہے اس کی قیمت ہم اپنی طرف سے ادا

فرمارہے ہیں کیونکہ ان کے مال کے مالک ہم نہیں تھے بلکہ ان کے اکلوتے نورچشم ہیں یا پھر آپ ہیں

آپ خود سوچیں کہ یہ اعلیٰ روایات کیا کسی غریب گھر میں ہوتے ہیں؟

اسلام دشمن عناصر نے یہ پروپیگنڈا ابھی کیا ہے کہ سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غریب تھے اور انہیں دودھ پلانے والی عورتیں لے کر بھی نہیں جانا چاہتی تھیں بلکہ بی بی حلیمہ بنت ذوئیب سعدیہ رضوان اللہ علیہا نے مہربانی کی اور انہیں ان کی غربت پر ترس آ گیا اور وہ انہیں لے کر گئی اور اپنا دودھ پلایا

دوستو! یہ دودھ پلانے والی روایت قرآن کے خلاف ہے کیونکہ اللہ کا یہ قانون ہے کہ کسی معصوم کو اس کی معصوم والدہ صلوات اللہ علیہا کے علاوہ کوئی دودھ نہیں پلا سکتا جیسا کہ کلام اِلٰہی میں جناب موسیٰ علیہ السلام کے ضمن میں اللہ جل جلالہ نے سورۂ قصص میں اپنا قانون بتادیا اور فرمایا ہے ☆وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِن قَبْلُ

یعنی ہم نے اس پر دودھ پلانے والی عورتوں کا دودھ حرام فرمادیا تھا یعنی کسی بھی نبی پر دودھ پلانے والی عورتوں کا دودھ پینا حرام ہوتا ہے۔ ہم بی بی حلیمہ سعدیہ رضوان اللہ علیہا کا بہت احترام کرتے ہیں کیونکہ وہ سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولین خدمت گار رہیں اور آپ انہیں ماں کہہ کر یاد فرمایا کرتے تھے اور ماں کا درجہ اور احترام دیتے تھے اس لئے ہر مسلمان پر ان کا احترام واجب ہے مگر سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کا دودھ پلانا اللہ جل جلالہ کے قانون کے مطابق حرام ہے

یارب محمدؐ و آل محمدؐ صل علی محمدؐ و آل محمدؐ و عجل فرج آل محمدؐ بقائمھم
عجل اللہ فرجہ الشریف و صلوات اللہ علیہ

السبوح القدوس الرب الملائکة و الروح هوالبدیع الانوار والارواح
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

# امامت

دوستو! امامت ہمارے اصول دین میں سے ایک اہم اصل ہے کیونکہ امام ہی حجت اللہ فی العالمین ہوتا ہے، امام ہی ناظم کائنات ہوتا ہے، امام ہی ولی الزمان و ولی العصر ہوتا ہے، امام ہی خلیفۃ اللہ فی العالمین ہوتا ہے، امام ہی عالمین کے لئے موجب بقا وتحفظ ہوتا ہے، امام ہی خالق اور مخلوق کے مابین ایک رابطہ ہوتا ہے، امام ہی حکومت اِلٰہیہ کے نظام تکوینیہ کا حاکم بالتصرف ہوتا ہے، امام ہی رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا نائب وصی و ولی وخلیفہ ہوتا ہے، امام ہی زمانے کا ولی مطلق ہوتا ہے، امام ہی شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روحانی ومعنوی و باطنی حکومت کا وارث ہوتا ہے، ان کی دستارِ ایزدی کا وارث ہوتا ہے، زمانے کا امیجیٹ(Immediate) رسول ہوتا ہے کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نائب ہوتا ہے

اہل تشیع کا عقیدہ یہ ہے کہ امامت و ولایت وخلافت یہ سب اِلٰہی عہدے ہوتے ہیں یہ سارے منصب اللہ جل جلالہ کی طرف سے قائم شدہ ہیں اوران پر اپائنٹ(Appoint) بھی وہ خود ہی کرتا ہے

## نصب امام

مسلک تشیع کا دیگر مسالک سے تصورِ امامت و خلافت مختلف ہے، ان سارے

مسالک کے تصورات خلافت و امامت میں جو فرق ہے اسے یہاں بیان کرنا ضروری ہے

( ) دیگر مسالک کا کہنا ہے کہ شہنشاہ انبیاصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ان کی نیابت کلیہ کے لئے کسی کو منتخب کرنے کا حق امت کو حاصل ہے، یعنی امت مِل کر جسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلیفہ بنا دے اللہ بھی اسی کو خلیفہ مان لیتا ہے، اس کے لئے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اختیار نہیں دیا گیا کہ وہ اپنا نائب خود مقرر کریں بلکہ یہ اختیار امت کو حاصل ہے، ان سے کوئی یہ پوچھنے والا نہیں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک کسی نبی یا رسول کا جانشین کیا ان کی امت نے منتخب کیا تھا یا یہ اختیار امم سابقہ میں سے کسی امت کو دیا گیا تھا؟

یہ پہلا تصور جمہوریت سے ملتا جلتا ہے اور اسی طریقہ کار سے خلیفہ اوّل کو منتخب کیا گیا تھا اگر چہ اس کے انتخاب میں جمہوریت بھی اپنی ناقص ترین شکل میں سامنے آئی تھی کیونکہ سقیفہ بنی ساعدہ میں صرف 72 افراد ہی نے ووٹ دیا تھا باقی شہنشاہ انبیاصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تجہیز و تکفین میں مصروف تھے اور انہیں علم تک نہ تھا کہ کوئی الیکشن ہو بھی رہا ہے یا نہیں پھر اس الیکشن میں اپوزیشن کی شکل میں انصار آئے اور سعد بن عبادہ مخالف امیدوار کی صورت میں سامنے آئے تو انہیں الیکشن سے باہر کرنے کے لئے اس قدر مارا پیٹا گیا کہ اس کی پسلیاں ٹوٹ گئیں یہ بھی کوئی جمہوری رویہ نہ تھا بہرحال جو بھی تھا وہ یہی تھا ہمیں اس پر زیادہ بحث نہیں کرنا ہے، یہ علم مناظرہ کی باتیں ہیں کتب مناظرہ میں اس کی تفصیل دیکھی جاسکتی ہیں

( ) انتخاب خلیفہ کا دوسرا طریقہ غیر جمہوری ہے یعنی خلیفہ سابق اپنے بعد خود خلیفہ

منتخب کر کے اس پر بیعت لے لے۔ اس میں نقص یہ ہے کہ یہاں یہ نہیں بتایا جاتا کہ یہ منتخب کرنے کا خلیفہ کو اختیار کس نے دیا ہے؟ کیونکہ ایک طرف تو اللہ نے یہ اختیار کسی نبی یا رسول کو بھی نہیں دیا کہ وہ اپنا نائب مقرر کرے تو دوسری طرف امت کے بنائے ہوئے خلیفہ کو یہ اختیار کس نے دیا ہے؟ کم از کم اللہ جل جلالہ نے تو نہیں دیا، اس کا جواب ان کے ذمہ ہے ہمارا کام صرف ان کا نظریہ بتانا تھا

( ) انتخاب خلافت کا تیسرا طریقہ کار یہ تھا کہ اس میں ساری امت کی بجائے خلیفہ سابق چھ سات افراد کو منتخب کر کے امت سے کہتا ہے کہ یہ جسے منتخب کرلیں تم اس کی بیعت کر لینا اور جو ان افراد کے فیصلے سے انحراف کرے اس کی گردن اڑا دینا

یہ طریقہ شورائی نظام سے ملتا ہے مگر اس میں گردن مارنے کی شرط سے اس کا کوئی اعلیٰ تصور نہیں بنتا ہے، اس پر بھی وہی اعتراض ہوتا ہے کہ جب یہ اختیار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں تھا تو ان چھ سات آدمیوں کو اللہ کی طرف سے تو یہ اختیار ملا نہیں تو پھر کس نے دیا ہے اور ان کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

( ) انتخاب خلافت کا چوتھا طریقہ یہ ہے کہ جس کے ہاتھ میں تلوار ہو اور مسلمانوں کی گردنوں پر بزور شمشیر مسلط ہو جائے اللہ جل جلالہ بھی اسی کو اپنا اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نائب مان لیتا ہے جیسا کہ معاویہ اور یزید ملعون وغیرہ اور ان کے بعد سارے مروانی اور عباسی ملعون خلیفہ بنتے رہے اور ان کے کردار کسی سے مخفی نہیں ہیں کہ انہوں نے دین کو کس بری طرح سے مذاق بنایا اس کے لئے تاریخ کی کتابیں جو خود انہی حضرات نے اپنی شان میں لکھوائی ہیں وہی خود گواہ ہیں

یہ طریقہ ''جس کی لاٹھی اس کی بھینس'' جیسا ہے اس میں دنیا کا کوئی نظام موجود نہیں

ہے بلکہ ایک بربریت وفرعونیت ہے کہ جو بھی تلوار لے کر مسلط ہو جائے وہی اللہ کا نائب ہے نعوذ باللہ یہ دین میں جنگل کا قانون نافذ کرنے کے برابر ہے اور اسی کی ایک شاخ یہ تھی کہ خلفاء صاحبان اپنی اولاد کو نامزد کرتے چلے گئے اور پھر انہی کے خاندان کے افراد انہی کے بھائی بند رشتہ دار حتیٰ کہ بھائی تک نام نہاد خلفائے مسلمین کی گردنیں اڑاتے رہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسے نظاموں کا انجام ایسا ہی ہوتا ہے

() بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ اللہ جل جلالہ اجماع امت کا پابند ہوتا ہے جو اجماع ہو جائے وہ اللہ جل جلالہ بھی درست مان لیتا ہے اس کے لئے ایک حدیث پیش کی جاتی ہے کہ ہماری امت کا اجماع کسی برائی پر نہ ہوگا بلکہ ہمیشہ اجماعِ امت خیر ہی پر ہوگا اس حدیث کی حیثیت کو تو محدثین اچھی طرح جانتے ہیں یہاں میں اس کے نقائص گنوا کر گنہگار نہیں ہونا چاہتا۔ ہاں یہ بات تاریخ سے ثابت ہے کہ امت کے کئی اجماع ایسے بھی ہوئے ہیں کہ جنہیں شرعی حیثیت سے درست بھی نہیں مانا گیا مثلاً تیسرے خلیفہ کو قتل کرنے پر پورے اہل مدینہ کا اجماع بھی ہوا تھا اور تین دن اسے دفن تک نہ ہونے دیا گیا تھا اس لئے اجماع کے لئے یہ لازم نہیں کہ وہ ہمیشہ ہی درست ہو یہ کوئی مثبت کلیہ نہیں ہے

خلافت اوّل پر امت کا اجماع بھی ثابت نہیں ہے کیونکہ اپوزیشن کا سامنے آنا خلافِ اجماع ہے اور سعد بن عبادہ اور انصار کو جبراً فقط چند افراد کے اجماع پر مجبوراً یا پابند کرنا اور اپنی رائے کے خلاف رائے دینے پر اس کی پسلیاں توڑ دینا اور بزور شمشیر صرف اپنی بات منوانا اجماع کی تعریف سے خارج ہو جاتا ہے

() اہل تشیع کا جو تصور امامت و خلافت ہے وہ سب سے منفرد ہے اور حقیقت پر مبنی

ہے اور اس کا کلیہ یہ ہے کہ ہمیشہ نائب کا تعارف منیب کے ذمہ ہوتا ہے
کیونکہ رسول و نبی اللہ کا نائب ہوتا ہے اس لئے اس کا تعارف اللہ جل جلالہ کے ذمہ ہوتا ہے اگر کوئی لاکھ بار کہے کہ میں اللہ کا نبی ہوں کسی کو نہیں ماننا چاہیے جب تک کہ اللہ کی طرف سے اس کا تعارف بذریعہ تصدیق نہ ہوا اور اللہ جل جلالہ ہمیشہ خوارق و معجزات سے اپنے نائب کا تعارف کرواتا ہے
کچھ صاحبان علم کلام نے اس پر یہ اعتراض بھی کیا ہے کہ ایک آدمی کہتا ہے کہ میں اللہ کا نائب ہوں اور وہ لاٹھی کو سانپ بنا کر دکھاتا ہے تو اس کا اس دعوے سے کیا تعلق ہے یہ تو ایسے ہے کہ جیسے کوئی آدمی دعویٰ کرے کہ میں ایک بہت بڑا عالم ہوں اور ثبوت کے طور پر وہ کہے کہ میں دس دن بھوکا رہ کر دکھا سکتا ہوں یعنی اس کا دعویٰ کچھ اور ہے اور دلیل دعویٰ کو ثابت نہیں کرتی
میں سمجھتا ہوں کہ ان ماہرین علم کلام نے مثال میں جو دعویٰ پیش کیا ہے اس میں تعمیم نہیں ہے جو نبوت یا امامت کے دعویٰ میں ہے کیونکہ جو اللہ کے نائب ہونے کا دعویٰ کرتا ہے گویا وہ کہتا ہے کہ میں اس کائنات کی قادر ترین ذات کا نائب ہوں اور اس کے ثبوت میں وہ کسی بھی ایسے کام کو اپنے دعوے کی دلیل بنا سکتا ہے کہ جو کوئی با اختیار سے با اختیار آدمی نہ کر سکتا ہو ہاں اگر ان کے دعوے میں کوئی تخصیص ہوتی تو پھر دلیل کے لئے خاص ہونے کی شرط جائز تھی
دوستو! ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ کا نائب بنانا انسان کا کام نہیں بلکہ جس کا وہ نائب بنتا ہے اسی کو یہ اختیار حاصل ہے
اسی طرح ہمارے سامنے ہماری حکومت ہے تو اس کے کسی اہل کار کو منتخب کرنا ہمارا

کام نہیں بلکہ اس کو منتخب کرنا خود حکومت کا کام ہوتا ہے اسی طرح اللہ کی جو حکومت ہے اس کا حاکم اعلیٰ بھی اسی نے خود منتخب کرنا ہے

اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ انسان جتنا ہی کامل کیوں نہ ہو اور اس کا جتنا بڑا اجماع کیوں نہ ہو وہ ہمیشہ ناقص ہوتا ہے کیونکہ ناقصین کا مجموعہ بھی ناقص ہوتا ہے جیسا کہ علامہ اقبال نے فرمایا تھا کہ ''ہزاروں گدھے مل کر ایک انسانی دماغ جیسا کام نہیں کر سکتے'' اسی طرح ہزاروں ناپختہ شعور بچے مِل کر ایک کامل عقل کا سا فیصلہ نہیں کر سکتے

آپ نے دیکھا ہے کہ اللہ جل جلالہ نے میقات کے لئے جناب موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ خود ہی کچھ لوگوں کو منتخب کر کے لاؤ جب انہوں نے اپنی مرضی سے ستر آدمیوں کو منتخب کیا تو ایک بھی میرٹ پہ پورا نہ اترا، حالانکہ جناب موسیٰ علیہ السلام نبی بھی تھے، رسول بھی تھے، کلیم بھی تھے، صاحب شریعت بھی تھے، بنی اسرائیل کے سارے انبیا علیہم السلام سے افضل بھی تھے، مگران کا انتخاب بھی ناقص ثابت ہوا تو کیا اس کا امکان نہیں ہے کہ اگر ایک ناقص عقل کی انسانیت کسی کو اللہ کا نائب بنائے اور وہ بھی ناقص ہی ثابت ہو؟

اس لئے ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ خلیفۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ ہوسکتا ہے کہ جسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حکم اِلٰہی سے منتخب فرمائیں اس کا اختیار امت کو نہیں ہے اس لئے ہمارے جو آئمہ ہدیٰ علیہم الصلوات والسلام ہیں ان سب کے بارے میں نص صحیح موجود ہے، یعنی جتنے اوصیائے اطہار علیہم الصلوات والسلام ہیں ان کے بارے میں احادیث کثیر موجود ہیں اور اس امر اِلٰہی کا آغاز روزِ غدیر آخری حج کے موقعہ سے ہوا کہ جب اپنے آخری خطبہ میں ایک لاکھ ساٹھ ہزار حجاج کرام کے سامنے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے برادر بجان

www.khrooj.com

www.khrooj.com

برابر کا دست مبارک پکڑ کر دکھاتے ہوئے فرمایا تھا ’’من کنت مولاہ فعلیؑ مولا ‘‘ پھر سب سے اقرار کروایا گیا بیعت کا سلسلہ رات گئے تک چلتا رہا اسی خطبہ کی دعائے آخر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی تھی جس کا ایک حصہ یہ تھا

☆اللّٰھم والِ من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ

فرمایا اے اللہ تو بھی اس سے محبت کر جو ان سے محبت کرے اور تو ان کی نصرت فرما جو ان کی نصرت کرے اور انہیں چھوڑ دے جو انہیں چھوڑ جائے۔ اسی طرح ہمارے آئمہ ہدیٰ علیہم الصلوات والسلام کی تعداد بھی آپ ہی نے حکم خداوندی سے متعین فرمائی تھی اعلام الوریٰ، الخصال، اور بحار الانوار کی 36 ویں جلد میں یہ لکھا ہے

☆لا یزال الدین قائماً حتّٰی تقوم الساعة ویکون علیکم اثنا عشر خلیفة

یعنی اس وقت تک قیامت یا خروج نہیں ہوسکتا جب تک کے خلفائے رسالت کی تعداد بارہ نہ ہو جائے یعنی اس موضوع پر لاتعداد احادیث و دلائل ہیں جنہیں کتب مناظرہ میں دیکھا جا سکتا ہے

## وصایت وخلافت بلافصل

یہ عقیدہ بھی ہمارے مسلمہ عقائد میں سے ہے کہ شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد ان کی روحانی ومعنوی ونورانی حکومت اِلٰہیہ کے وارث شہنشاہ معظم امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام ہیں اور یہ بلافصل وارث ہیں یعنی ان کے فوراً بعد یہی ان کی حکومت باطنیہ

ونبویہ کے وارث قرار پائے ہیں کیونکہ اس کا اعلان روز غدیر ہو چکا تھا اور یہ سلسلہ ہمارے شہنشاہ امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف تک پہنچتا ہے

یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ہمارے مسلک میں ختم نبوت کا تصور بہت قوی ہے کیونکہ ہمارے عقیدے میں سلسلۂ نبوت کو ختم کر کے سلسلۂ ولایت کو جاری مانا جاتا ہے اس طرح بعد والے کسی نبی کا کوئی تصور ہی نہیں کر سکتا اس لئے جتنے لوگوں نے دعوائے نبوت کیا ہے ان کے ہمنواؤں میں سے ایک بھی شیعہ نہیں تھا بلکہ وہ دوسرے مسالک کے لوگ تھے جو ان کی امت میں شامل ہوئے

## الاوّلیت ونورانیت

دوستو! ہمارا عقیدہ یہ بھی ہے کہ ہمارے آئمہ ہدیٰ علیہم الصلوات والسلام اور سارا پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام اوّلیتِ نور میں شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شریک ہے کیونکہ یہ واحد الاصل نور ہے اور اس کی اوّلیت کو حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہا جاتا ہے اور یہ نور نورِ الٰہی سے مشتق ہوا تھا تو اس وقت ایک ہی نور تھا پھر اسی نور کو کئی حصوں میں تقسیم کر کے انہیں علیحدہ علیحدہ صفات اِلٰہیہ کا مظہر بنایا گیا تھا بہ الفاظ دیگر جو نورِ اوّل تھا وہ اللہ جل جلالہ کے نور واجب سے مشتق تھا تو اس میں اللہ جل جلالہ کے جملہ صفات وخصائص موجود تھے اللہ جل جلالہ نے اس نور میں موجود صفات وخصائص کو ایک دوسرے سے جدا کیا اور ان جدا ہونے والے انوار کو علیحدہ علیحدہ نام وتشخص عطا فرمایا اسی لئے پورا پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام مرتبہ اوّلیت میں ایک ہی نور ہے اور ان کا اس دنیا میں جو وجود ہے وہ اظہاری ہے جیسے ایک چاند کئی آئینوں میں دیکھا جا سکتا ہے اور ہر مہینے ایک

www.khrooj.com

نیا چاند بن کر ابھرنے والا چاند وہی ایک ہی چاند ہوتا ہے ہم اس نور کی وحدت کے قائل ہیں کیونکہ ہمارا۔

اوّلنا محمدؐ......تا......کلنا محمدؐ علیہم الصلوات والسلام تک ایمان ہے

دوستو! ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ عہدۂ نیابت پر فائز ہونے کے لئے ایک میرٹ ہوتا ہے جیسا کہ نیابت اِلٰہیہ کا حامل وہ نور ہوتا ہے جو وحدت الاصل ہوتا ہے یعنی جو اللہ جل جلالہ کے اپنے ہی نور سے مشتق وجدا شدہ ہو جیسے شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور ہے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیابت کے لئے یہ میرٹ ہے کہ جو ان کے نور سے جدا شدہ ومشتق نور ہو وہی ان کا نائب ووصی وخلیفہ ہوسکتا ہے نور کا جانشین نور ہی ہوتا ہے یہ نور ’’علیٰ نور کا مفہوم بھی ہے

باقی مسالک اور شیعہ مسلک میں یہی خط تمیز بھی ہے کیونکہ باقی مذاہب ومسالک میں یہ شرط نہیں ہے ان کا عقیدہ یہ ہے کہ امت مل کر جسے بھی بنا دے یا جو امت پر مسلط ہو جائے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نائب ہو جاتا ہے مگر ہمارے عقیدے میں اس کی گنجائش نہیں ہے، بلکہ ہمارا عقیدہ عقلی وبرہانی ہے کیونکہ کسی بھی علمی عہدے پر کسی کا نائب اسی علم کا عالم ہی ہوسکتا ہے کسی درس یا سکول میں پرنسپل کے تبادلے کی صورت میں کسی ان پڑھ آدمی کو کوئی نہیں بٹھاتا، اسی طرح ایم بی بی ایس ڈاکٹر کی کرسی پر کوئی گنوار آدمی نہیں بٹھایا جاسکتا اور لوگ مِل کر بٹھا بھی دیں گے تو سوائے نقصان کے کچھ حاصل نہ ہوگا اسی طرح آگے سوچتے چلے جائیں

ہمارے عقیدے کے مطابق شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیابت کے قابل انہی کی آل ہے کیونکہ آل پاک بھی انہی کے نور کا حصہ ہے، سبھی انہی کے علم کے حامل ہیں، انہی

کے عظمت و شرافت و تقدس کے آئینہ دار ہیں اس لئے انہیں ہی نیابت و خلافت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاصل ہے جیسا کہ امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام کے بارے میں آپ جناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ انا و علیؑ من نور واحد یعنی ان کا اور ہمارا نور ایک ہے، اسی طرح ان کے علم کے بارے میں فرمایا کہ

☆انا مدینة العلم و علیؑ بابها ......یعنی ہم علم کا شہر ہیں اور امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام اس کا دروازہ ہیں

دیگر مسالک و مذاہب میں سے جو مسالک شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور ہونے کے قائل ہیں وہ بھی صحابہ کرام کو نور نہیں مانتے لیکن آل پاک علیہم الصلوات والسلام کو نور مانتے ہیں اور ان سے یہ باتیں سنی ہیں کہ یہ گھرانہ ہی نور کا ہے جیسا کہ شیخ الشیوخ جناب احمد رضا بریلوی صاحب ہیں تو ان کا مسلک کافی حد تک ہمارے مسلک کے قریب ہے اور وہ تفضیل امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام کے بھی قائل تھے اور ان کے ماننے والوں میں سے اب بھی زیادہ لوگ تفضیل کے قائل ہیں اور اس کی واحد وجہ یہ ہے کہ وہ اس بات کو سمجھتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ جل جلالہ کے نور سے ہیں اور آل پاک ان کے نور سے ہے اس لئے آل کا درجہ اصحاب سے اونچا ہے

جو صوفیائے کرام کے سلسلہ ہائے طریقت ہیں ان میں سے اکثر سلسلے روحانی فیض کا مبدہ و منبع شہنشاہ معظم امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام ہی کو مانتے ہیں اور وہ بھی اس بات کو مانتے ہیں کہ اصحاب کرام میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے کہ جسے نور کہا یا مانا جا سکے کیونکہ جن افراد نے کلمہ پڑھ کر خود کو پاک کیا ہے وہ اس پاک کرنے والے نور کے ہم مرتبہ کیسے ہو سکتے ہیں؟ اور جو چالیس چالیس سال تک کفر و شرک میں مبتلا رہے،

بت پرستیاں کرتے رہے، اس کے بعد وہ کلمہ پڑھ کر تو اکدم نور نہیں ہو سکتے، اس لئے جو نور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے وہ ان کی اپنی آل ہے باقی جو ہیں وہ خاکی بشر ہیں، ان کے در کے غلام ہیں، مالک نہیں بن سکتے یا مانے جا سکتے بلکہ عبد مملوک ہی ہیں، حسب کتنا ہی اونچا کیوں نہ ہو نسب کا مقام نہیں لے سکتا

وارث ہمیشہ آل و اولاد ہی ہوتی ہے غیر کا اس میں کوئی حصہ نہ شریعت نے مقرر کیا ہے نہ کسی ملکی قانون نے مگر بعض مسالک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت اور خلافت و وصایت و نیابت کو دیہہ شاملات بنا دیا ہے اور وہ قبضے ہی کو ملکیت مانتے ہیں جو ایک غیر فطری و شرعی و قانونی نظریہ ہے اس لئے ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ شہنشاہ اوّلین و آخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وارث ان کے اپنے بیٹے ہیں ان کی اپنی اولاد ہے اصحاب کا درجہ بعد کا ہے

## عصمت

دوستو! ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جو بھی امام ہوگا یا خلیفۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوگا اس کے لئے ہر قسمی گناہوں سے معصوم ہونا واجب ہے کیونکہ جو امام یا خلیفہ غیر معصوم ہوگا وہ کلی طور پر واجب اطاعت نہ ہوگا اس کی اطاعت مشروط ہوگی

جسے ہم اللہ کا نائب مانیں گے اس کی کلی اطاعت ہم پر واجب ہوگی وہ رات کو دن کہے تو ہمیں دن ہی کہنا پڑے گا اور اگر وہ دن کو رات کہے تو ہمیں رات ہی کہنا پڑے گا اس طرح اطاعت نہ ہوگی تو یہ تقصیر ہوگی

اب اگر ہم فرض کرلیں کہ جسے اللہ کا نائب بنایا گیا ہے وہ غیر معصوم ہے تو اس سے

گناہوں کا صادر ہونا ممکن ہوگا اور جہاں گناہ کا صدور ممکن ہوگا وہاں اطاعت کلی باطل ہوجائے گی بلکہ اس کی اطاعت مشروط ہوگی یعنی اگر وہ درست امر کرے تو اس کی اطاعت کرنا ہوگی، اگر اس کا کوئی حکم خلافِ شرع نظر آئے تو اسے رد کرنا لازم ہوجائے گا اور اگر کوئی آدمی خود خیر وشر اور حق و باطل میں تمیز نہ کرسکے گا تو اس کی اطاعت کی وجہ سے گمراہ ہوجائے گا، اس لئے ہمارے مسلک کا یہ عقیدہ ہے کہ جو امام ہو یا نبی ہو وہ ہر قسمی گناہ سے ہمیشہ سے پاک ہوتا ہے، سہو ونسیان وخطا وترک اَولیٰ تک سے روز اوّل و ازل ہی سے معصوم ومحفوظ ہوتا ہے کیونکہ امام صرف وہ ہوسکتا ہے جو نور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کا جزو ہوتا ہے اس لئے ان کی عصمت و معصومیت کی مثل ہوتا ہے اس لئے اس کی اطاعت اطاعت سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل ہوتی ہے اور وہ کلی طور پر واجب ہوتی ہے

## ربط باللہ

دوستو! اس دور میں جتنے مسالک اسلامیہ ہیں ان کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ کے پاس جتنے پیغامات تھے وہ دس ہجری کے بعد ختم ہوگئے تھے یعنی شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال اِلٰہی کے بعد اللہ جل جلالہ سے ساری انسانیت کا تعلق احکام و رابطہ ختم ہوچکا ہے یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے تک اللہ جل جلالہ انسانیت سے مربوط تھا مگر ان کے تشریف لے جانے کے بعد اس کا رابطہ انسانیت سے منقطع ہوگیا ہے اس دور حاضر کی انسانیت کے لئے اب اللہ جل جلالہ کے پاس کوئی تازہ حکم موجود نہیں ہے بلکہ احکام کی فائل اسی دور میں بند کردی گئی تھی اور اس کے بعد سارا معاملہ علمائے امت

کے سپرد کر دیا گیا تھا کہ وہ ادلہ اربعہ وخمسہ کے حوالے سے دین کے احکام کا تعین کرتے رہیں، اللہ جل جلالہ نے جو کچھ انسانوں سے فرمانا تھا وہ فرما چکا ہے اب کوئی ایسی بات اس کے پاس نہیں ہے جو اس دور کے انسان کے لئے بچی ہوئی ہو

دوستو! جب ہم انسانیت کے ارتقاء کا مشاہدہ کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ آج سے چودہ سو سال قبل انسان گھوڑے گدھے کی سواری کرتا تھا اب انسان خلائی شٹل وائجر اور وائکنگ میں سفر کر رہا ہے، جملہ علوم ترقی کر کے چاند کو چھو رہے ہیں، انسانیت اپنی ایجادات اور ترقی کی وجہ سے انتہائی پیچیدہ مسائل میں گرفتار ہوتی جا رہی ہے، ماضی کے جو لوگ عمرانی و سائنسی ترقی سے ہمکنار نہ ہوئے تھے تو ان کے مسائل بھی بہت سادہ تھے آج بھی ہم قبائلی زندگی کو دیکھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ ان کے مسائل سادہ ہیں الجھنیں سیدھی سی ہیں مگر متمدن و ترقی یافتہ معاشروں کے جو مسائل ہیں وہ بہت الجھے ہوئے ہیں اور آئے دن ہمارے لئے برق رفتار ترقی مسائل کے انبار لگا رہی تو کیا اس جدید دور کے انسان کے لئے اللہ جل جلالہ کے پاس کوئی نیا پیغام نہیں ہے؟

اگر ہم غور سے دیکھیں تو انسان کو اصل مسائل سے سابقہ ہی 1897 کے بعد پڑا ہے کیونکہ اس کے بعد سائنس طوفانی انداز میں ترقی کرتی چلی جا رہی ہے اور یہ بھی ایک مسلمہ ہے کہ سائنس جہاں ترقی کرتی ہے اور انسانی زندگی کو مادّی سہولتیں دیتی ہے وہاں معاشرتی اور شرعی و دینی مسائل اور الجھنوں کی ایک بڑی فصل اگاتی رہتی ہے اس لئے ضروری تو یہ تھا اللہ جل جلالہ اس دور میں انسان سے مسلسل رابطہ رکھتا مگر ہمارے سارے مسالک اسلامیہ کہتے ہیں کہ اللہ جل جلالہ نے آج سے چودہ سو سال

پہلے انسان سے رابطہ منقطع فرمالیا تھا اور اب اس کی طرف سے کوئی پیغام نہیں آ سکتا
دوستو! یہاں میں اس دور کے مسائل کے الجھاؤ کی ایک مثال آپ کو دیتا ہوں تا کہ آپ ان مسائل کی اہمیت و ہلاکت کو سمجھ سکیں، ماضی قریب میں دو کیس دو مختلف ملکوں میں علمائے مذہب کے پاس آئے ہیں ایک ہندوستان کی مذہبی سوسائٹی کے سامنے رکھا گیا ہے اور ایک کیس بائیبل سوسائٹی کے سامنے پیش ہوا
ہوا یہ تھا کہ ایک انتہائی دولت مند ماں باپ کا ایک اکلوتا بیٹا تھا، انہوں نے اسے مجبور کیا کہ شادی کرلے تا کہ ان کی نسل آگے چلے، جب اس نے شادی کی تو اس کے والدین نے ان میاں بیوی کے سپرمز (Sperms)[مادہ منویہ ] کے ایگز (Eggs) بنوائے اور انہیں پریزرو (Preserve)[محفوظ ] کروا لیا تا کہ اولاد نہ ہونے کی صورت میں انہی ایگز(Eggs) سے پھر اولاد پیدا کی جا سکے، وہ لڑکا اپنی دلہن کو لے کر کہیں ہنی مون منانے گیا تو راستے میں جہاز کریش ہو گیا اور وہ دونوں مر گئے۔اس لڑکے کے بوڑھے والدین نے ایک عورت کو ہائر(Hire) کیا[اجرت پر راضی کیا ] کہ وہ ان کے بیٹے اور بہو کے بنائے ہوئے ایگز(Eggs) کو اپنے شکم میں ''ہیچ'' (Hatch) کر کے انہیں اولاد پیدا کر دے
اس لڑکی نے ایسا کیا اور اس ایگز(Eggs) سے بچہ پیدا کر کے ان کے حوالے کر دیا
اب اس پر مذہبی لوگوں میں باتیں ہونے لگیں کہ اس بچے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟
کیونکہ وہ ایک نکاح شدہ جوڑے کے مادّہ منویہ سے پیدا ہوا تھا اس لئے کچھ نے کہا کہ یہ جائز اولاد مانی جائے گی۔ کچھ نے کہا کیونکہ وہ ایگ(Egg) تو جائز تھا مگر اسے جنم تو ایک ایسی لڑکی نے دیا جس کا نکاح اس مرنے والے لڑکے سے نہ تھا اس لئے

www.khrooj.com

یہ بچہ جائز اولاد نہیں ہے
اس پر سوال ہوا کہ اگر کسی کے ساتھ ایسا ہو جائے اور وہ اپنی نسل کو بچانا چاہے اور اس کے پاس اپنے بیٹے کے (Eggs) ایگز بھی موجود ہوں تو پھر اس کے لئے شرعی طریقہ کیا ہے؟ کیا مرنے کے بعد اس لڑکے سے کسی لڑکی کا نکاح ہو سکتا ہے؟ اگر نکاح ہو جائے تو اس کی شرعی حیثیت عدت وغیرہ اور دیگر مسائل شرعیہ میں کیا کیا کرنا ہے، اس پر انہوں نے اپنے مسلک کے حوالے سے کچھ کہا اور کچھ اخلاقی وملکی قوانین کے تحت کہا گیا۔ اب خود دیکھیں اس طرح کے مسائل ہمارے عالم اسلام کے سامنے بھی چیلنج بنے ہوئے ہیں کہ آج نہیں تو کل ہمارے علماء کو بھی ان سے سامنا کرنا ناگزیر ہے

اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ان الجھے ہوئے مسائل کے لئے اللہ جل جلالہ کے پاس کوئی تازہ حکم موجود نہیں کہ جو اس ارتقا کے ساتھ اہل اسلام کو اپ ڈیٹ (Update) کرتا چلا جائے؟

دوستو! سوائے مسلک اہل تشیع کے کوئی مسلک یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ اللہ جل جلالہ انسانیت سے آج تک مربوط ہے یعنی اس کا رابطہ کبھی بھی انسان سے نہیں ٹوٹ سکتا کیونکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ کوئی زمانہ حجت اللہ یا ولی الزمان سے خالی نہیں ہوتا اس کا ایک نمائندہ ونائب ہر دور میں موجود رہتا ہے جو احکام اِلٰہی میں پیدا ہونے والے خلائے ارتقا کو پرُ کرتا رہتا ہے اور دین میں پیدا ہونے والے جدید مسائل کو حل فرماتا رہتا ہے

اس دور میں وہ ہمارے شہنشاہ امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف ہیں جو اس دور کے ولی المطلق

ہیں، جو اس دور کے حجت اللہ ہیں، جن کا رابطہ ایک لمحے کے لئے بھی خالق سے نہیں ٹوٹتا بلکہ وہ ہمیشہ اپنے اللہ سے منسلک رہتے ہیں اور احکام الٰہی ہمیشہ ان کے آن لائن (Online) رہتے ہیں اور انہیں استنباط، استنتاج، استقرا، استخراج، استدلال اور دیگر عقلی و منطقی طریقوں کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ اللہ جل جلالہ سے بالواسطہ ہر بات کے بارے میں تازہ بہ تازہ حکم لے سکتے ہیں اور ان کا اس دور میں بھی پوری انسانیت سے رابطہ ہے اور جو بھی ان سے جدید احکام لینا چاہتا ہے اسے وہ احکام وہاں سے مل سکتے ہیں، بات صرف ان سے لیڈ (Lead) لگانے کی ہے یہ لیڈ کیسے لگائی جا سکتی ہے یعنی کس طرح ان سے رابطہ کیا جا سکتا ہے اس کی تفصیل کے لئے ہماری کتاب ''طریق المنتظرین'' اور ''اسرار العبدیات'' کی طرف رجوع کریں

## اصل الاصول

ہمارے مسلک میں جملہ اصول دین کی اصل اور بنیاد زمانے کا امام ہوتا ہے کیونکہ وہی مرکز اصول اور اللہ جل جلالہ کا آتھورائزڈ (Athorised) نمائندہ ہوتا ہے اور انسانیت کے لئے وہ اللہ جل جلالہ کا نعم البدل ہوتا ہے جیسا کہ ڈاکٹر شریعتی فرماتے ہیں کہ کفر کی جتنی اقسام ہیں ان میں سے ایک کفر مرکز ناشناسی بھی ہے اور مرکز زمانے کا امام ہوتا ہے اور وہ مثال میں نہروانی خوارج کا حوالہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وہ شیعہ ہی تھے مگر مرکز ناشناس تھے کیونکہ مرکز تو زمانے کا امام ہوتا ہے، اسی کا فرمان ہی اللہ کا فرمان ہوتا ہے، اسی کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہوتی ہے...... [ خلاصہ ]

حقیقت یہ ہے کہ امام زمانہ انسانیت کی یو این او (U.N.O) میں اللہ کا مندوب ہوتا

ہے، وہی اللہ کی آواز اور ضمیر توحید کا ترجمان ہوتا ہے، اسی لئے اسے نہ پہچاننا اللہ جل جلالہ کے مقصد ومفہوم کو نہ پہچاننے کے مترادف ہے

دوستو! ہمارے شیعہ مسلک میں توحید، عدل، نبوت، قیامت، قرآن، حدیث اور احکام وغیرہ سب کچھ زمانے کے امام سے لینا واجب ہے کیونکہ ہم اگر کوئی تصور توحید قائم کریں تو اس کے بارے میں درست نادرست ہونے کا ہمارے پاس کوئی ثبوت نہیں ہوتا، ہاں زمانے کا امام جو تصور توحید عطا فرماتا ہے وہی یقینی ہوتا ہے کیونکہ زمانے کا امام ہی اللہ جل جلالہ کا تعارف کروانے والا اس کا نمائندہ ہوتا ہے بلکہ وہ عین اس کا تعارف ہوتا ہے، اسی طرح شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں ہم جو عقیدہ رکھیں وہ بھی ہمارے پاس بلا دلیل ہوگا جب تک زمانے کا امام ہمیں شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت وشان، حقوق وفرائض، مقام ومرتبہ سے آگاہ نہ فرمائیں، کیونکہ وہ انہی کا نور ہوتا ہے، انہی کا قائم مقام ہوتا ہے، ان کا موجودہ وصی ہوتا ہے، اس لئے ہمیں مکمل دین زمانے کے امام سے لینا واجب ہوتا ہے اور ان کے علاوہ کسی سے لیا ہوا دین شکوک وشبہات سے گھرا ہوا ہوتا ہے

## وحدانیت فی الولایت

اہل تشیع کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ مرتبہ ومقامِ ولایت میں سارے معصومین علیہم الصلوات والسلام میں کلی طور پر وحدت ہے اور یہی ولایت مطلقہ ہے، یہ اللہ جل جلالہ کی نیابت کبریٰ اور خلافت اعظمیٰ ہے اور اسی ولایت کی وجہ سے سارے معصومین علیہ الصلوات والسلام پوری کائنات پر متصرف وحاکم ہیں، جیسا کہ جناب امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

☆ هذه خلافة التی سمعت مقامهاو قدرها و منزلها هی الحقیقة الولایت فان الولایة هی القرب اوالمحبوبیة اوالتصرف او الربوبیة او النیابة و کلها حق هذه الحقیقة و سائر المراتب ظل و فئی لهاو هی رب الولایة العلویة التی هی متحدة مع حقیقة الخلافة المحمدیة صلی الله علیه و آلهٖ وسلم فی النشاَة الامر والخلق

یہ وہ خلافت اِلٰہیہ ہے کہ جس کے مقام ،منزلت ،قدر اور عظمت کے بارے میں آپ سن چکے ہیں حقیقت یہ ہے کہ ولایت کے معنی قرب اِلٰہی کے ہیں یا محبوبیت اِلٰہیہ کے ہیں یا تصرف فی العالمین کے ہیں یا ربوبیت کے ہیں یا نیابت اِلٰہیہ کے ہیں ،حق تو یہ ہے کہ یہ تمام معنی اس حقیقت کے لئے برحق ہیں اور یہ تمام معنی اس حقیقت کے لئے سائے کی طرح ہیں اور یہ ولایت اِلٰہیہ [ محمد یہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ] ولایت علویہ علیہ الصلوات والسلام کے لئے بمنزلت مربی و رب ہے اور یہ عالم خلق وامر میں خلافت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت سے متحد و متصل ہے

## علمیت و تعلم

اہل تشیع کا عقیدہ یہ بھی ہے کہ معصومین علیہم الصلوات والسلام مقام علم میں بھی سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متصل و متحد ہیں کیونکہ ان کی نورانی حقیقت ایک ہے اس لئے مرتبہ علم بھی ایک ہے اور یہ علم ان کی ذات میں بوجہ نور اِلٰہی داخل ہوا ہے کیونکہ ان کا نور علیم وخبیر ذاتِ واجب العلم جل جلالہ کے نور سے مشتق ہوا ہے اس لئے ان کے نورِ ذات میں علم اِلٰہی ودیعت یافتہ ہے اس لئے یہ بھی علم میں کسی غیر کے محتاج نہیں ہیں نہ ہی کسی

www.khrooj.com

انسان کے اور نہ کسی فرشتے کے محتاج ہیں، نہ ہی ازل میں اور نہ ہی اس دنیا میں اور نہ ہی آخرت میں

جناب امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

☆وقوله صلى الله عليه و آله وسلم ان الملائكة خدامنا و خدام محبينا شاهد على ماذكرنا من ان العالم بجميع اجزائه و جزئياته من القوى العلامة و العمالة الولى الكامل بعض الملائكة من قواه العلامة كجبرائيل و من طبقة وبعضهم من العمالة كعزرائيل و من فى درجته و كالملائكة السماوية و الارضية المدبرة و الخدمةالملائكة لمحبيهم ايضاً بتصرفهم كخدمة بعض الاجزا الانسانية لبعض بتصرف النفس

فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان کہ ملکوت ہمارے بھی خدمت گذار ہیں اور ہمارے محبوں کے بھی خادم ہیں، یہ بھی ہمارے بیان کردہ مطلب کی تائید کرتا ہے کہ کائنات عالم اپنے جملہ اجزاو جزئیات سمیت چاہے وہ جزئیات اس کی عملی و فعال طاقتیں ہوں یا علمی و ادراکی قوتیں ہوں یہ سب ولی کامل کے تصرف و اختیار میں ہوتی ہیں، پس جناب جبرائیل علیہ السلام جیسے ملکوت یا ان کے ہم طبقہ ملکوت ہیں یہ سب ولی کامل کے قوائے علمیہ ہیں یا علمی قوتیں ہیں اور جناب عزرائیل علیہ السلام اور ان کے ہم طبقہ ملکوت اور دیگر آسمانی ملکوت اور وہ فرشتے جو زمین کے ہیں یا مدبرات عالم ہیں وہ ولی کامل کے قوائے عملی ہیں اور ان کا محبوں کے خدمت کرنا بھی ان ذوات متعالیہ کے تصرف کی بدولت ہوتا ہے جیسا کہ جسم انسانی کے بعض اعضا دوسرے اعضائے جسمانی کی خدمت کرتے ہیں تو ان کی خدمت بھی تصرف نفس کی

وجہ سے ہوتی ہے اسی لئے ہمارے عقائد میں یہ بات شامل ہے کہ کوئی فرشتہ یا کوئی روح پاک معصومین علیہم الصلوات والسلام کو علم یا خبر نہیں دے سکتی بلکہ ان کا علم ساری کائنات پر محیط ہے اور ان کا علم احاطی ہے نہ کہ اخباری ہے

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ آیات یا احادیث جن میں علم کی نفی موجود ہے ان کا مفہوم کیا ہے؟

دوستو! اہل تشیع کا عقیدہ یہ ہے کہ علم کی دو قسمیں ہوتی ہیں () علم مستقلی، علم وقوعی علم مستقلی تو وہ ہوتا ہے کہ جس میں قیامت تک کا مَا كَانَ وَ مَا يَكُون کا علم ہوتا ہے اور اس میں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہوتا ہاں علم وقوعی لمحہ بہ لمحہ اپ ڈیٹ(Update) ہوتا رہتا ہے کیونکہ جیسے جیسے کوئی واقعہ وقوع پذیر ہوتا ہے اس کے واقع ہونے کا علم آتا جاتا ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ یہ علم وقوعی اللہ جل جلالہ کا بھی اپ ڈیٹ(Update) ہوتا رہتا ہے جیسا کہ کلام الٰہی میں بہت سے مقامات پر اس بات کا صریح بیان موجود ہے جیسا کہ سورۂ آل عمران میں فرمایا گیا ہے

☆أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تَدْخُلُواْ الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُواْ مِنكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِيْنَ......(آل عمران 142)

تم یہ گمان کرتے ہو کہ تمہیں جنت میں داخلہ مل جائے گا حالانکہ اللہ نے ابھی تم میں سے مجاہدین کو معلوم ہی نہیں فرمایا اسی طرح سورۂ توبہ میں ارشاد ہے کہ

☆أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تُتْرَكُواْ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُواْ مِنكُمْ

کیا تم نے گمان کر لیا ہے کہ تم چھوڑ دیئے جاؤ گے حالانکہ ابھی اللہ نے ان لوگوں کو تو جانچا ہی نہیں جنہوں نے تم میں سے جہاد کیا۔ پھر سورۂ حدید میں دیکھیں کہ

☆وَلِيَعۡلَمَ اللّٰهُ مَن يَنصُرُهُ وَرُسُلَهُ بِالۡغَيۡبِ ......تاکہ اللہ معلوم کرے کہ غائبانہ کون اس کی اور اس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے

ایسی بہت سی آیات ہیں جن میں یہی مفہوم ہے کہ اللہ معلوم کرنا چاہتا ہے، یا اسے معلوم نہیں کہ کون نصرت کرتا ہے مگر اسے مستقبل میں معلوم ہو جائے گا

یہاں اللہ کے علم مستقلی کی نفی نہیں ہے بلکہ وہ ازل سے جانتا ہے کہ کون کیا ہے، کس نے جہاد میں ثابت قدم رہنا ہے، کس نے فرار ہونا ہے، کس نے انبیاء علیہم السلام کی نصرت کرنا ہے، کس نے نصرت نہیں کرنا، مگر نصرت کے وقوع نہ ہونے کی وجہ سے اس کے علم وقوعی میں یہ بات نہیں تو اس نے فرما دیا کہ یہ واقع ہوگا تو پھر معلوم ہوگا یعنی یہ مقام اظہار ہے

اسی طرح خاندان پاک علیہم الصلوات والسلام کا علم مستقلی بوجہ نوریت اِلٰہیہ مستقل و قائم ہے مگر اس کے بارے میں جو نفی ہے وہ علم وقوعی کی ہے جیسا کہ فرمایا گیا تھا کہ آپ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کیا ہے؟

وہاں ان کے علم مستقلی کی نفی نہیں ہے بلکہ علم وقوعی کی نفی ہے کیونکہ اس وقت کتاب و ایمان کا وقوع نہیں ہوا تھا مگر وہ انوار متعالیہ مستقلی علم کے حوالے سے سب کچھ جانتے تھے اور ان کے لئے کوئی بھی علم غیب کا علم نہیں ہے کیونکہ ان سے کوئی چیز غیب ہے ہی نہیں، ہاں جو دوسروں کے لئے غیب ہے وہ ان کے شہود ہے کیونکہ ان کا علم علم اِلٰہی سے متصل و متحد ہے کیونکہ یہ اسی کے نور سے مشتق ہیں اس لئے انہیں عالم الغیب والشہادہ ماننا لازم ہے

www.khrooj.com

## مسئلہ بدا

اہل تشیع کا عقیدہ یہ ہے کہ بعض امور میں واقعی بدا واقع ہوتا ہے یعنی کسی چیز کے بارے میں اللہ جل جلالہ کی طرف سے بظاہر ایک حتمی فیصلہ ملتا ہے مگر بعد میں اس میں تبدیلی واقع ہو جاتی ہے امام علی نقی علیہ الصلوات والسلام کے بعد منصب امامت کے بارے میں یہ لکھا ہوا ہے کہ پہلے یہ اعلان ہوا تھا کہ جناب محمدؐ علیہ الصلوات والسلام جو امام حسن العسکری علیہ الصلوات والسلام کے بڑے بھائی تھے انہوں نے امام بننا تھا مگر پھر بدا واقع ہوا اور امام حسن العسکری علیہ الصلوات والسلام کی امامت کا قیام ہوا

دوستو! حقیقت یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ کے دو علم ہوتے ہیں ایک علم لوحی ہوتا ہے اور ایک علم ذاتی ہوتا ہے علم لوحی اظہاری ہوتا ہے جسے فرشتے اور مدبرات امر پڑھ سکتے ہیں اور معلوم کرنے والے اس علم تک رسائی رکھتے ہیں مگر جو علم ذاتی ہوتا ہے اس کے لئے ''حضرت علمیہ'' کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے اور یہ حقیقت ہے کہ حضرت علمیہ میں کوئی بدا واقع نہیں ہوسکتا، اگر کوئی بدا واقع ہو جائے تو یہ نعوذ باللہ ذات واجب العلم کے علم واجب کو حادث بنادے گا اور یہ کفر ہے کیونکہ اس کے علم ذات میں کمی یا بیشی ماننا کفر ہے اس لئے حضرت علمیہ میں وقوعِ بدا کا ماننا بھی کفر ہے ہاں علم لوحی میں بدا واقع ہوتا رہتا ہے اور اس میں کچھ چیزوں کو مشروط طور پر رکھ دیا جاتا ہے یعنی فلاں کام اس طرح ہوگا اگر اس میں کسی نے دعا کر دی تو پھر اس فیصلے میں تبدیلی ہو جائے گی اور پھر دوسری طرح ہوگا جبکہ حضرت علمیہ میں اس کی تفصیل تک موجود ہوتی ہے کہ اس طرح دعا کرنے والا کرے گا یا نہیں کرے گا حقیقتاً کیا ہونا

ہے یہ سب کچھ اس کے علم میں ہوتا ہے اسی لئے امام جعفرؑ صادق علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا تھا...... (الکافی جلد اول ص 147)

ان لله علمين علم المكنون مخزون لايعلمه الا هو من ذالك يكون البداء

یعنی اللہ کے دو علم ہوتے ہیں ایک علم مکنون ومخزون ہے جسے اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور علم لوحی میں جو تبدیلی یا بدا واقع ہوتا ہے وہ اسی علم کے مطابق ہوتا ہے یعنی فیصلہِ لوح کو اس علم کے مطابق بنانے کا نام بدا ہے۔ دوسرا وہ علم ہوتا ہے کہ جو اس نے اپنے ملکوت ورسل کو دیا ہے یہ علم لوحی ہوتا ہے جس میں بدا واقع ہوتا ہے یعنی علم ذاتی کی وجہ سے علم لوحی میں تبدیلی واقع ہوتی ہے

جیسا کہ میں نے ایک مثال دی تھی کہ جناب محمدؐ اسد الدجیل علیہ الصلوات والسلام نے امام بننا تھا مگر بدا واقع ہوا مگر یہ ہم جانتے ہیں کہ اس دور کے شیعوں کے لئے وہ بدا تھا مگر امام یازدھم کے لئے وہ بدا نہیں تھا کیونکہ وہ اللہ کے علم مخزون ومکنون کی وجہ سے جانتے تھے کہ انہوں نے منصب امامت سنبھالنا ہے اور یہ بات لوح جناب سیدہ صلوات اللہ علیہا تک میں مرقوم تھی اس لئے حضرت علمیہ میں کسی بدا کی کوئی گنجائش ماننا جائز نہیں ہے

## نیابتِ الٰہیہ

☆ واليعلم ان هذهٖ الفضيلة ليست فضيلة تشريفية اعتبارية كفضيلة السلطان على الرعية بل فضيلة حقيقة وجودية كمالية ناشئة من احاطته التامة وسلطنة القيومية ظل الاحاطة التى لحضرة اسم الله الا عظم المحيط على سائر الاسماء فان سائر الاسماء و الصفات

من شئو ونه واطواره ومظاهره وانوار ه فكما ان شرافة اسم الله الاعظم المحيط على سائر الاسماء ليست تشريفية اعتبارية فكذاسائرالاسماء وبعضها بالنسبة الى بعض كذلك الامر فى مربوب الاسماء المحيطة الذى هوالنبى فى كل عصرخصوصاً نبينا صلى الله عليه واله الذى هو مربوب امام آئمه الاسماء والصفات فله الرئاسة التامة على جميع الامم السابقة واللاحقة بل كل النبوات من شئو ون نبوتهٖ ونبوته دائرة عظيمة محيطة على جميع الدوائر الكلية والجزئية والعظيمة والصغيرة

امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ جاننا چاہیے کہ یہ فضیلت تشریفی واعتباری نہیں ہے جس طرح کہ بادشاہ کو رعیت پر فضیلت حاصل ہوتی ہے بلکہ یہ فضیلت وجودی وکمالی ہے جس کا منشاء آنحضرت کا دوسروں پر احاطہ کامل اور سلطنت قیومی ہے اور یہ احاطہ وسلطنت اس احاطہ کا سایہ ہے جو کہ اس اسم اعظم کو حاصل ہے جو دوسرے اسماء پر محیط ہے اور دوسرے اسماء وصفات اس کے شیئون واطوار ومظاہر وانوار سے ہیں

پس جس طرح کہ اسم اللہ الاعظم محیط کی شرافت وبرتری دیگر اسماء پر تشریفی و اعتباری نہیں ہے دیگر اسماء میں جو ہر ایک اسم کو دوسرے اسم پر شرافت حاصل ہے اس میں بھی جنبہ تشریفی واعتباری نہیں ہے اسی طرح اسمائے محیط کے مربوب میں بھی یہی کیفیت ہے اور مربوبیت اسماء یعنی پیغمبر وقت خصوصاً ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کہ تمام آئمہ صفات واسماء کے مربوب امام ہیں پس تمام گزشتہ وآئندہ امتوں پر آپ ہی کی ریاست کاملہ ہے بلکہ تمام نبوتیں ان کی نبوت کے شعبے یا حصے ہیں اور آپ کی

نبوت ایک بزرگ دائرہ ہے جو تمام کلی و جزئی اور چھوٹے بڑے دائرے پر محیط ہے اسی طرح فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمانا کہ اے علی علیک الصلوات والسلام میرے بعد برتری وفضیلت تمہارے لیے ہے اور تمہارے بعد تمام آئمہ اطہار علیہم الصلوات والسلام کے لئے ہے

اس میں اس مطلب کی طرف اشارہ ہے جو کہ ہم نے بیان کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام اور دیگر آئمہ علیہم الصلوات والسلام کا مرتبۂ وجودی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت وہی ہے جو کہ روح کا نفس ناطقہ سے ہے اور دیگر انبیاء واولیاء کا مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت نفس کے دیگر قوائے نازلہ کی مانند ہے اور دیگر افراد رعیت کا مرتبہ نفس کے قوائے جزیہ نازلہ کی مانند ہے چاہے وہ قوائے ظاہرہ ہوں یا باطنہ جس طرح کہ افراد رعیت کے درجات ومراتب ہوں گے اسی کے مطابق یہ تطابق ہوگا اور تمام فضیلت وکمال وشرافت وجود انسانی کی مملکت میں مرتبہ روح کے لئے ہے اور اسی سے دیگر قوائد ومراتبِ وجود کو فیض پہنچتا ہے بلکہ تمام قوائے ظاہر وباطن در حقیقت روح کا ظہور ہیں اسی وجہ سے جناب امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے ارشاد فرمایا کہ میں گزشتہ انبیاء کے ساتھ پوشیدہ طور پر تھا اور آنحضرت کے ساتھ ظاہری طور پر ہوں اور دیگر پیغمبروں کے ساتھ جناب امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی یہ معیت وہمراہی معیت قیومی باطنی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ کی معیت قیومی وظاہری ہے...... اس کے بعد امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان کہ ملائکہ ہمارے اور ہمارے محبوں کے خادم ہیں یہ بھی ہمارے بیان کردہ مطلب پر شاہد ہے کہ کائنات عالم بہمہ اجزاء وجزیات چاہے وہ جزیات اس کی عملی قوتیں

ہوں یا علمی کارفرما ہوں یا کارگر ہوں یہ سب کے سب ولی کامل کے اختیار میں ہیں پس بعض ملائکہ مثلاً جبرائیل اور اس کے ہم مرتبہ ملائکہ ولی کامل کے قوائے علمی ہیں اور بعض ملائکہ مثلاً عزرائیل اور اس کے ہم درجہ اور دیگر آسمانی اور زمینی مدبر عالم فرشتے ولی کامل کے قوائے عملی ہیں اور محبوں کے لیے بھی فرشتوں کا خدمتگار رہونا ان ذوات مقدسہ کے تصرف کی بدولت ہے جیسا کہ نفس کے تصرف سے بعض اجزاءِ بدنی بعض کی خدمت کرتے رہتے ہیں

## معیت قیومیہ

جناب امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے اس فرمان کی شرح میں فرماتے ہیں کہ جس میں انہوں نے فرمایا تھا کہ

☆کنت مع الانبیاء باطناً و مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ظاهراً

ہم سارے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ باطنی طور پر موجود تھے اور سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ظاہری طور پر موجود رہے ہیں

جناب امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

☆ان علیه الصلوات والسلام صاحب الولاية المطلقة الكلية و الولاية باطن الخلافة

کیونکہ امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام ولایت مطلقہ کلیہ کے حامل تھے جو کہ خلافت اِلٰہیہ کے باطن کا نام ہے یعنی ولایت کلیہ مطلقہ خلافۃ کلیہ مطلقہ کا باطن ہے

☆فهو علیه الصلوات والسلام بمقام ولايت الكلية قائم على كل نفس بما كسبت و مع كل الاشيا معية القيومية ظلية الهية ظل المعية القيومية الحقة

www.khrooj.com

امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام اپنے مقام ولایت کلیہ کی وجہ سے کائنات کے ہر فرد کے اور اس کے اعمال کے ساتھ معیت قیومیہ رکھتے ہیں [ اللہ کی طرح موجود ہیں ] اور کائنات کی جملہ چیزوں کے ساتھ معیت قیومیہ اِلٰہیہ رکھتے ہیں اور ان کی معیت قیومیہ اللہ جل جلالہ کی معیت قیومیہ کا سایہ ہے۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے

کیونکہ امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام اور باقی انوار معصومین معیت قیومیہ کے حامل ہیں اس لئے یہ ہر جگہ موجود ہیں اور کائنات کی ہر چیز پر ان کے نور کا احاطہ ہے اور اسی لئے ان کا علم وخبر احاطی ہے نہ کہ اخباری یعنی انہیں کوئی دوسرا کائنات کے کسی فرد کے اعمال کی اطلاع نہیں دیتا بلکہ یہ پوری کائنات کے اعمال کو لائیو (Live) مشاہدہ فرماتے ہیں۔ ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ معصومین علیہم الصلوات والسلام کلی طور پر معصوم ہیں اور عصمت کبریٰ کے مالک وحامل ہیں اور اس گھر کا کوئی فرد غیر معصوم نہیں ہے کیونکہ یہ اللہ جل جلالہ کی عبدیت کاملہ کے مالک ہیں

اس میں سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لے کر شہزادہ علی اصغر علیہ الصلوات والسلام تک اور امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے جملہ فرزندان جناب ابوالفضل العباس علیہ الصلوات والسلام اور جناب اصغر علیہ الصلوات والسلام سے لے کر جناب محسن علیہ الصلوات والسلام تک سبھی عصمت کبریٰ کے مالک ہیں، سبھی معصوم اکبر ہیں، یہ سہو ونسیان وخطا سے مبرہ ومنزہ ہیں، یہ سب مشیت اِلٰہی کے ماتحت ہیں، ان سے کوئی بھی کام رضائے اِلٰہی کے خلاف سرزد نہیں ہوسکتا، ان کا ہر قول، فعل، حرکت وسکون مشیت اِلٰہی کے تصرف میں ہوتا ہے

یارب محمدؐ و آل محمدؐ صل علی محمدؐ و آل محمدؐ و عجل فرج آل محمدؐ بقائمھم عجل اللہ فرجہ الشریف و صلوات اللہ علیہ

www.khrooj.com

هوالسبوح القدوس الرب الملائکۃ و الروح ھوالبدیع الانوار والارواح
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

# تعارف معصومین

علیہم الصلوات والسلام

## شہنشاہ معظم امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام

دوستو! اہل تشیع کا عقیدہ ہے کہ منصب امامت ایک اِلٰہی عہدہ ہے جیسا کہ نبی یا رسول کا جو منصب ہے کہ جسے عوام منتخب نہیں کر سکتے اسی طرح امام اور ولی مطلق کو بھی سوائے اللہ جل جلالہ کے کوئی منتخب نہیں کرسکتا اور جب اللہ جل جلالہ امام کو منتخب فرماتا ہے تو ان سے قبل حجت زمانہ جو نبی ہو یا امام وہ اپنے سے بعد والے امام ووصی وخلیفہ کا تعارف کرواتا ہے اور وہ جو فرمان صادر فرماتا ہے اسے ''نص'' کہا جاتا ہے، سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد منصب خلافت وامامت ووصایت کے وارث امیر کائنات حضرت علیؑ بن جناب ابی طالبؑ بن جناب عبدالمطلب علیہم الصلوات والسلام ہیں، ان کو اللہ جل جلالہ کے حکم سے خود سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا جانشین مقرر فرمایا اور ان کی ولایت کا اعلان خم غدیر پر فرمایا اور ان کا دست مبارک پکڑ کر سب کو تعارف کروایا کہ ہمارے بعد یہ ہمارے جانشین ہیں مناسب ہوگا میں ان کا اجمالی تعارف کروادوں

آپ جناب سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد بھائی تھے اور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد بھی تھے، آپ کی ولادت باسعادت 13 رجب 30 عام الفیل میں بیت اللہ

www.khrooj.com

[ خانہ کعبہ ] میں ہوئی اس طرح آپ سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے 30 سال چھوٹے تھے جب آپ کی بیت اللہ میں آمد ہوئی تو سب سے پہلے آپ کو سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُٹھایا اور انہیں اپنی زبان مبارک سے پہلی غذا فراہم فرمائی

سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی والدہ ماجدہ سیدہ بنت اسد صلوات اللہ علیہا کو ماں کہہ کر پکارتے تھے اور یہ اتنی ذی عزت مستور تھیں کہ سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں لحد مبارک میں خود اتارا تھا اور ان کے جسد اطہر پر اپنی چادر ڈال دی تھی یہ وہ نوری مستور صلوات اللہ علیہا تھیں کہ جن کی آغوش عاطفت میں سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پرورش پائی تھی

امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کا بچپن سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آغوش میں گزرا اور جب سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان نبوت فرمایا اور دعوت ذوالعشیرہ میں سارے خاندان والوں کو بلایا اور ان سے فرمایا کہ اگر ہم فرمائیں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک لشکر تمہاری گھات لگائے بیٹھا ہے تو آپ یقین کریں گے یا نہیں؟

تو اس وقت سب نے عرض کیا ہم آپ کو صادق مانتے ہیں اس لئے یقین نہ کرنے کی کوئی وجہ ہی نہیں، اس پر سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دعوت اسلام دی اور یہ بھی فرمایا کہ آج جو میرا ساتھ دے گا وہ میرا جانشین اور میرا وزیر ہوگا، اس وقت کسی نے اسلام کی آواز پر لبیک نہ کہا تو فوراً امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کھڑے ہوگئے اور فرمایا ہم آپ کی تصدیق کرتے ہیں کہ آپ سچ فرما رہے ہیں اسی پہلے دن یہ فیصلہ ہوگیا تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانشین امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام ہی ہوں گے

پھر جب کوئی بھی سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھنے والا نہ تھا تو اس وقت

سب سے پہلے آپ نے ان کی پیچھے نماز پڑھی اوران کے بعدان کے بھائیوں یعنی جناب جعفرطیار علیہ الصلوات والسلام جناب عقیل علیہ الصلوات والسلام اور جناب طالب علیہ الصلوات والسلام نے سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز ادا فرمائی۔کفار مکہ کی طرف سے جب سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت دینے کا پروگرام بنا تو اس میں بھی امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے ہر مشکل میں سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ دیا۔

جب جناب ابوطالب علیہ الصلوات والسلام کی وفات ہوئی تو اس وقت اللہ جل جلالہ نے سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ چھوڑنے کا حکم فرمایا تو آپ نے ہجرت کا پروگرام بنایا اس رات کو دار الندوہ میں کفار مکہ کا اجتماع ہوا اورانہوں نے سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کرنے کا پروگرام بنایا مگراس رات سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کو اپنے بستر پرعین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنا کرسلا دیا اورخودشہر سے باہرتشریف لے گئے

اسی طرح مدینہ میں آنے کے بعدکفار کی طرف سے اسلام پرجنگیں مسلط کردی گئیں تو امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی ذوالفقار آبدار نے کفار کے دانت کھٹے کیئے اور جنگ بدر میں کفار کے 70 سے زیادہ سرداراور جوان واصل جہنم ہوئے جن میں سے اکثر ملعون امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی تلوار نے جہنم پہنچائے تھے۔پھر جنگ احد ہوئی تو اس میں ظاہراً لشکراسلام کوشکست کا سامنا ہوتا ہوانظرآیا تو اس وقت بڑے بڑے صحابہ کرام میدان چھوڑ کر پہاڑوں کی طرف فرار ہوگئے تھے مگرامیر کائنات علیہ الصلوات والسلام مسلسل سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کرتے رہے اورانہیں زخمی حالت میں اپنی ڈھال میں سلاکر پہاڑ پر لے گئے اوروہاں ان کی حفاظت کی

جنگ خیبر میں چالیس دن تک یہود کے جوانوں کے سامنے بڑے بڑے صحابہ کرام

علم پھینک کر میدان سے فرار ہوتے رہے وہاں بھی امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی تلوار آبدار نے اپنے جوہر دکھائے اور ان کے نامور جنگی جوان یعنی مرحب وحارث اور عنتر کو واصل جہنم کیا اسی طرح جنگ خندق میں عمر بن عبدود ملعون خندق عبور کر کے سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خیمہ اطہر کے سامنے خرافات بک رہا تھا تو سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب سے فرمایا کوئی ہے جو اس کتے کی زبان بند کرے مگر امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے سوا کوئی نہ اٹھا اور اس دن سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کو روانہ فرماتے ہوئے فرمایا کہ آج ایمانِ کل کفرِ کل کے سامنے جا رہا ہے جب آپ نے ایک ضرب سے عمر بن عبدود ملعون کو فی النار کر دیا تو پھر سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی ایک ضربِ شمشیر ثقلین کی بندگی سے بھی افضل قرار پائی ہے

خم غدیر پر سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی ولایت کا اعلان فرمایا تو واپسی پر آپ کو آپ کے محبّ اکبر یعنی اللہ جل جلالہ نے اپنی طرف بلا لیا تو سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آخری رسومات تجہیز و تکفین بھی امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے ہی ادا فرمائیں جبکہ اس وقت بڑے بڑے صحابہ کرام سقیفہ بن ساعدہ میں مسئلہ خلافت پر الیکشن کروا رہے تھے اور وہ اس طرح الیکشن میں مگن تھے کہ وہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جنازے میں بھی شریک نہ ہو سکے

سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد سب سے پہلے امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے قرآن کریم کو جمع فرمایا اور اس وقت اجماعی خلفائے کرام کے پاس لے گئے کہ امور اسلام میں اس قرآن کریم سے استفادہ کریں مگر وہ قرآن قبول نہ کیا گیا

اس طرح امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد پورے 36 سال تک خاموشی اور گوشہ نشینی کا وقت گزارا پھر جب تیسرے اجماعی خلیفہ حضرت عثمانؓ کا دور آیا تو ان کی اقربا پروری اور کچھ دوسری وجوہات کی بنا پر لوگوں نے ان کے خلاف احتجاج کیا اور کہا کہ آپ نے ہر جگہ بنی امیہ کو حکومت دے رکھی ہے اور باقی لوگ حکومت کی بہتی گنگا سے محروم ہیں اس پر ایک وفد مصر سے آیا اور اس میں خلیفہ اوّل کے صاحب زادے جناب محمدؑ بن ابوبکر بھی شامل تھے انہوں نے بھی یہی کہا کہ آپ بنی امیہ کو مسلمانوں پر مسلط نہ کریں، اس پر اس نے انہیں مصر کا حاکم بنا دیا اور حکومتی آرڈر لکھوا دیا مگر دوسری طرف ایک شخص کو خفیہ طور پر حاکم مصر کے پاس یہ لکھ کر بھیجا کہ جب یہ وہاں پہنچیں تو انہیں قتل کر دیا جائے، اب پتہ نہیں یہ بات مروان نے لکھوائی تھی یا خلیفہ وقت نے لکھوائی تھی مگر یہ خط ان کی مہر سمیت راستے میں پکڑا گیا اور اس خیانت پر ام المومنین عائشہؓ نے بھی فتویٰ دیا کہ خلیفہ کو زندہ نہ چھوڑا جائے اور اس پر اہل مدینہ کا اجماع ہوا اور اس کے بعد مدینے والوں نے اجماع کر کے خلیفہ عثمانؓ کو قتل کر ڈالا

اس کے بعد امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کو منبر خلافت کی دعوت دی گئی مگر آپ نے ٹھکرا دی اور فرمایا کہ ہمارے سامنے ان چار لکڑیوں کی کیا اہمیت ہے اس کے بعد سارے اہل مدینہ ومصر وعراق نے آپ کو مجبور کر دیا تو آپ نے بیعت لے لی مگر بنی امیہ نے آپ کی مخالفت کا پروگرام بنا لیا اور ام المومنینؓ کو بہلا پھسلا کر امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے سامنے لا کھڑا کیا اور جنگ جمل ہوئی جس میں تقریباً تیس ہزار 30,000 مسلمان لقمہ اجل بنے اور اس کے بعد بنی امیہ کے ڈیکٹیٹر معاویہ نے اعلان جنگ کیا اور حکومت

اسلامیہ سے بغاوت کردی جس کی وجہ سے صفین کے میدان میں 70 جنگیں ہوئیں
اس جنگ صفین میں معاویہ نے قرآن کو سیاسی اشو بنایا اوراس کی اس چال کو نہ سمجھا
گیا اور واقعہ تحکیم پیش آیا اوراس طرح خوارج کا ایک گروہ پیدا ہو گیا اور پھر معاویہ
کی شکست کے بعد نہروان میں ان خارجیوں سے جنگ ہوئی اور انہیں جہنم پہنچایا گیا
40 ہجری میں خوارج کی طرف سے دو آدمی نکلے جنہوں نے قسم کھائی کہ ہم میں ایک
عمر بن عاص ملعون کو جہنم پہنچائے گا اور دوسرا امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کو شہید کرے گا
اس لئے ایک مصر کو روانہ ہو گیا اور دوسرا کوفے میں پہنچ گیا اور یہاں اس نے اشعث
بن قیس کندی کو ہمراز بنایا اوراس کی معاونت اور قطامہ ملعونہ کے عشق نے اسے مزید
اکسایا اوراس طرح اشعث بن قیس کندی جو حضرت ابوبکرؓ کا بہنوئی تھا اس نے اس
خارجی ابن ملجم کا ساتھ دیا اور 19 ماہ رمضان بمطابق 24 جنوری 661 کو نماز صبح کے
وقت آپ کو ضرب لگائی گئی اور آپ 21 ماہ رمضان بمطابق 26 جنوری 661 عیسوی
کو اپنے محبوب حقیقی سے واصل ہو گئے اور آپ کا مقبرہ مقام حیرہ موجودہ نجف الاشرف
میں بنایا گیا۔ مزید تفصیل کے لئے ہمارے کتب سوانح وسیرت ملاحظہ فرمائیں

## تصور غربت اور اوقاف

دوستو! عوام میں یہ تاثر عام ہے کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے
نعوذ باللہ عالم غربت میں اور فقر وفاقہ میں زندگی گزاری ہے
شہنشاہ معظم امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے بظاہر بڑی سادہ زندگی بسر فرمائی، نہ کبھی پیٹ
بھر کے کھایا تھا، نہ کبھی جی بھر کے آرام فرمایا تھا، نہ تو نرم بستر پر لیٹے تھے اور نہ ہی

اعلیٰ درجہ کا لباس زیب تن فرمایا تھا

اسی روش کی بنا پر عام طور پر لوگ یہ سمجھنے لگے تھے کہ شہنشاہ معظم امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام والسلام معاذ اللہ غریب تھے، لاوارث تھے، مزدور تھے، نادار تھے، مسکین تھے، ان کے پاس کچھ تھا ہی نہیں کہ وہ استعمال فرماتے یا دکھاتے یعنی ان کے لئے اچھی اور معیاری زندگی گزارنا ممکن ہی نہ تھا

حالانکہ بات اس کے بالکل برعکس ہے کیونکہ شہنشاہ معظم امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام سردار عرب جناب ابو طالب علیہ الصلوات والسلام کے لخت جگر تھے، اپنے وقت کے شہنشاہ زادے تھے، شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ولی عہد تھے، لشکر اسلام کے سردار تھے، قلمکار تھے، سرکاری کاتب یعنی کاتب وحی تھے اور بھی نہ جانے کیا کیا تھے

شہنشاہ معظم امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کو بہت کچھ تو اپنے والدین علیہا الصلوات والسلام کی طرف سے ورثہ میں ہی ملا تھا، اس سے زیادہ انہوں نے اپنے زور بازو سے کمایا تھا، جو کچھ ان کو جنگوں کے بعد ان کی بہادری اور جنگی وظائف کی ادائیگی کے صلہ اور انعام کے طور پر ملا تھا وہ سب ان کے لئے اوپر کی آمدنی کی حیثیت رکھتا تھا

اس کے باوجود وہ اپنی اس آمدنی پر قناعت نہیں فرماتے تھے بلکہ اپنی درآمد بڑھانے کی خاطر نئے سے نئے راستوں کی تلاش میں مگن رہتے تھے درآمد و برآمد کی تجارت تو ان کے آباء واجداد طاہرین علیہم الصلوات والسلام نے ان کی گھٹی میں ڈالی ہی تھی مویشی پروری اور کھالوں کی تجارت میں وہ شہنشاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شاگرد تھے، کھالوں سے کاغذ بنا کر اس کو علم کے فروغ کے لئے دنیا جہان میں بھیجنا ان کا محبوب مشغلہ تھا لیکن ان سب سے بڑھ کر آپ کھیتی باڑی اور باغبانی میں بھی بڑی دلچسپی

لیتے تھے اس میدان میں بھی ان کی معلومات اور تحقیقات کا دائرہ بہت وسیع اور تجربہ گہرا تھا وہ مٹی سونگھ کر یہ پہچان لیتے تھے کہ یہ زمین کس کام کے لئے مفید ہے یہاں کنواں کھودا جائے، باغ لگایا جائے، کھیت اگایا جائے، یا گھر بسا دیئے جائیں جس کا نتیجہ یہ تھا کہ جہاں شہنشاہ معظم امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی نگاہِ ایزدی رکی وہیں لوگوں کے قدم جم گئے

شہنشاہ معظم امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے باغ لگائے تو لوگوں نے پھل کھائے انہوں نے نخلستان کی طرح ڈالی تو لوگوں نے کھجوریں کھانا شروع کردیں، انہوں نے کھیت لگائے تو لوگ فصلیں کاٹ کاٹ کر سال سال بھر کا آذوقہ جمع کرنے میں لگ گئے انہوں نے کنویں کھودے تو لوگوں نے اپنی کشتیءِ حیات کے لئے اسے سمندر کا کنارا سمجھ لیا جن لوگوں نے ان کے ظاہر کو دیکھا وہ یہ سمجھنے لگے کہ یہ معاذاللہ نادار ہیں، مفلس ہیں، غریب ہیں، تنگ دست ہیں حالانکہ وہ اپنے زمانے کے متمول افراد میں نمایاں ترین حیثیت کے حامل تھے۔ رہی ان کی سادگی، گھروالوں سمیت ان کی فاقہ کشی، سخت کوشی، اور اس کے سبب ظاہری ناداری اور تنگ دستی تو یہ فقر نہیں غنا تھا کیونکہ وہ متمول ترین شخصیت ہوتے ہوئے نادار ترین فرد کی طرح رہنا پسند فرمارہے تھے

ان کی اس حقیقت کو ظاہر کرنے کے لئے ہم ان کے چار وصیت ناموں میں سے ایک کی تفصیل یہاں پیش کرتے ہیں یہ وصیت نامہ صاحب کافی کلینی نے شہنشاہ معظم امام موسیٰ کاظم علیہ الصلوات والسلام کے حوالے سے نقل کیا ہے ہم یہاں اس وقف نامے کا خلاصہ پیش کرتے ہیں کہ جس میں انہوں نے اپنی پراپرٹی (Property) کی تفصیل بھی دی ہے اور اس کے بارے میں احکام بھی صادر فرمائے ہیں وہ صیت یہ ہے

www.khrooj.com

(1) ''ینبع'' اوراس کے مضافات کی وہ سب زمینیں جو میری ملکیت ہیں اوران پر میری ملکیت ڈھکی چھپی بات نہیں ہے نیز ان زمینوں پر مامور محنت کشوں میں سے (الف) رباح (ب) ابونیزر (ج) جیر کے علاوہ باقی تمام کام کرنے والے صدقہ یعنی فلاحی اثاثہ ہیں البتہ یہ تینوں آزاد ہیں ان پر کسی کو تسلط اور ولایت حاصل نہیں ہے یہ براہِ راست میری سرپرستی میں ہیں یہ پانچ سال تک ان زمینوں پر کام کریں گے جس کے نتیجہ میں ان کو حق ہوگا کہ تمام عمر آباد زمینوں کی آمدنی سے اپنے اوراپنے اہل عیال کا سالانہ خرچہ وصول کریں

(2) ''وادی القریٰ'' میں میری تمام زمینیں اوراموال اوروہاں کام کرنے والے غلام سب کے سب جناب سیدہ طاہرہ صلوات اللہ علیہا کے بچوں کے لئے وقف ہیں

(3) ''وادی ترعۃ'' کی تمام تر املاک اور زریق غلام کے علاوہ وہاں کام کرنے والے تمام خدمت گار صدقہ ہیں زریق کا حکم وہی ہے جو رباح وغیرہ کا ہے

(4) ''اذینہ'' کی تمام املاک اوراس پر مقررہ غلام بھی صدقہ ہیں

(5) جیسا کہ آپ لوگ جانتے ہیں ''فقیرین'' اوروہاں موجود تمام غلام بھی صدقہ ہیں یہ سب اثاثہ اللہ کے راستے میں خرچ ہونا ضروری ہے یہاں میں نے اپنے جن اموال واملاک کا ذکر کیا ہے وہ سب قطعی لازمی اور واجب صدقہ ہیں ان کے بارے میں یہ حکم میری زندگی میں اورمیرے وصال کے بعد بھی جاری رہے گا ان کو ہراس کام میں خرچ کیا جاسکتا ہے جس میں رضائے اِلٰہی ہواور جو اللہ کی خاطر ہواس طرح ان اموال کو بنی ہاشم علیہ الصلوات والسلام اور بنی عبدالمطلب علیہ الصلوات والسلام سے میرے قریب اور دور کے رشتہ داروں پر بھی خرچ کیا جاسکتا ہے

ان اوقاف وصدقات کا انتظام وانصرام حسن بن علیؑ علیہما الصلوات والسلام کے ذمہ ہے ان کو حق ہے کہ وہ مناسب مقدار میں ان املاک سے اپنے اخراجات لے لیں اور باقی ان موارد میں خرچ کریں جو اللہ کی خوشنودی کا باعث ہیں نیز اگر وہ قرضوں کی ادائیگی کے لئے ان اموال کو بیچنا ضروری سمجھیں تو بیچ سکتے ہیں اگر وہ ان املاک کو محفوظ رکھ کر ان کی قدر و قیمت میں اضافہ کرنا چاہیں تب بھی ان کو حق حاصل ہے

میری اولاد، میرے غلام، اور میرے ذاتی اموال پر بھی جناب امام حسنؑ علیہ الصلوات والسلام کو ولایت و سرپرستی کا حق حاصل ہے اگر امام حسنؑ علیہ الصلوات والسلام کا گھر صدقات واوقاف کا حصہ نہ ہو اور وہ اسے بیچنا چاہیں تو ان کو اختیار ہے لیکن جب وہ اسے بیچیں تو انہیں اس سے ملنے والی رقم کو تین حصوں میں تقسیم کرنا ہوگا

( ) ایک حصہ اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کے لئے رکھنا ہوگا

( ) ایک حصہ بنی ہاشم علیہ الصلوات والسلام و بنی عبدالمطلب علیہ الصلوات والسلام پر صرف کرنا ہوگا

( ) ایک حصہ فرزندان جناب ابو طالب علیہم الصلوات والسلام پر خدا پسند معاملات میں خرچ کرنا ہوگا

اگر امام حسینؑ علیہ الصلوات والسلام کی زندگی میں امام حسنؑ علیہ الصلوات والسلام شہید ہو گئے تو ان تمام امور کی ذمہ داری امام حسینؑ علیہ الصلوات والسلام پر ہوگی اس صورت میں ہم نے امام حسنؑ علیہ الصلوات والسلام کو جو حکم دیا ہے امام حسینؑ علیہ الصلوات والسلام کو اسی حکم پر عمل کرنا ہوگا انہیں وہی کچھ کرنا ہوگا جو امام حسنؑ علیہ الصلوات والسلام کرتے اور میں نے امام حسنؑ علیہ الصلوات والسلام کے لئے جو کچھ لکھا ہے وہی کچھ ان کے لئے بھی ہے

خیال رہے کہ ہم نے جناب سیدہ طاہرہ صلوات اللہ علیہا کے دو بیٹوں کے لئے اتنے ہی اوقاف و املاک مقرر کئے ہیں جتنے ہم نے اپنے باقی تمام اولاد کے لئے مجموعی طور پر

مقرر کئے ہیں

(یہ اوقاف واملاک ان کے علاوہ ہیں جن کا ذکر اس وقف نامہ میں ہے)

ایسا میں نے صرف اور صرف اللہ کی خوشنودی، رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت وعظمت اور احترام وبزرگی کے تحفظ اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضامندی کی خاطر کیا ہے

میرے بیٹے جناب محمدؐ حنفیہ علیہ الصلوات والسلام کے پاس جو اموال اور جاگیریں ہیں وہ خود ان کی ملکیت ہیں۔اسی طرح اولاد جناب سیدہ طاہرہ صلوات اللہ علیہا کے پاس جو اموال اور جاگیریں ہیں وہ خود انہی کی ملکیت ہیں۔اسی طرح جناب سیدہ طاہرہ صلوات اللہ علیہا کی ذاتی جاگیریں اور ان کے اموال اور ان کے بچوں کی ذاتی جاگیریں اور ان کے اموال ان سے متعلق ہیں ان کا اس وقف نامہ یا وصیت نامہ سے کوئی تعلق نہیں ہے

میرے وہ دو غلام جن کا ذکر میں نے ایک اور مختصر وقف نامہ میں کیا ہے میری طرف سے راہ خدا میں آزاد ہیں۔اپنے اموال واملاک کے بارے میں ہمارا یہ فیصلہ قطعی ہے، یہ فیصلہ ہم نے کوفہ کے قریہ ''مسکن'' پہنچنے کے دوسرے دن صرف اور صرف اللہ کی خوشنودی اور آخرت کے حصول کی خاطر کیا ہے اور اس پر یہ لوگ گواہ ہیں

(۱) ابوشمر بن ابرہہ (۲) صعصعہ بن صوحان

(۳) یزید بن قیس (۴) ہیاج بن ابی ہیاج

اس تحریر کو شہنشاہ معظم امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے اپنے ہاتھ سے 10 جمادی الاول 36 ہجری کو تحریر فرمایا ہے

دوستو! یہ خیال رہے کہ یہ سرکار امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام کا اکلوتا وصیت نامہ نہیں تھا بلکہ اس جیسے تین اور اوقاف نامے بھی تھے

دوستو! مناسب ہوگا کہ ہم ان جاگیروں کے بارے میں بھی معلومات فراہم کردیں کہ جن کا ذکر اس وصیت نامے میں تھا

(1) الاحمر......شام اور مدینہ کے درمیان دیار بنی القین میں ''حرۃ الرجلاء'' یا ''حرۃ الرجلی'' کے مقام پر ''شعب زید'' کی طرف ایک وسیع وادی ہے جو ''الاحمر'' کے نام سے مشہور ہے اس وادی کا آدھا حصہ وقف فرمایا تھا اور آدھا ورثا کا حق تھا

(2) الادیبۃ......مدینہ کے قریب ''اضم'' کے صحرا میں واقع ہے، اضم ایک بہت ہی سرسبز و شاداب علاقہ ہے اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہاں سیلاب کا پانی کثرت سے آ کر جمع ہوتا تھا

(3) الاذینۃ ...... مدینہ منورہ کے قریب ''قبلیۃ'' نامی ایک علاقہ ہے یہ علاقہ بہت ہی سرسبز و شاداب وادیوں کا مجموعہ ہے ''الاذینۃ'' اسی ''قبلیۃ'' کی وادیوں میں سے ایک وادی ہے

(4) الاسحن ......فدک کے قریب ایک وادی کا نام ''الاسحن'' ہے یہ آج بھی صدقہ کے متولیوں کے پاس ہے

(5) بئر الملک ...... مدینہ کے قریب ''قناۃ'' کی منزل پر ایک کنواں ہے اور اس سے متعلقہ زمینیں ہیں

(6) البغیبغۃ...... مدینہ منورہ کے اطراف میں ''رضاء'' کے نزدیک ایک چشمہ ہے سرکار امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام نے اس چشمہ کو جاری کرنے کے سلسلہ میں بڑی محنت فرمائی تھی اور شہنشاہ معظم امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی کوششوں کے نتیجہ میں جب یہ چشمہ جاری ہوا اور لوگوں نے اس کا پانی چکھا تو پانی بہت شیریں ٹھنڈا اور خوش گوار تھا اس

www.khrooj.com

پر لوگوں نے سرکار کو یوں مبارک باد دی ''آپ کے وارث خوش رہیں''
یہ کلمات سن کر شہنشاہ معظم امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے بلاتوقف اس چشمہ اور اس چشمہ سے سیراب ہونے والی زمینوں کو ھبہ اور وقف فرما دیا تھا اور ارشاد فرمایا تھا کہ ''یہ میری طرف سے مسکینوں مسافروں اور ضرورت مندوں کے لئے وقف ہے''
واقدی نے روایت کی ہے کہ سرکار شہنشاہ معظم امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام ہی کے زمانہ میں ''بغیبغة'' اتنا شاداب ہو چکا تھا کہ وہاں کے نخلستانوں میں سے ایک سو اسی (180) وسق (13) یعنی تقریباً بتیس ہزار چار سو (32,400) کلوگرام کھجوریں اتاری جانے لگیں تھیں (14)
علامہ ازھری نے تہذیب اللغۃ میں لکھا ہے کہ...... ماء لرسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و ھی عین غزیرۃ الماء کثیرۃ النخل
اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایسا چشمہ جس میں پانی اور کھجور کے درختوں کی بہتات ہے (15)
(7) البغیبغات...... ینبع کے اطراف کے تین چشمے اوقاف شہنشاہ معظم امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام سے تھے ان چشموں کے نام یہ ہیں
() خیف الاراک، خیف لیلیٰ، خیف بطاس
یہ تینوں چشمے نیز ان سے سیراب ہونے والی زمینیں اور باغات اس وقف نامہ کے موقوفات میں سے ہیں
(8) البیضاء...... حرۃ الرجلا کے مقام پر ایک وسیع وعریض صحرا ہے جس میں انتہائی سرسبز وشاداب کھیت، مزارع اور باغات ہیں یہ سرزمین بارش کی کثرت کی وجہ سے

www.khrooj.com

بہت شاداب ہے۔ابن شبہ نے لکھا ہے کہ" وادٍ یقال له البیضاء فیه مزارعٍ و عفاءٍ و هو فی صدقة" یہاں عفاء سے مراد سبزہ کی کثرت ہے

(9)ترعة / دعة / دیمة ...... وادی ترعة اضم سے ملحق ایک شاداب وادی ہے۔دعة مدینہ منورہ کے قریب ایک چشمہ اوراس سے متعلقہ باغات ہیں

(10) ذات کمات ......حرۃ الرجلاء کے مقام پر چار کنویں اوراس کے متعلقہ باغات ومزارع جن کے نام یہ ہیں

()ذوات العشراء،قعین ، معید ،رعوان

(11) رعیة ...... فدک کے قریب ایک وادی ہے جس کا نام رعیة ہے جس میں پہاڑ سے چشمے گرتے ہیں اوراعلیٰ درجہ کے نخلستان ہیں

(12)عین ابی نیزر ...... ابو نیزر شہنشاہ معظم امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کا ایک غلام تھا جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ حبش کے بادشاہ نجاشی کا فرزند تھا

بہرحال عین ابی نیزر، ینبع کے قریب ایک چشمہ اوراس سے متعلق باغات نخلستان اورکھیت ہیں جوانتہائی سرسبزاورشاداب ہیں

(13) عین موات ......وادی القریٰ کے نزدیک ایک چشمہ اوراس سے متعلقہ باغات ونخلستان ہیں

(14)عین فاقة ......وادی القریٰ کے نزدیک ایک اورچشمہ نیزاس سے متعلقہ باغات ونخلستان

(15)فقیرین مدینہ منورہ کے اطراف میں بنی قریظه کے نزدیک دوجگہوں کا نام ہے یہ دونوں املاک رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہنشاہ معظم امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کو عطا

www.khrooj.com

فرمائی تھیں۔ یہ انتہائی سرسبز و شاداب زمینیں ہیں اور آج بھی اپنی شادابی کی وجہ سے مشہور رہیں مدینہ کے لوگ عام طور پر اسے ''الفقیر'' کہتے ہیں

(16)القصیبة ......فدک کے نزدیک ایک باغ یا نخلستان ہے

(17) وادی القریٰ ...... مدینہ منورہ اور شام کے درمیان ایک لق و دق اور وسیع و عریض جگہ ہے جہاں شہنشاہ معظم امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے وسیع وعریض املاک تھیں ان املاک کی حفاظت ونگرانی اور کاشت کاری اور باغبانی کے لئے بہت سے غلام بھی مامور تھے شہنشاہ معظم امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے ان املاک کو بھی غلاموں سمیت وقف فرمایا تھا

(18)ینبع ...... مدینہ منورہ سے سات منزل کے فاصلہ پر کوہ رضوی کے پاس ایک انتہائی شاداب اور وسیع زمین ہے یاقوتی حموی نے معجم البلدان میں شریف بن سلمة بن عیاش ینبعی سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں نے خود وہاں ایک سوستر 170 چشمے گنے ہیں، یہاں شہنشاہ معظم امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام وسیع وعریض ملکیت رکھتے تھے شروع میں سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہنشاہ معظم امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کو اس کا ایک حصہ عطا فرمایا تھا لیکن بعد میں اس جگہ کی شادابی کے سبب شہنشاہ معظم امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے پورا علاقہ اور اس کے اردگرد کے کچھ علاقے بھی خرید کر اپنی ملکیت میں شامل فرمالئے تھے

یہ تو فقط ان املاک کی اجمالی فہرست ہے جو سرکار شہنشاہ معظم امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے اس ایک وقف نامہ میں مذکور ہیں جبکہ سرکار امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام نے اس کے علاوہ اور وقف نامے بھی تحریر فرمائے تھے نیز اوقاف کے علاوہ خود ان کی اولاد کی

www.khrooj.com

دوسری جائیدادیں تجارتیں اور اموال بھی تھے

اتنی جاگیروں کے باوجود شہنشاہ معظم امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے اپنے خون پسینہ کی کمائی سے ایک ہزار غلام آزاد فرمائے تھے اسی طرح خود شہنشاہ معظم امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کا فرمان ہے کہ ''جس دن میں نے جناب سیدہ طاہرہ صلوات اللہ علیہا سے شادی کی اس دن میرے پاس بچھانے کو چادر بھی نہ تھی لیکن اس دن میں نے اپنی جو کمائی راہ خدا میں صدقہ دی وہ اتنی تھی کہ اگر تمام بنی ہاشم علیہ الصلوات والسلام میں تقسیم کی جاتی تو بچ جاتی ۔ بروایتے دیگر آپ نے اس دن نوے ہزار دینار [جو ایک تولہ سونے کے برابر تھا] تصدق فرمایا تھا

تاریخ البلاذری اور فضائل احمدؐ کے حوالہ سے نقل کیا گیا ہے کہ ''ایک دن شہنشاہ معظم امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے چالیس ہزار دینار اور غلہ صدقہ دیا اور اسی دن اپنے گھریلو اخراجات کے لئے یہ کہہ کر تلوار بیچی کہ اگر ہمارے پاس رات کے کھانے کے لئے کچھ ہوتا تو ہم ہرگز تلوار نہ بیچتے

یہ تو ایک وصیت نامہ میں منقول جاگیروں کا ذکر ہے اسی سے باقی تین وصیت ناموں کی جاگیروں کا اندازہ لگالیں اور خود سوچیں کہ کیا یہ پاک گھرنادار اور مفلس گھر تھا؟ حقیقت یہ ہے کہ یہ عرب کا شہنشاہ گھرانا تھا اور دولت، عزت، وقار، شجاعت، دبدبہ، سخاوت، زہد، عصمت، عفت الغرض کائنات کی وہ کونسی دولت تھی جو ان کے پاس نہیں تھی لیکن انہوں نے سب کچھ دوسروں کی فلاح کے لئے وقف رکھا اور خود نان جویں پر بسر اوقات فرمائی یہ زُہد تھا نہ کہ غربت

یارب محمدؐ و آل محمدؐ صل علی محمدؐ و آل محمدؐ و عجل فرج آل محمدؐ بقائمھم
عجل اللہ فرجہ الشریف و صلوات اللہ علیہ

www.khrooj.com

ھوالسبوح القدوس الرب الملائکۃ و الروح ھوالبدیع الانوار والارواح
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

# جنابِ ملکہ عالمین

## صلوات اللہ علیہا

سیدۃ النساء العالمین صلوات اللہ علیہا بزم کساء میں مرکزی حیثیت کی مالک ہیں اور یہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نورِ اوّل کا جزوکل نما ہیں اور اللہ جب اہل آسمان کو پنجتن پاک علیہم الصلوات والسلام کا تعارف کرواتا ہے تو مرکز تعارف انہی کو بناتا ہے، جب عالم انوار میں ان کے نور کا اظہار ہوتا تھا تو ملکوت کروبیاں کے بارے میں ہے کہ

خرۃ الملائکۃ سجداً ملکوت ان کے نور کی تجلی دیکھ کر سجدے میں گر جاتے تھے یہ اتنی ذی عظمت شہزادی ہیں کہ ان کی تشریف آوری پر ان کے بابا پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جملہ درجات عالیہ وعظمٰی پر فائز ہونے کے باوجود بھی ان کی تعظیم کو سروقد کھڑے ہو جاتے تھے۔ ان کی مرکزیت واہمیت اس بات سے سمجھیں کہ باقی جتنے معصومین علیہم الصلوات والسلام ہیں ان کے حق کے بارے میں سوال تو ہو گا مگر حق کی ادائیگی میں کوتاہی کی صورت میں معافی کا دروازہ بھی کھل سکتا ہے مگر ان کا حق کسی کو معاف نہیں کیا جائے گا اور ان کے ساتھ ذرا بھر کمی بیشی کسی کو معاف نہیں کی جائے گی

انہیں معصومین علیہم الصلوات والسلام میں اتنی اہمیت حاصل ہے کہ خود سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی انہیں ''ام ابیھا''یعنی بابا پاک کی ماں یا بابا پاک کی اصل کہہ کر یاد فرماتے تھے اور

www.khrooj.com

جب یہ بابا پاک کی زیارت کوتشریف لاتی تھیں تو سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں دیکھ کر اپنی مسند چھوڑ دیتے تھے چند قدم چل کر ان کا استقبال کرتے تھے اور آگے بڑھ کر ان کی پیشانی کا بوسہ لیا کرتے تھے اور انہیں اپنی مسند پر اس جگہ بٹھاتے تھے کہ جہاں وہ خود تشریف فرما ہوا کرتے تھے اور خود دوسری جگہ تشریف فرما ہوتے تھے اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے یہ ہمارا حصہ ہیں ''بضعة منی '' کے معنی یہی ہیں کہ یہ ہمارا بضع ہیں یعنی میرا جزوِذات ہیں جوانہیں اذیت دے اس نے مجھے اذیت دی ہے اور جس نے مجھے اذیت دی ہے اس نے اللہ جل جلالہ کو اذیت دی ہے اور اللہ جل جلالہ کو اذیت دینے والا کافر ہے

صدیقہ کبریٰ صلوات اللہ علیہا جوانان جنت کے سرداروں کی والدہ ماجدہ ہیں اور کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام سے ہمارے شہنشاہ امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف تک سبھی کی والدہ ماجدہ ہیں اور سارے انوار اطہار کی ''اصل'' و''کل'' ہیں

ان کا دنیا میں نزول اجلال 20 جمادی الثانی بعثت سے پانچ سال قبل اُس وقت مکہ میں ہوا کہ جس سال اہل مکہ خانہ کعبہ یا حرم کعبہ کی تعمیرنو میں مصروف تھے

☆روی أنها ولدت خمس سنين قبل ظهور الرسالة ونزول الوحی

یعنی سیدہ پاک صلوٰۃ اللہ علیہا کا دنیا میں ظہورِ اجلال اعلانِ نبوت سے پانچ سال پہلے ہوا

(بحارالانوار جلد 16 ص 78......تذکرۃ الخواص ص 306 عبدالرحمٰن ابن جوزی......درالسمطین ص 175 محمد بن یوسف حنفی......مقاتل الطالبین ص 30 ابوالفرج)

اور ہمارے نزدیک یہی روایت زیادہ قابل وثوق ہے، عقد مبارک اور تزویج دو ہجری میں ہوئی اور اس وقت آپ کا ظاہری سن مبارک 19/18 سال تھا اور بوقت

www.khrooj.com

وصال یعنی 14 جمادی الاول 11 ہجری کو قمری حساب سے آپ کی ظاہری حیاتِ طیبہ کم وبیش 28 سال 10 ماہ تھی ۔ آپ کی والدہ ماجدہ ملیکۃ العرب محسنہ اسلام سیدۃ الزمان جناب [ خ دی ج ہ ] صلوات اللہ علیہا بنت خویلد تھیں جنہوں نے سب سے پہلے سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حرم کو زینت بخشی اور ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ کسی بھی نبی کی زوجیت میں آنے والی کسی بھی مستور کو کوئی غیر مس [ چھو ] نہیں کرسکتا اس لئے ہماری کتابوں میں یہی لکھا ہے کہ یہ معظّمہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حرم کی زینت بننے سے پہلے کسی کی زوجیت میں نہیں تھیں اور ان کا عقد جب ہوا تھا تو ان کی عمر مبارک 28/22 سال کی تھی اور یہ عرب کی متمول ترین مستور تھیں اور ان کے والد عرب کے اتنے بڑے تاجر تھے کہ خاندان بنی ہاشم علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ ان کا سامان تجارت بھی سارے ملکوں میں جاتا تھا کیونکہ اس دور میں پورے عرب کی تجارت پر جناب عبدالمطلب علیہ الصلوات والسلام اور ان کی اولاد پاک علیہم الصلوات والسلام کا ہولڈ تھا اور سارے عرب کے تاجر اپنے مال کی حفاظت کے لئے انہی کا سہارا لیا کرتے تھے کیونکہ سارے عرب خاندان بنی ہاشم علیہ الصلوات والسلام کی بہت عزت کرتے تھے کیونکہ یہ حرم کعبہ کے متولی تھے اور ایام حج میں سارے عرب انہی کے ہاں مہمان ہوا کرتے تھے چاہے کوئی امیر تھا یا غریب کوئی شریف ہوتا تھا یا ڈاکو اور قزاق وہ انہی کے دستر خوان پر مہمان ہوا کرتا تھا اسی لئے جب ان کا سامان تجارت باہر جاتا تھا تو کوئی ڈاکو یا رہزن ان کے مال کو نقصان نہیں پہنچاتا تھا سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب ابو طالب علیہ الصلوات والسلام کے تجارتی قافلوں کے ساتھ شام کی طرف بھی تشریف لے گئے تھے

اسی لئے جب ملیکۃ العرب صلوات اللہ علیہا کے والد ماجد فوت ہوئے تو انہوں نے اپنا مال

سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سپرد فرمایا کہ ہم تو مستور ہیں اتنی بڑی تجارت کو ہم نہیں سنبھال سکتے اور آپ جیسا کوئی امین ہے نہیں، اس لئے آپ اسے سنبھال لیں۔ اس کے بعد یہ عقد میں آئیں اور یہ جو خاندان پاک علیہ الصلوات والسلام کی غربت کا تصور پیش کیا جاتا ہے یہ درست نہیں ہے اس پر میں آئندہ اوراق میں روشنی ڈالوں گا

## کیفیتِ نزولِ اجلال

دوستو! ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ خاندان پاک علیہ الصلوات والسلام کے جملہ افراد کا نور جناب آدم علیہ السلام کی جبین میں امانت و ودیعت کی طرح رکھا گیا تھا اور اس کے بعد یہ نور صاحبان عظمت افراد کی جبینوں میں منتقل ہوتا رہا اور یہ نور کسی ہیومن پراسس (Human Process) کا محتاج نہ تھا بلکہ یہ نہ ہی کسی صلب میں آیا اور نہ ہی کسی شکم کی زینت بنا بلکہ یہ نور ہمیشہ جبینوں سے جبینوں میں انتقال پذیر ہوتا رہا جیسا کہ کلام اِلٰہی میں اللہ جل جلالہ نے سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے فرمایا ہے کہ

☆وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ...... کہ ہم نے آپ کے نور کو سجدہ کرنے والوں میں منقلب دیکھا ہے یہ نورِ اوّل علیہ الصلوات والسلام جناب آدم علیہ السلام کی جبین سے لے کر جناب عبدالمطلب علیہ الصلوات والسلام کی جبین تک اپنی وحدت اوّلیہ کے ساتھ آیا مگر ان کے بعد یہ نور دو حصوں میں منقسم ہو گیا، ایک حصہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بابا پاک جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام کی جبین مبین میں منتقل ہوا

اور دوسرا حصہ ان کے سگے بھائی جناب ابو طالب علیہ الصلوات والسلام کی جبین میں منتقل ہو گیا یہاں ایک برزخ واقع ہوا یعنی نور کے بہتے ہوئے دریاؤں کے دو دھارے جدا

www.khrooj.com

ہوئے اور اس کے بعد یہ دونوں دریائے نور جناب امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام اور ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا کی شکل میں مل گئے اور اس طرح لؤ لؤ والمرجان کا یعنی پاک حسنین شریفین نورین علیہا الصلوات والسلام کا ظہور رہوا۔ اس خاندان پاک علیہم الصلوات والسلام کے کسی بھی مقدس فرد کا مقام قرار شکم مادر نہیں ہوتا بلکہ یہ جن لمحات میں والد اقدس علیہ الصلوات والسلام کی جبین سے منتقل ہوکر والدہ ماجدہ صلوات اللہ علیہا میں قرار پذیر ہوتے ہیں تو یہ ان کے دائیں پہلو میں قرار پذیر ہوتے ہیں جیسا کہ ہمارے گیارہویں امام جناب ابو محمد حسن العسکری علیہ الصلوات والسلام نے اپنی پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا کے سامنے اس بات کی وضاحت فرمائی تھی اور فرمایا تھا کہ

☆قال انا معاشر الاوصیاء لسنا نحمل فی البطون انما نحمل فی الجنب ولا نخرج من الارحام وانما نخرج من فخذ الایمن من امھاتنا ولاینال نور اللہ الذی اتنالہ الدنسات ...... بحارالانوار جلد 51 روایت 37

خلاصہ یہ ہے کہ معصومین علیہ الصلوات والسلام شکم مادر میں قرار نہیں پاتے بلکہ وہ دائیں پہلو میں قیام پذیر ہوتے ہیں اور نہ ہی یہ شکم مادر سے پیدا ہوتے ہیں بلکہ یہ والدہ ماجدہ صلوات اللہ علیہا کے دائیں زانو کی طرف سے ظہور فرماتے ہیں کیونکہ یہ اللہ کے نور ہوتے ہیں اس لئے انہیں آلودگیوں سے محفوظ رکھا جاتا ہے اور یہ انوار انسانی وحیوانی طریقے سے اس دنیا میں تشریف نہیں لاتے

اسی طرح جب ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا کا نور مقدس واقدس اپنے بابا پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جبین مبین سے منتقل ہوکر محسنہ اسلام بی بی صلوات اللہ علیہا کے پہلوئے راست میں قرار پذیر ہوا تو روز اوّل ہی سے یہ اپنی والدہ پاک صلوات اللہ علیہا کی تنہائی کی مونس ہوئیں اور تنہائی میں

ان سے کلام فرمایا کرتی تھیں جس پر سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ہمارا نور روز اوّل سے عالم وعلیم ہوتا ہے پھر جب ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا کا نزول اجلال ہوا تو

☆اشرق منها النور حتیٰ دخل بیوتات مكة شرق الارض و غربها موضع الا وشرق ذالك النور فيه

اس وقت ایک ایسا نور ساطع ہوا جسے مکہ کے ہر گھر نے دیکھا اوراس سے پوری کائنات جگمگا اٹھی اور کائنات کا کوئی مقام ایسا نہ تھا کہ جہاں اس نور کی نورانیت نہ پہنچی ہو۔ملکہ عالمین علیہ الصلوات والسلام نے دنیا میں تشریف لاتے ہی گواہی دیتے ہوئے فرمایا کہ

☆اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان ابی محمدؐ الرسول الله صلی الله علیه و آلہ وسلم و اشهد ان بعلی علیاً علیه الصلوات والسلام سید الاوصیاء و ولدی سادات الاسباط علیهم الصلوات والسلام

ہمارے بابا پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور ہمارے شوہر امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام سید الاوصیا ہیں اور ہماری پاک اولاد علیہم الصلوات والسلام سادات اسباط ہے

اس وقت اہل آسمان نے ملکوت کروبیان نے ایک ایسا نور ساطع دیکھا کہ اس سے قبل انہوں نے ایسا نہیں دیکھا تھا اور انہیں اللہ جل جلالہ نے فرمایا تم ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا کی آمد کی مبارک دو اور انہوں نے اللہ جل جلالہ کو اور پھر آپس میں ایک دوسرے کو مبارک پیش کی

## نشو نمائے معصومین علیہم الصلوات والسلام

دوستو! مسلک اہل بیت کا یہ عقیدہ ہے کہ معصومین علیہم الصلوات والسلام نہ ہی کسی انسانی وحیوانی طریقے سے دنیا میں تشریف لاتے ہیں اور نہ انسانی انداز میں ان کی نشو نما ہوتی ہے

www.khrooj.com

جیسا کہ ہم شہنشاہ امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے بارے میں بھی ایسے روایات دیکھتے ہیں اور ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا کے بارے میں بھی ایسے روایات موجود ہیں کہ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کی نشو ونما غیر عادی طریقے سے ہوئی وہ ابنائے آدم کی طرح پروان نہیں چڑھتے بلکہ اللہ جل جلالہ نے ان کی نشو ونما کو بھی منفرد بنایا ہے جیسا کہ امام جعفرؑ صادق ازل علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا تھا جناب ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا ایک دن میں اس قدر نشو ونما پاتی تھیں جس قدر عام انسانی بچہ ایک مہینے میں بڑھتا ہے اور ایک مہینے میں اس طرح بڑھتی تھیں کہ جس قدر ایک آدم زادہ ایک سال میں بڑھتا ہے

اسی طرح شہنشاہ امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے بارے میں ہے کہ ان کی نشو ونما ایک دن میں ایک ماہ کے برابر اور ایک ماہ میں ایک سال کے برابر ہوتی تھی

جناب ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا نے کچھ وقت والدہ پاک صلوات اللہ علیہا کے ساتھ گزار پھر عام الحزن میں انہوں نے داغ مفارقت دیا تو اس کے بعد بابا پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس رہیں اور بابا پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مونس غم خوار رہیں، اس دور میں سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کفار مکہ زیادتیاں کرتے تھے کبھی کوئی کوڑا کرکٹ ان پر ڈال دیتا تھا تو کبھی کوئی اونٹ کی اوجھڑی کی غلاظت تو اس وقت ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا ہی بابا پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لباس کو صاف کرتی تھیں اور ماں بن کر ان کی نگہداشت فرماتی تھیں

ایک مرتبہ کفار مکہ نے شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گھیر رکھا تھا اور انہیں شہید کرنے کا ارادہ کر رہے تھے کہ مکہ کی ایک عورت نے آ کر ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا کو آگاہ کیا تو آپ نے برقعہ پہنا اور فوراً وہاں پہنچ گئیں جہاں سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زخمی حالت میں زمین کو زینت بخشی ہوئی تھی اس وقت ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا نے جا کر خود کو ان پر گرا دیا جس

www.khrooj.com

کی وجہ سے کفار ملاعین واپس چلے گئے

جس وقت سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال اِلیٰ اللہ ہوا تو ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا نے ان کی صف ماتم بچھائی اور اہل مدینہ کے ساتھ مِل کر ماتم وگریہ کیا اور اس میں امہات مومنینؓ نے مرثیے پڑھے اور ماتم کیا مگر ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا پورے سات دن تک صف ماتم سے نہ اٹھیں اور دن رات گریہ فرمایا اور مرثیہ خوانی کی

اس دوران واقعہ فدک پیش آیا یہاں مناسب ہوگا کہ میں واقعہ فدک کو بھی اجمالی طور پر پیش کرتا چلوں

## واقعۂ فدک

ہمارے مسلک تشیع اور دیگر مسالک اسلامیہ کے مابین جو نظریاتی امتیازات ہیں یا نظری اختلافات ہیں ان میں سے ایک مسئلہ فدک کا ہے۔ اس سے پہلے کہ میں اس کے بارے میں کوئی بحث کروں مناسب ہوگا کہ میں اس کا اجمالی سا تعارف کروادوں کہ فدک ہے کیا چیز؟

اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ اسلام کی ترویج میں دو اہم کردار ہیں جن کی وجہ سے آج اسلام ہمارے سامنے موجود ہے، ان میں سے ایک کردار نے اسلام کو تحفظ دیا ہے اور دوسرے کردار نے اسلام کو اپنی دولت لٹا کر وسعت دی ہے

ایک کردار مربی اسلام سید العرب جناب ابو طالب علیہ الصلوات والسلام ہیں جنہوں نے اسلام کی پھوٹتی ہوئی کمزور سی کونپل کے تحفظ کے لئے اپنے سر گھر کی بازی لگادی اور کفار مکہ کے سامنے ایک ایسی آہنی دیوار بن گئے کہ جسے کوئی بھی طاقت ہلا نہ سکی، جب تک آپ ظاہراً موجود رہے سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خالق نے بھی ہجرت کا حکم نہیں دیا

ہاں جب آپ کا وصال اِلی اللہ ہو گیا تو اللہ جل جلالہ نے بھی اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرما دیا کہ اب آپ مکہ چھوڑ دیں کیونکہ یہاں آپ کی محافظت کرنے والا نہیں رہا اس محافظت کی سزا آل ابوسفیان کی طرف سے آل ابو طالب علیہم الصلوات والسلام کو صدیوں تک بھگتنا پڑی اور آج تک بھگت رہی ہے

دوسرا جو کردار تھا وہ جناب حبیبۂ حبیب کبریا حرم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملیکۃ العرب محسنہ اسلام ام الآئمہ صلوات اللہ علیہا کا تھا۔ ان کے والد ماجد جناب خویلد عرب کے بہت بڑے تاجر تھے جو مذہباً عیسائی تھے، آل عبدالمطلب علیہم الصلوات والسلام کے بعد اگر کوئی عرب کا بڑا تاجر تھا تو وہ یہی تھے کیونکہ پوری عیسائیت کی دولت ان کے پاس جمع ہوئی تھی اس کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ اس وقت عرب میں اسلام کی روز افزوں ترقی کے مدمقابل عیسائیت کی بھرپور ترویج ہو رہی تھی اور عیسائیت میں رہبانیت کا رجحان بڑھ رہا تھا اور ترک دنیا کرنے والے تمام عیسائیوں کی دولت ان کے گھر میں سمٹ رہی تھی جب وہ فوت ہوئے تو ان کی پوری دولت ان کی اکلوتی دختر یعنی محسنہ اسلام صلوات اللہ علیہا کو مل گئی، یہاں یہ بھی عرض کر دوں کہ بعض مورخین نے ان کی دوسری بہنوں کا ذکر بھی کیا ہے جو دراصل جناب خویلد کی لے پالک بیٹیاں تھیں جیسا کہ ام ہالہ ہے یا دیگر چند نام ہیں اس کا ثبوت یہ ہے کہ اگر وہ حقیقی بیٹیاں ہوتیں تو وراثت سب بیٹیوں پر تقسیم ہوتی مگر ایسا ہوا نہیں بلکہ ساری دولت و جائداد محسنہ اسلام بی بی صلوات اللہ علیہا کو مل گئی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ محققین کی رائے درست ہے کہ وہ حقیقی بیٹیاں نہ تھیں بلکہ لے پالک تھیں مگر اس دور میں لے پالک بیٹیوں کو بھی حقیقی بیٹیاں تصور کیا جاتا تھا جب یہ دولت ان کے پاس منتقل ہوئی تو انہیں اس دولت کو سنبھالنے والے کی

ضرورت تھی تا کہ کوئی ان کی پوری تجارت کو مینیج (Manage) کرے کیونکہ اس وقت ان کی عمر بیس بائیس برس کی تھی اور اس عمر میں کسی مستور کے لئے اتنے بڑے سسٹم کو سنبھالنا انتہائی مشکل تھا اس لئے انہوں نے اعراب کے بقول صادق و امین جناب سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کو اپنی پوری تجارت پر امین بنانے کا فیصلہ کیا اور جب سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انہوں نے عرض کیا تو آپ نے یہ بار امانت اٹھانے کی حامی بھر لی کیونکہ بے سہاروں کو سہارا دینا آپ کے خلق عظیم میں شامل تھا

اس طرح کچھ عرصہ آپ نے ان کے تجارتی نظام پر نگرانی فرمائی اور اس کے بعد انہوں نے عرض کیا کہ اگر آپ مناسب سمجھیں تو ہمیں اپنی رفاقت حیات کا اعزاز بخشیں۔ سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی یہ فرمائش بھی پوری فرمائی اور انہیں اسلام کی خاتون اوّل ہونے کا اعزاز حاصل ہو گیا۔ جب ظہور اسلام ہوا تو لوگوں نے اسلام کی مخالفت کی یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جب بھی کوئی نیا سسٹم (System) یا تحریک لائی جاتی ہے تو اس کی ترویج میں مالی قوت کی بڑی ضرورت ہوتی ہے۔ اس وقت ملیکۃ العرب محسنہ اسلام صلوات اللہ علیہا نے عرض کیا کہ آپ ہماری پوری دولت اپنے دین پر صرف فرما دیں

اس کے بعد اوّلین دور میں جہاں کچھ لوگ تبلیغ اسلام سے متاثر ہو کر مسلمان ہوئے تھے تو وہاں سیکڑوں غلام خرید کر کے انہیں کلمہ پڑھا کر آزاد کر دیا گیا اور انہیں آزاد افراد کا مقام دیا گیا اور کچھ مولفۃ القلوب لوگوں کو اس دولت سے خریدا گیا اور انہیں اسلام کی تقویت کا ذریعہ بنایا گیا اس طرح ترویج اسلام پر ان کی پوری دولت صرف ہوگئی اس وقت سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے حرم محترم صلوات اللہ علیہا سے فرمایا کرتے

www.khrooj.com

تھے کہ ہم آپ کے مقروض ہیں، اسلام آپ کا مقروض ہے، اللہ بھی آپ کا مقروض ہے، ہاں جب موقعہ ملے گا تو ہم یہ قرضہ ضرور ادا کریں گے

واقعہ شعب ابی طالب علیہ الصلوات والسلام پیش آیا کفار مکہ نے سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سوشل بائیکاٹ کیا اور آپ کو ایک پہاڑی کی گھاٹی میں رہنا پڑا، وہاں سامان خورد و نوش کا بھی انتظام نہ تھا۔ پھر عام الحزن [غم کا سال] آیا تو اس میں جناب ابوطالب علیہ الصلوات والسلام کا وصال ہوگیا اور اسی سال ملیکۃ العرب محسنہ اسلام صلوات اللہ علیہا کا وصال ہوگیا

محسنہ اسلام صلوات اللہ علیہا کی آغوش عاطفت کو ملکہ عالمین سیدۃ النسا العالمین صلوات اللہ علیہا نے زینت بخشی ہوئی تھی جب محسنہ اسلام صلوات اللہ علیہا کا وقت ارتحال آیا تو انہوں نے سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وصیت فرمائی کہ ہماری اکلوتی بیٹی صلوات اللہ علیہا کا خاص خیال رکھیں

محسنہ اسلام صلوات اللہ علیہا کے بعد سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود کو اپنی دختر پاک صلوات اللہ علیہا کا مقروض تصور فرماتے تھے کیونکہ قرضے بھی وراثت میں منتقل ہوتے ہیں اسی طرح اسلام محسنہ اسلام صلوات اللہ علیہا کی شہزادی پاک صلوات اللہ علیہا کا مقروض قرار پایا اور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی پاک دختر سیدہ النسا العالمین صلوات اللہ علیہا سے فرمایا کرتے تھے کہ ہم آپ کے مقروض ہیں جب بھی موقعہ ملا ہم قرض اتاریں گے

زمانہ گزرتا گیا اور فتح خیبر کے بعد اسلام کا زمانہ عسرت وغربت ختم ہونا شروع ہوا۔ جب خیبر فتح ہوا تو اس دور میں یہود عرب خیبر کے گرد و پیش آباد تھے، اس وقت خیبر کے باہر 36 مواضع ایسے تھے جو یہودیوں کی ملکیت تھے۔ ان یہودیوں نے فیصلہ کیا کہ ہم یہاں سے نکل جائیں اور اپنی یہ جائداد سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گفٹ

www.khrooj.com

(Gift) کر دیں

اس طرح کچھ یہود نے کلمہ پڑھ لیا اور کچھ نے آ کر وہ 36 موضعے جو ایک سٹیٹ تھی وہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بغیر جنگ کئے پیش کر دی۔ اس وقت خالق نے اپنے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا کہ میرے حبیب صلی اللہ علیک وآلک وسلم سارے مسلمانوں سے فرما دیں کہ جس زمین پر تم لوگوں نے گھوڑے نہیں دوڑائے اور بغیر جنگ کئے تبلیغ سے متاثر ہو کر اگر کوئی شخص کوئی چیز دیتا ہے تو وہ صرف آپ کی ہے اس میں کسی دوسرے مسلمان کا کوئی حصہ نہیں ہے یہ مال ''فے'' صرف آپ کا ہے

☆ یَسۡأَلُونَكَ عَنِ الۡأَنفَالِ قُلِ الۡأَنفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُولِ...... (انفال 1)

اس پر سارے مسلمان خاموش ہو گئے اور پھر اللہ جل جلالہ نے آیت نازل فرمائی کہ اپنے ذوالقربیٰ کا جو حق دینا ہے وہ ادا فرمائیں [سورہ بنی اسرائیل]

سارے عربی دان لوگ جانتے ہیں کہ قربیٰ واحد مؤنث کا صیغہ ہے اور اس کا اشارہ ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا کی طرف تھا، اس وقت سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی پاک دختر صلوات اللہ علیہا کے گھر اطہر کو زینت بخشی اور ان سے فرمایا کہ بیٹی ہم آپ کی والدہ ماجدہ صلوات اللہ علیہا کے مقروض ہیں اور آج ہم قرضہ چکانے کی پوزیشن میں ہیں اور اللہ جل جلالہ نے بھی حکم فرما دیا ہے اس لئے ہمیں جو فدک کی جاگیر کے 36 موضعے [گاؤں] ملے ہیں ہم یہ آپ کو اس قرضے میں ادا فرماتے ہیں آپ اسی کو کافی سمجھیں اور ہمیں بے باق کر دیں اس وقت وہ خیبر کی جاگیر فدک جو بہت بڑی سٹیٹ تھی وہ ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا کے نام منتقل فرمائی گئی اور اس پر ایک تحریری ہبہ نامہ لکھا گیا جس پر سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی مہر لگا دی اور فدک کے 36 گاؤں کا قبضہ ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا کو دے دیا گیا اور یہ

قبضہ دو تین سال تک ان کے پاس رہا۔ یہ تھا فدک کی جاگیر کا مختصر تعارف

اب ہم اصل تنازع کی طرف آتے ہیں وہ یہ ہے کہ جب سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو خلیفہ اوّل نے برسرِ اقتدار آتے ہی یہ حکم دیا کہ فدک کی سٹیٹ سے ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہن دختر حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بے دخل کر دیا جائے اور اسے بحق سرکار ضبط کر لیا جائے ان کے کارندوں کو نکال دیا جائے اور سرکاری کارندے وہاں تعینات کر دیئے جائیں لیکن یہ حکم سناتے ہوئے خلیفہ اوّل نے ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا یا امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کو اطلاع تک نہ دی کیونکہ مدینہ سے خیبر و فدک 80 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے اس لئے اگلے دن وہاں قبضہ ہو گیا اور ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا کا جو منیجر (Manager) وہاں تعینات تھا وہ اسی دن مدینے میں پہنچ گیا اور آ کر در اطہر پر اس قبضے کی اطلاع دی

اس وقت ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا نے فرمایا شاید خلیفہ اوّل کو غلط فہمی ہوئی ہو اس لئے ہم اس سے خود بات کریں گے۔ اگلے دن جب نماز عشا کے بعد مسجد نبوی میں امور حکومت پر بات کرنے کے لئے خلیفہ اوّل منبر پر بیٹھا تو ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا نے اس کی غلط فہمی دور کرنے کا ارادہ فرمایا کیونکہ گھر اطہر کا دروازہ مسجد کے صحن میں کھلتا تھا اور دروازے کے سامنے ہی منبر لگا ہوا تھا اس لئے مدینہ کی کئی مستورات کو بلایا گیا اور ان کے درمیان ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا اپنے گھر اطہر کے دروازے کے سامنے جو مسجد کا ستون جو کھجور کے تنے کا تھا اس کے پیچھے تشریف لائیں اور ان کے چاروں طرف مدینہ کے انصار و مہاجرین کی مستورات تھیں اور مسجد میں بہت سے لوگ موجود تھے اس وقت ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا نے اپنی کنیز بی بی ام ایمن سلام اللہ علیہا جو اسامہ بن زید کی

والدہ تھیں انہیں بھیجا بروایت دیگر جناب فضہ نوبیہ سلام اللہ علیہا کو بھیجا اور فرمایا کہ فدک سٹیٹ پر آپ نے کس لئے قبضہ کروایا ہے؟ کیونکہ ہم تو سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وارث ہیں

وہاں خلیفہ نے ایک حدیث پڑھی کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ہم انبیاء علیہم السلام کا کوئی وارث نہیں ہوتا ہم جو کچھ چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے

ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا نے فرمایا پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ حدیث قرآن کریم سے متعارض ہے اور قرآن کریم کی تکذیب کر رہی ہے کیونکہ قرآن فرماتا ہے یوصیکم الله فی اولادکم ...... اللہ تمہیں اولاد کی وصیت کرتا ہے کہ ان کی حق تلفی نہیں ہونا چاہیے۔ اس حکم میں پیغمبر انام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی شامل ہیں۔ فرمایا اے ابن قحافہ تیری بیٹی تو تیری وارث ہوسکتی ہے کیا سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی صلوات اللہ علیہا ان کی وارث نہیں ہوسکتی؟

دوسری بات یہ ہے کہ قرآن فرماتا ہے جناب سلیمان نبی علیہ السلام جناب داؤد علیہ السلام کے وارث ہوئے اسی طرح دیگر کئی نبیوں کی وراثت کا ذکر بھی موجود ہے آپ ایک تعمیمی حکم بیان کر رہے ہیں کہ کسی نبی کا کوئی وارث ہوتا ہی نہیں

خلیفہ نے کہا انبیاء علیہم السلام کی وراثت کا ذکر قرآن میں موجود ہے مگر اس سے مال دنیا مراد نہیں بلکہ ان کی علمی وراثت ہے یعنی انبیاء و رسل علیہم السلام کے علم نبوت کی وارث اولاد ہوتی ہے نہ کہ مال کی اور جو مال وہ چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے

ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا نے فرمایا یہ بات بھی قرآن کے خلاف ہے کیونکہ جناب یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے ان میں سے کتنے بیٹوں کو علم نبوت وراثت میں ملا؟ اسی طرح دیگر انبیاء علیہم السلام کا دیکھتے جائیں [ جناب نوح علیہ السلام کے بیٹے کو تو اسلام و ایمان بھی

وراثت میں نہیں ملا] یعنی یہ بات بھی قرآن کریم کی نفی کرتی تھی (اگر وراثت علم نبوت ہی کو قرار دیا جائے تو پھر اپنے والد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم نبوت کی وارث بھی ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا ہی قرار پائیں گی اور ان کا یہ فدک کی واپسی کا دعویٰ بھی عین علم نبوت کے تحت مانا جائے گا تو پھر اس کے خلاف کہنا ایک طرح سے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی تردید و تکذیب تھا)

اس پر خلیفہ سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔اس وقت ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا نے فرمایا ہم وراثت طلب کرنے نہیں آئے بلکہ یہ فدک سٹیٹ ہمیں ہبہ فرمادی گئی تھی اور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں اپنی حیات ظاہری کے زمانہ میں بخش دی تھی

اس پر خلیفہ اوّل نے کہا اس کا آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ یہ سٹیٹ آپ کو ہبہ ہوئی ہے؟ ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا نے وہ ہبہ نامہ خلیفہ اوّل کے پاس بھجوادیا اس نے دیکھا اور کہا واقعی مہر تو سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے مگر اس کا کوئی گواہ بھی ہے؟

اس پر بی بی ام ایمن سلام اللہ علیہا نے گواہی دی کہ یہ ہمارے سامنے تحریر ہوا ہے

خلیفہ اوّل نے کہا دو گواہ ہونا چاہییں ایک گواہ ناکافی ہے

اس پر جناب فضہ سلام اللہ علیہا نے گواہی دی کہ ہم بھی اس تحریر کے وقت موجود تھے

اس پر خلیفہ نے کہا گواہی کا نصاب پورا نہیں دو عورتیں ایک مرد کے برابر گواہ تصور ہوتی ہیں اس لئے یا دوسری دو عورتیں گواہی دیں یا کوئی ایک مرد گواہی دے

اس پر ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا کی طرف سے امام حسن علیہ الصلوات والسلام اور امام حسین علیہ الصلوات والسلام نے گواہی دینا چاہی تو خلیفہ نے اعتراض کیا کہ اولاد کی گواہی ماں کے حق میں ناقابل قبول ہوتی ہے

www.khrooj.com

یہ کلیہ بھی انہی کا اپنا وضع تھا اور قرآن کے خلاف تھا ورنہ جناب مریم سلام اللہ علیہا کے حق میں جناب عیسیٰ علیہ السلام کی گواہی یہود نے بھی رد نہیں کی

اس پر امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی گواہی کی بات ہوئی تو یہ اعتراض کیا گیا کہ شوہر کی گواہی بیوی کے حق میں ناقابل اعتبار رہے

یہ نظریہ بھی انہی کا خود ساختہ تھا ورنہ اسلامی نظام عدالت میں اس کا کوئی تصور نہیں ہے

اس پر جناب سلمان محمدؐی الفارسی سلام اللہ علیہ نے گواہی دی جس کے بعد اس ہبہ نامہ کو درست تسلیم کر لیا گیا اور خلیفہ اوّل نے اسے واپس کرنے کا ارادہ ظاہر بھی کر دیا عین اس وقت خلیفہ ثانی نے وہ ہبہ نامہ خلیفہ اوّل کے ہاتھ سے چھین لیا اور اسے ٹکڑے ٹکڑے کر کے زمین پر پھینک دیا اور کہا کہ کل یہ منبر خلافت پر بھی اپنا دعویٰ پیش کریں تو پھر کیا کرو گے ۔ یہ سانحہ فدک کی انتہائی مختصر رپورٹ ہے جو مبنی بر واقعیت ہے، اب اس پر شیعہ سنی نظریات کو اجمالی طور پر پیش کرنا چاہوں گا

ایک دور تھا جس میں اتحاد بین المسلمین کی کوششیں ہو رہی تھیں اور علمائے پاک و ہند اس میں شریک تھے تو اس میں جناب عطا اللہ شاہ بخاری صاحب بھی موجود تھے اور انہوں نے ملتان کے جلسے میں اس بات پر زور دیا کہ فدک نام کی کوئی چیز تھی ہی نہیں اس لئے اس کا ذکر بند کیا جائے وغیرہ وغیرہ

ان کے بعد جناب سید اظہر حسن زیدی صاحب اعلی اللہ مقامہ نے خطاب فرمانا تھا جب وہ سٹیج پر آئے تو انہوں نے ایک خوب ''چبھتی'' کہی

انہوں نے فرمایا کہ دیکھئے حضرات ہمارے سامنے دو بخاری ہیں جن میں سے ایک انسان ہیں، اور ایک کتاب ہے، ان میں سے ایک کا کہنا ہے کہ فدک نام کی کوئی چیز

نہیں ہے اور دوسری کا کہنا ہے کہ فدک تھا اور اس کا کیس عدالت خلافت میں دائر ہوا تھا یعنی ایک کا انکار ہے، ایک کا اقرار ہے، اب سامعین آپ ہی فیصلہ کریں کہ ان میں سے کون سی بخاری صحیح ہے؟

کیونکہ سارے لوگ کتاب صحیح بخاری کو صحیح کے نام سے جانتے ہیں اس لئے انہوں نے لفظ ''صحیح'' کو ''چھبتی'' میں لطیف انداز میں شامل کر دیا تھا

دوستو! کئی لوگ کہتے ہیں کہ فدک سٹیٹ کا مسئلہ شیعوں کا پیدا کردہ ہے اس کا جواب تو صحیح بخاری دے رہی ہے کہ فدک موجود تھا اور اس کا کیس خلیفہ وقت کی عدالت میں دائر ہوا تھا اور دیگر لاتعداد کتب میں اس کی مکمل بحث تک موجود ہے اس لئے اس سے انکار کرنا تو ان کا اپنی کتابوں اور ان کے مصنفین سے برئیت کے مترادف ہے

اس معاملے میں شیعہ عقیدہ یہ ہے کہ خلیفہ اوّل سے اس معاملہ میں غلطی سرزد ہوئی ہے اور ان کے اپنے پہلے خطبے کے بقول کہ میں بھی انسان ہوں مجھ سے بھی غلطیاں سرزد ہوں گی اگر آپ مجھے بھٹکتا ہوا دیکھیں تو مجھے درست کر دیں

یہاں وہ پہلے بھٹکے اس کے بعد درست بھی ہوئے تو پھر انہیں بھٹکا دیا گیا اور وہ اس پر جم گئے ۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس کی وجہ ان کی سادگی تھی یا بدنیتی مگر جو کچھ ہوا یا جس طرح بھی ہوا ہے وہ شرعاً، قانوناً، اخلاقاً یا رواجاً درست نہیں ہوا ہے

شرعاً اس لئے درست نہیں ہے کہ یہ قرآن کریم کے احکام کے خلاف ہے کیونکہ قرآن کریم اولاد کو وارث بھی قرار دیتا ہے اور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر معاملہ میں ہر فیصلے کا اختیار دیتا ہے اور کسی مسلمان پر ان کی کسی تحریر کو رد کرنا یا پھاڑ کر پھینک دینا قرآن کی رو سے جائز نہیں ہے کیونکہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو تحریریں پھاڑی

گئی ہیں ایک دربار کسریٰ میں اور ایک دربار خلافت میں، اس لئے جو فعل غیر مسلم نے کیا تھا اس کا اعادہ دربار خلافت میں کرنا شرعاً درست نہیں تھا

یہ بات قانوناً بھی درست نہ تھی کیونکہ قانون شرع ہے مدعی گواہ پیش کرے اور مدعا الیہ قسم دے۔ اس فدک کے کیس میں مدعی حکومت تھی کیونکہ فدک پر سرورکونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دور سے ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا کا قبضہ تھا یہ تین چار سالہ قبضہ ختم کروانے کے لئے اوران کے حق ملکیت کے خلاف ثبوت حکومت کو دینا چاہییں تھے مگر قانون شرع کہ خلاف مدعا الیہ سے گواہ طلب کیئے گئے

دوسری غلطی یہ ہے کہ ہر گواہ پر جرح کی گئی اور کچھ گواہ غیر شرعی طریقے سے رد کیئے گئے جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ اصحاب کے بارے میں فرمایا تھا کہ یہ خود گواہی کا مکمل نصاب ہیں یعنی ان میں سے ایک کی گواہی دو افراد کے برابر تھی۔ اسی طرح جناب ابوذر سلام اللہ علیہ کے بارے میں فرمایا گیا تھا کہ زیر آسمان ان سے بڑھ کر سچا کوئی نہیں ہے اس لئے عدالت میں ان کی گواہی کو رد کرنا نعوذ باللہ سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گواہی کو رد کرنے کے برابر ہے کیونکہ انھوں نے ان کی سچائی کی گواہی دی ہوئی ہے اس لئے ہر جگہ پہ گواہی اور اس نصاب کی بات درست نہیں ہوتی بلکہ مخصوص افراد کے سامنے نصاب کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی اور سب سے بڑھ کر ملکہ عالمین صدیقہ ءِ ثقلین صلوات اللہ علیہا سے گواہ طلب کرنا ہی ان کی صداقت کو نعوذ باللہ شک کی نگاہ سے دیکھنے کے برابر تھا

جب ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہ کا قول موجود ہے کہ سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قول وفعل میں سیدہ کونین صلوات اللہ علیہا سے زیادہ مشابہہ کوئی ہے ہی نہیں

تو ان کے قول وفعل پر گواہوں کا طلب کیا جانا قانوناً، شرعاً اور اخلاقاً درست نہیں تھا لیکن گواہ طلب ہوئے دو فرزندان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گواہی کو رد کر دیا گیا اور خود امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی گواہی کو بھی قبول کرنے سے انکار کر دینا یہ بھی قانوناً، شرعاً اور اخلاقاً درست نہیں تھا

اس رویے پر ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا اصحاب کرام سے اس قدر رنجیدہ ہوئیں کہ بقول بخاری شریف پھرتا حیات ظاہری ناراضگی کی وجہ سے صحابہ کرام سے کلام تک کرنا گوارا نہ کیا جبکہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا

☆من آذاها فقد آذانی و من آذانی فقد آذ الله

جس نے ہماری اس دختر صلوات اللہ علیہا کو اذیت دی یا رنجیدہ کیا ہے اس نے ہمیں اذیت دی ہے اور جس نے ہمیں اذیت دی اس نے گویا اللہ جل جلالہ کو اذیت دی ہے

ان احادیث کی روشنی میں دیکھا جائے تو خلفا کرام کا یہ فیصلہ عقل سلیم کے لئے قابل تحسین نہیں ہوسکتا

اس مسئلے کا افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ یہی فدک سٹیٹ جو مسلمانوں کی فلاح کے لئے حاصل کی گئی تھی وہ تیسرے خلیفہ کے زمانے میں بلا جواز و بلا دلیل مروان کو بخش دی گئی اور پھر عمر بن عبدالعزیز کے زمانے تک آل مروان کے تصرف میں رہی

اس کے بعد اولاد امام حسن علیہ الصلوات والسلام کو دو سال کے لئے دی گئی پھر آل امیہ نے دوبارہ اسے ہتھیا لیا تھا۔ اس میں شیعہ عقیدہ یہی ہے کہ اصحاب کرام کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا کیونکہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک دختر صلوات اللہ علیہا نے اس کا مطالبہ کر ہی لیا تھا تو ان کا فریضہ یہ تھا کہ ان کا مطالبہ مان لیا جاتا اگر خدانخواستہ مطالبہ جائز نہیں

بھی تھا تو پھر بھی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دختر صلوات اللہ علیہا کو خالی نہیں لوٹانا چاہیے تھا۔ یہ تو ان کا اپنے حق کے بارے میں مطالبہ تھا اگر وہ اصحاب کرام سے ان کی ذاتی جاگیر بھی طلب فرمالیتیں تو دوستی کا تقاضہ یہی تھا کہ وہ بھی انہیں پیش کردینا چاہیے تھی

آج ہم اپنے ضمیر سے جب اس کا فیصلہ لیتے ہیں کہ اگر یہی مطالبہ ہم سے ہوتا یعنی آج ملکہ دوجہاں صلوات اللہ علیہا دختر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سے آکر فرمائیں کہ تم اپنی فلاں ذاتی جاگیر ہمیں دے دو تو ہم انکار نہیں کرسکیں گے بلکہ دنیا کا کوئی مسلمان انکار نہیں کرسکے گا اسی طرح صحابہ کرام کو بھی انکار نہیں کرنا چاہیے تھا اس میں مسلمانوں کا کیا نقصان تھا؟ یا اس جاگیر سے ملنے والی یافت سے کوئی مسلمانوں کے سارے معاشری مسائل حل تو نہیں ہورہے تھے اس لئے انہیں خالی لوٹا کر انہیں ناراض کرنا کوئی مثبت عمل نہیں تھا کیونکہ اس کی وجہ سے ملکہ دوجہاں صلوات اللہ علیہا کو اتنا افسوس اور دکھ ہوا کہ انہوں نے پوری زندگی صحابہ کرام سے منہ موڑ لیا اور اس دنیا سے ان پر ناراض ہی گئیں

ایک طرف تو صحابہ کرام نے انہیں خالی لوٹا کر ایک طرح کی زیادتی کی پھر ستم ظریفی یہ ہے کہ آج بھی صحابہ کرام کے اس عمل کو جسٹی فائی(Justify) کیا جارہا ہے اور یہ کہا جارہا ہے کہ انہوں نے درست کیا تھا یعنی معذرت کی بجائے اسی فعل کو درست ثابت کیا جارہا ہے اس لئے شیعہ اور سنی مسلک میں یہ اختلافی مسئلہ بن گیا ہے

یہ صحابہ کرام کا ذاتی فعل تھا اس کی جزا و سزا جو بھی ہوگی انہیں خود ملے گی اس میں صحابہ کرام کو جسٹی فائی(Justify) کرنے کی بجائے معذرت خواہانہ انداز اپنایا جاتا تو یہ اختلاف نہ ہوتا کیونکہ ہمارے لئے اوّلیت حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی اہل

بیت علیہم الصلوات والسلام کی ہے صحابہ کرام کا درجہ بعد میں آتا ہے اس لئے اگر اہل بیت علیہم الصلوات والسلام میں سے کوئی فرد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرتبہ اور عظمت کے خلاف کوئی کام کرتا ہے یا ان سے متصادم ہوتا ہے تو ہمارا فرض ہے کہ ہم اس فرد کی بجائے سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمایت میں کھڑے ہو جائیں اور اس فرد سے بریئت کا اعلان کر دیں

اسی طرح اگر صحابہ کرام میں سے کوئی صحابی اہل بیت علیہم الصلوات والسلام عظام سے متصادم ہوتا ہے تو پھر ہمارا فرض ہے کہ ہم اہل بیت علیہم الصلوات والسلام کے ساتھ کھڑے ہو جائیں اور اس صحابی سے بریئت کا اظہار کر دیں کیونکہ اوّلیت آل کو ہے اصحاب کو نہیں ہے، آل نور ہے، اصحاب نور نہیں خاکی انسان ہیں، کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئے ہیں پہلے وہ کافر تھے یا یہودی تھے یا عیسائی تھے جو بھی تھے مسلمان نہیں تھے اور اہل بیت کا ایمان ان کی نوری طینت میں داخل ہے اسی لئے یہی عین ایمان ہیں ان کی ذات ہی ایمان مجسم و قرآن مجسم ہے

## جناب محسن الشہید جفا علیہ الصلوات والسلام

دوستو! میں عرض کر رہا تھا کہ جب سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو پورا مدینہ طیبہ ماتم کدہ بن گیا پورے سات دن معظّمہ کونین صلوات اللہ علیہا صف ماتم سے نہ اٹھیں اور دن رات گریہ فرماتی رہیں جب آٹھویں رات ہوئی تو رات کو گریہ فرماتی ہوئی مسجد نبوی میں تشریف لائیں جہاں سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مشہد مبارک و مقدس تھا وہاں آ کر گریہ وزاری کی تو پورے مدینہ کی مستورات گھروں سے باہر آ گئیں اور اہل مدینہ نے عورتوں کا ہجوم دیکھا تو پردہ کے خیال سے اپنے اپنے گھروں کے چراغ بجھا دیئے اور امہات المومنینؓ نے بھی اپنے حجرے چھوڑ دیئے اور اس گریہ و بکا میں

شامل ہوگئیں ۔اس کے بعد بھی ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا نے گریہ وبکا کو جاری رکھا اور جب وہ گریہ فرماتی تھیں تو پورے مدینہ کی دیواریں ہلتی تھیں جس کی وجہ سے اہل مدینہ نے امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی بارگاہ میں آکر عرضداشت پیش کی کہ آپ ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا سے دریافت فرمادیں اگر وہ دن کو گریہ فرمائیں تو ہم رات کو آرام کریں گے اور اگر وہ رات کو گریہ فرمائیں تو ہم دن کو آرام کریں گے ۔اس پر امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے انہیں جنت البقیع میں ایک کمرہ بنوادیا تھا کہ جس کا نام بیت الاحزان رکھا گیا۔ ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا صبح قبل از نماز فجر اپنے دونوں شہزادوں علیہما الصلوات والسلام کو ساتھ لے کر جنت البقیع میں تشریف لے جاتی تھیں اور وہاں سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزداری فرمایا کرتی تھیں اور بعد از عشا وہاں سے واپس تشریف لاتی تھیں ۔اسی طرح دن گزرتے گئے

جب خلیفہ اوّل کی بیعت کا قیام ہوا تو پھر اس کی جبری بیعت کا ایک سلسلہ شروع ہوا جس میں ہر اس شخص سے جبری بیعت لینے کا پروگرام بنایا گیا کہ جس نے بیعت کرنے سے انکار کردیا تھا۔اس میں بہت سے صحابہ کرام امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے گھر اطہر میں جمع ہوگئے اور اسی دوران خلیفہ وقت کے حکم پر انہیں امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے گھر سے باہر نکالنے کا پروگرام بنایا گیا اور انہوں نے آکر در اطہر پر دھمکیاں دیں کہ انہیں باہر نکالو مگر کوئی باہر نہ نکلا تو یہ دھمکی دی گئی کہ اگر اب کوئی باہر نہیں آئے تو اس گھر کو آگ لگا دی جائے گی ۔اس کے باوجود کوئی گھر سے باہر نہ نکلا۔ یہ نماز عصر کا وقت تھا، اس وقت خلیفہ ثانی نے حکم دیا کہ اس گھر کے دروازے پر لکڑیاں جمع کرواور آگ لگادو۔ پھر اس دروازے پر لکڑیاں جمع کی گئیں کہ جس پر پورے 9/6

ماہ تک سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آیت تطہیر پڑھا کرتے تھے اور جس گھر کے اندر بغیر اجازت کے تشریف نہیں لے جاتے تھے اس گھر کے دروازے کو ٹھنڈا کر دیا گیا اور اسی دوران شہزادہ جناب محسن علیہ الصلوات والسلام بن امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی شہادت ہوئی اور ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا بھی اتنی زخمی ہوئیں کہ انہی زخموں کی وجہ سے ان کی شہادت ہوئی۔ یہاں مناسب ہوگا کہ میں شہزادہ محسن علیہ الصلوات والسلام کے بارے میں بھی کچھ تفصیلات پیش کرتا چلوں

## شہادت جناب شہزادہ محسن علیہ الصلوات والسلام

دوستو! معظّمہ کونین صلوات اللہ علیہا کے تین پاک فرزند علیہم الصلوات والسلام اور دو دختران علیہما الصلوات والسلام تھیں ان میں سے چھوٹے فرزند یہ شہزادہ محسن علیہ الصلوات والسلام تھے ان کے بارے میں عرض کر دوں کہ اسد الغابہ فی تمیز صحابہ 18/9 پر ہانی ابن ہانی امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام سے روایت کرتے ہیں کہ

لما ولد الحسن سميته حربا فجاء رسول الله صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم فقال اروني ابني ما سميتموه؟ قلنا حربا قال هو حسن علیہ الصلوات والسلام فلما ولد الحسين علیہ الصلوات والسلام سميته حربا [جعفرؑ] فجاء النبي صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم فقال اروني ابني ما سميتموه؟ قلنا حربا [جعفرؑ] قال بل هو الحسين علیہ الصلوات والسلام فلما ولد الثالث سميته حربا ثم جاء النبي صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم فقال اروني ابني ما سميتموه؟ قلنا حربا[جعفرؑ] فقال بل هو محسن علیہ الصلوات والسلام ثم قال سميتم باسماء ولد هارون شبر و شبير ومشبر علیہم السلام

یہ تو وہ روایت ہے جسے اغیار نے لکھا ہے اگر ہم اس روایت کے ساتھ وہ روایات

www.khrooj.com

بھی شامل کریں کہ جس میں امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا تھا کہ ہماری دلی خواہش تھی جس کا اظہار نہیں ہوا کہ ہم اپنے بیٹوں کے نام اپنے بھائیوں کے نام پر رکھیں گے مگر ہماری اولاد کے اسمائے الحسنٰی جناب ہارون علیہ السلام کے تین بیٹوں کے نام پر رکھے گئے اغیار نے بھائیوں کی بجائے ابوسفیان کے باپ کا نام شامل کر دیا ورنہ امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے اپنے بھائیوں کا ذکر فرمایا تھا جیسا کہ بعد والے بیٹوں میں جناب جعفر جناب عقیل اور جناب طالب علیہم الصلوات والسلام کے نام موجود ہیں اور یہ نام رکھ کر اس دلی خواہش کی تکمیل فرمائی گئی

اس روایت میں ایک اہم مسئلے کو حل فرمایا گیا ہے

☆فلما ولد الثالث سميته حربا ثم جاء النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فقال اروني ابني ما سميتموه؟ قلنا حربا قال بل هو محسن علیہ الصلوات والسلام ثم قال سميتم باسماء ولد هارون شبرٌ و شبيرٌ و مشبرٌ علیہم الصلوات والسلام ...... مسند الامام الشہید جلد اوّل

فرمایا جب ہمارے لخت جگر جناب محسن علیہ الصلوات والسلام کی دنیا میں آمد ہوئی تو شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے اور فرمایا ہمیں ہمارا نور چشم دکھائیں تو ہم نے جناب محسن علیہ الصلوات والسلام کو پیش کیا تو فرمایا آپ نے ان کا نام کیا تجویز کیا ہے؟ ہم نے (دل میں) کہا حرب یا جعفر

اس پر فرمایا ان کا نام پاک تو محسن علیہ الصلوات والسلام ہے اور ہم نے جناب ہارون علیہ السلام کے تینوں بیٹوں کے ناموں پہ آپ کے پاک فرزندان علیہم الصلوات والسلام کے نام تجویز فرمائے ہیں۔ [یعنی شبر وشبیر ومبشر کے عربی میں یہی معنی ہیں]

اب دیکھیں اس روایت سے یہ ثابت ہے کہ جناب محسن علیہ الصلوات والسلام کی دنیا میں آمد شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری دورحیات ہی میں ہوچکی تھی

اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان کی دنیا میں آمد کی تاریخ کیا تھی؟

اس کا جواب کسی کتاب میں میری نظر سے نہیں گزرا۔ البتہ ہم واقعات پر کرونالوجی (Chronology) کے کلیات اپلائی (Apply) کر کے اندازہ ضرور کر سکتے ہیں۔ وہ اس طرح کہ خم غدیر پہ اعلان ولایت کے بعد جب 20 ذوالحجہ کے بعد آپ مدینہ میں تشریف لائے تو جناب محسن علیہ الصلوات والسلام کی دنیا میں آمد ہوئی یعنی شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظاہری دور علالت محرم الحرام میں شروع ہوا، ایک ماہ اٹھائیس دن بعد آپ نے وصال فرمایا یعنی 28 صفر کو آپ کا وصال ہوا اس طرح ہم یہ اندازہ ضرور کر سکتے ہیں کہ جناب محسن علیہ الصلوات والسلام کی دنیا میں آمد 23 ذوالحجہ کے بعد اور یکم محرم الحرام سے قبل ہے اور ان کا روز شہادت 12/10 جمادی الاوّل ہے اس طرح بوقت شہادت ان کی حیات طیبہ کم وبیش ساڑھے چار یا پانچ مہینے تھی، اس روایت سے اغیار کی یہ روایت باطل ہو جاتی ہے کہ وہ نعوذ باللہ شکم مادر میں تھے اور ان کا سقط ہو گیا تھا کیونکہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ معصومین علیہ الصلوات والسلام شکم مادر میں ہوتے ہی نہیں جیسا میں پہلے عرض کر چکا ہوں

دوسری بات یہ ہے کہ جن شیعہ لوگوں نے بھی سقط کا لفظ استعمال کیا ہے وہ بھی گرنے کے معنی میں ہے اور گرنا ہاتھوں سے بھی ہوتا ہے جیسا کہ عام طور پر کہتے سقط الورق من الشجر یعنی درخت سے پتے کا سقط ہوا یا پتہ درخت سے گرا

اسی طرح شہزادہ محسن علیہ الصلوات والسلام بھی والدہ ماجدہ صلوات اللہ علیہا کے ہاتھوں سے گرے تھے

اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب حکومت وقت کے حکم پر قنفذ ملعون اوراس کے ساتھی در اطہر پر آئے تو انہوں نے لکڑیاں جمع کر کے دروازہ ٹھنڈا کرنا شروع کردیا، جب دروازہ ٹھنڈا ہو رہا تھا تو ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا شہزادہ محسن علیہ الصلوات والسلام کو گود میں لئے دروازہ کے قریب تشریف لے گئیں اور ظالمین کی سرزنش کی، جس پر قنفذ ملعون نے دروازے کو دھکا دیا جو آدھا جل چکا تھا، اس وقت ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا دروازے کے بالکل قریب کھڑی تھیں کہ دروازہ ان پر گرا، اس وقت انہوں نے شہزادہ محسن علیہ الصلوات والسلام کو بچانے کی کوشش تو بہت کی مگر دروازہ ان کے پہلو کو زخمی کرتا ہوا شہزادہ محسن علیہ الصلوات والسلام پر جا گرا جس کی وجہ سے وہ والدہ پاک صلوات اللہ علیہا کے ہاتھوں سے چھوٹ گئے اور اسی زخم کی وجہ سے موقعہ پر ہی شہید ہو گئے اور اس ضرب سے ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا کا پہلو بھی شدید زخمی ہوا اور چند روز بعد آپ جناب صلوات اللہ علیہا بھی اپنے پاک بابا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جاملیں، امام جعفرؑ صادق علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا تھا کہ

☆اوّل من یحکم فیھم محسن ابن علیؑ علیھما الصلوات والسلام و فی قاتله ثم فی قنفذ فیؤتیان ھو و صاحبه فیضربان بسوط من النار

فرمایا جب شہنشاہ امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کا ظہور وخروج ہوگا اور منبر عدل آراستہ کیا جائے گا تو سب سے پہلے جس مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے انتقام کا فیصلہ ہوگا وہ جناب محسن علیہ الصلوات والسلام ہوں گے اس وقت قنفذ ملعون کو اس کے ساتھیوں سمیت دربار عدالت میں پیش کیا جائے گا اور ان پر ایک آتش جہنم کے کوڑے سے حد جاری کی جائے گی اور وہ کوڑا اس طرح کا ہوگا کہ اگر اس کی ایک ضرب سمندر پر لگائی جائے تو وہ سمندر بھی دہک اٹھے گا اور اگر اس کی ضرب پہاڑوں پر لگائی جائے تو وہ انہیں بھی پیس کر رکھ

دے گا اس کوڑے کی قنفذ ملعون اور اس کے ساتھیوں کو ضربیں لگائی جائیں گی
جب ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا کی شہادت ہوئی تو آپ نے وصیت فرمائی کہ جن لوگوں نے ان پر ظلم کئے ہیں انہیں ان کے جنازے میں شامل نہ ہونے دیا جائے اس طرح حکومت وقت ان کے جنازہ میں شامل نہ ہوسکی اور امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے معظّمہ کونین صلوات اللہ علیہا کی گیارہ مقامات پر مزارات بنائیں کیونکہ حکومت کی طرف سے مزار کی بے حرمتی کا خوف تھا اور نصف رات کے بعد آپ کی تدفین ہوئی
اس کے بعد حکام وقت نے کہا کہ ہم ان کی مزار کھود کر ان پر جنازہ پڑھیں گے تو امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ اس جسارت کو برداشت نہیں کیا جائے گا۔ پھر ان کے خوف سے حکام وقت اس جسارت اور گستاخی کی جرأت نہ کر سکے

## مسئلہ بنات

جب سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملیکۃ العرب صلوات اللہ علیہا کا عقد ہوا تھا تو ان کی بہن ہالہ دو شوہروں سے عقد کے بعد بیوگی کے ایام ملیکۃ العرب کے گھر میں گزار رہی تھیں، ہالہ خاتون کے پہلے شوہر کا نام عتیق بن عائذ مخزومی تھا اس کی موت کے بعد ان کا عقد ابو ہالہ اسدی سے ہوا
عتیق بن عائذ مخزومی سے ایک بیٹی ہوئی جس کا نام زینب رکھا گیا۔ ابو ہالہ سے دو بیٹیاں ہوئیں جن میں سے ایک رقیہ تھی اور دوسری ام کلثوم تھی جب ابو ہالہ بھی مر گیا تو پھر ہالہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصیٰ اپنی بہن کے گھر میں آ گئی اور اس کی تینوں بیٹیاں اس کے ساتھ تھیں
جب ملیکۃ العرب صلوات اللہ علیہا کا عقد سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوا تو وہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کے گھر میں منتقل ہوگئیں تو جناب ہالہ نے اپنی ایک بیٹی زینب کی شادی قاسم بن ربیع جس کی کنیت ابو العاص تھی اس کے ساتھ کر دی اور باقی دو کی شادی ابولہب کے بیٹوں یعنی عتبہ اور عتیبہ [عتیق ] سے ہوگئی، جب سورۂ لھب نازل ہوئی تو اس وقت ابولہب نے اپنے بیٹوں سے ہالہ کی بیٹیوں کو طلاق دلا دی کیونکہ وہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے گھر میں رہنے کی وجہ سے قدیم عرب کے دستور کے مطابق انہی کی بیٹیاں تصور کی جاتی تھیں

جب ام کلثوم کو عتبہ نے اور رقیہ کو عتیق نے طلاق دی تو اس دور میں خلیفہ ثالث عثمان بن عفان نے ابھی کلمہ نہیں پڑھا تھا مگر ہالہ سے اس نے رقیہ کے لئے خواستگاری کی اور اس کا رقیہ کے ساتھ عقد ہوگیا تین ہجری ربیع الاوّل میں رقیہ فوت ہوگئی تو اس کی دوسری بہن ام کلثوم سے خلیفہ عثمان بن عفان کا عقد کر دیا گیا اور وہ بھی شعبان تین ہجری میں فوت ہوگئی حوالہ آگے آئے گا

دوستو! یہ ہے شیعہ محققین کی تحقیق کا خلاصہ مگر برادران اہل سنت نے اس میں یہ اضافہ کیا ہے کہ یہ تینوں بیٹیاں ہالہ کی نہیں تھیں بلکہ وہ محسنہ اسلام سیدۃ الزمان صلوات اللہ علیہا کی تھیں اور انھوں نے ہالہ خاتون کے دونوں شوہروں کو نعوذ باللہ ان کا شوہر لکھ دیا ہے

تجمیع روایات کے عمل میں ہمارے بعض کتب میں بھی اس جیسے روایات موجود ہیں جبکہ ہمارے محققین کا یہ فیصلہ ہے کہ

☆قالوا ان ملیکة الکبریٰ صلوات الله علیها کانت عذراء ولم یتزوجها احد قبل رسول الله صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ......(انوارنعمانیہ)

یعنی معظّمہ دوران صلوات اللہ علیہا کا سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے قبل کسی ایک شخص کے ساتھ بھی

www.khrooj.com

عقد نہیں ہوا تھا اور جس وقت آپ کا عقد ہوا تھا تو اس وقت سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سن مبارک 25 سال کا تھا اور معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا کا سن مبارک 28 سال کا تھا

اگر ہم غیر جانبدارانہ انداز میں بات کریں تو حقیقت یہ ہے کہ شیعہ سنی کتب میں دونوں طرح کی روایات موجود ہیں، یعنی ہالہ کی تین بیٹیاں ہونا بھی اہل سنت کی معتبر کتابوں میں موجود ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹیاں ہونا شیعہ اور سنی کتب میں بھی موجود ہے، اس لئے ایسے روایات کی توثیق وتضعیف کے لئے ہمیں اس روایت کو مسلمہ کلیات کی کسوٹی پر پرکھنا ہوگا۔ وہ مسلمات اسلامیہ کیا ہیں؟

()

اگر دو متضاد روایات موجود ہوں تو سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہیے کہ ان میں سے سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت وشان کے مطابق کون سی روایت ہے؟

ہم دیکھتے ہیں کہ ایک روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے مقدس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (جو نورِ احدیت اور عین مظہر توحید ہیں اور سرتاج الانبیاء ورسل علیہم السلام بھی ہیں) کی بیٹیاں کفار سے بیاہی گئیں جو ایک طرح سے سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کے برابر ہے جبکہ دوسری روایات کی رُو سے ہمارے مقدس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس توہین سے بچ جاتے ہیں تو پھر ہمیں مسلمان ہونے کے ناطے سے ان روایات کو قبول کرنا چاہیے جن میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں اضافہ ہوتا ہے

اس پر کئی لوگ خلیفہ عثمانؓ کی فضیلت کا پہلو دیکھ کر اسے درست منوانا چاہتے ہیں حالانکہ اس میں اس کی فضیلت کا کوئی پہلو نہیں نکلتا کیونکہ جس فضیلت میں کوئی کافر سبقت رکھتا ہو تو وہ مسلمان کے لئے باعث فضیلت نہیں رہتی اور اس میں خلیفہ عثمانؓ

www.khrooj.com

سے پہلے دو کافروں کو سبقت حاصل ہے اس لئے اس میں ان کی فضیلت کا کوئی پہلو موجود نہیں ہے ہاں سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کا پہلو ضرور موجود ہے

اس لئے ہماری اسلامی عقیدت کا تقاضہ یہ ہے کہ ہم اس روایت کو رد کر کے اس روایت کو قبول کریں جس میں سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان وعظمت بحال رہتی ہے اور وہ یہ ہے کہ سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صرف ایک دختر صلوات اللہ علیہا مانی جائے

( )

دوسرا مسلمہ کلیہ یہ ہے کہ اگر دو متضاد روایات موجود ہوں تو یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ ان میں سے قرآن کریم کی تائید کس روایت کو حاصل ہے؟ یعنی قرآن پاک سے کون سی روایت زیادہ مطابقت رکھتی ہے اور ان میں سے جو قرآن کے خلاف روایت ہو اسے رد کر دیا جاتا ہے

دوستو! پورے عالم اسلام کے علما و غیر علما کا اس پر اجماع ہے کہ سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہور اسلام سے قبل کی زندگی میں بھی کوئی غیر شرعی کام نہیں کیا تھا یعنی نہ ہی کوئی غیر اخلاقی کام کیا اور نہ ہی کوئی ایسا کام کیا جو ان کے آنے والے دین میں حرام تھا، آپ سیرت طیبہ کی پوری کتابیں دیکھ ڈالیں آپ کو کہیں بھی یہ نہیں ملے گا کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نعوذ باللہ کبھی چوری کی ہو، یا نعوذ باللہ ڈاکہ ڈالا ہو، یا نعوذ باللہ جھوٹ بولا ہو، یا نعوذ باللہ زنا کیا ہو، یعنی کوئی بھی ایسا کام آپ نے نہیں کیا جو اسلام میں حرام ہو یا ناجائز ہو

اسی لئے ام المومنین عائشہؓ کا قول ہے کہ سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبل از ظہور اسلام کی زندگی کو دیکھا جائے تو لگتا ہے کہ قرآن کریم ان کی سابقہ زندگی کی تحریری شکل ہے

یعنی ان کا ماضی بھی عین قرآن کے مطابق تھا۔اب ہم قرآن کریم کو دیکھتے ہیں تو اس میں فرمایا جاتا ہے کہ لا تنکحوا المشرکین......یعنی کفار ومشرکین کو اپنی بیٹیاں دینا جائز نہیں ہے۔اس طرح یہ روایت قرآنِ کریم سے مطابقت نہیں رکھتی کیونکہ کفار کو بیٹیاں دینا اور پھر ''تبت یدا ابی لھب ......'' کے نزول کے بعد ان کا طلاق دینا اور پھر ان کی دوبارہ شادی کسی غیر مسلم سے کرنا یہ سب سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت وشان کے خلاف ہے اور سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صریح توہین ہے اس لئے ہر مسلمان کو یہی عقیدہ رکھنا چاہیے کہ چار بیٹیوں والی روایات درست نہیں ہیں اور سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین پر مبنی ہونے کی وجہ سے قابل قبول نہیں ہیں

برادران اہل سنت نے خلیفہ عثمان کی فضیلت ثابت کرنے کے لئے ہالہ خاتون کی بیٹیوں کو سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹیاں لکھ دیا ہے اور بیس سے زیادہ کتابوں میں لکھا ہے کہ عثمان کا عقد بھی زمانہ جاہلیت کفر میں ہوا تھا

☆ ان تزویج عثمان رقیة کان فی الجاھلیه......ذخائر العقبیٰ ص162

☆تزوج عثمان فی الجاھلیة رقیه......تذکرۃ خواص الامۃ 172

اور دس سے زیادہ معتبر کتب اہل سنت میں یہ بھی لکھا ہے کہ جس وقت رقیہ سے عثمان کی شادی ہوئی تھی اس وقت رقیہ کی عمر چھ سال کی تھی اور اس سے قبل وہ ابولھب کے بیٹے کی بیوی تھی

☆اما رقیة فولدت ثلاث و ثلاثین من مولدہ ص وکانت تحت عتبة بن ابی لھب ......شرح فقہ اکبر ص110

☆اما رقیة بنتہٗ فولدت ولرسول اللہ ثلاث و ثلاثون سنة وکان

تزوجها عتبة بن ابی لهب......نور الابصار، ص43

اسی طرح الاستیعاب، تاریخ خمیس، حبیب السیر، مواہب اللدنیہ وغیرہ میں بھی ہے اور اس بات سے کوئی شخص انکار نہیں کرسکتا کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان نبوت چالیس سال کے سن مبارک میں فرمایا یعنی رقیہ کی ولادت اس وقت ہوئی جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سن مبارک 33 سال کا تھا اور اعلان نبوت 40 سال کے سن میں ہوا اور رقیہ کی شادی ظہور اسلام سے قبل عتبہ کے ساتھ ہوگئی تھی اور ظہور اسلام کے بعد ابھی عثمان بن عفان نے کلمہ نہیں پڑھا تھا تو رقیہ کو طلاق ہوگئی اور اس کی دوسری شادی بھی ہوگئی جب اس وقت اس کی عمر صرف چھ سات سال کی بنتی ہے تو کوئی عقل مند آدمی اس بات کو قبول کرسکتا ہے کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چھ سال کی نابالغ بچی عتبہ ملعون کو دے دی ہو؟ پھر اس نے طلاق دی تو پھر بھی کسی مسلمان کو دینے کی بجائے عثمان کو دے دی گئی جو اس وقت تک مسلمان بھی نہیں ہوا تھا۔ اس میں سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ مجبوری بھی تو لکھی جاتی کہ جس کی بنا پر چھ سال کی بچی کی دو دو شادیاں فرما رہے تھے اور وہ بھی غیر مسلم لوگوں سے۔

پانچوں فقہوں نے اس بات کو لکھا ہے کہ عقد ہمیشہ کفو سے ہونا جائز ہے اگر کسی غیر کفو سے عقد کیا جائے تو عقد واقع ہی نہیں ہوتا اور سبھی آئمہ اطہار علیہم الصلوات والسلام نے لکھا ہے کہ آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کفو ان کے اپنے خاندان کے سوا کوئی نہیں ہوتا، حتیٰ کہ آل ہاشم بھی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل یعنی جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام بن عبدالمطلب علیہ الصلوات والسلام اور جناب ابو طالب علیہ الصلوات والسلام کی آل کی کفو نہیں ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ سادات کا عقد غیر سید کے ساتھ جائز نہیں ہے اب خود سوچیں کہ صادر اوّل کی کسی سیدزادی

www.khrooj.com

کا عقد کسی مشرک یا کافر سے کیسے ہوسکتا ہے؟ جبکہ وہ ہم کفو بھی نہ ہو
مروان ملعون آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے کسی شہزادی کی یزید ملعون کے لئے خواستگاری کرنے آیا تھا تو شہنشاہ معظم امام حسین علیہ الصلوات والسلام نے اس سے فرمایا تھا البنات للبنین ......یعنی ہماری بیٹیاں ہمارے اپنے ہی بیٹوں کے لئے ہوتی ہیں ہم دوسروں کونہیں دے سکتے ۔اس کی تفصیل کے لئے کتاب +عصمت السیدات علیٰ غیر السادات کی طرف رجوع کریں
دوستو! یہاں لاتعداد روایات و دلائل پیش کیے جاسکتے ہیں مگر ہم انہی روایات کے حوالے سے صرف اتنا کہیں گے کہ شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت وشان کے منافی جو بھی مواد ہو اسے رد کرنا ہمارا فریضۂ ایمانی ہے اس لئے ہم پر بھی لازم ہے کہ ہمیں صرف ایک بیٹی والی روایت کو درست ماننا چاہیے کیونکہ اس نظریے سے سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کی توہین کے پہلو بھی خارج ہوجاتے ہیں اور کسی نابالغ بچی کی شادی جیسے غیر اخلاقی و غیر انسانی جرم سے بھی سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات محفوظ ہوجاتی ہے کیونکہ ایسے روایات کو دیکھتے ہوئے ہندو، عیسائی، یہودی لوگوں نے سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پر بہت سے حملے کیئے ہیں اس لئے ہمیں ان نازیبا روایات کو رد کر دینا چاہیے جبکہ وہ ہیں بھی من گھڑت ۔
یہاں میں نے اجمالی طور پر ذکر کیا ہے اگر کوئی تفصیل دیکھنا چاہے تو اس موضوع پر لکھے ہوئے ہمارے محقق و مناظر علما کے کتب دیکھئے مثلاً کتاب ''قول مقبول فی وحدت بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' وغیرہ جیسے کتب کی طرف رجوع کریں

یارب محمدؐ و آل محمدؐ صل علی محمدؐ و آل محمدؐ و عجل فرج آل محمدؐ بقائمھم
عجل اللہ فرجه الشریف و صلوات اللہ علیه

ھوالسبوح القدوس الرب الملائکۃ و الروح ھوالبدیع الانوار والارواح
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

# جناب امام حسن المجتبیٰ

علیہ الصلوات والسلام

www.khrooj.com

دوستو! ہمارے دوسرے امام ہیں شہنشاہ معظم امام حسن مجتبیٰ علیہ الصلوات والسلام
یہ سرکار امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی دستار امامت و ولایت کے وارث ہیں اور ملکہ دو جہاں سیدۃ النسا العالمین صلوات اللہ علیہا کے بڑے فرزند ہیں
یہ اللہ جل جلالہ کے حلم ازل کے مظہر تھے اور انہیں امام مسموم علیہ الصلوات والسلام اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ کو کئی مرتبہ امت ملعون نے زہر دی تھی
آپ کی دنیا میں آمد 15 رمضان 3 ہجری بمطابق 28 فروری 625 عیسوی کو ہوئی اور آپ کی شہادت 28 صفر 50 ہجری بمطابق 26 مارچ 670 عیسوی کو ہوئی
اس طرح آپ اس دنیائے فانی میں قمری حساب سے 46 سال 5 ماہ اور شمسی حساب سے 45 سال اور ایک ماہ کے قریب موجود رہے
کتاب مناقب میں منقول ہے کہ جناب امام حسن علیہ الصلوات والسلام 15 شبِ ماہ مبارک رمضان کو دنیا میں تشریف لائے، ساتویں روز جناب ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا انہیں ایک ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر اپنے بابا پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لائیں یہ کپڑا جناب جبرائیل علیہ السلام جنت سے لائے تھے، جب سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں انہیں

پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ان کا نام اللہ جل جلالہ نے حسن علیہ الصلوات والسلام رکھا ہے اور تورات میں ان کا نام شبر علیہ الصلوات والسلام ہے ۔ امام مسموم علیہ الصلوات والسلام کی کنیت ابوالقاسم وابو محمدؑ علیہ الصلوات والسلام ہے اوران کے جو القاب ہیں وہ یہ ہیں

سیدؑ، سبط اکبرؑ، امینؑ، حجتؑ، برؑ، تقیؑ، زکیؑ، مجتبیٰؑ، سبطؑ اوّل، زاہدؑ علیہم الصلوات والسلام ہیں

آپ سے سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت محبت تھی اور فرمایا کرتے تھے کہ ہر انسان کی نسل اس کے بیٹوں سے چلتی ہے اور ہماری نسل اپنی دختر صلوات اللہ علیہا سے چلی ہے اور یہ ہمارے بیٹے ہیں ۔ اہل مدینہ اکثر دیکھتے تھے کہ سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں اپنے کاندھے پر سوار کر کے مدینہ کی گلیوں میں یا مسجد نبوی میں سیر کرواتے تھے

یہ بھی روایت ہے کہ کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں مصروف ہوتے تھے اور جب سجدے میں جاتے تھے تو امام حسن مجتبیٰ علیہ الصلوات والسلام ان کے پشت پر سوار ہو جاتے تھے، جب سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدے سے سر اٹھانا چاہتے تھے تو انہیں بھی اٹھا لیتے تھے اور پھر دوبارہ سجدے میں جاتے تھے اور کبھی کبھی انہیں دوران قیام پشت پر سنبھالے رہتے تھے اور لوگوں نے جب سوال کیا تو فرمایا کہ یہ میرا بیٹا جوانانِ جنت کا سردار ہے

اور یہ بھی منقول ہے کہ جناب امام حسن مجتبیٰ علیہ الصلوات والسلام اپنے زمانۂ رضاعت میں بھی لوح محفوظ کا مطالعہ فرمایا کرتے تھے

یہ بھی منقول ہے کہ ایک مرتبہ سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے اور وعظ فرما رہے تھے کہ آپ نے نگاہ فرمائی اور دیکھا کہ جناب امام حسن مجتبیٰ علیہ الصلوات والسلام اور جناب امام حسین علیہ الصلوات والسلام سرخ لباس زیب تن فرمائے ہوئے مسجد میں داخل

www.khrooj.com

ہوئے، ان دونوں بھائیوں کا بچپن تھا اور یہ دونوں بھائی منبر کی طرف چلے آ رہے تھے اور ان کے کرتے ان کے قدموں سے الجھ جاتے تو زمین پہ ہاتھ ٹیک لیتے تھے، جب سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ منظر دیکھا تو اپنا سلسلہ تبلیغ منقطع فرمایا اور بڑھ کر ان دونوں بھائیوں کو اٹھالیا اور واپس منبر پر تشریف لائے اور فرمایا کہ اولاد بھی ایک آزمائش ہوتی ہے ہم سے ان کا لڑکھڑانا دیکھا نہیں گیا۔اس کے بعد کافی دیر انہیں آغوش میں بٹھا کر پیار فرماتے رہے اور اس کے بعد سلسلہءِ کلام جاری فرمایا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی پیشانی پہ بوسہ دے کر دعا فرمایا کرتے تھے

**''اَے اللہ تو اُس سے محبت کر جو اِن سے محبت کرے''**

سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بعد منصب ولایت مطلقہ کا وارث امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کو بنایا تھا اور امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے منصب ولایت کا وارث انہیں قرار دیا تھا 40 ہجری ماہ رمضان میں آپ منصب امامت پر فائز ہوئے تو امیر شام معاویہ نے دوبارہ بغاوت کر دی اور اس نے کوفہ کے قبائل کے سرداروں کی ہارس ٹریڈنگ (Horse Trading) کی، ان سے کہا کہ تم عین جنگ میں انہیں ہمارے سپرد کر دینا اس طرح اکثر کوفی دولت کے لالچ میں آ گئے اور انہوں نے یہ پروگرام بنالیا کہ اب انہیں ہم میدان جنگ میں چھوڑ دیں گے اور معاویہ انہیں شہید کر دے گا مگر امام کائنات علیہ الصلوات والسلام اپنے علم امامت سے جانتے تھے کہ سرداران کوفہ کفر پر راضی ہو چکے ہیں اس لئے امام کائنات علیہ الصلوات والسلام نے معاویہ سے صلح کر لی اور اس کے بعد سرداران کوفہ کو دولت نہ مل سکی جس کی انہیں امید تھی اس پر انہوں نے امام کائنات علیہ الصلوات والسلام کے خلاف بغاوت کر دی اور انہیں شہید کرنے کا ارادہ کر لیا اور دوران نماز

www.khrooj.com

ان کے نیچے سے مصلیٰ بھی چھین لیا اور جس خیمہ میں آپ نماز پڑھ رہے تھے اس خیمہ کے باہر سے زہر آلود نیزے کا وار کیا اور آپ شدید زخمی ہو گئے اور سارے کوفی سردار آپ کے مخالف ہو گئے

معاویہ سے جو صلح ہوئی تھی اس کی کئی شرائط تھیں کہ اگر وہ ان کا پابند رہے گا تو وہ منبر پر رہے گا اور اگر وہ ان شرائط کی خلاف ورزی کرے گا تو وہ معزول متصور ہو گا ان میں سے ایک شرط یہ تھی کہ وہ اپنے بعد کسی کو خلیفہ مقرر نہیں کرے گا مگر معاویہ نے اپنے بعد یزید ملعون کی بیعت لینا شروع کر دی تھی اور کسی ایک شرط کی پابندی بھی نہیں کی تھی

جب امام کائنات علیہ الصلوات والسلام سے اس بارے میں دریافت کیا گیا کہ آپ نے معاویہ سے صلح کیوں کی ہے تو آپ نے فرمایا کہ اگر ہمارے ساتھ صرف سولہ 16 افراد بھی جان دینے والے ہوتے تو ہم جنگ ضرور کرتے۔ اس پر لوگوں نے آپ کو مجبور سمجھنا شروع کر دیا اور یہ سمجھا کہ ان کے پاس اِلٰہی اختیارات نہیں ہیں یہ بھی ہماری طرح مجبور ہیں تو اس وقت کئی مقامات پر انہوں نے اپنے اختیارات اِلٰہیہ کا مظاہرہ بھی فرمایا

جناب امام جعفر الصادق علیہ الصلوات والسلام سے منقول ہے کہ کسی نے جناب امام حسن مجتبیٰ علیہ الصلوات والسلام سے دریافت کیا کہ یابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا سبب ہے کہ آپ معاویہ کے ظلم پر تحمل فرماتے ہیں؟ یہ سن کر جناب امام حسن مجتبیٰ علیہ الصلوات والسلام نے جو جواب ارشاد فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر ہم دعا فرمائیں تو ملک عراق ملک شام ہو جائے اور ملک شام ملک عراق ہو جائے، ہم عورت کو مرد اور مرد کو عورت بنا سکتے ہیں، اس

وقت ایک شامی ملعون بھی وہاں موجود تھا اس نے از راہ عناد کہا کہ کون ایسا ہے کہ اس امر محال پر قدرت رکھتا ہو؟ یہ سن کر حضرت نے اس سے فرمایا کہ اٹھ کھڑی ہو اَے عورت کیا تجھے شرم نہیں آتی مردوں میں بیٹھتی ہو، پس اس شخص نے اس وقت اپنے آپ کو عورت پایا

اس کے بعد امام کائنات علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا اب تیری بیوی تیرا شوہر ہوگی اور تو ایک مخنث بچہ بھی جنے گی اس کے بعد پھر آنا۔ جیسا آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا اس کے بعد اس شخص نے اور اس کے عیال نے اپنے اعتقاد فاسد سے توبہ کی اور حضرت سے طالب عفو ہوئے تب وہ دونوں مرد اور عورت اپنی اصل حالت پر واپس آئے

آپ کے لاتعداد معجزات ہیں جنہیں ان کی کتب سیرت میں دیکھا جا سکتا ہے

امام کائنات علیہ الصلوات والسلام نے دس سال تک نظام عالم پر تصرف فرمایا کیونکہ منصب امامت کسی مولوی جیسا نہیں ہوتا کہ امام صرف فقہی مسائل بیان کرنے کے لئے اپائنٹ (Appoint) ہوتا ہے بلکہ نظام کائنات کو سنبھالنے کے لئے ہوتا ہے اور امام پوری کائنات کے لئے واجب اطاعت ہوتا ہے۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ امام کا کام صرف مخلوق کو فقہی مسائل بتانا ہوتا ہے یہ ان کی غلط فہمی ہے کیونکہ اگر نبی یا امامِ وقت کے فرائض فقط اصول وفروع سے آگاہ فرمانے تک محدود ہیں تو پھر سارے انبیاء اور آئمہ ہدیٰ علیہم الصلوات والسلام نے اس فریضے کو نعوذ باللہ کلی طور پر نہیں نبھایا کیونکہ اپنے اپنے زمانے میں اربوں انسانوں میں سے صرف دو چار سو آدمی تک احکام پہنچا دینا کوئی قابل ذکر کارکردگی نہیں ہوتی اور پھر دور غیبت میں تو ایک طرح سے یہ سارا کام ٹھپ ہی ہے، نہ ہی کوئی شخص شہنشاہ امامِ زمانہ عجل اللہ

فرجہ الشریف کی زیارت کرسکتا ہے اور نہ ہی احکام لے سکتا ہے اور یہ ڈیوٹی علمائے کرام ادا کررہے ہیں تو کیا ہم یہ سمجھ سکتے ہیں کہ امامِ وقت اپنی ڈیوٹی بھرپور طریقے سے ادا فرما رہے ہیں؟

حقیقت یہ ہے کہ امامِ وقت ناظم کائنات ہوتا ہے اور آپ کو یہ نظم کائنات بتا رہا ہے کہ امامِ وقت اپنے فرائض بہترین طریقے سے نبھا رہے ہیں اور ان کے فرائض منصبی دنیا کو کلی استنجا وغیرہ کے مسائل سمجھانا نہیں ہیں اسی طرح امام مسموم علیہ الصلوات والسلام خلافت ظاہریہ سے سبک دوش ہوئے کیونکہ یہ ان کے منصب کا ایک غیر اہم حصہ تھا اور ان کے نزدیک اس کی کوئی اہمیت نہ تھی اور وہ پورے دس سال تک نظام عالم کی باگ اپنے دست تصرف میں سنبھالے رہے

50 ہجری میں معاویہ نے سازش کی کہ انہیں کسی طرح شہید کیا جائے اور یزید ملعون کی بیعت کا راستہ ہموار کیا جائے۔ اس نے روم سے ایک انتہائی مہلک زہر منگوایا اور جعدہ بنت اشعث بن قیس کندی جو خلیفہ اوّل کی بھانجی تھی اور امام کائنات علیہ الصلوات والسلام کی زوجہ تھی اس سے رابطہ کیا اور اسے ایک لاکھ دینار دینے کا وعدہ بھی کیا اور یہ بھی کہا کہ تو امام کائنات علیہ الصلوات والسلام کو زہر دے کر شہید کردے تو میں تمہاری شادی اپنے بیٹے یزید ملعون سے کردوں گا۔ وہ ملعونہ اس جھانسے میں آ گئی اور اس نے وہ زہر لے لیا۔ اس سے قبل بھی معاویہ امام مسموم علیہ الصلوات والسلام کو زہر دے چکا تھا مگر اس مرتبہ اس نے انتہائی مہلک زہر منگوایا تھا

ایک دن امام مسموم علیہ الصلوات والسلام نے روزہ رکھا ہوا تھا اس دن افطار کے وقت اس ملعونہ نے امام مسموم علیہ الصلوات والسلام کو دودھ میں وہ زہر ملا کردے دیا۔ جب وہ دودھ لے کر

امام کائنات علیہ الصلوات والسلام کے سامنے آئی تو آپ نے فرمایا اے جعدہ [ملعونہ] کیا ہم تمہارے اچھے شوہر نہیں ہیں جو تو یہ کام کر رہی ہے؟ اس نے کوئی جواب نہ دیا اور زہر پیش کر دیا آپ نے وہ جام زہر لیا اور اللہ جل جلالہ سے مخاطب ہو کر فرمایا

رضاً بقضائك و تسليماً لامرك ...... یہ فرما کر آپ نے وہ جام زہر نوش فرمالیا دو راتیں اور ایک دن آپ کے جگر کے ٹکڑے دہن مبارک سے باہر آتے رہے اور پاک ہمشیر گان صلوات اللہ علیہن طشت میں ان کے جگر کے ٹکڑے لیتی رہیں۔ 28 صفر کے دن آپ کا وصال الی اللہ ہوا اور آپ نے وصیت فرمائی کہ ہمارے جسد مقدس کو جد اطہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو میں رکھا جائے اور اگر اس میں رکاوٹ پیدا ہو جائے تو پھر کسی کشت و خون کی ضرورت نہیں ہے پھر ہمارا مشہد مبارک جنت البقیع میں جدہ طاہرہ سیدہ بنت اسد صلوات اللہ علیہا یعنی امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام کی والدہ ماجدہ صلوات اللہ علیہا کے پہلو میں بنا دیا جائے

جس وقت آپ کے غسل و کفن کا انتظام ہو گیا اور بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام ان کے جنازے کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو میں دفن کرنے کے لئے لے کر گھر سے باہر آئے تو اس وقت مروان ملعون نے جا کر ام المومنین عائشہ سے کہا کہ انہیں دفن کرنے کی اجازت نہیں دینا چاہیے اس پر ام المومنین خچر پر سوار ہو کے موقعہ پر پہنچ گئی اور وہاں آ کر تدفین سے روک دیا، اس پر بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام جوش میں آ گئے اور کہا کہ اس کام سے ہمیں کوئی نہیں روک سکتا۔ اس وقت ام مومنین کے حامیوں نے جنازے پر تیر برسانا شروع کر دیئے اور بعد از شہادت نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زخمی کیا گیا اور ستر کی تعداد میں تیر ان کے جسد مبارک سے نکالے گئے۔ اس وقت جناب محمدؑ حنفیہ علیہ

الصلوات والسلام نے یہ شعر پڑھا

تجملت تبغلت و لوعشت لَتفیلت

لك تسع من الثمن و فی الكل تصرفت

کل تو اونٹ پر چڑھی تھی، آج خچر پر سوار ہے، اگر زندہ رہی تو انشاء اللہ ہاتھی کی سواری بھی نصیب ہو جائے گی، حالانکہ تو سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرے کے آٹھویں حصے میں سے نویں حصے کی مالک تھی اور سارے پر ناجائز تصرف کر رہی ہے یعنی 100 میں سے 1.38% کی مالک تھی اور سو فیصد پر ناجائز تصرف کر رہی ہو مگر وہ باز نہ آئی اور امام حسین علیہ الصلوات والسلام نے بھائی کی وصیت کے مطابق آپ کو جنت البقیع میں جدہ طاہرہ صلوات اللہ علیہا کے پہلو میں سپردِ فردوس فرما دیا

## شہادت یا خودکشی؟

دوستو! مخالفین کی طرف سے یہ اعتراض ہوتا رہتا ہے کہ جب امامِ وقت کو ماکان و مایکون کا علم ہوتا ہے تو پھر یہ جانتے ہوئے کہ یہ زہر ہے ان کا جامِ زہر نوش فرمانا شہادت کی بجائے نعوذ باللہ خودکشی کے زمرے میں آتا ہے اور خالق نے فرمایا ہے کہ خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو، اس لئے خودکشی حرام موت کے برابر ہوتی ہے اور یہ فعل کسی امام سے کیسے سرزد ہو سکتا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ خودکشی اس لئے حرام ہے کہ مومنین کی جان اللہ جل جلالہ نے جنت کے عیوض خرید کی ہوئی ہے اور مومن اپنی جان کا مالک ہوتا ہی نہیں اور اگر وہ اپنی جان پر اپنے مالک کے حکم کے بغیر تصرف کرتا ہے تو یہ فعل حرام ہے، ہاں اگر مالک کا حکم ہو جائے کہ اس پر تصرف کرلو تو پھر یہ حرام نہیں رہتا۔ جس کی میں ایک

مثال دیتا ہوں کہ آج ہمارے پاس سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائیں اور فرمائیں کہ ہمارا اور اللہ جل جلالہ کا حکم ہے کہ تم زہر کھالو اس سے تم مر جاؤ گے مگر تمہاری موت شہادت ہوگی، اب خود سوچیں اس فرمان کے بعد وہ کون سا مسلمان ہے جو زہر پینے سے انکار کر سکتا ہے اور اگر کوئی زہر پینے سے انکار کر دے تو کیا کوئی مسلمان اسے کلمہ گو ماننے کے لئے تیار ہوگا؟

بعینہٖ امامِ وقت کو کائنات کی ہر چیز کا علم ہوتا ہے اور وہ جانتے ہیں کہ ہمیں زہر دیا جا رہا ہے اور یہی حکم الٰہی ہے اور اسی میں ہمارے خالق کی رضا ہے کہ ہم زہر پی لیں اور اپنے مقامات عالیہ و شہادت اعظمیٰ کا ادراک فرمالیں تو وہ اسے اللہ جل جلالہ کا حکم سمجھ کر نوش فرماتے ہیں اور احکامات الٰہیہ و تقدیرات الٰہیہ کے نفاذ و اجرا میں اپنے علم ماکان و ما یکون کو مانع نہیں ہونے دیتے

جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ جناب موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے گاؤ سالہ پرستی کی، اللہ جل جلالہ کی طرف سے حکم ہوا کہ یہ لوگ توبہ کریں اور ان کی توبہ یہ ہے کہ فاقتلوا انفسکم کہ تم خود کو قتل کرو تب تمہاری بخشش و نجات ہوگی۔ اس حکم پر بہ اختلافِ روایات تین سے تیس ہزار افراد نے خود کو موت کے منہ میں دھکیل دیا اور قتل ہو گئے

آپ دیکھیں ان خودکشی کرنے والوں کی موت کو کسی مسلمان نے بھی حرام موت قرار نہیں دیا کیونکہ یہ حکم الٰہی کے تحت تھی اسی طرح ہمارے آئمہ ہدیٰ و معصومین علیہم الصلوات والسلام نے بھی حکم الٰہی پر جام شہادت نوش فرمایا تھا تو اس سے نہ ہی ان کی لاعلمی ثابت کی جا سکتی ہے اور نہ ہی ان کی شہادت پر کوئی اعتراض کیا جا سکتا ہے کیونکہ جان کا مالک ہی جان دینے کا حکم دے رہا تھا تو سوچنا کیسا اور توقف کیسا؟

## اولاد امام مسموم علیہ الصلوات والسلام

کل تیرہ 13 ازواج مطاہرات صلوات اللہ علیہن کا ذکر ہے جن میں سے کئی ایک کے نام تک تاریخ میں موجود نہیں ہیں بلکہ قبیلوں کے نام لکھے ہوئے ہیں، ان میں سے محققین نے صرف سات ازواج مطاہرات صلوات اللہ علیہن والی روایت کو درست مانا ہے

## روایات تعدادِ اولاد

کل 16 اولادیں......یعنی 11 فرزندان 5 دختران صلوات اللہ علیہن

کل 19 اولایں......یعنی 13 فرزندان 6 دختران صلوات اللہ علیہن

کل 20 اولادیں......یعنی 16 فرزندان 4 دختران صلوات اللہ علیہن

کل 24 اولادیں......یعنی 16 فرزندان 8 دختران صلوات اللہ علیہن

محققین کی نگاہ میں روایت اوّل کے علاوہ باقی سب روایات درست نہیں ہیں

## تعداد ازواج واولاد

[ ]...... جناب خولہ صلوات اللہ علیہا بنت منظور فرازی

(1) جناب حسن مثنیٰ علیہ الصلوات والسلام

[ ]...... جعدہ بنت اشعث بن قیس کندی ملعون خلیفہ اوّل کی بہن ام فروہ کی بیٹی

[ ]...... جناب ام بُشَیْر صلوات اللہ علیہا بنت عقبہ خزرجی جس کی کنیت ابی مسعود تھی

(2) جناب زید بن حسن علیہ الصلوات والسلام عمر 90 سال

(3) جناب ام الحسن صلوات اللہ علیہا......(4) ام الحسین صلوات اللہ علیہا

[ ]...... جناب بی بی فروہ [ام فروہ] صلوات اللہ علیہا بنت ابومرہ بن ابوقرہ بن مسعود ثقفی

(5) جناب شہزادہ امیر قاسم علیہ الصلوات والسلام (6) جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام

[ ] ...... بی بی ام الولد نام کہیں نہیں لکھا گیا

میرا خیال ہے یہ ایک مفروضہ خاتون ہیں

(7) عمرو علیہ الصلوات والسلام [ جناب عبدالرحمٰن ] یہ بھی فرضی نام ہے

[ ] ...... جناب ام اسحاق صلوات اللہ علیہا بن طلحہ بن عبیداللہ تمیمی

(8) جناب حسین اثرم علیہ الصلوات والسلام (9) جناب سیدہ [ فاطمہ ] صلوات اللہ علیہا

[ ] ...... عائشہ خثعمیہ ......کو بعض نے ازواج میں لکھا ہے دراصل یہ کنیز تھی اور اس نے امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی شہادت کے بعد شہنشاہ امام حسن علیہ الصلوات والسلام کو منصب امامت کی مبارک دی جس کی وجہ سے اسے گھر سے نکال دیا گیا تھا

[ ] ...... ام کلثوم بن فضل بن عباس کا نام بھی ازواج میں لکھا گیا ہے جو درست نہیں ہے یہ خاتون ابوموسیٰ اشعری کی زوجہ تھی جو واقعہ تحکیم سے پہلے فوت ہو چکی تھی

......مقتل ابی داؤد

[ ] ...... ام اسحاق بنت طلحہ بن عبداللہ

[ ] ...... ام بشیر بنت مسعود خزرجی یہ عقبہ [ ابی مسعود خزرجی ] کے علاوہ شخصیت ہے

[ ] ...... ام عبداللہ بنت شلیل بن عبداللہ

[ ] ...... رملہ [ نفیلہ ] [ انہیں شہزادہ امیر قاسم علیہ الصلوات والسلام کی والدہ بھی لکھا گیا ہے جو درست نہیں ہے ]

[ ] ...... ہند بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر

[ ] ...... منقر یہ قبیلہ عمرو بن اہیم منقری نام نہیں لکھا گیا ......مفروضہ نام ہے

[ ]......ثقفیہ خاتون نام نہیں لکھا گیا ہے......مفروضہ نام ہے

[ ]......ضراریہ خاتون نام نہیں لکھا گیا......مفروضہ نام ہے

[ ]...... ہمامیہ از بنوشیبان آل ہمام بن مرہ نام نہیں لکھا گیا......مفروضہ نام ہے

مندرجہ بالا ازواج کا ذکر کتاب حیات امام حسن علیہ الصلوات والسلام میں باقر قرشی نے صفحہ 455 پر کیا ہے جبکہ علمائے محققین کی رائے یہ ہے کہ امام مسموم علیہ الصلوات والسلام کے ازواج کی تعداد 7 سے زیادہ نہ تھی اور کثرت ازواج کا افسانہ بھی بنی امیہ کا پروپیگنڈا ہے

واقدی وکلبی نے 15 فرزندان علیہم الصلوات والسلام 8 دختران صلوات اللہ علیہن لکھے ہیں

ابن جوزی نے 16 فرزندان علیہم الصلوات والسلام 4 دختران صلوات اللہ علیہن لکھے ہیں

ابن شہرآشوب نے 15 فرزندان علیہم الصلوات والسلام 6 دختران صلوات اللہ علیہن لکھے ہیں

شیخ مفید رحمہ اللہ نے 8 فرزندان علیہم الصلوات والسلام 7 دختران صلوات اللہ علیہن لکھے ہیں

شیخ عباس قمی نے 8 فرزندان علیہم الصلوات والسلام 7 دختران صلوات اللہ علیہن لکھے ہیں

[ ] زوجہ اول صلوات اللہ علیہا سیدہ جناب ام بشیر دختر ابی مسعود عقبہ خزرجی است

(1) جناب زید بن الحسن علیہ الصلوات والسلام

(2) جناب ام الحسن صلوات اللہ علیہا

(3) جناب ام الحسین صلوات اللہ علیہا

[ ] زوجہ ثانیہ جناب سیدہ خولہ صلوات اللہ علیہا بنت منظور فزاریہ

(4) جناب حسن مثنیٰ علیہ الصلوات والسلام

[ ] زوجہ ثالثہ......ام الولد صلوات اللہ علیہا

(5) جناب عمر بن الحسن علیہ الصلوات والسلام

(6) جناب قاسم علیہ الصلوات والسلام (7) جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام

[] زوجہ ام الولد صلوات اللہ علیہا

(8) جناب عبدالرحمٰن علیہ الصلوات والسلام

[] ام الولد صلوات اللہ علیہا

(9) جناب حسینؑ الاثرم علیہ الصلوات والسلام (10) جناب طلحہ علیہ الصلوات والسلام

(11) جناب سیدہ [فاطمہ] صلوات اللہ علیہا

[] زوجہ سیدہ ام اسحٰق صلوات اللہ علیہا دختر طلحہ بن عبیداللہ تمیمی

() جناب سیدہ ام عبداللہ صلوات اللہ علیہا () جناب سیدہ ثانیہ صلوات اللہ علیہا

() سیدہ جناب ام سلمٰی صلوات اللہ علیہا () جناب سیدہ رقیہ صلوات اللہ علیہا

مندرجہ ذیل اولادوں کے بارے میں ہے کہ ان سب کی والدہ پاک جدا جدا ہیں یہاں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ امام مسموم علیہ الصلوات والسلام کی اولاد پاک کے بارے میں ابھی تحقیق کرنا باقی ہے یہاں صرف روایات لکھ دیئے گئے ہیں

() جناب علی اکبر علیہ الصلوات والسلام () جناب علی اصغر علیہ الصلوات والسلام () جناب عبداللہ اکبر علیہ الصلوات والسلام () جناب احمد علیہ الصلوات والسلام () جناب اسمعیل علیہ الصلوات والسلام () جناب یعقوب علیہ الصلوات والسلام () جناب عقیل علیہ الصلوات والسلام () جناب محمد اکبر علیہ الصلوات والسلام () جناب محمد اصغر علیہ الصلوات والسلام () جناب حمزہ علیہ الصلوات والسلام () جناب ابوبکر علیہ الصلوات والسلام () جناب سیدہ معصومہ صلوات اللہ علیہا () جناب سیدہ ام الخیر صلوات اللہ علیہا () جناب سیدہ ام عبدالرحمٰن صلوات اللہ علیہا () جناب سیدہ رملہ صلوات اللہ علیہا

یارب محمدؐ و آل محمدؐ صل علی محمدؐ و آل محمدؐ و عجل فرج آل محمدؐ بقائمھم عجل اللہ فرجہ الشریف و صلوات اللہ علیہ

www.khrooj.com

ھوالسبوح القدوس الرب الملائکۃ و الروح ھوالبدیع الانوار والارواح
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

# جناب امام ابوعبداللہ الحسینؑ

علیہ الصلوات والسلام

دوستو! ہمارے تیسرے امام شہنشاہ معظم کریم کربلا ابوعبداللہ الحسین علیہ الصلوات والسلام ہیں جو شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوسرے نواسے ہیں اور ان کی اکلوتی بیٹی صلوات اللہ علیہا کے دوسرے نورچشم ہیں محسن اسلام ہیں۔ محافظ دین اللہ ہیں۔ مہیمن اِلٰہی ہیں
اس عالم ناسوت میں ان کا ظہور جبروت 3 شعبان 4 ہجری بمطابق 8 جنوری 626 عیسوی بروز جمعۃ المبارک ہوا
جب آپ کا اس دنیا میں ورد مسعود ہوا تو آپ نے کسی بھی مستور کا دودھ نہیں پیا بلکہ شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود تشریف لائے اور ان کے دہن مبارک میں اپنی زبان مبارک دی، اس زبان اقدس سے چشمہ لبن جاری ہوا جس سے آپ سیراب ہوئے اور پھر وہ ایک ہفتہ کے لئے کافی ہوگیا اس طرح شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ہفتے تشریف لاتے اور اپنے لخت جگر علیہ الصلوات والسلام کو لبن کوثر سے سیراب فرماتے رہے اس لئے آپ نے فرمایا تھا کہ میرے اس بیٹے کا خون میرا خون ہے اور ان کا گوشت میرا گوشت ہے
اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ حسینؑ علیہ الصلوات والسلام مجھ سے ہیں اور میں ان سے

www.khrooj.com

ہوں ۔ یہ بھی فرمایا تھا کہ اے اللہ جل جلالہ تو اس سے محبت کر جو میرے اس بیٹے سے محبت کرے

جس روز آپ کی دنیا میں آمد ہوئی تو اس روز جناب جبریل علیہ السلام نے آ کر ان کی مبارک باد بھی پیش کی اور ان کے واقعات سنائے جس پر سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گریہ فرمایا اور فرمایا اے اللہ تو اس قوم پر لعنت کر جو میرے اس نور نظر کو عالم غربت میں شہید کرے گی

شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان سے اس قدر محبت تھی کہ کبھی انہیں کاندھے پر اٹھا کر ناقہ بن کر ان کا جی بہلاتے تھے تو کبھی نماز کے دوران سجدے میں پشت پر سوار ہونے کی وجہ سے ستر ستر تکبیر تک اپنا سجدہ طویل فرماتے تھے

صاحبان تاریخ و سیرت نے شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان سے محبت کے بہت سے واقعات لکھے ہیں ۔ کتب تاریخ میں یہاں تک لکھا ہے کہ جو بچہ کسی بھی طرح شہنشاہ معظم امام حسینؑ علیہ الصلوات والسلام سے مشابہت رکھتا تو آپ کو وہ بچہ بھی پیارا لگتا تھا جیسا کہ ایک روایت ہے کہ ایک دن کسی بچے کے رونے کی آواز آئی تو آپ نے فرمایا اس کے ماں باپ سے جا کر کہیں کہ اسے دوبارہ کبھی نہ رونے دیں کیونکہ اس کا رونا میرے حسینؑ علیہ الصلوات والسلام سے بہت مشابہہ ہے اور ہمیں اس کے رونے سے اذیت پہنچتی ہے

شہنشاہ معظم کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام وہ پاک ذات ہیں کہ جن کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ یہ جوانان جنت کے سردار ہیں ۔ عید کے دن آپ کے لئے رضوان جنت بہشت بریں سے پوشاکیں لایا کرتا تھا کیونکہ یہ جوانان جنت کے

www.khrooj.com

سردار تھے

آپ کی دنیا میں آمد پر کئی ملکوت کے گناہوں سے درگزر کیا گیا جیسا کہ دردائیل فرشتہ اور فطرس فرشتہ تھا کہ جو ہزاروں لاکھوں برس سے معتوب اِلٰہی تھے مگر ان کے گھوارے سے اپنے پر مس کرنے سے ان کی ساری خطائیں معاف ہوگئیں ان کے فضائل کا احصا و احاطہ کرنا ناممکن ہے۔ ان کے معجزات لاتعداد ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے اس سارے پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام کی ظاہری حیات طیبہ ہی ایک مکمل معجزہ ہے اور ان کا وجود مسعود و مقدس ہی خود اللہ جل جلالہ کا ایسا زندہ معجزہ ہے کہ جس کا اعادہ بھی محال ہے

ظاہراً یہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کا حصہ ہیں اور باطناً یہ انہی کے نور اول کا جزو ہیں کیونکہ ان کا نور اقدس و اطہر اس نور اول سے مشتق ہوا ہے

ان کا بچپن شہنشاہ معظم سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آغوش میں گزرا ہے اور تقریباً سات سال تک شہنشاہ معظم سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی ناز برداریاں فرماتے رہے جب ان کی ظاہری عمر سات سال کی تھی تو شفیق نانا پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ ان کے سر سے اٹھ گیا اور پھر چند ماہ بعد شفیق والدہ پاک صلوات اللہ علیہا کا ارتحال اِلیٰ اللہ ہوا

37 سال تک ان کے سر اطہر پر بابا پاک امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کا سایہ رہا اور ان کی امامت میں آپ بحیثیت امام صامت کے رہے، اس کے بعد 10 سال تک اپنے بڑے بھائی یعنی شہنشاہ معظم امام حسن مجتبیٰ علیہ الصلوات والسلام کی امامت میں امام صامت کی حیثیت سے رہے، ان کی شہادت 50 ہجری میں ہوئی تو آپ نے منصب امامت و ولایت مطلقہ کو سنبھالا اور اگلے دس سال تک آپ امام ناطق کی حیثیت سے ناظم

کائنات رہے
اس دوران حکومتوں نے بہت زیادہ نشیب وفراز دیکھے مگر آپ نے ان میں کوئی مداخلت نہ کی کیونکہ آپ کا منصب کوئی سیاسی یا اعتباری منصب نہ تھا بلکہ یہ تو عہدہ اِلٰہی تھا جس کا تعلق حکومت ظاہری سے نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے

دوستو! ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ ہر زمانے کا امام اپنے زمانے میں شہنشاہ معظم سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کردار کا آئینہ کل نما ہوتا ہے یعنی اگر کوئی یہ دیکھنا چاہے کہ اگر فلاں زمانے میں سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاہری طور پر موجود ہوتے تو وہ کیا کرتے تو پھر اسے زمانے کے امام کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کیا کررہے ہیں یا انہوں نے کیا کیا ہے؟

ہمارے مسلمات مذہب میں سے ہے کہ شہنشاہ معظم سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر کائنات متصرف بالموجودات علیہ الصلوات والسلام کو ایک صحیفہ عطا فرمایا تھا جس میں سارے آئمہ معصومین علیہم الصلوات والسلام کے لئے ایک دستورالعمل لکھا ہوا تھا، پھر ہر امام اس صحیفے کو اگلے امام علیہ الصلوات والسلام تک منتقل فرماتا رہا اور اس صحیفہ پر بارہ مہریں لگی ہوئی تھیں جب بھی یہ صحیفہ کسی امام علیہ الصلوات والسلام کی طرف منتقل ہوتا تو وہ اسے کھول کر اس میں سے اپنے لئے احکام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر اس پر عمل پیرا ہوتے تھے اور ہمارا یہ عقیدہ بھی ہے کہ ہر امام زمان کسی بھی وقت میں اللہ جل جلالہ سے منقطع نہیں ہوتا بلکہ اس کا رابطہ ہمیشہ خالق سے قائم رہتا ہے

جس دور میں معاویہ نے اپنے بدکردار بیٹے یزید ملعون کی بیعت لینے کا پروگرام بنایا تو اسے بہت سے لوگوں نے روکا مگر چند چاپلوسی کرنے والوں نے اپنے خرد برد اور گھوٹالوں پر پردہ دینے کے لئے اس کی تائید کی تو وہ یزید ملعون کو خلیفہ بنانے کا

خواب دیکھنے لگا

یزید ملعون سے پہلے حکام حکومت میں جو غیر شرعی افعال و کرتوت تھے وہ ظاہری شریعت کی چادر میں چھپے ہوئے تھے مگر یزید ملعون نے تو وہ ہلکا سا شریعت کا جو پردہ تھا وہ بھی اتار پھینکا، دن دہاڑے درباروں میں شراب و کباب و شباب کی محفلیں جمنے لگیں، شہنشاہ معظم سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت و رسالت پر آوازے کسے جانے لگے، شریعت کا مذاق اڑایا جانے لگا، چادر شریعت کو تار تار کیا جانے لگا، ہزاروں صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین و تذلیل ہونے لگی، اس ملعون کے دور حکومت میں سفید ریش اصحاب کرام کی جوان بیٹیوں کی عصمتیں لوٹی گئیں، بدنام زمانہ واقعہ حرا میں تو مدینے میں لشکر یزید ملعون نے اجتماعی عصمت دری کر کے ایک ہزار ناجائز بچہ پیدا کیا، اور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابو سعید خدری کی سفید داڑھی نوچ لی گئی، ماں بہن اور بیٹی کے رشتوں کو حلال قرار دے دیا گیا۔ تاریخ اسلام کا مکمل سیاہ باب اس دور سے شروع ہوتا ہے

اس دور میں یزید ملعون نے فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت طلب کی جس کا مطلب یہ تھا کہ ہم اور ہمارے رفقائے کفر و عصیان جو کچھ کر رہے ہیں اس پر مہر تصدیق ثبت کی جائے کہ یہی اصلی اسلام ہے اور نعوذ باللہ یہی شریعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

اب خود سوچیں جس نواسے نے اس دین اور شریعت کے لئے اپنے ضعیف نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو طائف کی گلیوں میں پتھر کھاتے ہوئے دیکھا ہو، جس پاک نواسے نے اپنے گھر کے مقدس افراد کو اسی دین پر قربان ہوتے دیکھا ہو، جس پاک نواسے نے جنگ احد میں اپنے مقدس و مطہر نانا پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دندان مبارک اسی دین کی ترویج

کے جرم میں شہید ہوتے دیکھے ہوں وہ ان ساری چیزوں کو فراموش کر کے ایک قاتلِ شریعت، ایک شرابی، زانی بالمحارم کے ہاتھ پہ اپنے نانا پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کو کیسے بیچ سکتے تھے؟

آپ خود سوچیں جس دین کی حفاظت کرتے کرتے جس کا سارا گھر قربان ہو چکا ہو وہ ان ساری قربانیوں کو بھول کر صرف اپنی جان بچانے کے لئے اس مقصد و مشن سے ''ودڈرا'' (Withdraw) کر لے یہ کیسے ممکن تھا؟

اب تو یہ وہ مقام تھا کہ اس مشن و مقصد کو بچانے کے لئے چاہے ہزاروں جانیں چلی جاتیں وہ اس مشن سے دست کش نہیں ہو سکتے تھے، ضعیف نانا پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ضعیف والدین کی اس دین و مشن پر قربانیاں دیکھ چکے تھے اپنے سارے خاندان پاک علیہم الصلوات والسلام کے خون اور پسینے کی محنت کو وہ صرف اپنی جان کی خاطر کیسے لٹوا سکتے تھے اور کفر و شرک، ظلم و جور اور فسق و فجور کو وہ بطور اسلام کیسے قبول فرما سکتے تھے؟

کفر و شرک جب تک شریعت ظاہری کے لبادے میں ہوتا ہے تو وہ نفاق کہلاتا ہے اور جب لباس شریعت کا لباس اتار پھینکتا ہے تو کفر صریح بن جاتا ہے۔

منافق پر کفر و الحاد و ارتداد کی تعزیز نہیں لگائی جاتی، ہاں جب وہ شریعت ظاہری کے خول سے باہر نکل آئے تو پھر اس پر تعزیز لگائی جاتی ہے، یہی وجہ تھی کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منافقین کو تنبیہ و انذار فرمایا مگر کسی کو سزا نہیں دی، اسی طرح اوصیائے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اپنے اپنے زمانے کے منافقین یعنی چھپے ہوئے کفار کو کبھی سزا نہیں دی اور نہ ہی ان کے خلاف کوئی ایکشن لیا تھا، اب تو وہ کفر و نفاق کی بل سے باہر آ چکا تھا اسی لئے اس کے ساتھ کسی قسم کا سمجھوتہ کرنا اللہ جل جلالہ اور اس کے پاک حبیب

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دھوکہ کرنے کے مترادف تھا اس لئے شہنشاہ معظم کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کو کوفیین کی دعوت کو قبول فرمانا پڑا اور اپنے پاک نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بتائے ہوئے راستے پر قربانیاں دینے کے لئے تیار رہو اپڑا اور انہیں ازسرنو ''لا الہ الا اللہ'' کی بنیاد رکھنا پڑی

اسی حقیقت کو رسول ہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا تھا کہ

شاہ ہست حسینؑ بادشاہ ہست حسینؑ
دیں است حسینؑ دین پناہ ہست حسینؑ

سر داد نہ داد دست در دست یزید
حقا کہ بنائے لا الہٰ ہست حسینؑ

انہوں نے یہاں تک فرمادیا کہ اللہ کی قسم کلمہ توحید کی بنیاد بھی کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام ہیں کہ جنہوں نے سر اطہر تو قربان فرمادیا مگر یزید ملعون کی بیعت کو قبول نہ فرمایا

پھر وہ زمانہ آیا کہ جب آپ نے وطن چھوڑا اور پردہ داران توحید و رسالت صلوات اللہ علیہن کو لے کر توحید کو بچانے کے لئے مکہ کی طرف روانہ ہوئے وہاں تین شعبان کو پہنچے اور وہاں سے ذوالحجہ میں کوفے کی طرف روانہ ہوئے کیونکہ کوفے والوں نے آپ کو بلایا تھا کہ ہم کسی فاسق و فاجر کی اطاعت نہیں کر سکتے، آپ یہاں تشریف لا کر ہمیں یہ فرمائیں کہ ہم اس موجودہ صورت حال میں کیا کریں؟ پہلے تو امام علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ تم یہاں آجاؤ مگر انہوں نے تیس ہزار سے زیادہ خطوط بھیجے کہ آپ ہمارے شہر کو زینت بخشیں اور ہماری راہنمائی فرمائیں

اگر آپ ہماری ہدایت کو تشریف نہ لائے تو پھر بروز قیامت ہم آپ کے دامن گیر

ہوں گے کیونکہ آپ پر اپنے فرائض منصبی میں سے فریضہ ہدایت کو نبھانا بھی واجب ہے جب اس طرح کے خطوط آنے لگے تو آپ نے پہلے اپنے چچازاد بھائی جناب مسلم بن عقیل بن ابو طالب علیہم الصلوات والسلام کو کوفہ کی طرف روانہ فرمایا اور پھر خود بھی کوفہ کی طرف تشریف لے جانے کا پروگرام بنایا

اس پر امام علیہ الصلوات والسلام مکہ سے واپس مدینہ آئے اور جد اطہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دوبارہ اپنے لئے احکام لئے، وہاں سے کوفہ کی طرف روانہ ہو گئے مگر آپ کے کوفہ پہنچنے سے پہلے بدنہاد کوفی جان کے خوف سے یزید ملعون کے عاملِ کوفہ عبیداللہ بن زیاد بن سمیہ ملعون کے ساتھ مل گئے جس کی وجہ سے کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کو کوفے جانے کی بجائے اس مقام کی طرف سفر کرنا پڑا جس کے بارے میں سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے بارہا فرمایا تھا کہ مقصد توحید و رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بچانے کے لئے ہمارے فرزند کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام یہاں تشریف لائیں گے اور یہاں ان کی مقدس آل کا بے دردی کے ساتھ خون بہایا جائے گا جن کی شہادتوں کا کریڈٹ خود سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمایا جانا ہے

شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام 3 محرم الحرام 61 ہجری میں کربلا میں تشریف لائے 7 محرم کو آپ پر پانی بند کر دیا گیا جس کی وجہ سے آپ کے معصوم بچے اور نبی زادیاں صلوات اللہ علیہن تین دن تک پیاس کے صدمات جھیلتی رہیں مگر نام نہاد مسلمان اپنے نبی کی پاک آل علیہم الصلوات والسلام کو پانی تک دینا جائز نہ سمجھتے تھے

دس محرم الحرام کے دن اس کائنات کی وہ عظیم جنگ ہوئی جس کے بارے میں اہل قلم نے سب سے زیادہ لکھا، اہل منبر نے سب سے زیادہ بیان کیا اور اہل سماعت

www.khrooj.com

نے سب سے زیادہ سنا۔ پھر کیا ہوا؟ اس کے بارے میں ہم یہ دیکھتے ہیں کہ جو زبان رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چوس کر پروان چڑھے تھے انہیں پیاسہ شہید کر دیا گیا۔ جن کے پشت پر سوار ہونے کی وجہ سے سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدے سے سر نہ اٹھاتے تھے عین نماز کی حالت میں ان کا سر اطہر خنجر ظلم سے جدا کر دیا گیا۔

جن کے احترام میں سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے سجدوں کو طول دیتے تھے انہیں شہید کر کے ظالمین نعرہ ہائے تکبیر بلند کر رہے تھے

جنہیں اپنے کاندھوں پر اٹھا کر سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نعم الراکب [ کتنا اچھا سوار ہے ] فرمایا کرتے تھے اس کے سر اطہر کو نیزے کی نوک پر سوار کر دیا گیا

سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کے گلوئے مبارک اور لب ہائے اطہر کے بوسے لیا کرتے تھے اس گلے پر ظلم روا رکھا گیا

سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کے جسم، خون اور گوشت کو اپنا جسم، خون اور گوشت فرمایا کرتے تھے اس جسم کو تپتی ریت پر بے گور و کفن چھوڑ دیا گیا

اس کے بعد اگلے دن اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس بیٹیوں صلوات اللہ علیہن کو نام نہاد مسلمان بغیر پوش والے محملوں پر سوار کر کے کوفہ لائے۔ اس کے بعد ان نبی زادیوں صلوات اللہ علیہن کو بیسیوں شہروں اور بازاروں میں پھرایا گیا، بعد ازاں کوفہ سے شام لے جا کر انہیں یزید ملعون کے دربار میں پیش گیا

اس دن ظالمین نے اپنی فتح کا جشن منایا جبکہ آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گریہ و بقا میں مصروف تھی

یہ لٹا ہوا قافلہ 16 ربیع الاول کو شام [ دمشق ] داخل ہوا اور وہاں سے رجب کے مہینے

میں رہائی ملی اور ماہ شعبان میں یہ قافلہ واپس مدینے پہنچا

شہنشاہ معظم کریم کربلا امام حسینؑ علیہ الصلوات والسلام کی دنیا میں آمد 3 شعبان 4 ہجری بمطابق 8 جنوری 626 عیسوی بروز جمعہ ہوئی

اور شہادت 10 محرم الحرام 61 ہجری بمطابق 9 اکتوبر 680 عیسوی بروز جمعہ ہوئی

بوقت شہادت آپ کی عمر شریف قمری حساب سے 57 سال 5 ماہ 7 دن تھی اور شمسی حساب سے 56 سال 9 ماہ تقریباً ایک دن بنتی ہے

آپ تقریباً دس سال تک منصب امامت وولایت مطلقہ پر فائز رہے

## اولاد اطہار علیہم الصلوات والسلام

(1) امام زین العابدین علیہ الصلوات والسلام [محتاج تعارف نہیں] صاحب منتھی الآمال اور دیگر اکثر صاحبان انساب نے انہیں علی الاکبر علیہ الصلوات والسلام لکھا ہے اور انہی کو فرزند اکبر مانا ہے

(2) شہزادہ علی اکبر علیہ الصلوات والسلام [محتاج تعارف نہیں] انہیں صاحب منتھی الآمال اور ان کی علمی جماعت نے علی الاوسط علیہ الصلوات والسلام لکھا ہے، علامہ مجلسی بحار 329/45 میں انہیں علی الاصغر علیہ الصلوات والسلام لکھتے ہیں، مگر ابوالفرج اصفہانی نے انہیں فرزند اکبر لکھا ہے علامہ مجلسی نے کربلا معلٰی میں ان کی عمر اٹھارہ سال لکھی ہے

(3) شہزادہ علی الاصغر علیہ الصلوات والسلام [محتاج تعارف نہیں] علامہ مجلسی نے انہیں عبداللہ اصغر علیہ الصلوات والسلام بھی لکھا ہے

(4) شہزادہ عبداللہ علیہ الصلوات والسلام [ شیخ مفید نے انہیں اولاد میں لکھا ہے اور ابی عبداللہ علیہ

www.khrooj.com

الصلوات والسلام کنیت انہی کی وجہ سے ہے ]

(5) شہزادہ قاسم علیہ الصلوات والسلام [ علامہ مجلسی، ابن شہر آشوب اور صاحب ریاض القدس نے امیر قاسم علیہ الصلوات والسلام کے بعد ان کی شہادت لکھی ہے اور ایک رجز بھی لکھی ہے

ان تنکرونی فانابن حیدرہؑ ...... ضرغام اجام و لیث قسورہ

علی الاعداء مثل ریح صھرہ ......اکیلکم بالسیف کیل السندرۃ

صاحب روضۃ الشہدا نے انہیں رد کیا ہے اور روایت کو ضعیف بتایا ہے

(6) شہزادہ محسن علیہ الصلوات والسلام [ حلب میں مشہد ہے بعض مؤرخین نے ان کی دنیا میں آمد روز عاشور لکھی ہے ]

(7) شہزادہ جعفر علیہ الصلوات والسلام [ بچپن میں وصال فرما گئے تھے حالات نامعلوم ]

## دختران اطہار صلوات اللہ علیہن

(1) شہزادی سیدہ ام عبداللہ صلوات اللہ علیہا ان کا لقب [ ز ی ن ب ] صلوات اللہ علیہا ہے

(2) شہزادی بنری پاک سیدہ کبریٰ صلوات اللہ علیہا

(3) شہزادی سیدہ صغریٰ صلوات اللہ علیہا

(4) شہزادی سیدہ معصومہ [ س ک ی ن ہ ] صلوات اللہ علیہا

[ ان کے القاب امیمہؑ اور امینہ صلوات اللہ علیہا بھی ہیں ]

(5) شہزادی صغیرہ [ ر ق ی ہ ] صلوات اللہ علیہا

یارب محمدؐ و آل محمدؐ صل علی محمدؐ و آل محمدؐ و عجل فرج آل محمدؐ بقائمھم عجل اللہ فرجہ الشریف و صلوات اللہ علیہ

www.khrooj.com

هوالسبوح القدوس الرب الملائکۃ و الروح هوالبدیع الانوار والارواح
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

# جناب امام علیؑ زین العابدین

علیہ الصلوٰ ات و السلام

عالم تشیع کے چوتھے امام ولی العصر، حجت دوراں، شہنشاہ معظم ابو محمدؐ اوّل امام علی زین العابدین وسید الساجدین علیہ الصلوات والسلام ہیں جو شہنشاہ معظم کریم کربلا امام حسین علیہ الصلوات والسلام کی دستار کے وارث ہیں اور انہیں بابا پاک علیہ الصلوات والسلام نے بحکم سرورکونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خود اپنا ولی ووصی قرار دیا تھا اوران کی امامت ووصایت کے بہت سے نصوص ہیں آپ کی والدہ ماجدہ شہنشاہ ایران شاہ کسریٰ جناب یزدجرد کی مقدس دختر صلوات اللہ علیہا تھیں اوراس میں تو شک ہی نہیں ہے کہ شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کے حرم تو حید کو سب سے اوّل زینت دینے والی سیدۃ الزمان شہزادی ایران صلوات اللہ علیہا ہی تھیں جو خلیفہ ثالث کے دور میں تشریف لائی تھی اور بعض روایات میں ہے کہ وہ خلیفہ ثانی کے دور میں تشریف لائی تھیں، یہ روایت درست نہیں ہے کیونکہ خلیفہ ثانی کا دور 17 ہجری تک ہے اوراس دور میں ایران کے شہنشاہ کسریٰ سے جو جنگ ہوئی تھی وہ عراق یعنی قادسیہ میں ہوئی تھی اس جنگ میں ایرانیوں کو شکست ہوئی تھی مگر کسریٰ اپنے قصر کو چھوڑ کر ایران پہنچ گیا تھا اوراس کے گھر کا کوئی فرد گرفتار نہیں ہوا تھا

دوسری بات یہ ہے کہ شہزادی ایران صلوات اللہ علیہا کی مدینے میں آمد کے ضمن میں لکھا ہوا

www.khrooj.com

ہے کہ ان کی دوسری ہمشیر کو دوسرے دن یعنی آنے والے دن ہی جناب محمد بن ابی بکر کے عقد میں دے دیا گیا تھا۔ یہ بات اس حوالے سے درست نہیں ہے کہ 17 ہجری میں فتح قادسیہ کے وقت محمد بن ابی بکر کی عمر 7 سال تھی کیونکہ ان کی ولادت 10 ہجری میں ہوئی تھی اور سات سال کے کم عمر بچے کے عقد کا کوئی امکان نہیں ہے

ہاں خلیفہ ثالث کے دور میں ہمدان کی جو جنگ ہوئی تھی جس کے بعد ہمدان کا حاکم جناب حریث بن جابر جعفی کو بنایا گیا تھا، اس میں خاندان کسریٰ گرفتار ہوا تھا، اس موقعہ پر یہ شہزادیاں صلوات اللہ علیہما مدینہ منورہ میں تشریف لائی تھیں اور جناب حریث بن جابر جعفی انہیں با پردہ اور با ادب طریقہ سے یہاں لائے تھے اور جب ان کے محمل مدینہ سے گزر رہے تھے تو عورتوں نے ان پر پھولوں کی پیتاں نچھاور کی تھیں کیونکہ عرب ہمیشہ ایران کے زیر احسان رہتے تھے اس لئے انہیں وہ شہزادیوں جیسا پرٹوکول (Protocol) دے رہے تھے، یہ واقعہ 30 ہجری کا ہے اس کے بعد جناب حریث بن جابر جعفی امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے ظاہری دور خلافت تک وہاں کے حاکم رہے پھر معاویہ نے انہیں معزول کر کے زیاد ملعون کو وہاں کا حاکم بنایا

چونکہ انہیں امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا کہ وہاں سے تم نے ہماری دو امانتیں لانا ہیں اس لئے وہ انہیں شایان شان طریقہ سے اور مکمل حفاظت سے مدینہ میں لائے تھے کیونکہ یہ حریث بن جابر جعفی امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے خواص شیعوں میں سے تھے اور صفین میں انہوں نے معاویہ کے خلاف جنگ میں بھر پور حصہ بھی لیا تھا......شرح نہج البلاغۃ ابن ابی الحدید CD241/5

جناب شہزادیءِ ایران صلوات اللہ علیہا بیان فرماتی ہیں کہ جب ہم خراسان [ ہمدان ] میں

تھے تو ایک رات ہمیں مکاشفہ ہوا اور ہم نے دیکھا کہ ہمارے محل میں سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہیں اور ان کے ساتھ اور بھی بہت سے مقدس افراد ہیں انہوں نے آ کر خود ہم سے اپنے نورنظر کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے بارے میں خواستگاری فرمائی اور ہم نے اپنے اختیارات انہیں دے دیئے، اس کے بعد ہم نے دیکھا کہ سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہنشاہ معظم کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کو طلب فرمایا اور ان کے ساتھ ہمارا عقد فرمایا اور مبارک سلامت کی آوازآئیں اس کے بعد ہمارا مکاشفہ منقطع ہوگیا لیکن کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی محبت ہماری روح میں سرایت کرگئی اسی طرح کئی روزگزرگئے پھر ایک دن ہم نے دیکھا کہ ہمارے محل میں آسمان سے ایک نوری عماری اتر رہی ہے وہ جب صحن میں اتری تو اس میں سے ملکہ دوجہاں صلوات اللہ علیہا برآمد ہوئیں جن کے ساتھ لاتعداد حوران جناں تھیں انہوں نے ہمیں شفقت مادری صلوات اللہ علیہا کا اعزاز بخشا اور اس کے بعد انہوں نے ہمیں تعلیمات عرفان عطا فرمائے، اپنے گھر اطہر کی کلی معرفت عطا فرما کر واپس تشریف لے گئیں، پھر کافی دنوں بعد تشریف لائیں اور فرمایا کہ کل اس شہر پر لشکر عرب حملہ کرے گا اور آپ کے والد کو شکست ہوگی آپ نے گھبرانا نہیں ہے کیونکہ ہماری طرف سے حریث بن جابر جعفی آپ کی خدمت کے لئے متعین ہے وہ آپ کو ہمارے گھر اطہر تک پہنچائے گا

اسی طرح اگلے دن لشکر عرب نے حملہ کیا اور جناب حریث بن جابر جعفی ہمیں مدینے تک لایا اور ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا ہمارے ساتھ رہیں

امام محمدؐ الباقر علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں کہ جب ملکہ ایران صلوات اللہ علیہا کا محمل مدینہ میں داخل ہوا تو پورا مدینہ ان کے نور سے منور ہوگیا۔ سارے مدینہ کی عورتیں ان کی زیارت کو

باہر نکل آئیں اور ان پر پھول برسائے

شہنشاہ معظم جناب امام زین العابدین علیہ الصلوات والسلام کی دنیا میں آمد 38/37 ہجری میں کوفہ میں ہوئی اگر ہم درایت کے لحاظ سے دیکھیں تو پھر درست تاریخ ظہور 15 جمادی الاول 38 ہجری بمطابق 18 اکتوبر 658 عیسوی بروز جمعہ ہوئی ہے

آپ کے بارے میں صاحبان سیرت کا فیصلہ ہے کہ امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام سے آپ سے زیادہ کوئی مشابہہ نہ تھا بلکہ آپ ان کی خَلقاً، خُلقاً، مَنطِقاً سب سے بڑی شبیہ تھے۔ شکل وصورت، حسن و جمال، وقار و دبدبہ، فصاحت و بلاغت میں یہ مجسم امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام تھے۔ عبادت، سخاوت، شجاعت، سجاعت، علم، حلم، گویا ہر چیز میں یہ اپنے جد اطہر علیہ الصلوات والسلام سے مشابہہ تھے کیونکہ یہ انہی کے نور اوّل کا حصہ تھے غیرت وجلال میں یہ اپنی مثال آپ تھے اور منصب مظہریت میں یہ اللہ جل جلالہ کے مظہر صبر تھے، ابوالوفا شیرازی والی روایت سے ثابت ہے کہ نفسانی ہوا و ہوس کے اسیروں کو ان سے استعانت کرنا لازم ہے ورنہ شیطان باطنی سے انسان نہیں بچ سکتا

## مختصر تاریخ

شہنشاہ معظم جناب امام زین العابدین علیہ الصلوات والسلام کا کوفہ میں ظہور اجلال ہوا، تقریباً 4 سال تک امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی آغوش میں پرورش پائی، اگلے دس سال تک اپنے چچا اور امامِ وقت شہنشاہ معظم امام حسن مجتبیٰ علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ رہے، سن 50 ہجری سے 60 ہجری تک پاک بابا علیہ الصلوات والسلام کا دور امامت دیکھا، 60 ہجری رجب میں آپ نے بھی بابا پاک کے ساتھ سفر کربلا فرمایا اور سارے راستے میں مستورات تطہیر صلوات اللہ علیہن کے محملوں کے نگران کی حیثیت سے ساتھ رہے، 7 محرم الحرام کو کریم کربلا علیہ الصلوات

والسلام نے انہیں آنے والے واقعات سے آگاہ فرمایا تو آپ کی غیرت ناموس کے صدمات کا سن کر برداشت نہ کرسکی اور آپ ظاہراً علیل ہوگئے، 61 ہجری 10 محرم الحرام کو بابا پاک کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی شہادت کے بعد دستار امامت آپ کے سر اطہر پر موزوں ہوئی، گیارہ محرم کو کربلا سے پردہ داران توحید و رسالت صلوات اللہ علیہن کے ساتھ اسیری کی صورت میں کوفہ تشریف لائے یہاں سے 19 صفر کو شام کی طرف روانہ ہوئے، 16 ربیع الاوّل کو دمشق پہنچے، وہاں ماہ رجب تک یزید ملعون کی حبس میں رہے، اس کے بعد وہاں سے روانہ ہوئے اور شعبان میں واپس مدینہ طیبہ میں پہنچ گئے یہاں اہل مدینہ نے یزید ملعون کی بیعت سے انکار کردیا تو آپ نے خاموشی اختیار فرمائی اور اس دوران اسلام کا بدنام زمانہ واقعہ حرہ پیش آیا اس میں آپ محفوظ رہے

اس کے بعد ایک مرتبہ آل مروان کے ملعون حکام نے انہیں اسیر کروایا مگر راستے ہی سے امن وامان کے ساتھ واپس تشریف لائے ۔57 سال کی ظاہری عمر میں 25 محرم الحرام 95 ہجری بمطابق 20 اکتوبر 713 عیسوی بروز جمعہ مدینہ میں آپ نے معراج شہادت کو پسند فرمایا

آپ کی شہادت ہشام بن عبدالملک بن مروان اور رشید بن عبدالملک بن مروان لعنۃ اللہ علیہم اجمعین کے زہر دینے سے واقع ہوئی اور آپ جنت البقیع میں اپنے پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام کے ساتھ مدفون ہوئے، وہ زمانہ ولید بن عبدالملک ملعون کی حکومت کا تھا اس طرح شمسی تقویم کے حساب سے آپ اس دنیا میں ظاہری طور پر 55 سال کے قریب موجود رہے

## القاب وکنیت

شہنشاہ معظم امام زین العابدین علیہ الصلوات والسلام کی کنیت ابو محمدؐ الاوّل علیہ الصلوات والسلام ہے کیونکہ چہاردہ معصومین علیہم الصلوات والسلام میں سے تین ذوات اطہار کی کنیت یہی ہے، دوسرے جناب امام علی الرضا علیہ الصلوات والسلام ہیں، انہیں ابو محمدؐ الثانی کہا جاتا ہے اور تیسرے امام حسن العسکری علیہ الصلوات والسلام ہیں جنہیں ابو محمدؐ الثالث علیہ الصلوات والسلام کہا جاتا ہے

شہنشاہ معظم امام زین العابدین علیہ الصلوات والسلام کے بہت القاب ہیں ان میں سے معروف یہ ہیں

زین العابدین علیہ الصلوات والسلام() سید الساجدین علیہ الصلوات والسلام() سید الزکی علیہ الصلوات والسلام() سید امین علیہ الصلوات والسلام() سید السجاد علیہ الصلوات والسلام() سید ذوالثفنات علیہ الصلوات والسلام() ابوالحسن علیہ الصلوات والسلام

سعید بن مسیّب، ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے احوال بیان فرما رہے تھے اور اس میں فرمایا کہ پھر عرصہ محشر میں ایک منادی ندا کرے گا کہ این زین العابدین؟ اس وقت جو کائنات کے عابدین کی زینت ہیں وہ کہاں ہیں؟ تشریف لائیں۔ سارے اہل محشر کی نگاہیں اٹھیں گی اور وہ دیکھیں گے گویا ہم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے نورعین امام حسین علیہ الصلوات والسلام کی دستار کے وارث انتہائی شان وشوکت ووقار سے صف ہائے خلائق کو عبور فرماتے تشریف لا رہے ہیں یعنی یہ لقب انہیں سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عطا فرمایا تھا

مظہر علم الٰہی امام محمد الباقر علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں کہ ہمارے بابا پاک علیہ الصلوات والسلام کو جب بھی کوئی نعمت الٰہی یاد آتی تھی آپ سجدہ شکر بجالاتے تھے حتیٰ کہ اگر دو آدمیوں میں صلح بھی کرواتے تھے تو صلح ہو جانے پر آپ سجدہ شکر بجالاتے تھے اس کثرت سجود کی

www.khrooj.com

وجہ سے ارض وسما میں انہیں لقب ملا سید الساجدین علیہ الصلوات والسلام
آپ کے دور میں بنی امیہ کا زور تھا اور ان کے ظلم کی وجہ سے تبلیغ حق کا کام دشوار تھا اس دور میں شہنشاہ معظم امام زین العابدین علیہ الصلوات والسلام نے ادعیہ [ دعاؤں ] کو تبلیغ حق اور عرفان الٰہی وروحانیت کا ذریعہ بنایا اور پورے کا پورا دین دعاؤں کی شکل میں پیش کر دیا۔ ان دعاؤں کے مجموعے کو زبور آل محمد علیہم الصلوات والسلام کہا گیا جو آج صحیفہ سجادیہ وصحیفہ کاملہ کے نام سے مشہور ہے

بردباری وحلم کا یہ عالم تھا کہ جب اہل مدینہ نے یزید ملعون کی بیعت توڑی اور بدنام زمانہ واقعہ حرہ پیش آیا تو مروان ملعون اپنے بیوی بچوں کو بچانے کے لئے عبداللہ ابن عمر کے پاس لے گیا کہ تم انہیں پناہ دے دو مگر اس نے خوف کی وجہ سے انکار کر دیا تو یہ شہنشاہ معظم امام زین العابدین علیہ الصلوات والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میں آپ کی امان و پناہ میں اپنی بیوی عائشہ بنت عثمان بن عفان اور بچوں کو دیتا ہوں کیا آپ ہمیں امان دیں گے؟ آپ نے اسے نہ امام حسن علیہ الصلوات والسلام کے جنازہ اقدس پر تیر چلانا یاد دلایا اور نہ ہی دربار شام میں امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے سر اطہر کے طشت سے کپڑا ہٹا کر سارے درباریوں کے سامنے ناچ کر گانا یاد دلایا اور نہ ہی شام میں اس کے مظالم یاد دلائے جو اس ملعون کی طرف سے آپ کے خاندان پر ہوئے تھے بلکہ فوراً اس کے بچوں کو امان دے دی اور جب وہ ملعون طائف میں پہنچ گیا اور سلسلہ غارت گری کچھ کم ہوا تو اس نے اپنے اہل وعیال کو طائف روانہ کر دینے کا عرض کیا تو شہنشاہ معظم امام زین العابدین علیہ الصلوات والسلام نے اپنے کم سن بیٹے جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام کو اس کی بیوی کے محمل کے ساتھ طائف بھیجا

www.khrooj.com

## گواہی حجرِ الاسود

دوستو! یہ واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ جب یزید ملعون برسرِ اقتدار آیا اور واقعہ کربلا واقع ہوگیا تو لشکرِ توابین کی موومنٹ (Movement) شروع ہوگئی اور پاک خاندان علیہ الصلوات والسلام کے انتقام کی تحریک شروع ہوئی لیکن چونکہ شعیہ مسلمات میں سے ایک مسلمہ امر یہ بھی ہے کہ حجتِ وقت (چاہے وہ کوئی نبی ہو یا امام ہو) کے حکم کے بغیر جہاد کرنا جائز نہیں ہے اس لئے جناب محمدؐ حنفیہ علیہ الصلوات والسلام نے شہنشاہ معظم امام زین العابدین علیہ الصلوات والسلام کی رضا معلوم کی تو وہ انتقام کے حق میں تھی مگر اس وقت انتقام کی تحریک صرف کوفہ میں چل رہی تھی جبکہ باقی سارے اسلامی ممالک میں بنی امیہ کا مکمل ہولڈ (Hold) تھا اس لئے امام علیہ الصلوات والسلام کا کھل کر سرپرستی کرنا خطرے سے خالی نہ تھا، اس لئے جناب محمدؐ حنفیہ علیہ الصلوات والسلام نے زمانے کے امام کے تحفظ کے لئے اپنی امامت کا اعلان فرمایا اور جناب مختیار ثقفی سلام اللہ علیہ کی سرپرستی فرمائی، جناب مختیار سلام اللہ علیہ نے شیعوں کو یہ باور کروایا کہ امامِ وقت شہنشاہ معظم امام زین العابدین علیہ الصلوات والسلام نہیں ہیں بلکہ جناب محمدؐ حنفیہ علیہ الصلوات والسلام ہیں اور ہم ان کے حکم سے جہاد کر رہے ہیں مگر کچھ وقت بعد جناب محمدؐ حنفیہ علیہ الصلوات والسلام کو بھی خطرہ درپیش ہوا تو جناب مختیار سلام اللہ علیہ نے اپنی امامت و نبوت کا دعویٰ کر دیا جو صرف پاک خاندان علیہ الصلوات والسلام کو بچانے کے لئے تھا جب انتقامی مشن مکمل ہوگیا تو پھر جناب محمدؐ حنفیہ علیہ الصلوات والسلام نے سارے مومنین کا رخ امامِ وقت کی طرف پھیرنے کے لئے یہ تجویز دی کہ حجر الاسود جس کی امامت کی گواہی دے گا وہ حقیقی امام ہوگا اس پر ہزاروں لوگ جمع ہوئے اور حجر اسود سے

جب گواہی طلب کی گئی تو اس نے شہنشاہ معظم امام زین العابدین علیہ الصلوات والسلام کی امامت کی گواہی دی تو آپ نے بڑھ کر اپنے بھتیجے کے قدم چھو لئے کہ واقعی آپ زمانے کے امام ہیں

صاحب منتھی الامال بھی لکھتے ہیں کہ جناب محمدؐ حنفیہ علیہ الصلوات والسلام خود امامت کے داعی نہ تھے بلکہ یہ گواہی صرف امام حقیقی کے اظہارِ شان وعظمت کے لئے دلوائی تھی

ابو نمیر علی بن یزید روایت کرتا ہے کہ جب شہنشاہ معظم امام زین العابدین علیہ الصلوات والسلام کی شام سے واپسی ہوئی تو یزید ملعون کی طرف سے جو حفاظتی دستہ ساتھ روانہ کیا گیا تھا میں بھی اس میں شامل تھا جب ہم نے سارے قافلے پاک کو مدینہ میں پہنچا دیا اور اجازت چاہی تو شہنشاہ معظم امام زین العابدین علیہ الصلوات والسلام نے اہل حرم کے کچھ زیورات ہمیں بطور اجرت یا انعام عطا فرمائے تو ہم نے معذرت کر لی کہ ہم نے جو یہ خدمت انجام دی ہے اس کا صلہ سوائے رضائے اِلٰہی کے اور کچھ نہیں ہے۔ اس پر امام علیہ الصلوات والسلام نے ایک سیاہ رنگ کا پتھر اٹھایا اور اس پر اپنی انگوٹھی کی مہر ثبت فرمائی جو اس میں نقش ہوگئی، وہ پتھر مجھے عطا فرمایا اور فرمایا کہ تمہیں جب بھی کوئی چیز ضرورت ہو تم اس پتھر سے مانگ لینا وہ تمہیں مل جائے گی

ابو نمیر کہتا ہے مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث بہ رسالت فرمایا ہے اگر مجھے رات کو روشنی کی ضرورت ہوئی ہے تو میں نے اس پتھر سے مانگی تو مجھے فوراً مل گئی، گھر کا تالا طلب کیا تو مل گیا، اپنی ضروریات زندگی میں سے کوئی ایسی چیز نہ تھی جو میں اس پتھر سے مانگتا تھا اور وہ مجھے نہیں ملتی تھی، حتیٰ کہ اگر میں ظالم حکام کے سامنے بطور مجرم پیش ہوا اور اس پتھر سے حفاظت طلب کی تو کوئی حاکم

مجھ سے سخت کلامی تک نہ کرسکا......(منتھی الآمال)

آپ کے معجزات لاتعداد ہیں جو یہاں بیان نہیں ہوسکتے۔آپ کی عظمت،شان اور وقار کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ آپ حج پرتشریف لے گئے تو اس وقت انتہائی ہجوم تھا، ہشام بن عبدالملک بن مروان ملعون وہاں امیر حج بن کر آیا ہوا تھا اور ہجوم کی کثرت کی وجہ سے اسے حجر اسود کا بوسہ لینے تک کا موقعہ نہ ملا وہ اس انتظار میں بیٹھا تھا کہ ہجوم کم ہوتو وہ بھی حجر اسود کا بوسہ لے، مگر ہجوم کم ہی نہیں ہورہا تھا کہ اچانک ایک طرف سے شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام ناقہ پہ سوار ہوکر تشریف لائے اور اپنی ناقہ کو باہر چھوڑ کر خود حرم میں تشریف لائے اور لوگوں نے ان کی عظمت کو دیکھا تو راستہ بنا دیا اور آپ نے آرام سے طواف فرمایا اور حجر اسود کا بوسہ دیا یہ دیکھ کر کچھ لوگوں نے ہشام ملعون سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ اس ملعون نے تجاہل عارفہ سے کام لیا اور کہا کہ مجھے معلوم نہیں کہ یہ کون ہیں، یہ سن کر وہاں بیٹھے ہوئے ایک شاعر جناب ہمام بن غالب بن صعصہ تمیمی المجاشعی جن کا تخلص فرزدق تھا وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے فی البدیہہ ایک قصیدہ پیش کیا، جسے سن کر سارے لوگ عش عش کر اُٹھے۔ اسی قصیدے کی وجہ سے ہشام ملعون کے دل میں حسد کی آگ بھڑک اُٹھی اور اس نے اپنے بھائی ولید ملعون سے مشورہ کیا اور انہیں خفیہ طریقے سے زہر دلا دی

جب آپ کا وقت وصال اِلیٰ اللہ قریب آیا تو آپ نے سارے مومنین کو یاد فرمایا اور ان کے سامنے تبرکات رسالت و آئمہ علیہم الصلوات والسلام امام محمدؐ الباقر علیہ الصلوات والسلام کے سپرد فرمائے اور سب کے سامنے اعلان فرمایا کہ ہمارے بعد ہمارے وصی و امام مفترض الاطاعت ہمارے یہی لخت جگر ہیں۔ایک روایت یہ ہے کہ آپ نے ودائع نبوی کا

ایک صندوق اپنے نور چشم علیہ الصلوات والسلام کے سپرد فرمایا جو اتنا بڑا تھا کہ جسے چار آدمیوں نے بڑی مشکل سے اٹھایا

جب آپ کا آخری وقت آیا تو آپ نے نماز ادا فرمائی اور سورہ واقعہ انا فتحنا لك فتحا مبينا......تک تلاوت فرمائی

اس کے بعد اپنے بستر پر آرام فرما ہو گئے اور اپنے فرزندان اقدس علیہم الصلوات والسلام سے پوچھا کہ آج کیا تاریخ ہے؟ انہوں نے عرض کیا چاند کی 25 تاریخ ہے

فرمایا اس مہینے کے باقی کتنے دن باقی ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ چار یا پانچ دن باقی ہیں۔ فرمایا مہینہ کون سا ہے؟ انہوں نے عرض کیا یہ ماہ محرم ہے

فرمایا یہی وہ مہینہ تھا جس میں ہمارا بارونق گھر امت نے لوٹ لیا تھا، ہمارے کائنات علیہ الصلوات والسلام سے زیادہ بہترین افراد کو بے دریغ شہید کیا گیا تھا اس کے بعد ایک ایک دکھ یاد کر کے روتے رہے پھر فرمایا ہاں یہی ہمارے وعدہ اِلٰہی کی تکمیل کا دن ہے

اس کے بعد آپ نے آنکھیں بند فرمالیں اور آہستہ آہستہ پڑھنا شروع کیا

☆اللهم ارحمنى فانك كريم ارحمنى فانك رحيم

یہ فرماتے ہوئے اس دنیائے پُر آلام سے عالم بالا کی طرف رخصت ہو گئے

شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے ایک ناقہ رکھی ہوئی تھی کہ جس پر حج پر تشریف لے جاتے تھے، جب آپ کی شہادت ہوئی تو ناقہ روتی ہوئی آپ کی لپی ہوئی مزار پہ سینہ رکھ کر رونے بیٹھ گئی۔ امام محمدؐ الباقر علیہ الصلوات والسلام وہاں تشریف لائے اور اسے وہاں سے اٹھا لیا، اگلے دن پھر کسی نے عرض کیا کہ ناقہ اسی طرح رو رہی ہے اور مزار اقدس کو نہیں

چھوڑتی، آپ نے فرمایا ہمارے بابا پاک علیہ الصلوات والسلام نے اس پر بیس حج فرمائے اور کبھی تیز چلانے کے لئے کوڑا تک استعمال نہیں فرمایا تھا یہ اپنے مالک سے بچھڑ گئی ہے اسے وہیں رہنے دو۔ وہ ناقہ وہاں بیٹھی رہی اور شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام کی وفات کے تیسرے دن وہیں مزار پر روتے روتے فوت ہوئی۔ امام محمدؐ الباقر علیہ الصلوات والسلام نے اس کے جسد کو باضابطہ طور پر دفن فرمایا اور فرمایا کہ اس کی بے حرمتی ہمیں پسند نہیں اور ہم نہیں چاہتے کہ کوئی درندہ اِسے مس کرے

## اولاد اقدس علیہم الصلوات والسلام

آپ کی کم از کم 10 اولادیں لکھی گئی ہیں اور زیادہ سے زیادہ 15 اولادوں کا ذکر بھی ملتا ہے اور ازواج مطہرات کی تعداد چار لکھی گئی ہے

[ الف ]......حرم اوّل جناب سیدہ [ ف اطم ہ ] صلوات اللہ علیہا بنت امام حسن مجتبیٰ علیہ الصلوات والسلام

(1) شہنشاہ معظم جناب امام محمدؐ الباقر علیہ الصلوات والسلام

(2) جناب عبداللہ الباہر علیہ الصلوات والسلام

[ ب ]...... جناب سیدہ ام الولد صلوات اللہ علیہا

(3) جناب حسن علیہ الصلوات والسلام (4) جناب حسین علیہ الصلوات والسلام

(5) جناب زید علیہ الصلوات والسلام (6) جناب علی [ عمرو ] الاطراف علیہ الصلوات والسلام

(7) جناب سیدہ [ خ دی ج ہ ] صلوات اللہ علیہا

[ ج ]...... جناب سیدہ ام الولد الثانیہ صلوات اللہ علیہا

(7) جناب حسین الاصغر علیہ الصلوات والسلام (8) جناب علی الثالث علیہ الصلوات والسلام

www.khrooj.com

یہ سب سے چھوٹے فرزند تھے

(9) جناب محمدؐ الاصغر علیہ الصلوات والسلام (10) جناب سیدہ [ ع ل ی ہ ] صلوات اللہ علیہا

[ د ] ...... جناب سیدہ ام الولد الثالثہ صلوات اللہ علیہا

(11) جناب سیدہ ام الحسینؐ [ ام ک ل ث وم ] صلوات اللہ علیہا

(12) جناب سیدہ ام الحسنؐ [ م ل ی ک ہ ] صلوات اللہ علیہا

(13) جناب جعفر علیہ الصلوات والسلام...... (14) جناب ابوالحسن علیہ الصلوات والسلام

(15) سلیمان علیہ الصلوات والسلام...... انہیں عبدالرحمٰن بھی لکھا گیا ہے جو غلط ہے

بعض اسمائے مبارکہ میں اشتباہ ہے اور ازواج اطہار کے بارے میں بھی علما کرام و محققین میں اختلاف ہے۔ اصل حقیقت تو مالک ذات ہی بہتر جانتی ہے

یارب محمدؐ و آل محمدؐ صل علی محمدؐ و آل محمدؐ و عجل فرج آل محمدؐ بقائمهم
عجل الله فرجه الشريف و صلوات الله عليه

www.khrooj.com

هوالسبوح القدوس الرب الملائکة و الروح هوالبدیع الانوار والارواح
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

# جناب امام محمدؐ الباؑقر

علیہ الصلوات والسلام

www.khrooj.com

دوستو! ہمارے پانچویں امام، ولی دوران، حجت العصر، جناب ابوجعفر محمدؐ الباقر علیہ الصلوات والسلام ہیں جو شہنشاہ معظم جناب سید الساجدین علیہ الصلوات والسلام کے فرزند ہیں اور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور اوّل کے جز و ذات ہیں اور نور اوّل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وحدانیت کا حصہ ہیں

آپ کا دنیا میں نزول اجلال یکم رجب المرجب 57 ہجری بمطابق 9 مئی 677 عیسوی بروز بدھ کو ہوا۔ روزِ عاشورہ ان کی حیاتِ طیبہ 3 سال 6 ماہ 10 دن تھی

## القاب وکنیت

شہنشاہ معظم جناب امام محمدؐ الباقر علیہ الصلوات والسلام کی کنیت ابوجعفر علیہ الصلوات والسلام تھی اور آپ کے تین القاب بہت مشہور تھے۔ شاکرؑ، ہادیؑ، باؑقر العلم، ان میں سے زیادہ مشہور لقب باقر العلم علیہ الصلوات والسلام ہے اور آپ کو ابن الخیرتین بھی کہا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کا سلسلہ نسب والد پاک علیہ الصلوات والسلام کی طرف سے امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام سے ملتا ہے اور والدہ پاک صلوات اللہ علیہا کی طرف سے امام مسموم علیہ الصلوات والسلام سے ملتا ہے اس طرح یہ بھی

مرج البحرین یلتقیان کے مصداق ہیں
آپ کی والدہ پاک جن کی کنیت جناب ام محمدؐ صلوات اللہ علیہا اور ام عبداللہ صلوات اللہ علیہا بھی ہے ان کے بارے میں شہنشاہ معظم جناب امام جعفرؑ صادق علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا تھا کہ

کانت صدیقة لم یدرك فی آل الحسن علیه الصلوات والسلام مثلها
فرمایا وہ معظّمہ صلوات اللہ علیہا [ ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا کی طرح ] صدیقہ تھیں، پوری اولاد امام مسموم علیہ الصلوات والسلام میں سے کوئی بھی ان کی مثل نہ تھا۔ایک مرتبہ آپ صلوات اللہ علیہا ایک دیوار کے سائے میں مستورات مدینہ کو درس ہدایت فرما رہی تھیں کہ اچانک دیوار گرنے لگی، آپ نے دیوار کی طرف دیکھ کر فرمایا سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم تمہیں اللہ جل جلالہ نے گرنے کا ابھی حکم نہیں فرمایا۔ جب یہ فرمایا تو دیوار کافی جھک چکی تھی مگر اسی فرمان کے ساتھ وہ اسی جھکی ہوئی حالت میں وہیں رک گئی تاآینکہ آپ نے اپنا سلسلۂ کلام اختتام تک پہنچایا اوراس کے بعد وہاں سے ہٹ گئیں اور پھر دیوار سے فرمایا ہاں اب گرنے کی اجازت ہے، پھر دیوار گرگئی
اس کی خبر جب شہنشاہ معظم جناب سیدالساجدین علیہ الصلوات والسلام کو ہوئی تو انہوں نے اظہار عظمت الٰہیہ کے شکرانے کے طور پر سونے کی ایک سو اشرفی تصدق فرمائی
شہنشاہ معظم جناب امام محمدؑ الباقر علیہ الصلوات والسلام کو باقر العلم کا لقب سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عطا فرمایا تھا جیسا کہ جناب جابر بن عبداللہ انصاری کی روایت میں ہے
☆قال لی رسول الله صلی الله علیه وآلهٖ وسلم یوشك ان تبقی حتیٰ تلقی ولدی من الحسین علیه الصلوات والسلام قال له محمدؐ علیه الصلوات والسلام یبقر العلم بقراً فاذا لقیته فاقرئه منی السلام

کہ ان سے جناب سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اے جابر تو اس وقت تک زندہ رہے گا کہ تجھے اولاد امام حسین علیہ الصلوات والسلام میں سے ہمارے پانچویں لعل ولایت علیہ الصلوات والسلام کی زیارت کا اعزاز حاصل ہوگا اوران کا اسم مبارک محمدؐ علیہ الصلوات والسلام ہوگا اور وہ علم دین آل محمدؐ علیہم الصلوات والسلام کواس طرح شگافتہ فرمائیں گے کہ جیسے شگافتہ کرنے کا حق ہے، جب تمہیں ان کی زیارت کا شرف حاصل ہوتو تم ہماری طرف سے انہیں سلام پہنچانا

یہ بھی روایت ہے کہ سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی دنیا میں آمد سے پہلے انہیں مخاطب ہوکرفرمایا کرتے تھے

☆ یا باقر انت الباقر حقاً انت الذی تبقر العلم بقراً

یہ جناب جابر بن عبداللہ انصاری وہ ہیں جو قافلہ تسلیم رضا کی شام سے کربلا میں واپسی کے وقت وہاں موجود تھے اورشہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس اصحاب میں شمار ہوتے تھے

جناب ابوخالد کابلی اور جناب زرارہ بن اعین روایت کرتے ہیں کہ ہم نے انتہائی ضعیفی کے عالم میں جناب جابر بن عبداللہ انصاری کی زیارت کی وہ مسجد نبوی کے دروازے پرتشریف فرماتھےاور باربارپکاررہے تھے

یا باقر العلم علیک الصلوات والسلام یا باقر العلم علیک الصلوات والسلام۔ اس وقت ان کی نگاہ کمزور ہوچکی تھی اورشہنشاہ معظم امام محمدؐ الباقر علیہ الصلوات والسلام کا سن شہزادگی تھا وہ ان کے پاس تشریف لائے اورآ کران کی مزاج پرسی کی [ جناب جابرکومعلوم نہ تھا ]

جب آپ نے مزاج پرسی کی تو اِنہوں نے عرض کیا اب تو یہ کیفیت ہے کہ خوشی سے غم

اچھا لگتا ہے، امارت سے مفلسی، زندگی سے موت زیادہ محبوب لگتی ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ ہماری کیفیت آپ سے مختلف ہے کیونکہ ہم تو تسلیم و رضا کے پابند ہیں۔ مالک عزوجل اگر خوشی دے تو تب بھی ہم خوش ہوتے ہیں، اگر غم دے تو بھی ہم خوش ہوتے ہیں، امارت دے یا مفلسی، زندگی دے یا موت، ہم ہر حال میں خوش رہتے ہیں

یہ سن کر جناب جابر نے ان کے قدموں پر ہاتھ رکھ دیئے اور عرض کیا واللہ آپ ہی تو باقر العلم الاوّلین و آخرین ہیں۔ اس خوشی میں جناب جابر کو سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے سلام پیش کرنا بھول گیا اس وقت آپ نے فرمایا کیا آپ ہمیں ہمارے جد اطہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلام نہیں پہنچائیں گے؟

انہوں نے عرض کیا مجھے آپ کی زیارت کی خوشی میں سب کچھ بھول گیا تھا اب آپ فرمائیں میں تفصیل سے سلام پیش کروں یا صرف ان کی طرف سے سلام ہی پیش کر دوں؟ آپ نے فرمایا تفصیل سے کلام فرمائیں۔

اس کے بعد انہوں نے تفصیل سے عرض کیا کہ شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام کی آنکھوں سے شدت اشتیاق سے آنسو جاری تھے اور جب وہ سلام والے جملوں پر پہنچے تو شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام سروقد تعظیماً کھڑے ہوگئے اور جد اطہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلام کھڑے ہو کر سنے اور اس کے بعد جواباً سلام عرض کیا اور اس کے بعد جناب جابر سے فرمایا کہ جب تک یہ زمین و آسمان قائم ہیں اس وقت تک ہمارا آپ پر بھی سلام ہو

جناب جابر سے روایت ہے کہ میں نے آپ کے علم کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا

☆واللہ یا جابر لقد اعطانی الله علمَ ماکان وماھو کائن الی یوم القیامۃ

اللہ جل جلالہ کی قسم جابر ہمیں روز ازل سے لے کر قیامت تک جو کچھ ہوا ہے یا ہونا ہے اس سب کا علم عطا فرمایا گیا ہے

مناصب مظہریت میں آپ کو مظہر علم اِلٰہی ہونے کا منصب حاصل ہے

اگر یہ دیکھنا ہو کہ اللہ جل جلالہ کس طرح ممیت یعنی موت واقع کرنے والا ہے تو عزرائیل کو دیکھ کر معلوم ہو جاتا ہے، اسی طرح اگر یہ دیکھنا ہو کہ اللہ جل جلالہ کتنا بڑا عالم ہے تو اس کی صفت علم کا اظہار وثبوت ان کی ذات اقدس سے ہوتا ہے

محمد بن مسلم سے روایت ہے کہ میں نے شہنشاہ معظم امام محمدؑ الباقر علیہ الصلوات والسلام سے 30 ہزار حدیث کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے بلاتوقف جواب عطا فرمایا

اسی طرح ایک مشہور مقدسہ مستور ہیں جناب حبابہ والبیہ سلام اللہ علیہا ان سے روایت ہے کہ میں نے شہنشاہ معظم امام محمدؑ الباقر علیہ الصلوات والسلام کو حرم کعبہ میں دیکھا آپ بعداز نماز ظہر کعبہ کے دروازہ کے سامنے مسند آرا تھے اور عصر تک لوگ مسائل دین دریافت کرتے رہے اور اس مختصر وقت میں آپ نے ایک ہزار دینی مسائل حل فرمائے اور ایک ہزار فتویٰ دیا، اس وقت غیب سے ایک منادی نے ندا دی (بحارالانوار، المناقب)

☆ الا ان ھذا النورالابلج المسرج و النسیم الارج والحق المرج

یہ بیشک اللہ جل جلالہ کا درخشندہ نور ہیں اور یہ علم کی وہ بادنسیم ہے جو حق کی خوشبوؤں سے عالم خلق کو معطر ومعنبر کر دیتی ہے

بات یہاں تک نہیں کہ ان سے صرف مومنین یا مسلمین آ کر سوال کرتے تھے بلکہ دیگر

www.khrooj.com

مذاہب عالم کے لوگ بھی مستفید ہوتے تھے اور اس دور کے علمائے کرام کی یہ رائے تھی کہ آپ 1200 علوم کے عالم ہیں جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس جدید دور میں بھی یہ تعداد پوری نہیں ہوتی ہے، اُس دور میں تو چار سو علوم ہی ایسے تھے جو جانے جاتے تھے۔ ان سے علم حاصل کرنے والے صرف انسان ہی نہ تھے بلکہ جنات بھی آپ سے کسب فیض کیا کرتے تھے۔ سعد کفاش سے روایت ہے کہ ایک دن میں دراطہر پہ حاضر ہوا اور اذنِ باریابی چاہا تو دراطہر کے خادم نے فرمایا...... لا تعجل ان عنده قوما من اخوانكم تم جلدی نہ کرو کیونکہ تمہارے کچھ دینی بھائیوں کا ایک وفد آیا ہوا ہے جو علم حاصل کر رہا ہے

☆ فما لبثت ان خرج على اثنا عشر رجلا يشبهون الزط عليهم اقبية ضيقات و بتوت وخفاف فسلموا و مروا

تھوڑی دیر بعد میں نے دیکھا کہ دراطہر سے بارہ آدمی نکلے ان کے رنگ سیاہ تھے اور وہ حبشی دہقانوں سے مشابہ تھے اور انہوں نے تنگ و چست لباس پہنا ہوا تھا اور پاؤں میں موزے پہنے ہوئے تھے، انہوں نے ہم لوگوں کو سلام کیا اور چلے گئے ان لوگوں کے جانے کے بعد میں شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آقا یہ لوگ کون تھے جو آپ کے پاس سے ابھی نکل کر گئے ہیں؟ میں ان کو نہیں پہچانتا ہوں ........ (بہ حوالہ بحار الانوار جلد 46 باب نمبر 5)

☆قال هولاء قوم من اخوانكم الجن قال قلت له يظهرون عليكم فقال نعم يغدون علينا فى حلالهم وحرامهم كما تغدون

حضرت نے فرمایا کہ وہ قوم جن سے ہیں اور تمہارے برادر ایمانی ہیں یعنی ہم کو اپنا

امام و پیشوا سمجھتے ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا کہ جن بھی آپ پر ظاہر ہوتے ہیں حضرت نے فرمایا ہاں ہمارے پاس آیا کرتے ہیں اور اپنے حلال وحرام کے مسائل پوچھا کرتے ہیں جیسا کہ تم لوگ سوال کیا کرتے ہو

دوستو! شہنشاہ معظم امام محمدؐ الباقر علیہ الصلوات والسلام کے معجزات لاتعداد ہیں اور معجزات کا ظہوران کے اختیارات ومنصب کی تصدیق ہوتا ہے کیونکہ امامِ وقت عالمین پر تخلیقی و تکوینی وتشریعی اختیارات کلی کا مالک ہوتا ہے اس لئے جہاں چاہتا ہے مادۂ کائنات پر تصرف فرماتا ہے کبھی نابیناؤں کو بینائی عطا فرماتا ہے تو کبھی لاشے سے شے کو پیدا فرماتا ہے، کبھی عالم ملکوت میں تصرف فرماتا ہے تو کبھی عالم ارواح میں یہ سب کچھ امامِ وقت کے اختیارات میں ہوتا ہے

## جنابِ زیدؐ بن حسنؐ بن علیؐ علیہم الصلوات والسلام

دوستو! یہاں ایک غلط فہمی کا ازالہ کردوں وہ یہ ہے کہ کئی مورخین نے یہ لکھا ہے کہ جناب زید علیہ الصلوات والسلام نے اپنے دور میں امامت کا دعویٰ کیا تھا اور وہ شہنشاہ معظم امام محمدؐ الباقر علیہ الصلوات والسلام کے نعوذ باللہ مخالف تھے

حقیقت یہ ہے کہ وہ شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام کی امامت کے قائل تھے اور انہوں نے آل مروان لعنت اللہ علیہم اجمعین کے سامنے اپنے آپ کو پیش کر کے دراصل امام علیہ الصلوات والسلام کی حفاظت کی تھی

دوستو! آپ سوچیں کہ جناب جابر بن عبداللہ انصاری کو تو معلوم تھا کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہمارے کون کون سے جانشین ہیں لوحِ سیدۃ النساء العالمین

صلوات اللہ علیہا بھی پاک گھر میں موجود تھی اور شہنشاہ معظم امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے بھی اپنے بعد کے آئمہ اطہار علیہم الصلوات والسلام کے اسمائے مبارکہ ہزاروں مرتبہ بیان فرمائے تھے، اسی طرح شہنشاہ معظم امام مجتبیٰ علیہ الصلوات والسلام نے بھی بار بار بارہ آئمہ ہدیٰ علیہم الصلوات والسلام اور ان کے اسمائے مبارکہ کا ذکر فرمایا، اسی طرح شہنشاہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے بھی اپنے بعد کے آئمہ ہدیٰ علیہم الصلوات والسلام کا ذکر فرمایا، یہ سب کچھ آج ہم بھی جانتے ہیں تو کیا شہنشاہ معظم امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے اپنے پاک فرزندان علیہم الصلوات والسلام نہیں جانتے تھے؟

کیا شہنشاہ معظم امام مجتبیٰ علیہ الصلوات والسلام کے فرزندان پاک علیہم الصلوات والسلام ان ساری باتوں سے لاعلم تھے؟ اگر علم تھا تو کیا وہ اپنی عظمت الٰہیہ کو بھلا کر نعوذ باللہ ہوس دنیا میں اسیر ہوگئے تھے؟ کیا امام زادگان سے اس قسم کی غیر شائستہ سوچ کا تصور کیا جا سکتا ہے؟

دوستو! حقیقت یہ ہے کہ اس دور میں امامت پھولوں کی سیج نہیں تھی بلکہ تلواروں کی باڑ سے کھیلنا تھا کیونکہ حکومت وقت امامت کے ہر داعی کو فوراً قتل کرنے کی کوشش کرتی تھی اور اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ شہنشاہ معظم امام محمدؐ الباقر علیہ الصلوات والسلام کو متعدد بار اسی جرم میں اسیر کر کے شام لایا گیا اور کئی مرتبہ انہیں امام حق ہونے کی پاداش میں شام کی پیشیاں بھگتنا پڑیں اور ان سے قبل شہنشاہ معظم امام زین العابدین علیہ الصلوات والسلام جیسی حلیم وصابر ذات کو بھی ظالم حکومت نے زہر دے کر شہید کر دیا تھا تو اور کسی کو کیسے چھوڑ سکتی تھی؟ اس دور میں اپنی امامت کا اعلان کرنا گویا موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا اس دور میں جناب زید علیہ الصلوات والسلام کا دعوائے امامت کسی دنیاوی لالچ کی وجہ سے نہ تھا بلکہ امام حق کی طرف سے حکومت کی توجہ مبذول

www.khrooj.com

کروانے کی خاطر تھا اور یہ سلسلہ ان کی اولاد تک چلتا رہا اور بعد میں یہ بات ایک تحریک بن گئی جس میں عباسی بھی شامل ہو گئے اسی تحریک نے اموی حکومت کو انتہائی کمزور بھی کر دیا کہ انہیں اپنی حکومت بچانے کے لئے اپنے سابقہ رویوں کو ترک کرنا پڑا اور عمر بن عبدالعزیز نے جناب زید علیہ الصلوات والسلام کو بطور سیاسی رشوت فدک بھی واپس کر دیا اور منبروں پر جو برسرِ عام امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے بارے میں غلیظ زبان استعمال ہو رہی تھی وہ بھی بند کروانا پڑی اور اسے کئی اصلاحات لانا پڑیں اور اموی ظالمانہ پالیسیوں کو نرم کرنا پڑا اور احادیث ساز اداروں کی طلبی کروا کے 7/6 لاکھ حدیثوں کو کنڈم (Condemn) کرنا پڑا تو یہ نرم رویہ اور حقیقت پسندی اپنی حکومت بچانے کے لئے تھی نہ کہ خاندان پاک علیہم الصلوات والسلام سے محبت اور عقیدت کا اظہار تھا کیونکہ اس سے قبل انہوں نے اپنا ظالمانہ ہتھیار بھی استعمال کر کے دیکھ لیا تھا اور جناب زید علیہ الصلوات والسلام کی اولاد کا قتل عام اس کا ایک حصہ تھا مگر جب انہوں نے دیکھا کہ ظلم سے کام نہیں بنتا بلکہ حکومت بدنام ہو رہی ہے اور اس کا امیج (Image) خراب ہو رہا ہے تو انہوں نے دوسرا راستہ اختیار کیا اور انہیں مجبوراً اپنی پالیساں نرم کرنا پڑیں

یہ سب جناب زید علیہ الصلوات والسلام کے ادعائے امامت کا معجزہ تھا کہ شہنشاہ معظم امام محمدؐ الباقر علیہ الصلوات والسلام کو اور ان کے پاک فرزند شہنشاہ معظم امام صادق آل محمد علیہ الصلوات والسلام کو علمِ دین کی ترویج کا موقعہ میسر آیا اور حکومت وقت کی توجہ ان کی بجائے آل امام حسن مجتبیٰ علیہ الصلوات والسلام کی طرف مبذول رہی

مگر تاریخ گواہ ہے کہ ان کی ان کوششوں کے باوجود بھی ظالم حکومتوں نے اصلی آئمہ ہدیٰ علیہم الصلوات والسلام کو تلاش بھی کیا اور انہیں شہید بھی کیا، اگر اسی طرح متعدد امام زادگان علیہم الصلوات والسلام اپنی جانوں کو ہتھیلیوں پر نہ رکھتے اور سر پر کفن باندھ کر امامِ وقت کی حفاظت نہ کرتے تو کسی بھی امامِ وقت کو شاید اس طرح تبلیغ کا موقعہ نہ ملتا جیسا کہ ملا۔آپ دیکھیں ہر دور میں دو دو تین تین امام زادگان اپنے آپ کو امام بنا بنا کر شہید ہوتے رہے ہیں اور اپنے زمانے کے امام علیہ الصلوات والسلام کو بچاتے رہے ہیں جیسا کہ جناب محمدؐ حنیفہ علیہ الصلوات والسلام، جناب زید بن حسن علیہما الصلوات والسلام، جناب زید بن امام زین العابدین علیہما الصلوات والسلام سے لے کر جناب جعفر تو اب تک بیسیوں امام زادگان علیہم الصلوات والسلام نے قربانیاں دے کر امامِ وقت کو بچایا ہے۔ ایسا نہیں تھا کہ وہ امامِ وقت کو نہیں جانتے تھے یا نعوذ باللہ ان میں کوئی لالچ تھا، دنیا و اقتدار کا لالچ تو تب ہوتا کہ اس سے کچھ ملنے کی کوئی امید ہوتی جبکہ سامنے صرف موت تھی اور اس کے سوا کوئی راستہ تھا ہی نہیں تو آپ بتائیں کہ کوئی انسان موت کا بھی لالچ کر سکتا ہے؟

جناب زید علیہ الصلوات والسلام کے واقعہ میں آپ دیکھیں گے تو بہت سے ثبوت آپ کو ملیں گے کہ جن سے ثابت ہوگا کہ ایک ضعیف العمر چچا اپنے نوعمر امام بھتیجے پر کس طرح قربانیاں دے رہا ہے۔ان کا دربار ہشام میں متروکات سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دعویٰ کرنا، ہدایہ وصدقات امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کو شام میں طلب کروانا دراصل اس نظریہ کو توڑنے کی خاطر تھا کہ آل محمدؐ علیہ الصلوات والسلام سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے مال دنیا کے خزانے جمع کر رہے ہیں اور ان کے پاس اتنا مال جمع ہو چکا ہے کہ

حکومت وقت کا تختہ الٹ سکتے ہیں اور سارے عرب کے لوگوں کے ایمان خرید سکتے ہیں۔

اس لئے وہ صدقات و متروکات جب شام میں پہنچے تو حکومت نے دیکھا کہ وہ تو ایک زاہد شب زندہ دار کا توشہ ہے اس کے سوا تو کچھ بھی نہیں ہے اس پر ہشام ملعون نے جناب زید علیہ الصلوات والسلام سے پوچھا کہ کیا کل متروکات وصدقات مال اتنا ہی تھا؟ انہوں نے فرمایا اتنا ہی تھا اس نے کہا اتنی کم قیمت چیز کا بھی کوئی لالچ ہوتا ہے؟ اس کے بعد اس نے جناب زید علیہ الصلوات والسلام کو پابہ زنجیر کر کے شام سے مدینہ بھجوا دیا اور شہنشاہ معظم امام محمدؐ الباقر علیہ الصلوات والسلام سے معذرت بھی چاہی اور جناب زید علیہ الصلوات والسلام کو سزا دینے کی سفارش بھی کی

آپ دیکھیں جناب زید علیہ الصلوات والسلام نے آٹھ دس دن تک مسلسل پابہ زنجیر سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے حکومت کا یہ تاثر کس خوبی سے توڑا ہے کہ آل محمدؐ علیہم الصلوات والسلام مالِ دنیا جمع کرنے میں لگے ہوئے ہیں اور حکومت پر قبضہ چاہتے ہیں

دوستو! یہاں میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ آپ کے سامنے جب امام زادگان علیہم الصلوات والسلام کے ایسے واقعات آئیں تو ان کے بارے میں برا نہیں سوچنا اور نہ ہی ان کے بارے میں بری زبان استعمال کرنا چاہیے کیونکہ شیعہ مسلک میں ہر امام زادہ انتہائی محترم اور ذی عزت ہے اور ہمارا مذہب بھی آل محمدؐ علیہم الصلوات والسلام کا مذہب ہے

یہاں تو میں نے اجمالی طور پر ذکر کیا ہے اور امام زادگان کے اعلانات امامت کی حقیقت پر قدرے تفصیل سے بات میں نے اپنی کتاب معدن العصمت میں کی ہے آپ اس کی طرف رجوع کریں

## واقعہ شہادت

ہشام ابن عبدالملک بن مروان لعنۃ اللہ علیہم اجمعین نے ایک مرتبہ عامل مدینہ کو خط لکھا کہ ہمیں کچھ ایسی اطلاعات پہنچی ہیں کہ شہنشاہ معظم امام محمدؑ الباقر علیہ الصلوات والسلام کے گرد لوگ جمع ہو رہے ہیں اور ان کی عزت بہت ہو رہی ہے اور اس بات کا امکان ہے کہ وہ ہماری حکومت کے لئے خطرہ بنیں اس لئے انہیں فوراً شہید کر دیا جائے۔ جواباً عامل مدینہ نے لکھا کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے بلکہ میں تمہارے حکم سے باہر نہیں ہوں مگر میں ازراہ خیر خواہی لکھ رہا ہوں کہ شہنشاہ معظم امام محمدؑ الباقر علیہ الصلوات والسلام کو دنیا اور مال دنیا اور حکومت سے کوئی دلچسپی نہیں بلکہ انہیں تو عبادات سے فرصت ہی نہیں ملتی، وہ تو ایسی ذات ہیں کہ جب آپ تسبیح وتہلیل میں مصروف ہوتے ہیں تو طیور واشجار بھی آپ کی آواز پر ہمنوا ہو جاتے ہیں [اس طرح اس نے بہت سے فضائل لکھے] اور شہید کرنے سے معذرت کر لی۔ اس بات سے ہشام ملعون سمجھ گیا کہ یہ بھی ان سے بہت زیادہ متاثر ہے، اس پر اس نے فوراً شکریہ کا ایک خط لکھا اور کہا کہ تم نے مجھے جس طرح آگاہ کیا ہے میں تمہارا شکر گزار ہوں اور تمہاری بات سے متاثر ہو کر میں شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام کو خلعت شاہی سے نوازنا چاہتا ہوں تم انہیں دربار میں طلب کرنا اور انہیں یہ خلعت شاہی پیش کرنا اور میری طرف سے عرض کرنا کہ اسے تمہارے سامنے دربار ہی میں زیب تن فرمائیں، یہ خلعت زہر میں ڈبو کر بھیجی گئی تھی 4 ذوالحجہ 114 ہجری کے دن آپ کو دربار میں یاد کیا گیا اور وہاں وہ خلعت پیش کی گئی جب دربار میں وہ خلعت آپ کو پیش کی گئی تو آپ نے فرمایا

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّـا إِلَيْهِ رَاجِعون ......اس کے بعد آسمان کی طرف رخ کر کے فرمایا
رضاً بقضائك و تسليما لامرك ......شہنشاہ معظم امام جعفرؑ صادق علیہ الصلوات والسلام
فرماتے ہیں کہ جونہی آپ نے وہ خلعت پہنی تو سارے جسم میں زہر دوڑ گیا حضرت کے اعضائے مبارک متورم ہو گئے آپ کو دربار مدینہ سے گھر تک ایک اونٹ پر لایا گیا جب اونٹ سے اترے تو حضرت کا حال بہت متغیر تھا

اسی روز آپ نے مومنین کو جمع فرمایا اور ان سب کے سامنے شہنشاہ معظم امام جعفرؑ صادق علیہ الصلوات والسلام کو اپنا وصی و جانشین قرار دیا، اس کے بعد ان کپڑوں کو طلب فرمایا جس سے احرام باندھتے تھے پھر یہ وصیت فرمائی کہ انہیں کپڑوں سے مجھے کفن دیا جائے۔اس طرح اس زہر کے اثر سے پورے تین روز تک متاثر رہے اور ہر دن زہر کے اثر میں اضافہ ہوتا رہا

جناب امام جعفرؑ صادق علیہ الصلوات والسلام سے روایت ہے کہ تیسرے دن ہمیں بابا پاک علیہ الصلوات والسلام نے یاد فرمایا اور ہمیں اپنے وصال الی اللہ کی خبر دی اور فرمایا کہ ہمیں آپ ہی نے غسل اور کفن دینا ہے اور لحد مبارک میں بھی آپ ہی نے اتارنا ہے، ہم نے عرض کیا بابا جان آپ کی حالت کافی بہتر لگتی ہے آپ یہ کیوں فرما رہے ہیں؟

☆فَقَالَ يَا بُنَيَّ اَمَا سَمِعتُ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَينِ علیہ الصلوات والسلام يُنَادِي مِن وَرَاءِ الجِدَارِ يَا مُحَمَّدُ علیہ الصلوات والسلام تَعَالَ عَجِّل عَجِّل......(الکافی جلد اول، کشف الغمہ جلد دوم)

فرمایا بیٹا آپ نے یہ آواز نہیں سنی کہ اس دیوار کے پیچھے سے آپ کے دادا پاک جناب سید الساجدین علیہ الصلوات والسلام ہمیں فرما رہے ہیں کہ بیٹا اب ہمارے پاس جلدی آ جاؤ۔جلدی آ جاؤ

7 ذوالحجہ 114 ہجری بمطابق 28 جنوری 733 عیسوی جمعہ کے دن آپ کا وصال ہوا اور آپ کو جنت البقیع میں بابا پاک علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ سپرد جنت فرمایا گیا

## اولاد اطہار علیہم الصلوات والسلام

شہنشاہ معظم امام محمدؐ الباقر علیہ الصلوات والسلام کے ازواج مطہرات صلوات اللہ علیہن کی تعداد بہ اختلافِ روایات چار 4 ہے اور چار فرزندان اقدس علیہم الصلوات والسلام اور دو پاک شہزادیاں صلوات اللہ علیہا

[ الف ] ...... پہلے حرم اطہر جناب [ ام ف ر و ہ ] صلوات اللہ علیہا بنت قاسم بن محمدؐ بن ابی بکر......ان سے دو بیٹے ہوئے اور ایک شہزادی ہوئیں

( جناب قاسم شہنشاہ معظم امام زین العابدین علیہ الصلوات والسلام کے خالہ زاد بھی تھے )

() شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام امام جعفر الصادق علیہ الصلوات والسلام () جناب عبداللہ فتح علیہ الصلوات والسلام

() سیدہ جناب [ ز ی ن ب ] صلوات اللہ علیہا

[ ب ] ...... دیگر تین ازواج مطاہرات سے

() جناب عبید اللہ علیہ الصلوات والسلام () جناب ابراہیم علیہ الصلوات والسلام () سیدہ جناب [ ام س ل م ہ ] صلوات اللہ علیہا

آپ کی اولاد میں سے سوائے شہنشاہ معظم امام جعفرؐ صادق علیہ الصلوات والسلام کے کوئی بھی صاحب نسل و اولاد نہیں ہوا

یا رب محمدؐ و آل محمدؐ صل علی محمدؐ و آل محمدؐ و عجل فرج آل محمدؐ بقائمھم عجل اللہ فرجہ الشریف و صلوات اللہ علیہ

ھوالسبوح القدوس الرب الملائکۃ و الروح ھوالبدیع الانوار والارواح
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

# جناب امام جعفرؑ صادق

علیہ الصلوات والسلام

دوستو! ہمارے چھٹے امام ہیں شہنشاہ معظم امام جعفرالصادق علیہ الصلوات والسلام
ان کی کنیت ابوعبداللہ الثانی ہے اور مشہور القاب جناب صادق آل محمدؐ علیہ الصلوات والسلام،
الطاہر علیہ الصلوات والسلام ہیں
آپ کا ظہور اجلال 17 ربیع الاوّل 83 ہجری بمطابق 20 اپریل 702 عیسوی بروز
سوموار مدینہ منورہ میں ہوا
والدہ پاک کا اسم مقدس [ف اط م ہ] صلوات اللہ علیہا اور کنیت [ام ف روہ] صلوات اللہ علیہا اور ذکر
عام میں یہ معظّمہ ام ابی عبداللہ صلوات اللہ علیہا کے نام سے معروف تھیں
ان کے والد قاسم بن محمدؐ بن ابی بکر تھے اور ان کی والدہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی دختر
تھیں
قاسم بن محمدؐ شہنشاہ معظم امام زین العابدین علیہ الصلوات والسلام کے خالہ زاد تھے کیونکہ ان کی
والدہ ملکہ ایران صلوات اللہ علیہا کی ہمشیر تھیں
شہنشاہ معظم امام زین العابدین علیہ الصلوات والسلام سے جب کسی نے عرض کیا کہ آپ کے بعد
منصب امامت پر کون فائز ہوگا تو آپ نے فرمایا کہ ہمارے بعد شہنشاہ معظم باقرالعلم

اوّلین و آخرین علیہ الصلوات والسلام امام ہوں گے ان کے بعد ان کے وہ لختِ جگر امام ہوں گے جن کا آسمانوں پر نام نامی ''صادق'' علیہ الصلوات والسلام ہے

منصب اِلٰہیہ میں سے آپ اللہ جل جلالہ کی صفت صداقت کے مظہر اتم و کامل تھے

علم آل محمدؐ علیہم الصلوات والسلام کو قدرے کھل کر پیش کرنے کا موقعہ آپ کو ملا اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے اوّلین دور میں بنی امیہ لعنۃ اللہ علیہم اجمعین اپنی حکومت کی بقا کی کشمکش میں مبتلا تھے اور انہیں جان کے لالے پڑے ہوئے تھے اور عباسی اپنی کمزور سے تحریک کو مضبوط کرنے میں لگے ہوئے تھے اور وہ جناب عبداللہ نفس زکیہ علیہ الصلوات والسلام کے فرزندان جناب ابراہیم علیہ الصلوات والسلام و جناب محمدؐ علیہ الصلوات والسلام کو ساتھ ملا کر اپنی حکومت کے قیام کی کوششیں کر رہے تھے اس لئے زمانے کے امام برحق کی طرف کسی کی توجہ نہ تھی اور آل امام مجتبیٰ علیہ الصلوات والسلام کی ایک طرح سے یہ کوشش تھی کہ کسی طرح زمانے کے امام کو اپنے دین کی اشاعت کا موقعہ مل جائے اور ان کی طرف کسی کی نگاہ نہ جائے اور انہیں اس کی بہت بڑی قیمت بھی چکانا پڑی کیونکہ بعد میں عباسی جب مضبوط ہوئے تو انہوں نے آل امام مجتبیٰ علیہم الصلوات والسلام پر وہ ظلم ڈھائے کہ بنی امیہ کے ظلم بھی ان کے سامنے شرمندہ نظر آتے تھے

سب سے پہلے جب تحریک چلی تو بنی عباس کی طرف سے ابوالعباس سفاح ملعون نے جناب محمدؐ بن نفس زکیہ علیہ الصلوات والسلام کے دست مبارک پر بیعت کی اور عرض کیا کہ اگر ہمیں حکومت مل گئی تو خلیفہ وقت آپ ہوں گے اس کے بعد ابو مسلم خراسانی کے ساتھ مِل کر حصول حکومت کے بعد خود حاکم بن بیٹھا اور آل امام مجتبیٰ علیہ الصلوات والسلام کی دشمنی پر کمر باندھ لی ،اس کے بعد منصور دوانقی ملعون آیا تو یہ حجاج بن یوسف ملعون

جیسا سفاک اور دشمن آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثابت ہوا

اس ابتدائی کشمکش میں ایک طویل وقت ایسا ملا کہ جس میں شہنشاہ معظم امام صادق آل محمدؑ علیہم الصلوات والسلام نے دین کے لئے قدرے کھل کر کام کیا اور اس دور میں آپ کے درس میں چار چار ہزار طلبا شامل ہوا کرتے تھے اور ان میں کئی تو ایسے تھے کہ جو بعد میں امام اہل سنت قرار پائے جیسا کہ اہل سنت کی بنیادی چار فقہوں میں سے اوّلین دو فقہوں کے امام ہیں یعنی امام مالک بن انس مدنی جو فقہ مالکی کے بانی ہیں اور امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت بھی آپ کے شاگردوں میں سے تھے اور اسی طرح یحییٰ بن سعید بن جریح، سفیان ثوری، ابن عینیہ، ابوایوب سجستانی، محمد بن حسن، ابو یزید طیفور وغیرہ

اسی طرح اپنے وقت کے مشہور صوفیا و عرفا میں سے بھی بہت سے آپ کی شاگردی پر فخر کیا کرتے تھے جیسا کہ ابراہیم ادھم، مالک بن دینا سقایہ تو آپؑ کے غلام تھے اور گھر اطہر کے ماشکی تھے اور پھر اپنے وقت کے بہت بڑے عرفا میں سے قرار پائے اسی طرح لاتعداد عرفا صوفیا فقہا و محدثین آپ کے درس سے اکتساب فیض علم کر چکے تھے

علم حدیث کی یہ صورت تھی کہ چار ہزار راویان حدیث کو آپ نے احادیث روایت کیئے ہیں۔ جب آپ ایام حج میں مکہ تشریف لاتے تھے تو حرم میں آپ کے لئے مسند بچھائی جاتی تھی اور آپ درس حدیث دیا کرتے تھے اور اس میں ہزاروں لوگ روزانہ مسائل حلال و حرام آپ سے سیکھتے تھے، اسی طرح مدینہ میں مسجد نبوی میں آپ روزانہ درس حق دیا کرتے تھے جس میں دور دور سے لوگ علم دین کے حصول

www.khrooj.com

کے لئے حاضر ہوا کرتے تھے

صاحب منتھی الآمال لکھتے ہیں کہ جب آپ حدیث بیان کرتے ہوئے فرماتے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اس کے ساتھ ہی آپ کے رخ انور کا رنگ متغیر ہو جاتا تھا اور اس طرح ادب واحترام سے جھک جاتے تھے کہ معلوم ہوتا کہ یہ سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جگر کے ٹکڑے ہیں اور ساتھ ہی صلوات بھی پڑھا کرتے تھے

احترام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ عالم تھا کہ آپ کے صحابی جناب ابو ہارون جب کچھ دن غیر حاضر رہے تو ان سے دریافت فرمایا کہ آپ اتنے دن کہاں رہے ہیں؟ انہوں نے عرض کیا میرے ہاں بچہ ہونے والا تھا اس لئے حاضر نہ ہو سکا آج رب کریم نے مجھے بیٹا عطا فرمایا ہے اس لئے حاضر ہوا ہوں۔ اس پر آپ علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا بارك الله فيه ...... پھر دریافت فرمایا کہ آپ نے اس کا نام کیا رکھا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ میں نے اس کا نام محمدؐ تجویز کیا ہے ویسے جو آپ فرمائیں گے وہی درست ہوگا

جب اس نے نام لیا تو نام سنتے ہی آپ کے رخ انور کا رنگ متغیر ہو گیا اور آپ نے اس نام کا اعادہ فرمانا شروع کر دیا اور ادب سے زمین کی طرف جھکنا شروع کر دیا اور ادب واحترام میں اس قدر جھکے کہ مجھے یقین ہو گیا کہ آپ کی جبین مبین زمین سے مس ہو جائے گی، اس کے بعد صلوات پڑھتے رہے پھر فرمایا ''بہ ابی انت وامی '' ہمارے ماں باپ اور سارے اہل زمین وآسمان اس صاحب اسم مقدس پر فدا ہوں۔ فرمایا جب گھر میں یہ نام روزانہ لیا جاتا ہے تو یہ نام اس گھر کو روزانہ پاک کرتا رہتا ہے

یہاں مناسب ہوگا کہ میں جناب شیخ عباس قمی نوراللہ مرقدہ کی فرمائش بھی عرض کردوں

انہوں نے اپنے قارئین کو تاکید کی ہے کہ سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جب بھی اسم الحسنٰی زبان پر آئے یا سنیں تو جتنا زیادہ ادب واحترام ہوسکے احترام کریں اوراس کے ساتھ ہی صلوات کو واجب قرار دیں اوراگرآپ شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک لکھیں تو اس میں صلوات کو اشارہ وکنایہ ورمز کو کافی نہ سمجھیں بلکہ مکمل صلوات لکھیں اوران محرومان سعادت کی طرح نہ ہوجائیں کہ جواسم مبارک پرصرف [ صؐ ] وغیرہ لکھ دیتے ہیں جواس طرح کرتا ہے وہ محروم سعادت ہے ۔آپ جب بھی نام پاک لکھیں تو بغیر وضواورطہارت کے نہ لکھیں اور نہ ہی زبان پر لائیں ، ہاں جب بھی باوضو وباطہارت اس اسم مبارک کو زبان پرلائیں یالکھیں تو اس کے باوجود پھر بھی شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی کوتاہی ادب واحترام کی معذرت چاہیں اورعرض کریں کہ میں آپ کے کما حقہ احترام وادب سے عاجز ہوں ......منتہی الآمال 124/2

ہمارے شیعہ مسلک میں سارے معصومین علیہم الصلوات والسلام کا ادب واحترام اسی طرح واجب ہے جس طرح شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب واحترام واجب ہے

آپ کے علمی وفقہی واخلاقی خزائن سے ساری دنیا استفادہ کرتی ہے اورانہوں نے علمی میدان میں ایک نئی ثقافت کوجنم دیا ہے جس میں ضبط ،صبر،حلم ، وقار،تمکنت ، برداشت ،اورجدید سائنس تک کا درس عظیم تھا

آپ کے معجزات کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے یہاں میں صرف ان میں سے بعض کی طرف صرف اشارہ کروں گا

() آپ نے زمین سے خزائن ظاہر فرمائے () آپ نے مردہ انسان زندہ فرمائے اورمردہ جانور بھی زندہ فرمائے () آپ نے بارشیں برسائیں () غیب کی خبریں دیں () زمین سے چشمے ظاہر فرمائے () بے اولادوں کو اولاد عطا فرمائی () واقعات ماقبل و مابعد کو بیان فرمایا () موت کے وقت کی خبر دی () اولاد کے شقی و سعید ہونے کی خبر دی () جانوروں کی زبان اور منطق الطیر کا اظہار فرمایا () دنیا کی ساری زبانیں بول کر دکھائیں () آگ میں داخل ہونے کا حکم دے کر کسی کو نہ جلنے دیا یعنی آگ پر تصرف فرمایا () اہل بیت کو خمس کے چکر میں پھنسانے والے عباسی جاسوسوں کو ان کے دلوں کے رازوں سے آشنا فرمایا () حکام جور کے سامنے اپنی جبروتیت کا اظہار فرمایا اسی طرح کے لاتعداد معجزات ہیں جنہیں یہاں بیان نہیں کیا جا سکتا

## شہید کرنے کی کوششیں

صاحبان تاریخ وسیرت لکھتے ہیں کہ شہنشاہ معظم امام جعفر صادق ابو عبداللہ علیہ الصلوات والسلام کو منصور دوانقی عباسی ملعون نے پانچ یا چھ مرتبہ شہید کرنے کے لئے مدینے سے طلب کیا اور ہر مرتبہ کوئی نہ کوئی معجزہ دیکھ کر ڈر جاتا تھا اور اسی طرح انہیں مدینہ میں شہید کرنے کی بھی متعدد بار کوششیں کیں مگر جب تک انہوں نے خود نہ چاہا اس کی کوئی کوشش کامیاب نہ ہوئی

مفضل ابن عمر سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ منصور دوانقی نے حاکم مکہ و مدینہ حسین ابن زید کو حکم دیا کہ شہنشاہ معظم امام جعفر صادق علیہ الصلوات والسلام کے گھر اطہر کو ٹھنڈا کر دو تا کہ سارے افراد خانہ سمیت گھر اطہر ٹھنڈا ہو جائے، اس ملعون نے اس پر عمل کیا جب

آ گ نے پوری طرح سے گھر اطہر کو لپیٹ میں لے لیا اور باہر نکلنے کا کوئی راستہ باقی نہ بچا تو اس وقت شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام ان شعلوں کے درمیان سے برآمد ہوئے اور فرما رہے تھے انا ابن اعراق الثرے انا ابن ابراهيم خليل الله یعنی ہم ان کے وارث ہیں جو زمین کے لئے موجب بقا ہیں اور ہم ابراہیم خلیل اللہ کے وارث ہیں اور اس دہکتی ہوئی آ گ سے پاک گھر کو کوئی نقصان بھی نہ پہنچا

کتاب امالی میں منصور دوانقی ملعون کے حاجب ربیع سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ کچھ لوگوں نے خلیفہ کے پاس حضرؑت کی چغلی کھائی، اس نے غضبناک ہو کر حضرؑت کو طلب کیا، جب شہنشاہ معظم جناب امام جعفر صادق ابو عبداللہ علیہ الصلوات والسلام منصور دوانقی ملعون کے مکان کے قریب پہنچے اس وقت میں نے دروازے سے باہر نکل کر حضرؑت کی خدمت میں عرض کیا کہ میں اس ملعون کے غضب و جبر سے آپ کو خداوند کریم کی پناہ میں دیتا ہوں کہ اس وقت یہ بد بخت آپ پر نہایت غضبناک ہے حضرؑت نے بہ زبان معجز بیان ارشاد فرمایا کہ خداوند عالم کی حفاظت میرے لئے سپر اور زرہ ہے تو میرے آنے سے منصور کو مطلع کر، حسب ارشادِ حضرؑت اس کو خبر کی گئی تو اس نے حضرت کو بلوالیا، جب آپ سامنے تشریف لے گئے تو بطور سنت نبوی سلام کیا، اس نے سلام کا جواب عرض کرنے کے بعد عرض کیا

☆ یاابی عبدالله علیه الصلوات والسلام قد علمت أن رسول الله صلی الله علیه و آلہٖ وسلم قال لا بیك علیؑ ابن ابی طالب علیهما الصلوات والسلام لولا ان تقول فیك طوائف من امتی ما قالت النصاریٰ فی المسیح لقلت فیك قولا لا تمر بملاء الا أخذوا التراب من تحت قدمیك ویستشفون به (بحارالانوار 47، امالی شیخ صدوق)

اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ جانتے ہیں کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے جد اطہر امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام سے خطاب کرکے فرمایا تھا کہ اگر ہمیں اس بات کا خوف نہ ہوتا کہ میری امت کا ایک گروہ آپ کے بارے میں وہ کچھ نہ کہہ دے جو عیسائیوں نے جناب عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہہ دیا ہے تو ہم آپ کے بارے میں وہ کچھ بیان فرماتے کہ آپ جس محفل ومجلس کی طرف سے گزرتے تو لوگ آپ کے قدموں کے نیچے سے خاک اٹھا کے اس سے طلب شفا کرتے اور آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ

☆وقال علی علیہ الصلوات والسلام یهلك فی اثنان ولاذنب لی محب غال و مبغض مفرط

امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا تھا کہ ہمارے بارے میں دو گروہ گمراہ ہوگئے اور ہمارے اوپر کوئی گناہ نہیں ہے، ایک وہ گروہِ محبان ہے کہ جو غلو کرتا ہے اور دوسرے وہ لوگ ہیں کہ جو ہم سے دشمنی رکھتے ہیں

اس حدیث کو حضرت نے مقام ''غدیر'' میں فرمایا ہے......(بحوالہ بحارالانوار 47)

☆ولَعمری ان عیسیٰ علیہ السلام لو سکت عما قالت فیه النصاریٰ لعذبه الله

مجھے اپنی جان کی قسم اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس قول نصاریٰ پر چپ رہتے تو خدا تعالیٰ ان پر بھی عذاب کرتا۔ اے ابی عبداللہ علیہ الصلوات والسلام آپ جانتے ہیں کہ آپ کے شیعہ اور دوست آپ کے بارے میں بہت غلو کرتے ہیں اس کے باوجود آپ خاموش ہیں اور انہیں نہیں روکتے اور آپ کا یہ سکوت اللہ جل جلالہ کے غضب وقہر کا باعث ہوگا

☆انك خير خلق الله وخليفة الله وحجة المعبود ترجمانه وعيبة علمه و ميزان قسطه ومصباحه الذى يقطع به الطالب عرض الظلمتهالى ضياء النور

حجاز کے (نعوذ باللہ) احمق اور کمین لوگ یہ کہتے ہیں کہ آپ بہترین خلائق ہیں، آپ اللہ جل جلالہ کی خلافیت الٰہیہ کے مالک ہیں اور آپ ہی معبود حقیقی کی حجت ہیں اور اس کی وحی کے ترجمان ہیں اور اس کے علم کا خزانہ ہیں اور آپ ہی میزان الاعمال ہیں اور نور الٰہی کے وہ روشن چراغ ہیں جس سے آپ کا طالب ظلمتِ کفر وجہل کو نابود کرتا ہے اور وہی ناسمجھ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس دنیا میں جس نے بھی آپ کی معرفت حاصل نہیں کی یا آپ کے مرتبے کو نہیں سمجھا اس کا کوئی نیک عمل بارگاہ الٰہی میں مقبول ومنظور نہیں ہوسکتا اور اس کی ترازوئے اعمال نیکیوں سے خالی ہوگی، اسی طرح لوگ آپ کے وہ فضائل بیان کرتے ہیں کہ جو آپ میں موجود ہی نہیں ہیں اور (نعوذ باللہ) جس مرتبہ کے آپ اہل نہیں وہ مراتب بیان کرتے ہیں۔ آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ جس ذات نے حق کو منکشف فرمایا ہے وہ آپ کے جد اطہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور ان کی تصدیق سب سے پہلے آپ ہی کے جد اطہر امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے فرمائی تھی اب مناسب یہ ہے کہ آپ بھی ان کی اتباع کریں اور شیعوں کو ایسے عقائد سے باز رکھیں

☆ فقال الصادق علیہ الصلوات والسلام انا فرع من فروع الزيتونة وقنديل من قناديل بيت النبوة و سليل الرسالة واديب السفرة ربيب الكرام البرره ومصباح من مصابيح المشكاة التى فيها نور النور وصفوة

www.khrooj.com

الكلمة الباقية فی عقب المصطفين الیٰ یوم الحشر والنشور

جناب شہنشاہ معظم امام صادق الوعد علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا ہم شجر طیب زیتون کی ایک شاخ ہیں کہ جس کے بارے میں اللہ جل جلالہ نے فرمایا ہے کہ

☆شجرة مباركة زيتونة لا شرقية ولا غربية......(سورہ النور آیہ 35)

علمائے تفسیر نے شجرہ مبارکہ سے جناب ختمی مرتبت عزت مآب سرکار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مراد لیا ہے۔فرمایا ہم بیت نبوت کی قندیلوں میں سے ایک قندیل ہیں اور اخلاق وآداب انبیاء علیہم السلام کے حامل ہیں اور مؤدب بآداب اکرام ہیں اور اس پر عمل فرمانے والے ہیں اور ہم چراغ ہیں چراغ ہائے مشکواۃ سے کہ جس میں نور کی تجلی ہے اور ہم برگزیدگان الٰہی کی نسل طیب میں سے روز قیامت تک کے لئے کلمہ باقیہ ہیں شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام کے کلام معجز نظام کو سن کر منصور اپنے مصاحبوں سے کہنے لگا کہ حضرتؑ کے کلام نے مجھے ایسے دریائے مواج میں ڈال دیا ہے کہ جس کا کنارہ ناپیدا ہے، جس میں علما حیران ہو جائیں اور جس دریا میں پیراک ڈوب جائیں، نہ اس کلام کی نفی ہوسکتی ہے اور نہ ان کا قتل کرنا شرعاً اور عرفاً یا عقلاً جائز ہوسکتا ہے

دوستو! اس میں آپ نے دیکھا ہے کہ اس دور میں شیعوں کا یہ عقیدہ تھا کہ جس کا وہ اعلان کرتے رہتے تھے اور منصور جیسے دشمن خدا تک یہ بات پہنچی تھی

اپنے دور حکومت میں منصور عباسی ودوانقی ملعون نے کئی مرتبہ شہنشاہ معظم امام جعفر الصادق علیہ الصلوات والسلام کو شہید کرنے کی کوشش کی، ایک مرتبہ اپنے حاجب ربیع کے ذریعے کوشش کی، ایک مرتبہ اس کے بیٹے محمدؒ بن ربیع کے ذریعے شہید کرنے کی کوشش کی، اسی طرح ایک مرتبہ ربذہ میں مسجد جناب ابوذر میں شہید کرنے کی کوشش کی، پانچ

مرتبہ آپ ؑ کو مدینہ سے اسی بدنیتی کی بنا پر طلب کیا اور ہر مرتبہ ایک معجزہ دیکھ کر اپنے فعلِ مذموم سے باز رہا ایک مرتبہ وہ ملعون تلوار اٹھانا ہی چاہتا تھا کہ سرورکونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ظاہر ہوئے اور اس ملعون کو عذاب اِلٰہی کی بشارت دی تو وہ ڈر گیا

دوسری مرتبہ شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے ایک معجزہ دکھایا کہ جونہی شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام قصرالحمریٰ میں داخل ہوئے تو پورا قصر اس طرح ڈول رہا تھا جیسے شدید طوفان میں گھری ہوئی کشتی ہچکولے کھاتی ہے اور جب شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام دربار میں پہنچے تو اس ملعون کے سامنے ایک ایسا اژدہا سامنے آ کھڑا ہوا کہ جس نے سارے قصرحمریٰ کو جبڑوں میں لے لیا اور اس ملعونِ ازل کو اسی خوف سے کئی روز سردی کے ساتھ بخار چڑھا رہا اسی طرح ہر بار معجزات کا صدور ہوتا رہا مگر جن کے دلوں پر ان کی بدبختی کی وجہ سے تالے پڑ چکے ہوں وہ کیسے کھل سکتے ہیں؟

اس لئے یہ ملعون اپنی کوششوں سے باز نہ آیا۔ 148 ہجری میں حاکم مکہ و مدینہ حسین بن زید ملعون کے ذریعے منصور دوانقی ملعون نے انگوروں میں آپ کو زہر دی جس کی وجہ سے آپ 15 شوال 148 ہجری بمطابق 3 دسمبر 765 عیسوی بروز جمعہ اپنے اجداد طاہرین علیہم الصلوات والسلام کی طرف ارتحال فرما گئے

☆لعنت اللہ علیٰ اعدائھم اجمعین من یؤم الازل اِلیٰ یوم الدین

آپ کا زمانہ امامت 34 سال کا ہے اور کل عمر مبارک بحساب قمری 65 سال بنتی ہے اور شمسی حساب سے 63 سال سات ماہ کے قریب بنتی ہے اور آپ کو جنت البقیع مدینہ میں سپرد جنت کیا گیا کہ جہاں ان کے آبا و اجداد طاہرین علیہم الصلوات والسلام کے مزارات پہلے سے موجود تھے

# ازواج واولاد پاک

[الف ]......حرم اوّل جناب سیدہ [ ف ا ط م ہ ] صلوات اللہ علیہا بنت حسین علیہ الصلوات والسلام بن شہنشاہ معظم امام زین العابدین علیہ الصلوات والسلام

(1) جناب اسماعیل علیہ الصلوات والسلام (2) جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام

(3) جناب سیدہ [ ام ف رو ہ ] صلوات اللہ علیہا

[ ب ]......حرم ثانی جناب سیدہ [ ح م ی د ہ ] المصفا صلوات اللہ علیہا بربریہ

(4) جناب امام موسیٰ کاظم علیہ الصلوات والسلام (5) جناب اسحاق علیہ الصلوات والسلام

(6) جناب محمد علیہ الصلوات والسلام

[ ج ]......حرم ثالثہ ام الولد صلوات اللہ علیہا

(7) جناب ہادی علیہ الصلوات والسلام (8) جناب عباس علیہ الصلوات والسلام

(9) جناب علی علیہ الصلوات والسلام (10) جناب سیدہ [ اس م ا ] صلوات اللہ علیہا

(11) جناب سیدہ [ ف ا ط م ہ ] صلوات اللہ علیہا

جناب اسماعیل علیہ الصلوات والسلام سب سے بڑے فرزند تھے مگر ان کا اپنے والد پاک علیہ الصلوات والسلام سے پہلے وصال ہوگیا تھا اس لئے منصب امامت امام موسیٰ کاظم علیہ الصلوات والسلام کو حاصل ہوا

یارب محمدؐ و آل محمدؐ صل علیٰ محمدؐ و آل محمدؐ و عجل فرج آل محمدؐ بقائمھم
عجل اللہ فرجہ الشریف و صلوات اللہ علیہ

www.khrooj.com

ھوالسبوح القدوس الرب الملائکۃ و الروح ھوالبدیع الانوار والارواح
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

# جناب امام موسیٰ الکاظم

علیہ الصلوات والسلام

www.khrooj.com

دوستو! ہمارے ساتویں امام شہنشاہ معظم باب الحوائج امام موسیٰ کاظم علیہ الصلوات والسلام ہیں آپ کا اِس دنیا میں نزولِ اجلال 7 صفر المظفر 128 ہجری بمطابق 6 نومبر 745 عیسوی بروز بدھ مقام ابوا پر ہوا۔ یہ مقام مکہ و مدینہ کے مابین ہے یہاں سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ پاک صلوات اللہ علیہا کا مزارِ مقدس بھی ہے

ابوبصیر سے روایت ہے کہ شہنشاہ معظم ابوعبداللہ جعفر الصادق علیہ الصلوات والسلام اپنے خاندان پاک علیہ الصلوات والسلام سمیت مکہ مکرمہ تشریف لے جارہے تھے راستے میں مقام ابوا پر جدہ طاہرہ مقدسہ یعنی سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ پاک صلوات اللہ علیہا کی زیارت کے لئے رکے اور وہاں کئی دن قیام فرمایا اور وہاں امام موسیٰ کاظم علیہ الصلوات والسلام کی دنیا میں آمد ہوئی۔ گویا جدہ طاہرہ صلوات اللہ علیہا نے اپنے لخت جگر کو دستار کا پاک وارث بطور تحفہ پیش کیا

منہال قصاب روایت کرتا ہے کہ جب مجھے علم ہوا کہ ابوا میں شہنشاہ معظم ابوعبداللہ جعفرؑ الصادق علیہ الصلوات والسلام تشریف فرما ہیں تو میں ان کی زیارت کو گیا، وہاں ان کی دستار اقدس کے پاک وارث علیہ الصلوات والسلام کی آمد کی خبر سنی تو بہت خوشی ہوئی، وہاں شہنشاہ

معظم ابو عبداللہ جعفرؑ الصادق علیہ الصلوات والسلام نے پورے تین دن تک اپنے لخت جگر کی آمد کی خوشی میں عام لوگوں کو دعوت طعام دی اور میں نے اس دن اتنا کھانا کھایا کہ دوسرے دن تک بھوک نہ رہی اسی طرح تین دن تک ان کے دسترخوان پر کھانا کھاتا رہا

یعقوب سراج راوی ہے کہ میں ایک دن شہنشاہ معظم ابو عبداللہ جعفرؑ الصادق علیہ الصلوات والسلام کی زیارت کو گیا تو میں نے دیکھا کہ ان کی دستار اقدس کے وارث گھوارے میں سوئے ہوئے ہیں اور شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام ان سے کلام فرمارہے ہیں، میں نے اس میں مداخلت نہ کی جب آپ فارغ ہوئے تو مجھ سے فرمایا کہ جاؤ اپنے مولا کو سلام عرض کرو، میں نے جا کر سلام عرض کیا تو مجھے جواب بھی عطا فرمایا اور میری ایک دختر حال ہی میں پیدا ہوئی تھی اس کا نام بھی تبدیل فرمایا کیونکہ میں غلطی سے کسی کافرہ کا نام رکھ بیٹھا تھا

صفوان جمال کی روایت ہے کہ میں نے ایک مرتبہ شہنشاہ معظم ابو عبداللہ جعفرؑ الصادق علیہ الصلوات والسلام سے سوال کیا کہ آپ کے بعد ہمارے امام کون ہیں؟ ان کی پہچان کیا ہے؟ اس کے جواب میں فرمایا...... (بہ حوالہ الکافی جلد اول، الارشاد، اعلام الوریٰ)

☆فقال ان صاحب هذا الا مر لا يلهو ولا يلعب

کہ سزاوار منصب امامت وہ پسر ہے جو مصروف لہو ولعب نہیں ہوتا

شہنشاہ معظم ابو عبداللہ جعفرؑ الصادق علیہ الصلوات والسلام مجھ سے یہ فرمارہے تھے کہ ناگاہ جناب ابوالحسن امام موسیٰ کاظم علیہ الصلوات والسلام داخل ہوئے اس وقت وہ جناب کمسن تھے اور ایک بکری کا بچہ ان کے ساتھ تھا اور وہ اس کے ساتھ اس طرح کھیل رہے تھے کہ اس کی

گردن پکڑ کر زمین پر ٹیک کر اسے فرماتے تھے کر اپنے رب کا سجدہ کر۔
شہنشاہ معظم ابو عبداللہ جعفر الصادق علیہ الصلوات والسلام نے خوش ہو کر اس معصوم کو گلے لگا لیا اور فرمایا کہ میرے ماں باپ قربان ایسے طفل پر جو مصروف لہو ولعب نہیں ہوتا

## القاب وکنیت

آپ کے القاب و اسمائے مبارکہ تو بہت ہیں مگر مشہور یہ ہیں کاظمؑ، صابر، صالح، امینؑ علیہم الصلوات والسلام، اور دو کنیتیں تھیں ایک ابوالحسن الثانی علیہ الصلوات والسلام دوسری ابوابراہیم علیہ الصلوات والسلام

آپ کا مشہور ترین لقب سرکار باب الحوائج علیہ الصلوات والسلام بھی ہے کیونکہ جملہ جسمانی امراضِ ظاہری و باطنی، ہر قسمی دردوں اور خصوصی طور پر درد چشم کے لئے آپ سے توسل کرنے سے فوراً شفا مل جاتی ہے اور یہ مجرب ہے

## والدہ پاک صلوات اللہ علیہا

آپ کی والدہ مطہرہ و معظّمہ و مقدسہ صلوات اللہ علیہا بربر قبیلے کی شہزادی تھیں اور ان کا اسم مبارک جناب سیدہ [ح م ی د ہ] المصفا صلوات اللہ علیہا تھا۔ آپ کی عصمت و طہارت و معصومیت کبریٰ پر شہنشاہ معظم امام جعفرؑ الصادق علیہ الصلوات والسلام کی نص موجود ہے کہ جس میں فرمایا تھا کہ جب سے یہ شہزادی دنیا میں تشریف لائی تھیں اس وقت سے ملکوت ہمیشہ ان کی حفاظت پر مامور رہتے تھے اور یہ اپنے وقت کی بتول تھیں اور ایک طویل عرصہ فرائض امامت کبریٰ بھی ادا فرماتی رہیں اور مومنین انہی سے احکام حلال و حرام حاصل کرتے رہے اور اپنے دینی و دنیاوی مسائل انہی سے حل کرواتے رہے

اس کی وجہ یہ تھی کہ جب منصور ملعون نے شہنشاہ معظم سرکار ابو عبداللہ جعفرؑ الصادق علیہ الصلوات والسلام کو زہر دیا تو اس کے ساتھ ہی عامل مدینہ کو لکھا کہ جب شہنشاہ معظم کا وصیت نامہ کھولا جائے تو دیکھنا کہ جسے وہ اپنی وصی و جانشین قرار دیں اسے فوراً شہید کر دینا۔ جس روز وصیت نامہ کھول کر سب کے سامنے سنایا جانا تھا اس دن عامل مدینہ بھی وہاں پہنچ گیا اور جب وصیت نامہ پڑھا گیا تو اس میں شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے وصیت فرمائی تھی کے ہمارا سب سے پہلا وصی منصور دوانقی ہے، اگر وہ ہماری جانشینی قبول نہ کرے تو پھر ہمارا وصی حاکم مدینہ ہے، اگر وہ بھی اسے قبول نہ کرے تو پھر ہماری وصیہ معظّمہ و مقدسۂ دوراں صلوات اللہ علیہا یعنی والدہ امام موسیٰ کاظم علیہ الصلوات والسلام ہیں، ان کے بعد ہمارے وصی امام موسیٰ کاظم علیہ الصلوات والسلام ہیں

یہ وصیت نامہ سن کر حاکم مدینہ نے سارا حال منصور عباسی ملعون کو لکھا کہ اب تم بتاؤ میں کس کس کی گردن ماروں؟ کیا تمہاری گردن ماروں یا اپنی؟

انہی خطرات کی وجہ سے ایک طویل عرصہ بحکم امامِ وقت یہ معظّمہ و مقدسہ صلوات اللہ علیہا امور امامت سرانجام دیتی رہیں

## منصب امامت وحجت

شہنشاہ معظم ابوالحسن موسیٰ الکاظم علیہ الصلوات والسلام نے جب منصب امامت سنبھالا تو آپ کی عمر مبارک تقریباً 20 سال 8 ماہ 7 دن تھی

منصب امامت کے لئے ظاہری طور پر کئی چیزوں کا ہونا ضروری ہوتا ہے جو اس منصب کی پہچان بھی ہوتی ہیں اور ان کی مخلوق کو ضرورت بھی ہوتی ہے جیسا کہ شہنشاہ

معظم ابوالحسن موسیٰ الکاظم علیہ الصلوات والسلام نے اپنے بابا پاک علیہ الصلوات والسلام کے صحابی جناب ابو بصیر سلام اللہ علیہ سے فرمایا تھا

ابوبصیر سلام اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے شہنشاہ معظم ابوالحسن موسیٰ الکاظم علیہ الصلوات والسلام سے دریافت کیا کہ امام کی پہچان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا

☆ فقال بخصال اَمَّا اوّلها فانه بشیء قد تقدم من ابیه وفیه باشارة الیه لتکون علیهم حجة...... (اصول کافی جلد 1 ص 285)

فرمایا ان علامات میں سے سب سے پہلی علامت یہ ہے کہ ان کے بارے میں ان سے پہلے والا امام اشارہ [نص] فرمادیں کہ ہمارے بعد یہ حجت اللہ فی العالمین ہیں

دوسری پہچان یہ ہے کہ جب بھی اس سے کسی مسئلہ کے بارے میں سوال کیا جائے تو بلاتوقف مسکت وکامل جواب عطا فرمائے بلکہ جو سوال کسی کے دل بھی کروٹ بدلے تو سوال کرنے سے پہلے اس کا جواب عطا فرمادے وہ حجت ہے

امام کی تیسری پہچان یہ ہے کہ وہ لوگوں کو آنے والے وقت کے بارے میں بتادے بلکہ لوگوں نے کل جو کچھ کرنا ہو یا کل جو امور واقع ہونے ہوں ان کے بارے میں پہلے آگاہ فرمادے

امام کی چوتھی پہچان یہ ہے کہ وہ پوری دنیا کے لوگوں کے ساتھ انہی کی زبان میں کلام فرمائے کیونکہ حجت اللہ پوری مخلوق کے لئے ہوتا ہے اس لئے اس کے لئے کوئی امر مانع نہیں ہوتا

☆ثم قال لی یا ابا محمدؑ اعطیك علامة قبل ان تقوم

اس کے بعد فرمایا کہ اے ابو محمدؐ [ابوبصیر] اس سے پہلے کہ تو یہاں سے جائے ہم

www.khrooj.com

تجھے ایک علامت دکھا ہی دیتے ہیں ۔اس وقت ایک خراسانی حاضر بارگاہ ہوا اور اس نے اجازت چاہی تو شہنشاہ معظم ابوالحسن موسیٰ الکاظم علیہ الصلوات والسلام نے اسے بارگاہ عالیہ میں حاضر ہونے کی اجازت دی جب وہ حاضر ہوا تو اس نے آپ کے ساتھ فارسی میں کلام کیا تو شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے بھی اس کے ساتھ فارسی میں کلام فرمایا ،اس شخص نے عرض کیا کہ میں تو یہ سمجھتا تھا کہ آپ فارسی نہیں جانتے ہوں گے۔مسکرا کرفرمایا سبحان اللہ اگر ہم تمہیں تمہاری زبانوں میں جواب نہ دیں تو

☆فما فضلی علیك فیما یستحق به الامام پھر ہمیں تم پر کیا فضلیت ہے کہ جس کا مستحق امامِ وقت ہوتا ہے، اگر امام بھی دوسرے لوگوں کی مثل ہو تو پھر وہ مستحق امامت کیسے ہوسکتا ہے؟

☆ ثم قال لی یا ابا محمدؐ ان الا مام لا یخفیٰ علیه کلام احد من الناس ولا منطق الطیر و لا بهیمة ولا شیء فیه روح

اس کے بعد فرمایا کہ اے ابومحمدؐ [ ابوبصیر] امام پر کسی شخص کا کلام مخفی نہیں ہے یہاں تک کہ پرندوں کے کلام کو بھی سمجھتا ہے، بہائم کی زبان بھی جانتا ہے، بلکہ جتنے ذی روح ہیں امام سب کی زبان کو سمجھتا ہے

## غلط فہمی کا ازالہ

دوستو! ہمارے اکثر کتب میں روایات کی تجمیع کے دوران بہت سے روایات مخالفین کے بھی شامل ہوئے ہیں ان میں سے ایک یہ روایت ہے کہ شہنشاہ معظم ابوالحسن موسیٰ الکاظم علیہ الصلوات والسلام کے بھتیجے جناب محمدؐ بن اسماعیل بن امام جعفرؑ الصادق علیہم

الصلوات والسلام نے اپنے وقت میں دعوائے امامت کیا تھا اور شہنشاہ معظم ابوالحسن موسیٰ الکاظم علیہ الصلوات والسلام کی مخالفت کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب انہیں ہارون رشید ملعون نے بلایا تھا کہ ان سے شہنشاہ معظم ابوالحسن موسیٰ الکاظم علیہ الصلوات والسلام کے بارے میں معلومات حاصل کرے تو وہ شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام کے روکنے کے باوجود بھی وہاں پہنچ گئے اور شہنشاہ معظم ابوالحسن موسیٰ الکاظم علیہ الصلوات والسلام کے بارے میں وہاں مخالفت کی باتیں بھی کیں اور پھر وہ امام علیہ الصلوات والسلام کی دشمنی کی وجہ سے وہیں ایک ہی رات میں فوت ہوگئے اور ان کی وفات کو نعوذ باللہ سزائے اِلٰہی قرار دیا گیا

دوستو! ایسی تمام روایات مخالفینِ آلِ محمدؐ علیہم الصلوات والسلام کی خود ساختہ ہیں اور ان روایات سے وہ یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ جنہیں شیعہ مسلک امام و حجت مانتا ہے انہیں تو نعوذ باللہ ان کے اپنے گھر والے بھی نہیں مانتے تھے اور اگر ہم انہیں نہیں مانتے تو ہم کون سے گنہگار رہیں؟

اس افسانے کی حقیقت یہ ہے کہ ہارون رشید ملعون کے چودہ بیٹے تھے، اس نے اپنی زندگی میں خلافت کی بندر بانٹ کر دی تھی اور اس نے اعلان کروا دیا تھا کہ میرے بعد میرا بیٹا محمدؐ امین (جو زبیدہ خاتون کا بیٹا تھا) یہ خلیفۂ وقت ہوگا کیونکہ اس کی ماں عرب النسل ہے۔اس کے بعد میرا بیٹا عبداللہ المامون عباسی ملعون خلیفہ ہوگا اس کی ماں ایرانی لونڈی تھی، اس کے بعد میرا بیٹا قاسم المومن خلیفہ ہوگا

اس دور میں جعفر ابن محمدؐ بن اشعث نامی ایک شخص محمدؐ امین عباسی کا معتمد خاص تھا اور اسے دربار میں ایک کرسی بھی ملی ہوئی تھی لیکن اس وقت ہارون رشید ملعون کا وزیر

اعظم یحیٰی برمکی تھا جو برامکہ خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ جب خلافت کی بندر بانٹ ہوئی تو اس وقت یحیٰی برمکی نے اپنے لئے خطرے کی بو محسوس کی کہ اگر محمدؐ امین عباسی حاکم ہوگیا تو اس کی وزارتِ عظمیٰ والی سیٹ ابن اشعث کو مل جائے گی یہ سوچ کر اس نے ہارون ملعون کے زمانے ہی سے اس کی مخالفت پر کمر باندھ لی اس دور میں ہارون ملعون کو یہ اطلاعات پہنچ رہے تھے کہ مدینہ میں جناب محمدؐ بن اسماعیل بن امام جعفرؐ الصادق علیہم الصلوات والسلام نے اپنی امامت کا اعلان فرما رکھا ہے [درحقیقت یہ اعلان امامِ حقیقی کے تحفظ کے لئے تھا]

ان اطلاعات کی وجہ سے ہارون رشید ملعون کافی پریشان بھی تھا، جب اس کی پریشانی کا لوہا گرم دیکھا تو یحیٰی برمکی نے ایک تیر ہوا میں چھوڑا جو ٹھیک نشانے پر نہ بیٹھا۔ اس نے تنہائی میں ہارون رشید سے یہ کہہ دیا کہ جعفر ابن محمد ابن اشعث کے تعلقات جناب محمدؐ بن اسماعیلؐ علیہ الصلوات والسلام سے ہیں اور یہ آپ کے بیٹے امین کو بھی اسی طرف مائل کر رہا ہے اس میں امین عباسی کی ماں زبیدہ خاتون کی آل محمدؐ علیہم الصلوات والسلام سے عقیدت بھی شامل ہے اور اس طرح جعفر ابن محمد ابن اشعث تمہارے خاندان کا دوست نما دشمن ہے اور جناب محمدؐ علیہ الصلوات والسلام کی حکومت کی راہ ہموار کر رہا ہے اور اس کی طرف سے خمس اور تحائف بھی ان کی خدمت میں پہنچتے ہیں

ہارون رشید ملعون بڑا زیرک انسان تھا اس نے سوچا کہ میں اپنے بیٹے کے معتمد جعفر ابن محمد ابن اشعث کے خلاف کاروائی کرکے اپنے خاندان میں دشمنی کے بیج کیوں بوؤں اس سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ جناب محمدؐ علیہ الصلوات والسلام ہی کو شہید کر دیا جائے۔ یہ سوچ کر اس نے ایک آدمی کے ذریعے جناب محمد علیہ الصلوات والسلام کو مدینہ سے بلوالیا۔ جب

وہ وہاں سے روانہ ہونے لگے تو شہنشاہ معظم ابوالحسن موسیٰ الکاظم علیہ الصلوات والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو امام علیہ الصلوات والسلام نے انہیں بغداد جانے سے روکا کہ وہاں آپ کے خلاف سازش ہوچکی ہے مگر انہوں نے یہی عرض کیا کہ آپ کے تحفظ کے لئے جو کچھ بھی ہو جائے ہمیں قبول ہے اور وہاں سے روانہ ہوئے مگر شہنشاہ معظم ابوالحسن موسیٰ الکاظم علیہ الصلوات والسلام نے ان کے اہل وعیال کے لئے بہت سال مال بھجوادیا۔ جب جناب محمدؒ علیہ السلام بغداد میں پہنچے تو اسی دن ہارون رشید ملعون نے انہیں اپنے محل میں رہنے کے لئے بلوالیا اور لوگوں کے سامنے ان کا بہت احترام واکرام بھی کیا اور بہت سا مال بھی ان کی نذر کیا اور لوگوں میں تاثر دے دیا کہ میں آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہت عزت کرتا ہوں

پھر رات کو انہیں زہر دے کر شہید کردیا اور صبح کو یہ ظاہر کیا کہ رات کو ان کی اچانک طبیعت بگڑ گئی اور کسی بیماری کا اچانک حملہ ہوا ہے جس کی وجہ سے آپ فوت ہو گئے ہیں۔ اس کے بعد اس ملعون نے بڑی شان وشوکت سے ان کی تجہیز وتکفین کروائی اور اپنے آپ کو اس قتل سے لوگوں کی نگاہ میں بری قرار دلا دیا

یہ ہے اس افسانے کی حقیقت جس کی وجہ سے آج بھی کئی نادان شیعہ ایک امام زادے کے بارے میں غلط عقیدہ رکھتے ہیں اور غلط زبان بھی استعمال کرتے ہیں جو مناسب نہیں ہے

## ادوار اسیری

شہنشاہ معظم ابوالحسن موسیٰ الکاظم علیہ الصلوات والسلام کو عباسی خلفاء نے کئی مرتبہ اسیر کیا ہے اس

www.khrooj.com

میں سب سے پہلے محمد مہدی باللہ بن منصور دوانقی ملعون نے آپ کو مدینے سے بلوایا اور ایک سال تک اسیر رکھا اس کے بعد واپس بھجوا دیا

محمد مہدی باللہ بن منصور دوانقی ملعون نے 158 ہجری سے 169 ہجری تک تقریباً دس گیارہ سال حکومت کی اس کے بعد موسیٰ بن مہدی عباسی الہادی کے نام سے حاکم بنا، یہ صرف ایک سال حاکم رہا اس کے بعد 170 ہجری میں ہارون رشید عباسی خلیفہ بن گیا اس نے 198 ہجری تک حکومت کی ۔ ہارون رشید ملعون نے اپنے 28/27 سالہ دور حکومت میں آپ کو دو مرتبہ اسیر کیا پہلی مرتبہ دو سال تک زندان میں رکھا اس کے بعد دوسری مرتبہ چار سال تک اسیر رکھا جس میں سے کچھ عرصہ آپؑ مصر میں اور کچھ عرصہ بغداد میں رہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے

## آخری اسیری وشہادت

179 ہجری میں ہارون رشید ملعون حج کا بہانہ بنا کر بغداد سے روانہ ہوا اور اطراف بلاد میں خطوط لکھے کہ سارے عرب و عراق کے رؤسا و سادات واشراف مکہ مکرمہ میں آئیں اور آ کر ہارون رشید ملعون کے ولی عہد امین عباسی کی بیعت کریں

یعقوب ابن داؤد روایت کرتا ہے کہ جب ہارون رشید مدینہ پہنچا تو اس نے وہاں کئی دن قیام کیا، ایک شب میں یحییٰ برمکی کی ملاقات کے لئے گیا تو اس نے مجھ سے بیان کیا کہ آج ہارون رشید جب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مزار اقدس کی زیارت کے لئے گیا تو وہاں یہ عرض کر رہا تھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وآلک وسلم چونکہ مجھے موسیٰ ابن جعفرؑ علیہ الصلوات والسلام سے اطمینان نہیں ہے، میں ڈرتا ہوں کہ کہیں وہ اعلانِ خروج نہ فرمالیں اور

اس طرح آپ کی لاتعداد امت کا قتل عام ہوگا اس لئے میں آپ کی امت کو بچانے کے لئے یہی سوچ رہا ہوں کہ میں شہنشاہ معظم ابوالحسن موسیٰ الکاظم علیہ الصلوات والسلام کو زندان میں ڈال دوں تاکہ آپ کی امت فتنہ وفساد سے بچ جائے اور میں اپنے اس کام کے لئے آپ سے معذرت چاہتا ہوں کیونکہ اس میں آپ کی امت کا فائدہ ہے۔ یحییٰ برمکی کہتا ہے کہ مجھے یقین ہے کہ کل یہ ملعون شہنشاہ معظم ابوالحسن موسیٰ الکاظم علیہ الصلوات والسلام کو گرفتار کروا لے گا

جیسا کہ اس نے کہا تھا ویسا ہی ہوا اور اگلے دن ہارون رشید ملعون نے فضل بن یحییٰ برمکی کو حکم دیا کہ شہنشاہ معظم ابوالحسن موسیٰ الکاظم علیہ الصلوات والسلام جہاں بھی ہوں جس حال میں بھی ہوں انہیں گرفتار کر کے ہمارے سامنے پیش کیا جائے

جب فضل بن یحییٰ برمکی انہیں لینے گیا تو دیکھا کہ شہنشاہ معظم ابوالحسن موسیٰ الکاظم علیہ الصلوات والسلام سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار مقدس کے قریب بیٹھ کر تلاوت کلام اِلٰہی فرما رہے ہیں بروایت دیگر آپ نماز میں مشغول تھے کہ اسی حالت میں آپ کو وہاں سے گرفتار کرلیا گیا

راوی کہتا ہے کہ جب آپ کو گرفتار کر کے مزار اقدس کے کمرے سے باہر لایا گیا اور مسجد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچے تو آپ نے سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار اقدس کی طرف دیکھ کر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم آپ سے آپ کی امت کی شکایت کرتے ہیں کہ ان کے ہاتھوں آپ کی اولاد پر کیسے کیسے مظالم ٹوٹ رہے ہیں۔ جب آپ نے یہ کلام فرمایا تو اس وقت مسجد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جتنے لوگ بھی موجود تھے وہ سب رو رہے تھے

www.khrooj.com

ہارون رشید ملعون نے فوراً دو محمل تیار کیئے، ایک پر حضرتؑ کو سوار کر کے بصرہ کی طرف روانہ کیا اور دوسرے کو خالی بغداد کی طرف بھیج دیا تا کہ لوگوں کو پتہ نہ چلے کہ آپ کو کہاں بھیجا گیا ہے۔ اس وقت بصرہ میں عیسیٰ بن جعفر بن منصور دوانقی لعنۃ اللہ علیہم اجمعین حاکم تھا یہ ملعون ہارون رشید ملعون کا چچازاد بھائی تھا۔ ایک سال تک شہنشاہ معظم ابوالحسن موسیٰ الکاظم علیہ الصلوات والسلام بصرہ میں اس ملعون کی قید میں رہے ہارون رشید ملعون نے عیسیٰ بن جعفر ملعون کے پاس حکم بھیجا کہ تو شہنشاہ معظم ابوالحسن موسیٰ الکاظم علیہ الصلوات والسلام کو فوراً شہید کروادے۔ اس نے کہا میں اس خون میں ملوث نہیں ہونا چاہتا، اس کے بعد اس نے شہنشاہ معظم ابوالحسن موسیٰ الکاظم علیہ الصلوات والسلام کو بغداد کی طرف روانہ کروادیا

شہنشاہ معظم ابوالحسن موسیٰ الکاظم علیہ الصلوات والسلام کو 180 ہجری ذوالحجہ کے مہینے میں وہاں سے بغداد کے زندان میں منتقل کر دیا گیا یہاں شہنشاہ معظم ابوالحسن موسیٰ الکاظم علیہ الصلوات والسلام فضل بن ربیع برمکی کی قید میں رہے۔ جب یہ فضل بن ربیع برمکی کی قید میں تھے تو ہارون ملعون نے فضل بن ربیع برمکی سے کہا کہ تم شہنشاہ معظم ابوالحسن موسیٰ الکاظم علیہ الصلوات والسلام کو شہید کر دو مگر اس نے بھی انکار کر دیا، جب فضل برمکی نے شہید کرنے سے انکار کیا تو ہارون ملعون نے اسے بھی زندان میں ڈال دیا اور شہنشاہ معظم ابوالحسن موسیٰ الکاظم علیہ الصلوات والسلام کو فضل بن یحییٰ برمکی کی قید میں منتقل کر دیا اور اسے حکم دیا کہ تم ان پر بہت سختی کرنا۔ اس نے پہلے پہل تو امام علیہ الصلوات والسلام پر بہت زیادہ سختی کی، کھانے پینے میں بھی اور جگہ بھی بہت تنگ دی مگر بعد میں کثرت عبادت سے متاثر ہو کر ان کی محبت کا دم بھرنے لگا اور انہیں اپنے ذاتی محل میں لے آیا اور انہیں اپنا مہمان بنا لیا۔

www.khrooj.com

یہ بات ہارون رشید ملعون تک پہنچ گئی تو یہ ملعون فضل بن یحییٰ برمکی پر بہت رنج ہوا اور اس نے اپنے سالار لشکر سندی بن شاہک ملعون کو لکھا کے فضل برمکی کو گرفتار کر کے اسے سو کوڑے مارے جائیں اور پھر اسے قید میں ڈال دیا جائے اور امام علیہ الصلوات والسلام کے بارے میں حکم دیا کہ انہیں سندی بن شاہک خود اپنے پاس اسیر رکھے

جب یحییٰ بن خالد برمکی کو پتہ چلا کہ اس کے بیٹے کے بارے میں ہارون ملعون نے یہ حکم دے دیا ہے تو وہ فوراً ہارون کے پاس گیا اور کہا کہ میرے بیٹے نے جو کام نہیں کیا میں وہ کرنے کے لئے تیار ہوں تو اسے معاف کر دے۔ وہ ملعون یہ بات سن کر خوش ہو گیا اور اسے کہا جاؤ اپنا کام کرو مگر خیال رہے کہ سادات علوی کو اس کا علم تک نہ ہو۔ یحییٰ برمکی ملعون نے تعمیرات عمارت کا بہانہ بنایا اور سندی بن شاہک کے پاس پہنچ گیا اور اسے اپنے مقصد سے آشنا کیا اور اسے اپنے ساتھ ملا کر ان دونوں نے ہارون رشید ملعون کے حکم پر امام علیہ الصلوات والسلام کو انگوروں میں زہر دے دیا وہ اس طرح کہ ایک دھاگہ زہر آلود کر کے اسے سوئی میں ڈالا اور اسے ایک ایک انگور میں سے گزارا گیا جس سے انگور زہر آلود ہو گئے

ان ملاعین نے یہ انگور امام علیہ الصلوات والسلام کی خدمت میں پیش کئے تو آپ نے بہ موجب رضائے الٰہی تناول فرما لئے، جب آپ پر زہر کا اثر ہوا تو ہارون ملعون کو اطلاع دی گئی، اس نے ایک طبیب کو بھیج دیا تا کہ کوئی ان کی شہادت کا مجرم اسے نہ ٹھہرائے

آپ بغداد میں 25 رجب 183 ہجری تک اسیر رہے اور یہیں آپ نے شہادت پائی اور یہ دور اسیری تقریباً پونے چار سال کا تھا۔ کل ملا کر آپ کا دور اسیری سات 7 سال کا بنتا ہے

# تجہیز و تکفین

دوستو! سندی بن شاہک ملعون نے جب آپ کو زہر دی تو شہادت کے بعد آپ کی لاش اطہر کو لکڑی کے ایک تختے پر سلا کر غلاموں سے کہا گیا بروایت دیگر چند مزدور منگوا کر انہیں حکم دیا گیا کہ انہیں باہر لے جاؤ اور انہیں بازار میں لے جا کر اعلان کرو کہ رافضیوں کے ساتویں امام علیہ الصلوات والسلام کی موت واقع ہوگئی ہے جس نے زیارت کرنا ہو وہ کرلے اور دیکھ لے کہ انہیں کسی نے تلوار سے شہید نہیں کیا ہے اور اس کا الزام کل خلیفہ یا اس کے کسی آدمی پر نہ دیں۔ جب لاش اطہر اس دردناک حالت میں شہر کی کوتوالی کے قریب پہنچی تو چار آدمیوں نے اعلان کرنا شروع کر دیا کہ جو دیکھنا چاہے آکر دیکھ لے

جناب جعفر طیار علیہ الصلوات والسلام کی اولاد میں سے ایک شخصیت وہاں بغداد میں رہتی تھی جن کا نام تھا جناب سلیمان بن ابی جعفر جعفری علیہ السلام یہ بغداد کے رؤسا میں شامل تھے اور بہت بڑے تاجر تھے یہ اس روز اپنے قصر سے دریا کی طرف برائے سیر نکلے ہوئے تھے یہ گرمی کا موسم تھا اور شام کے وقت اکثر اُمراء غلاموں کے ساتھ دریا کی سیر کو نکل جاتے تھے۔ یہ سلیمان بن ابی جعفرؑ علیہ السلام جن کا محل دریا کے قریب ہی تھا یہ دریا کی طرف جا رہے تھے تو راستے میں یہ اعلان سنا جو غلام یا مزدور مل کر کر رہے تھے، انہوں نے ایک غلام کو بھیجا کہ جا کر پتہ کرو یہ شور وغل کیسا ہے اور اصل بات کیا ہے؟ ایک غلام نے آکر ساری بات بتائی اور یہ بھی بتایا کہ عوام کہہ رہے ہیں کہ امام علیہ الصلوات والسلام کو سندی بن شاہک ملعون نے زہر دیا ہے جس سے شہادت واقع ہوئی ہے۔

یہ سن کر وہ واپس اپنے محل میں آئے اور اپنے بیٹوں اور غلاموں سے فرمایا کہ جاؤ ان ملعونوں سے یہ لاش اطہر چھین لو، اگر وہ کوئی تعرض کریں تو انہیں مار بھگاؤ اور ان کے گرد جو لوگ تماشائی ہیں انہیں بھی بھگا دو، جب یہ لوگ پہنچے تو مزدور جنازہ اطہر کو بغداد کی پل پر رکھ چکے تھے انہوں نے جا کر ان سے لاش اطہر چھین لی اور واپس آبادی میں آ گئے اور انہوں نے کئی منادی بلائے اور ان سے کہا کہ جا کر بازار میں اعلان کرو

☆ ینادون الا من اراد ان یری الطیب ابن الطیب حضرت موسیٰ ابن جعفرؑ علیهما الصلوات والسلام فلیخرج وحضر الخلق

آپ کے جسد اطہر کو چوراہے پر رکھ کر منادیوں کو کھڑا کیا کہ وہ سب ندا کرتے تھے آگاہ ہو جو شخص چاہتا ہے کہ دیکھے طیب ابن طیب امام موسیٰ ابن جعفرؑ علیهما الصلوات والسلام کو تو وہ گھر سے باہر نکلے۔ یہ سن کر خلائق کثیر جمع ہوئی اور غسل کا انتظام ہونے لگا تو اس وقت امام علی الرضا علیہ الصلوات والسلام بہ اعجاز امامت تشریف لائے کیونکہ امام کو غسل و کفن و جنازہ و تدفین ان جیسا معصوم ہی دے سکتا ہے غیر کو اختیار ہی نہیں ہوتا۔ اس لئے امام ہشتم علیہ الصلوات والسلام وہاں تشریف لائے اور انہیں غسل و کفن دیا اور جناب سلیمان جعفری علیہ السلام نے کفن کے اوپر یمانی چادر ڈالی تھی جس کی قیمت 2500 دینار تھی اور اس پر سارا قرآن لکھا ہوا تھا پھر تابوت پاک برآمد کیا گیا تو سلیمان جعفری علیہ السلام اور مومنین بغداد اس میں شامل ہوئے اور سب نے گریبان چاک کیا ہوا تھا اور ہر کوئی ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' پڑھ رہا تھا اور رو رہا تھا سارے لوگ پابرہنہ وسر برہنہ تھے اس طرح مقابر قریش جو خاندانی لوگوں کا قبرستان تھا وہاں آ کر تدفین کا کام

www.khrooj.com

انجام دیا گیا اور یہ بھی امام علیؑ رضا علیہ الصلوات والسلام نے انجام دیا
اس کے بعد جناب سلیمان بن ابی جعفر جعفری علیہ السلام نے ہارون ملعون کو لکھا کہ اس طرح تیرے کارندوں نے کیا ہے تو اس نے جواباً عرض کروا بھیجا اے چچا جان اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے
آپ کی شہادت 25 رجب 183 ہجری بمطابق یکم ستمبر 799 عیسوی بروز اتوار ہوئی اس طرح آپ کی کل عمر شریف قمری حساب سے 55 سال 5 ماہ اور شمسی حساب سے 53 سال دس ماہ بنتی ہے

## اولاد اطہار علیہم الصلوات والسلام

امام ابوالحسن موسیٰ الکاظم علیہ الصلوات والسلام کے بارے میں صاحبان انساب نے لکھا ہے کہ یہ جناب کثیر الاولاد تھے اور ان کے 19 فرزندان علیہم الصلوات والسلام اور 17 دختران اطہار صلوات اللہ علیہن تھیں مگر جو نام صاحبان کتب نے لکھے ہیں وہ اس سے بھی زیادہ ہیں
میں یہاں ان کے اسمائے مبارکہ لکھنے پر ہی اکتفیٰ کرتا ہوں

## فرزندان اقدس علیہ الصلوات والسلام

(1) جناب امام علیؑ الرضا علیہ الصلوات والسلام
(2) جناب ابراہیم علیہ الصلوات والسلام
(3) جناب عباس علیہ الصلوات والسلام
(4) جناب قاسم علیہ الصلوات والسلام
(5) جناب اسماعیل علیہ الصلوات والسلام
(6) جناب جعفر علیہ الصلوات والسلام
(7) جناب ہارون علیہ الصلوات والسلام
(8) جناب حسن علیہ الصلوات والسلام
(9) جناب احمد علیہ الصلوات والسلام
(10) جناب محمدؐ علیہ الصلوات والسلام

www.khrooj.com

(11) جناب حمزہ علیہ الصلوات والسلام
(12) جناب عبد اللہ علیہ الصلوات والسلام
(13) جناب اسحاق علیہ الصلوات والسلام
(14) جناب عبید اللہ علیہ الصلوات والسلام
(15) جناب زید علیہ الصلوات والسلام
(16) جناب حسین علیہ الصلوات والسلام
(17) جناب فضل علیہ الصلوات والسلام
(18) جناب سلیمان علیہ الصلوات والسلام
(19) جناب علی علیہ الصلوات والسلام

## دختران اطہار صلوات اللہ علیہن

(1) جناب سیدہ [ف اط م ہ] کبریٰ صلوات اللہ علیہا

(2) جناب سیدہ [ف اط م ہ] صغریٰ صلوات اللہ علیہا

(3) جناب سیدہ [رق ی ہ] کبریٰ صلوات اللہ علیہا

(4) جناب سیدہ [ح ک ی م ہ] ام ابیھا صلوات اللہ علیہا

(5) جناب سیدہ [رق ی ہ] صغریٰ صلوات اللہ علیہا

(6) جناب سیدہ [ک ل ث وم] صلوات اللہ علیہا

(7) جناب سیدہ اُم جعفر صلوات اللہ علیہا

(کتب انساب میں صرف یہی کنیت درج ہے نام نہیں مل سکا ہے)

(8) جناب سیدہ [ل ب ان ہ] صلوات اللہ علیہا

(9) جناب سیدہ [ز ی ن ب] صلوات اللہ علیہا

(10) جناب سیدہ [ع ل ی ہ] صلوات اللہ علیہا

(11) جناب سیدہ [خ دی ج ہ] صلوات اللہ علیہا

www.khrooj.com

(12) جناب سیدہ [ آ م ن ہ ] صلوات اللہ علیہا

(13) جناب سیدہ [ ح س ن ہ ] صلوات اللہ علیہا

(14) جناب سیدہ [ ب ر ی ہ ہ ] صلوات اللہ علیہا

(15) جناب سیدہ [ ام ک ل ث وم ] صلوات اللہ علیہا

(16) جناب سیدہ [ ام س ل م ہ ] صلوات اللہ علیہا

(17) جناب سیدہ [ م ی م ون ہ ] صلوات اللہ علیہا

آپ کی پاک شہزادیوں صلوات اللہ علیہن میں سے کسی شہزادی کا بھی عقد نہیں فرمایا گیا تھا کیونکہ اس وقت بنی ہاشم علیہم السلام میں سے بھی کوئی ان کا کفو موجود نہ تھا اس لئے امام علیؑ الرضا علیہ الصلوات والسلام نے ان شہزادیوں کے لئے دس یا چالیس یا اس سے کم وبیش دیہات مضافاتِ مدینہ میں وقف فرمائے تھے تاکہ ان کی گزر بسر ہو سکے

کافی و منتھی الآمال میں ہے کہ امام علیؑ الرضا علیہ الصلوات والسلام نے اپنی دختران صلوات اللہ علیہن کا عقد بھی نہیں فرمایا تھا اور اپنی ہمشیرگان صلوات اللہ علیہن کے ہمراہ ان کے لئے بھی مدینہ میں دیہات وقف فرمائے تھے

یارب محمدؐ و آل محمدؐ صل علی محمدؐ و آل محمدؐ و عجل فرج آل محمدؐ بقائمھم عجل اللہ فرجہ الشریف و صلوات اللہ علیہ

هوالسبوح القدوس الرب الملائکۃ و الروح هوالبدیع الانوار والارواح
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

# جناب امام علیؑ الرضاؑ

علیہ الصلوات والسلام

دوستو! ہمارے آٹھویں امام شہنشاہ معظم ابوالحسن علیؑ الرضا علیہ الصلوات والسلام ہیں آپ کی کنیت ابوالحسن علیہ الصلوات والسلام لقب رضا علیہ الصلوات والسلام اور دیگر القاب صابرؑ، فاضلؑ، رضیؑ، وفیؑ، قرۃؑ العین المومنین، غیظ الملحدین، ضامنؑ الغربا، ضامنؑ الثامن، علیہم الصلوات والسلام ہیں۔ یہ جناب اسم اور کنیت میں اپنے جد نامدار شہنشاہ معظم جناب امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے ہمنام وہم کنیت ہیں

برائے تحفظ جان اگر ان سے توسل کیا جائے تو آپ حفاظت کے ضامن ہوتے ہیں اس لئے سفر میں اور ہر اس موقعہ پر کہ جہاں حفاظت مقصود ہو آپ کی ضمانت کے لئے بازو پر آپ کی نذر کردہ رقم باندھ دی جاتی ہے جسے امام ضامن کہا جاتا ہے جو ادائیگی کے لئے صرف سادات کو دی جاتی ہے

آپ کی دنیا میں آمد 11 ذیقعد سن 148 ہجری بمطابق 29 دسمبر 765 عیسوی بروز اتوار ہوئی۔ آپ کی والدہ ماجدہ [ ن ج م ہ ] صلوات اللہ علیہا بلاد مغرب کی شہزادی تھیں اور بظاہر کنیز بن کر اس گھر اطہر میں تشریف لائی تھیں آپ کے بہت سے اسمائے ثانیہ و القاب ہیں جیسا کہ

www.khrooj.com

[تکتم صلوات اللہ علیہا] [اروی صلوات اللہ علیہا] [سکن صلوات اللہ علیہا] [سمانہ صلوات اللہ علیہا]

[ام البنین صلوات اللہ علیہا] [طاہرہ صلوات اللہ علیہا] [مقدسہ صلوات اللہ علیہا] [بتول صلوات اللہ علیہا] [خیزران صلوات اللہ علیہا] [صَقَر صلوات اللہ علیہا] [شَقَرا صلوات اللہ علیہا]

آپ کی عظمت وشان کے لئے یہی کافی ہے کہ آپ اپنے زمانے کے امام کی زوجہ اور بعد والے امام کی والدہ ماجدہ صلوات اللہ علیہا تھیں اور امہات آئمہ اطہار صلوات اللہ علیہن کے بارے میں شیعہ عقیدہ یہ ہے کہ وہ معصومۂ کبریٰ ہوتی ہیں اور ہم

☆خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنبِتُ الْأَرْضُ وَمِنْ أَنفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُونَ

(سورہ یٰسین 36)

سے استدلال کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ جن جوڑوں کی حقیقت سے کوئی بھی آشنا نہیں ہوسکتا وہ آئمہ معصومین علیہم الصلوات والسلام کے جوڑے ہوتے ہیں جن کے بارے میں علم انسانی کی کلی نفی کردی گئی ہے اس لئے ان کے بارے میں سوچنا بھی اللہ جل جلالہ کے ممنوعہ علاقہ (Prohibited Area) میں داخل ہوکر حکم پروردگار کی خلاف ورزی کرنے کے مترادف ہے اس لئے مزید کچھ کہنا جائز ہی نہیں ہے

ان کی آمد کے بارے میں ہے کہ ایک دن مدینہ طیبہ میں بلاد مغرب سے نخاس لوگوں کا ایک قافلہ آیا جو غلام اور کنیزیں فروخت کیا کرتے تھے ان کی آمد پر امام ابوالحسن موسیٰ الکاظم علیہ الصلوات والسلام خود ان کے پاس تشریف لے گئے اور خاتون زمانہ صلوات اللہ علیہا کو وہاں سے لے آئے اور لوگوں نے جب دریافت فرمایا تو آپ نے فرمایا واللہ ہم انہیں بامر الٰہی اور بوحی الٰہی لائے ہیں کیونکہ ہمیں شہنشاہ معظم سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شہنشاہ معظم امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے خود حکم بھی فرمایا ہے اور ایک ریشمی پارچہ پر

ان کی تصویر بھی دکھائی گئی ہے اور یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ یہ معظّمہ صلوات اللہ علیہا ہمارے آٹھویں ولی برحق کی والدہ ماجدہ صلوات اللہ علیہا ہیں کہ جن کا نام اقدس علیؑ الرضا علیہ الصلوات والسلام ہے جب انہیں پاک گھر میں لایا گیا تو انہیں شہنشاہ معظم امام موسیٰ کاظم علیہ الصلوات والسلام کی والدہ ماجدہ صلوات اللہ علیہا کی خدمت پر مامور کیا گیا۔ اس کے بعد سے آپ ان کے سامنے مسند پر کبھی تشریف فرما نہیں ہوئیں اسی رات کو شہنشاہ معظم سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بھی بشارت دی کہ آپ کی جو بہو آپ کی خدمت میں حاضر ہیں یہ ہمارے آٹھویں جانشین علیہ الصلوات والسلام کی والدہ ماجدہ صلوات اللہ علیہا ہیں آپ ان کا بہت زیادہ خیال رکھا کریں 11 ذیقعد کی صبح کو جب امام علیؑ الرضا علیہ الصلوات والسلام کی دنیا میں آمد ہوئی تو آپ نے ظہور اجلال فرماتے ہی زمین پر سر رکھ کر سجدہ شکر ادا فرمایا اور تلاوت کلام پاک فرمائی اور اپنی والدہ ماجدہ صلوات اللہ علیہا کو سلام بھی کیا

آپ کے فضائل کو بیان کرنا ان چند صفحات میں ناممکن ہے، آپ کے معجزات لاتعداد ہیں جنہیں ہم یہاں بیان نہیں کر سکتے۔ ظاہری طور پر آپ کے علم کا ہر اپنا بیگانہ معترف تھا۔ مامون عباسی آئے دن مجالس علم منعقد کروا کے سارے مذاہب کے آئمہ کو بلوا کے آپ سے بحث کرنے پر اکساتا تھا اور سارے لوگ ان کے سامنے ادب سے سر بہ خم ہو جاتے تھے۔ تقویٰ، طہارت، حسن اخلاق، تقدس، الغرض کائنات کی کوئی خوبی ایسی نہ تھی جو ان کے پیراہن ذات میں تاروں کی طرح منسوجہ نہ ہو

امامِ وقت اپنی امامت کی تصدیق و احقاق الحق کے لئے ہمیشہ معجزات و خرق عادت کا ظہور فرماتا ہے کیونکہ امامِ وقت نائب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نائب اِلٰہی ہوتا ہے اس لئے اسے امور اِلٰہیہ کا مظاہرہ کر کے ثابت کرنا ہوتا ہے کہ وہ اپنے منیب کے صفات

وذات کا نمائندہ بھی ہے اور اس کا مظہر بھی ہے اس لئے آپ نے عالم تکوین وتخلیق میں تصرف فرما کر اپنی امامت کا ثبوت فراہم فرمایا، اسی طرح انہوں نے بے اولادوں کو اولادیں بخش کر، نابیناؤں کو بینائی دے کر، مردوں کو زندہ کر کے، ساری خلق کی زبانیں بول کر، عالم غیب کی خبریں دے کر الغرض ہمہ پہلو اپنے آپ کو نمائندہ ومظہر الٰہی ثابت فرمایا کبھی شے کو لاشے کیا، تو کبھی لاشے کو شے کر دیا، کبھی مرد کو عورت اور عورت کو مرد کر دیا، اس کائنات میں جیسا بھی چاہا آپ نے تصرف فرمایا یہ تو امام حقیقی کی شان ہے کیونکہ امام کوئی مولوی نہیں ہوتا کہ جو صرف فقہی مسائل سمجھانے یا کلی استنجا اور استبرا کے مسائل سمجھانے آتا ہے بلکہ امام کا اصل منصب تو نظام کائنات کو سنبھالنا ہے۔ عالم خلق و عالم امر کو بقا بخشنا ہوتا ہے، زمین میں روئیدگی، آسمانوں سے بارشیں اور دریاؤں کو روانی دینا اور عالم ملک وملکوت کے نظام کی باگ ڈور سنبھالنا ہی امام کا فرض منصبی ہوتا ہے

## حقیقت ولی العہدی

دوستو! ہمارے آٹھویں امام علیہ الصلوات والسلام کو مامون رشید ملعون نے اپنا ولی عہد بنایا تھا اور یہ اس دور میں ایران تشریف لائے تھے اور یہاں ان کی شہادت ہوئی تھی اس ولی عہدی کے بارے میں کئی لوگ غلط فہمیوں کے شکار ہوتے ہیں اس لئے یہاں ان وجوہات کو بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جن کی وجہ سے آپ کو اس مامون عباسی ملعون کی ولی العہدی قبول کرنا پڑی

جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ ہارون رشید نے اپنے زمانے ہی میں خلافت

کی بندر بانٹ کردی تھی اور اس نے اپنے بعد اپنے بیٹے ابوعبداللہ محمدؐ امین کو خلیفہ مقرر کر دیا تھا کیونکہ اس کی ماں عربی النسل تھی اور مامون کی ماں ایرانی لونڈی تھی ہارون رشید کے اس فیصلے سے مامون ناخوش بھی تھا اور یہ چاہتا تھا کہ کسی طرح یہ خلافت کی مرغی اس کی گود میں سونے کے انڈے دے مگر بظاہر یہ ناممکن لگتا تھا

مامون عباسی بڑا شاطر و مکار آدمی تھا اس کے طرار ذہن نے ایک تجویز سوچی جس کے تحت اس نے ایران کا دورہ کیا کیونکہ 193 ہجری میں ہارون رشید کی موت ایران ہی میں ہوئی تھی اور اس وقت مامون اس کے ساتھ تھا اس کی موت کے بعد بغداد میں امین کی بیعت ہوگئی

اس دور میں ایرانی النسل فوج عربی النسل فوج سے زیادہ ایکٹیو(Active) تھی کیونکہ عربی لوگ اپنے خلفا کی سنت میں عیاشی میں غرق ہوتے جارہے تھے اور اس وقت ایرانی فوجی قوت ہی دراصل خلافت کی حفاظتی دیوار بنی ہوئی تھی

مامون یہاں ایران میں جوڑ توڑ میں لگا رہا اور اس میں اسے تقریباً چار پانچ سال لگ گئے ، اس نے ایرانی فوجی قوت کے سربرآوردہ افراد سے خفیہ (Meeting) میٹنگز کیں اور ان کے مابین قدیم عربی و عجمی نفرت کو ہوا دی اور کہا کہ امین عباسی عربی النسل ہونے کی وجہ سے خلیفہ بنایا گیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ عربی لوگ عجمیوں کو اس قدر حقیر و ذلیل سمجھتے ہیں کہ اگر ماں بھی عجمی ہو تو خلافت سے محروم کر دیا جاتا ہے چاہے باپ عربی ہی کیوں نہ ہو اور انسان میں خلافت کی صلاحیت بھی زیادہ ہو مگر ماں کا عجمی ہونا وہ جرم و حقارت ہے کہ جس کی وجہ سے انسان خلیفہ نہیں بن سکتا ، اگر آپ لوگ دیکھیں تو میری ماں عجمی ہے اور مجھے اس کے عجمی ہونے پر فخر ہے اور

میرا اہل فارس کا نواسہ ہونا ایک بہت بڑا اعزاز ہے اگر آپ لوگ میرے ساتھ تعاون کریں تو میں کچھ عربوں کو بھی اپنے ساتھ ملا سکتا ہوں اور اس طرح ہم ایک اسلامی قوت بن جائیں گے اور خلافت مجھے مل جائے گی تو گویا خلافت اہل فارس کی ہو جائے گی اس لئے آپ لوگ میرے ساتھ مل کر میرے بھائی امین کو قتل کروا لیں تو بات بن سکتی ہے اور اس کے بدلے میں آپ جو بھی شرائط رکھیں گے مجھے کلی طور پر منظور ہیں۔اس کا یہ چھوڑا ہوا تیر ٹھیک ان کے دل میں اتر گیا کیونکہ قدیم ایران اور آج کا جدید ایران بھی عربوں سے نفرت کرتا ہے اور خلیفہ ثانی نے جو ایران کی بربادی کی تھی وہ بھی اسلام کی راکھ میں دبی ہوئی تھی، اس پر خلیفہ ہارون عباسی کی نفرت نے قدیم عجمی عربی تعصب کو بیدار کر دیا اور وہ اس کی مدد کے لئے سوچنے لگے اس وقت ایران میں مذہب تشیع کافی پھیل چکا تھا کیونکہ بنی عباس نے بنی امیہ کی خلافت کے خاتمے کے لئے سیاسی اشو بھی اہل بیت اطہار علیہم الصلوات والسلام کی مظلومیت ہی کو بنایا تھا اور اس میں ابو مسلم خراسانی اور دیگر لوگوں نے واقعہ کربلا اور اہل بیت پاک علیہم الصلوات والسلام کے ساتھ کی گئیں ناانصافیوں اور ان پر ڈھائے ہوئے مظالم کو بیان کر کے ہی ایران کی حمایت حاصل کی تھی اور پھر یہ عباسی اپنی بیعت اور عہد و معاہدے توڑ کر خود خلیفہ بن بیٹھے تھے، حالانکہ انہوں نے حکومت اہل بیت ہی کے لئے لی تھی اور عوام کو یہی بتایا گیا تھا کہ خلافتِ اہل بیت ہی کے لئے ہم کام کر رہے ہیں مگر وہ خود قابض ہو گئے تو اس بات سے اہل ایران بنی عباس سے قدرے خفا بھی تھے جب مامون عباسی نے ان کی ہر شرط ماننے کا وعدہ کیا تو ایرانیوں نے اس کے سامنے یہ شرائط رکھ دیئے

www.khrooj.com

( ) پہلی شرط یہ ہے کہ تم اپنا ولی عہد شہنشاہ معظم امام علیؑ رضا علیہ الصلوات والسلام کو بناؤ گے
( ) دوسری شرط یہ ہے کہ وہ نام نہاد ولی عہد نہ ہوں گے بلکہ سکہ رائج الوقت پر بھی ان کا نام اقدس ہوگا
( ) تیسری شرط یہ ہے کہ تم اپنی بیٹی بھی امام علیہ الصلوات والسلام کے عقد میں دو گے اس کی وجہ یہ تھی کہ انہیں اس کا یقین تھا کہ آج یہ ہر بات مان لے گا اور پھر یہ امام علیہ الصلوات والسلام کو شہید کر کے شرائط سے آزاد ہو جائے گا
( ) چوتھی شرط یہ ہے کہ امام علیہ الصلوات والسلام کی رہائش ایران میں ہوگی اور وہ ایران کے آل ان آل حاکم کی طرح رہیں گے [ ان شرائط کا بظاہر امام علیہ الصلوات والسلام کو قطعی علم نہ تھا اور نہ ہی اس میں ان کا کوئی مشورہ شامل تھا ]
( ) پانچویں شرط یہ ہے کہ بنی عباس کے روایتی لباس ( جس کا رنگ سیاہ تھا ) کو بدل کر اہل بیت اطہار علیہم الصلوات والسلام کے پسندیدہ ( سبز ) رنگ کا لباس سرکاری لباس قرار دیا جائے گا
مامون عباسی نے ان سب شرائط کو بلا حیل وحجت مان لیا اور اس طرح ایرانی فوجی قوت نے اس کا ساتھ دیا اور امین عباسی کو قتل کر کے اس کی لاش بغداد کے ایک دروازے پر اور سر دوسرے دروازے پر لٹکا دیا گیا اور خلیفہ مامون عباسی بن گیا
یہ واقعہ 198 ہجری کا ہے اسی طرح بنی امیہ کے باقیات کے خاتمے اور امین کے ساتھیوں کی صفائی اور اپنی حکومت کے قیام میں اسے تقریباً دو سال لگ گئے
200 ہجری میں جب اس کی حکومت کو قدرے استحکام مل گیا تو یہ واپس ایران آیا اور اس نے ثانوی دارلحکومت ایران ہی میں بنا لیا جب یہ ایران پہنچا تو ایرانی قوم نے

اسے معاہدہ یاد دلایا

اس نے کچھ وقت توقف کیا اور عذر بہانے بناتا رہا جب انہوں نے زیادہ دباؤ ڈالا تو اس وقت ایرانیوں کے کہنے پر اس نے مدینہ کے سارے سادات کو جلودی کے ذریعے خراسان میں بلا بھیجا۔ جب سارے سادات جمع ہو گئے تو اس نے انہیں ایک ہی محل سرا میں رہائش دی

مگر اس نے شہنشاہ معظم جناب امام رضا علیہ الصلوات والسلام کو الگ مکان میں رہائش بخشی اور مامون عباسی نے ان کی بہت تعظیم و تکریم کی اور بڑے شاطرانہ انداز میں عرض کیا

☆انی ارید ان اخلع نفسی من الخلافة واقلدك ایا ھا فما رائك فی ذلك ؟ ......(مستدرک الوسائل جلد 13 ص 140)

کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ اپنے آپ کو منصب خلافت سے معزول کر کے آپ کو خلیفہ بنا دوں اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ امام علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا ہمارا اس مسند خلافت سے کیا تعلق ہے یہ تمہی سنبھالے رہو، اس نے بار بار اصرار کیا اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ خلافت کے بارے میں اپنی بے نیازی ثابت کرنا چاہتا تھا۔ پھر اس نے عرض کیا کہ آپ میری ولی عہدی ضرور قبول فرمائیں ۔ یہ بات تقریباً دو ماہ تک چلتی رہی مگر امام علیہ الصلوات والسلام نے اپنا انکار جاری رکھا اس پر ایک دن اس نے عرض کیا کہ آقا آپ کے انکار سے لوگ یہی سمجھیں گے کہ آپ نے ترک دنیا یعنی رہبانیت اختیار فرمالی ہے اور رہبانیت حرام ہے، اس پر آپ نے فرمایا ہم نے ترک دنیا برائے دنیا نہیں کیا اس لئے اس میں کوئی ہرج نہیں ہے اس لئے ہم تمہاری آفر قبول نہیں کرتے آخر میں مامون عباسی نے اس قدر دباؤ دیا کہ دھمکی تک دے دی کہ اگر

www.khrooj.com

آپ نے نکار کیا تو میں کچھ بھی کر سکتا ہوں

اس کی وجہ ایرانیوں کا دباؤ تھا کیونکہ اگر امام علیہ الصلوات والسلام ولی عہد نہیں بنتے تھے تو خود اس کی خلافت غرق ہونے کا امکان تھا۔اس کے بعد امام علیہ الصلوات والسلام نے شرط رکھی کہ ہم ولی عہدی اس شرط پر قبول فرماتے ہیں کہ نہ ہی ہمیں امور حکومت کے کسی معاملے میں شامل کیا جائے گا اور نہ ہی کسی مشورے کے ہم پابند ہوں گے ہم صرف نام کی حد تک ولی عہد رہیں گے عملی طور پر ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہوگا اور نہ جبراً یہ تعلق رکھوایا جائے گا۔اس کے بعد مامون نے سارے لوگوں سے کہا کہ آؤ اور شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام کی بیعت کرو۔ وہاں ایک شاندار تقریب ہوئی جس میں سب سے پہلے مامون عباسی نے اپنے بیٹے عباس عباسی سے کہا کہ تم ان کی بیعت کرو اس کے بعد سارے عباسیوں نے بیعت کی اس طرح بیعت کی تکمیل ہوگئی یہ واقعہ سن 201 ہجری ماہ رمضان کا ہے

اس کے ساتھ ہی باقی شرائط بھی پوری ہونے لگیں، اسی دن مامون نے اپنی بڑی بیٹی ام حبیبؒ کا عقد امام علیؑ الرضا علیہ الصلوات والسلام سے کر دیا، ساتھ ہی اس نے اپنی چھوٹی بیٹی ام الفضل کا عقد ہمارے نویں امام شہنشاہ معظم محمد تقی علیہ الصلوات والسلام سے کر دیا حالانکہ اس وقت ان کا سن مبارک 5 سال کا تھا اور رخصتی اس وقت ہوئی جب امام علیہ الصلوات والسلام کا سن مبارک 11 سال کا ہوا۔اسی دن مامون عباسی نے اپنی چچازاد بہن جو اسحاق بن جعفر عباسی کی بیٹی تھی اس کا عقد امام علیؑ الرضا علیہ الصلوات والسلام کے بھائی جناب اسحاق علیہ الصلوات والسلام سے کر دیا اور ساتھ ہی امام علیؑ الرضا علیہ الصلوات والسلام کے چھوٹے بھائی جناب ابراہیم علیہ الصلوات والسلام کو امیر حج بنا کر مکے کی طرف روانہ کیا گیا اور ساتھ انہیں یمن کی حکومت کا

پروانہ بھی دیا گیا-اسی دن عباسی سیاہ لباس کے بدلے میں سبز لباس کو سرکاری لباس قرار دیا گیا اور رائج الوقت سکے پر امام علیہ الصلوات والسلام کا اسم مبارک لکھنے کا حکم ٹیکسال کو دے دیا گیا جو اس وقت غالبًا روم میں تھا

ماہ رمضان کی عید آئی تو مامون عباسی نے عرض کیا کہ آقا یہ عید آپ شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرح پڑھوا دیں تو ہمیں خوشی ہوگی۔امام علیہ الصلوات والسلام نے انکار فرمایا مگر اس نے اصرار جاری رکھا تو آپ اس انداز سے عید گاہ کی طرف روانہ ہوئے کہ پا برہنہ تھے اور قدم قدم پر ہزاروں غلاموں کے ساتھ تکبیر کی صدا بلند ہو رہی تھی جسے دیکھ کر مامون عباسی نے عرض کیا کہ آپ عید نہ پڑھائیں

لوگوں میں آپ کی مقبولیت دیکھ کر مامون عباسی اسی دن سے امام کائنات علیہ الصلوات والسلام کو شہید کرنے کی تجویزیں سوچنے میں جٹ گیا

اور اس نے کئی کوششیں کی بھی تھیں جیسا کہ صبیح دیلمی کا واقعہ ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک دن مامون نے اپنے مخصوص کمرے میں کئی غلاموں کو بلایا اور انہیں حکم دیا کہ تم تلواریں لے کر امام کائنات علیہ الصلوات والسلام کے کمرے میں بے دریغانہ گھس جاؤ اور انہیں سوتے ہوئے شہید کردو، انہوں نے ایسا ہی کیا اور صبح کو یہ رونی شکل بنا کر اور تعزیت کا لباس پہن کر تخت پر جا بیٹھا اور غلاموں کو بھیجا کہ جا کر امام علیہ الصلوات والسلام کی خبر لاؤ اور وہاں سے روتے ہوئے آنا اور پھر باقی ڈرامہ میں خود کرلوں گا

جب غلام امام علیہ الصلوات والسلام کے کمرے میں گئے تو انہیں مشغول عبادت پایا اور مامون عباسی کو آکر بتایا تو وہ سناٹے میں آ گیا اسی طرح مزید دو سال میں کئی دفعہ ایسی کوششیں کی گئیں جو ناکام ہوئیں

www.khrooj.com

## واقعۂ شہادت

203 ہجری میں مامون مرو[ایران] میں تھا وہاں سے یہ بغداد کی طرف روانہ ہوا تو اس نے امام کائنات علیہ الصلوات والسلام کو اپنے ہمراہ چلنے کی گذارش کی جسے امام علیہ الصلوات والسلام نے قبول فرمالیا جب یہ قافلہ سنا باد[مشہد مقدس] میں پہنچا اور لوگوں نے جس طرح امام علیہ الصلوات والسلام کا استقبال کیا تو مامون عباسی ملعون برداشت نہ کر سکا اور اس نے اسی رات امام کائنات علیہ الصلوات والسلام کو انگوروں میں زہر دے دی

اگلے دن امام کائنات علیہ الصلوات والسلام پر زہر کا اثر ہوا تو مامون ملعون عیادت کے لئے آیا اور رونے دھونے کا بڑا ڈرامہ کیا اور لوگوں کے سامنے یہی ثابت کیا کہ اسے ان کی تکلیف کا بہت دکھ ہوا ہے اس طرح کئی دن گزر گئے اور زہر کا اثر بڑھتا گیا دن میں دو مرتبہ مامون ملعون ان کی عیادت کو آتا رہا

23 ذیقعد 203 ہجری بمطابق 22 مئی 819 عیسوی بروز اتوار آپ کی شہادت ہوئی قمری حساب سے آپ کی عمر 55 سال تھی اور شمسی حساب سے 54 سال تھی

جونہی آپ کی خبر شہادت مامون کو ملی تو وہ سر برہنہ پا برہنہ باہر نکل آیا تو لوگوں میں کہرام مچا ہوا دیکھا، گلی کوچوں میں عورتیں مرد رو رہے تھے یہ دیکھ کر اس نے کہہ دیا کہ ان کی مرض کی شدت کو دیکھ کر میں رویا تھا ورنہ وہ بھی حیات ہیں

لوگ واپس چلے گئے تو اس نے رات کو تدفین کا پروگرام بنایا اور اس میں بہ اعجاز امامت امام محمد تقی علیہ الصلوات والسلام خود تشریف لائے اور انہوں نے سارے امور انجام دیئے اور رات ہی کو آپ کو اس مقبرے میں سپرد جنت کر دیا گیا جس میں ہارون

رشید عباسی پہلے سے دفن تھا

## اولاد پاک علیہم الصلوات والسلام

دوستو! شہنشاہ معظم علیؑ الرضا علیہ الصلوات والسلام کی اولاد کے بارے میں بہت اختلاف ہے بعض نے صرف ایک اولاد لکھی ہے اور بعض نے 5 فرزندان لکھے ہیں جن کے نام پاک یہ تھے

(1) شہنشاہ معظم امام محمد تقی علیہ الصلوات والسلام

(2) جناب حسن علیہ الصلوات والسلام

(3) جناب حسین علیہ الصلوات والسلام

(4) جناب جعفر علیہ الصلوات والسلام

(5) جناب ابراہیم علیہ الصلوات والسلام

لیکن معتبر روایات یہی ہیں کہ ان کے ایک ہی لخت جگر علیہ الصلوات والسلام تھے

واللہ اعلم بالصواب

یا رب محمدؐ و آل محمدؐ صل علی محمدؐ و آل محمدؐ و عجل فرج آل محمدؐ بقائمھم عجل اللہ فرجہ الشریف و صلوات اللہ علیہ

www.khrooj.com

هوالسبوح القدوس الرب الملائکۃ و الروح هوالبدیع الانوار والارواح
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

# جناب امام محمد تقیؑ

علیہ الصلوات والسلام

دوستو! ہمارے نویں امام شہنشاہ معظم ابو جعفر الثانی محمد تقی علیہ الصلوات والسلام ہیں ان کا نام پاک اپنے جد اطہر شہنشاہ معظم امام محمدؑ الباقر علیہ الصلوات والسلام کے نام پاک پر رکھا گیا تھا اس لئے کنیت بھی انہی کی پائی۔ اس کے ساتھ ہی آپ کے بہت سے القاب بھی ہیں جن میں سے جوادؑ، قانعؑ، مرتضیٰؑ، منتخبؑ، مختیارؑ، عالمؑ علیہم الصلوات والسلام، مشہور ہیں
اگر کوئی انسان غربت میں گرفتار ہو جائے یا کوئی بھی معاشی مسئلہ ہو تو ان سے توسل کرنے سے حل ہو جاتا ہے کیونکہ یہ اللہ جل جلالہ کی سخاوت و عطا کے مظہر ہیں اسی طرح اگر کوئی صفائے باطنی چاہتا ہو تو بھی انہی سے توسل کرنے سے یہ کام بھی بہت آسان ہو جاتا ہے
آپ کا دنیا میں نزول اجلال 10 رجب المرجب 195 ہجری بمطابق 8، اپریل 811 عیسوی بروز جمعہ کو مدینہ طیبہ میں ہوا

## والدہ پاک صلوات اللہ علیہا

آپ کی والدہ پاک صلوات اللہ علیہا ام المومنین جناب قبطیہ صلوات اللہ علیہا کے خاندان سے تعلق رکھتی ہیں ان کا اسم پاک جناب سیدہ [س ب ی ک ہ] صلوات اللہ علیہا ہے اور ان کے مشہور

القاب [جناب سیدہ مرسیہ صلوات اللہ علیہا] [جناب سیدہ میکنہ صلوات اللہ علیہا] [جناب سیدہ خیزران صلوات اللہ علیہا] [جناب سیدہ درۃ الصدف صلوات اللہ علیہا]

[جناب سیدہ ریحانہ صلوات اللہ علیہا] [جناب سیدہ نوبیہ صلوات اللہ علیہا] ہیں

شہنشاہ معظم ابوجعفرؑ الثانی محمد تقی علیہ الصلوات والسلام کو جب منصب امامت حاصل ہوا تو اس وقت آپ کا سن مبارک 7 سال اور کچھ ماہ کا تھا اس لئے ابتدا میں کچھ شیعوں نے کمسنی کی وجہ سے ان کی امامت پر تامّل کیا مگر بعد میں معجزات وکرامات وعلم وتقدس وکبریائی دیکھ کر سارے شیعہ ان کی امامت پر متفق ہو گئے

## نص امامت

آپ کی امامت و ولایت مطلقہ کے بہت سے نصوص ہیں مگر یہاں صرف ایک پیش کرنا چاہتا ہوں کہ صفوان بن یحییٰ روایت کرتا ہے کہ میں نے شہنشاہ معظم ابوجعفر محمد تقی علیہ الصلوات والسلام کے ظہور اجلال سے قبل ایک مرتبہ شہنشاہ معظم علیؑ الرضا علیہ الصلوات والسلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کے بعد آپ کے جانشین کون ہوں گے؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ جل جلالہ ہم کو ایک فرزند عطا فرمائے گا۔ جب آپ کا ظہور اجلال ہوا تو سارے مومنین نے عرض کیا کہ اب حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کاملہ سے آپ کو فرزند عطا کیا ہے کہ ان کے جمال باکمال کی زیارت سے ہماری آنکھیں روشن ہوئیں خدا ہم کو ایسا دن نہ دکھلائے کہ آپ کا سایہ ہمارے سر پر نہ ہو اگر خدانخواستہ ایسا اتفاق ہو تو ہم کس سے رجوع کریں

☆فاشار بیدہ الی ابی جعفر علیہ الصلوات والسلام وھو قائم بین یدیہ فقلت لہ جعلت فداك وھذا ابن ثلث سنین

حضرت نے اپنے دست اطہر سے شہنشاہ معظم ابو جعفر محمد تقی علیہ الصلوات والسلام کی طرف اشارہ فرمایا جو اس وقت ان کے سامنے کھڑے ہوئے تھے۔ فرمایا ہمارے بعد ہمارے یہ فرزند رہنمائے خلق ہیں

راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان ہو جاؤں یہ شہزادہ پاک تو کل تین برس کے ہیں۔ شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے جواب دیا کہ اس سے کیا فرق پڑتا ہے، جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام درجہ نبوت پر فائز ہوئے تھے تو تین برس سے بھی کم سن تھے یہ ان سے تو بڑے ہیں۔ جب جناب یحییٰ علیہ السلام کو نبوت عطا ہوئی تو وہ تین برس کے تھے اور انکا قد تین بالشت کا تھا

امام و نبی و رسول کیونکہ نمائندہ اِلٰہی ہوتا ہے اور جانشین اِلٰہی ہوتا ہے اس لئے اس کا تعارف اللہ جل جلالہ کے سپرد ہوتا ہے اور اس لئے ہر بنی و امام صفات اِلٰہیہ کا کامل نمونہ ومظہر بن کر اس دنیا میں ظہور فرماتا ہے اور توحید کا آئینہ کل نما ہوتا ہے اِس لیئے نبی یا امام وہادی کا فرضِ منصبی ہوتا ہے کہ وہ اپنے منیب کا تعارف کروائے اور اگر منیب صاحب قدرت وجلال ہو اور کوئی اس کی قدرت وجلالت وتصرف کو نہ مانتا ہو تو پھر نائب پر منیب کے اختیارات کا مظاہرہ کرنا ضروری ہو جاتا ہے اور اسی مظاہرے کا نام معجزہ ہوتا ہے اور صاحبان سیرت نے آپ کے لاتعداد معجزات لکھے ہیں جو یہاں لکھنا کتاب کی ضخامت میں اضافہ کرنے کے مترادف ہے

آپ کے واقعات یہ ہیں کہ تقریباً سات سال کا ظاہری سن مبارک تھا تو آپ کے سر اطہر سے بابا پاک علیہ الصلوات والسلام کا سایہ اٹھ گیا ظاہراً بچپن تھا مگر امام کبھی بچہ ہوتا ہی نہیں بلکہ وہ اپنے نقطہ کمال پر ظہور و بروز فرماتا ہے، امام کی طفولیت، لڑکپن، جوانی، ضعیفی

یہ صرف ظاہری طور پر ہوتے ہیں باطنی طور پر وہ ازل سے ابد تک عین جوانی کے عالم میں رہتے ہیں

کوئی انسان سوچ سکتا ہے کہ ہمارا یہ عقیدہ کیسا ہے تو اس کے لئے ہمارے پاس کئی مثالیں ہیں جیسا کہ ایک مثال ملکوت کی ہے وہ جب بھی پیدا ہوتے ہیں اپنے نقطہ کمال پر پیدا ہوتے ہیں، طفولیت، لڑکپن، جوانی کے مراحل سے نہیں گزرتے بلکہ وہ عین جوان ہی پیدا ہوتے ہیں اور جوان ہی رہتے ہیں کیونکہ وہ تکوینی مخلوق ہیں اور عالم تکوین زمان وعصر و وقت کے اثرات سے ارفع ہوتا ہے اس لئے وقت ان پر اثر انداز نہیں ہوسکتا اسی طرح ہمارے جسم کے اندر بھی ایک مثال موجود ہے یعنی وہ روح ہے کہ جس کے بارے میں سبھی مذاہب مانتے ہیں کہ روحیں نہ بچہ ہوتی ہیں، نہ جوان، نہ ضعیف، بلکہ وہ اپنے عین نقطہ کمال پر پیدا ہوتی ہیں اور اسی طرح ہمیشہ رہتی ہیں کیونکہ وہ عالم تکوین سے تعلق رکھتی ہیں

اسی طرح آئمہ اطہار علیہم الصلوات والسلام نے بارہا فرمایا ہے کہ ہمارے اجسام وابدان اقدس اس طینت تکوینی سے پیدا ہوئے ہیں کہ جس سے مومنین کی ارواح خلق ہوئی ہیں، اس لئے ان کے اجسام وابدانِ اقدس پر بھی وقت کا کوئی اثر نہیں ہوتا، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ عالم تکوین دراصل عالم امر ہے اور یہ ذوات متعالیات علیہم الصلوات والسلام امری مخلوق نہیں بلکہ صاحبان امر ہیں اور متصرف علی الامر ہیں اس لئے ان پر وقت کے کیمیاوی تعاملات عمل پذیر نہیں ہوتے، اس لئے کسی امام پاک کے ظاہر کو دیکھ کر بچہ نہیں سمجھنا چاہیے یہ عالم رضاعت میں بھی عالمین پر قدرت وتصرف رکھتے ہیں

اسی بچپن کو دیکھ کر علمائے بغداد کو بھی دھوکہ ہوا تھا اور انہوں نے شہنشاہ معظم امام محمد تقی

www.khrooj.com

علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ کئی مناظرے بھی کئے تھے اور سارے علمائے دہر نے مناظروں اور بحثوں میں ہمیشہ منہ کی کھائی اور ان مناظروں کا اہتمام خود مامون عباسی کروایا کرتا تھا اور اپنی بیٹی کی رخصتی سے قبل اس نے کئی مناظرے کروائے تھے

## سفرِ سامرہ

دوستو! جس وقت شہنشاہ معظم ابوجعفر محمد تقی علیہ الصلوات والسلام کا عقد مامون عباسی کی بیٹی ام الفضل سے ہوا تو آپ واپس مدینہ تشریف لائے، یہ واقعہ 206 ہجری کا ہے
یہاں کئی سال ام الفضل نے آرام سے گزارے مگر وہ حاکم وقت کی بیٹی ہونے کی وجہ سے دھونس جمائے رہتی تھی اسی دوران شہنشاہ معظم ابوجعفر محمد تقی علیہ الصلوات والسلام کے حرم کو شہنشاہ معظم علی النقی علیہ الصلوات والسلام کی والدہ ماجدہ صلوات اللہ علیہا نے زینت بخشی تو ام الفضل نے باپ کو لکھ بھیجا کے میرے گھر میں سوکن آ گئی ہے اب میں یہاں نہیں رہ سکتی، اس کے جواب میں مامون عباسی نے لکھا کہ جس بات کو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جائز قرار دیا ہے میں اسے کیسے ناجائز کہہ کر روک سکتا ہوں تم کچھ وقت آرام سے گزارو پھر ہم کچھ سوچیں گے اس طرح کچھ عرصہ گزر گیا
214 ہجری میں جب شہنشاہ معظم علی النقی علیہ الصلوات والسلام کی دنیا میں آمد ہوئی تو اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی اور اس نے پھر باپ کو لکھا کہ میں یہاں مدینے میں نہیں رہ سکتی۔ اس پر اس کے باپ نے شہنشاہ معظم ابوجعفر محمد تقی علیہ الصلوات والسلام کو لکھا کہ مجھے مناسب یہ لگتا ہے کہ آپ ہمارے ساتھ سامرہ میں آ کر رہائش رکھیں۔ اس خط کے پہنچنے پر آپ کو مدینہ چھوڑنا پڑا اور اس طرح آپ سامرہ پہنچ گئے مگر وہاں جا کر انہوں نے قصر شاہی میں رہائش رکھنے کی بجائے شہر میں علیحدہ ایک محلّہ بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام کے نام سے آباد

کیا اور آپ نے سامرہ میں موجود سارے بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام کو اس محلے میں آباد کیا اور اپنا ایک شاہی طرز کا مکان بنوایا جو قصر ابن الرضا علیہ الصلوات والسلام کے نام سے مشہور ہوا کیونکہ مامون عباسی امام علیہ الصلوات والسلام کو ابن رضا علیہ الصلوات والسلام کہہ کر مخاطب کرتا تھا

218 میں مامون عباسی مرگیا تو اس کی جگہ مامون کا دوسرا بھائی محمدؐ بن ہارون معتصم باللہ عباسی خلیفہ بن گیا اس کے برسراقتدار آتے ہی شہنشاہ معظم ابوجعفر محمد تقی علیہ الصلوات والسلام واپس مدینے تشریف لائے ۔220 ہجری میں معتصم باللہ عباسی نے شہنشاہ معظم ابوجعفر محمد تقی علیہ الصلوات والسلام کو پھر [ بغداد ] سامرہ آنے کی دعوت دی

کیونکہ اس دور میں دارالحکومت سامرہ تھا اور معتمد عباسی کے دور تک یہی دارالحکومت رہا تھا پھر دوبارہ معتمد علی اللہ عباسی نے بغداد کو دارالحکومت بنادیا تھا

کتاب الکافی میں اسماعیل بن مہران سے روایت ہے کہ پہلی بار جب امام شہنشاہ معظم ابوجعفر محمد تقی علیہ الصلوات والسلام بغداد تشریف لے جانے لگے تو میں نے جاتے وقت عرض کیا کہ میں آپ پر فدا ہو جاؤں بغداد میں آپ کے تشریف لے جانے سے مجھے آپ کی جان کا خطرہ ہے یہ فرما دیجئے کہ آپ کے بعد امرامامت کس کے لئے ہے؟ یہ سن کر امام علیہ الصلوات والسلام نے مسکرا کر میری طرف دیکھا اور فرمایا کہ اب کی بار جانے میں ایسا نہیں ہے جیسا تجھے گمان ہو رہا۔ راوی کہتا ہے کہ جب دوبارہ معتصم کے پاس حضرت تشریف لے جانے لگے تو پھر میں خدمت میں گیا اور عرض کیا کہ میں آپ پر فدا ہو جاؤں آپ تو تشریف لئے جاتے ہیں بعد آپ کے امام کون ہوگا یہ سن کر امام علیہ الصلوات والسلام نے اس قدر گریہ فرمایا کہ ریش مبارک بھیگ گئی اور فرمایا (الکافی جلد اول)

☆ عند هذا یخاف علی الا مر من بعدی الیٰ ابنی علی علیہ الصلوات والسلام

اب کی دفعہ میرے جانے میں البتہ خوف ہے اور امامت میرے بعد ہمارے فرزند علی النقی علیہ الصلوات والسلام کے لئے ہے

## واقعہ شہادت

دوستو! جب شہنشاہ معظم ابوجعفر محمد تقی علیہ الصلوات والسلام سامرہ میں پہنچے تو معتصم باللہ عباسی نے وہاں آپ کی بہت عزت بھی کی محل میں رہنے کا عرض کیا مگر آپ نے اپنے قصر امامت میں رہنا ہی پسند فرمایا اور اسی دوران معتصم باللہ نے آپ کو شہید کرنے کا منصوبہ بنایا کیونکہ یہ لوگ خائف رہتے تھے کہ ہم نے ان اہل بیت علیہم الصلوات والسلام کے نام پر حکومت لی ہے اب اگر انہوں نے حکومت پر اپنا استحقاق جتلایا تو ساری مخلوق ان کے ساتھ ہو جائے گی

اس ملعون نے ام الفضل سے کہا کہ تو روز باپ کے پاس ان کی شکایتیں لکھا کرتی تھی اب تو ہماری مان لے اور انہیں زہر دے دے۔ وہ اس کی باتوں میں آ گئی اور اس نے آپ کو زہر دے دیا۔ جب آپ کو زہر دیا تو زہر دینے کے فوراً بعد رونے لگی کہ میں نے غلطی کی ہے اور چچا کے کہنے پہ میں نے آپ کو انگور رزاقی میں زہر دے دی ہے۔

اس پر امام علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا ہمارا انتقام تو اللہ جل جلالہ کے سپرد ہے، اب رونے سے کیا ہوتا ہے جو ہونا تھا وہ ہو چکا ہے، اب ٹسوے مت بہا اور مکافات عمل کا انتظار کر۔ ام الفضل کو بعد میں جنون لاحق ہو گیا تھا اور سارا دن اپنے بال نوچتی رہتی تھی اور عذاب الٰہی کی وجہ سے چیختی رہتی تھی

بصائر الدرجات میں حضرتؑ کے دربان کی زبانی منقول ہے وہ کہتا ہے کہ جس

زمانے میں حضرت امام محمد تقی علیہ الصلوات والسلام بغداد میں تشریف رکھتے تھے اس دور میں ابوذکریا نامی ایک معلم مسجد النبی میں بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھایا کرتا تھا اور امام علی النقی علیہ الصلوات والسلام وہاں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ایک دن ایک بچے کو آپ تختی لکھنا سکھا رہے تھے کہ اچانک بیتابی کے ساتھ اٹھے اور گریہ فرماتے ہوئے اپنے گھر اطہر کی طرف روانہ ہوگئے، معلم نے ہر چند رونے کا سبب پوچھا مگر آپ نے کچھ جواب نہ دیا اور اٹھ کر حرم اطہر میں تشریف لے گئے تھوڑی دیر بعد حرم اطہر سے گریہ وزاری کی آواز بلند ہوئی اور کافی دیر بعد امام علیہ الصلوات والسلام باہر تشریف لائے تو میں نے خدمت اقدس میں عرض کیا کہ آقا آپ کیوں اس قدر محزون وغمناک ہیں اور حرم سرا میں نوحہ وماتم کس لیے برپا ہے؟

مجھے دیکھ کر فرمایا ہمارے بابا پاک علیہ الصلوات والسلام کی سرمن میں شہادت ہوگئی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ یہ حال آپ کو کیوں کر معلوم ہوا؟ امام علیہ الصلوات والسلام نے جواب دیا کہ اس وقت عظمت وجلال الٰہی سے مجھ پر ایک کیفیت منکشف وآشکار ہوئی ہے کہ اس سے پیش تر وہ نہ تھی اسی سے میں نے دریافت کیا کہ حضرت نے وفات پائی اس کے بعد آپ باعجاز امامت سامرہ میں تشریف لائے اور بابا پاک کی خود تجہیز وتکفین فرمائی

آپ کی شہادت 29 ذیقعد 220 ہجری بمطابق 24 نومبر 835 عیسوی بروز ہفتہ ہوئی اور مقابر قریش میں سپرد جنت ہوئے ۔ بوقت شہادت آپ کی عمر مبارک قمری حساب سے 25 سال 3 ماہ 19 دن تھی اور شمسی حساب سے 24 سال 9 ماہ 17 دن تھی اور آپ تقریباً سات سال کی عمر میں منصب امامت وولایت مطلقہ پر فائز ہوئے تھے اور تقریباً 18 سال منصب عالیہ پر فائز رہے

www.khrooj.com

## اولاد پاک علیہم الصلوات والسلام

دوستو! شہنشاہ معظم ابوجعفر محمد تقی علیہ الصلوات والسلام کے چار فرزندانؑ مبارک علیہم الصلوات والسلام تھے اور چار شہزادیاں صلوات اللہ علیہن تھیں

(1) شہنشاہ معظم جناب ابوالحسن علیؑ النقی علیہ الصلوات والسلام

(2) جناب ابواحمد موسیٰ مبرقع علیہ الصلوات والسلام

(3) جناب ابواحمد حسین علیہ الصلوات والسلام

(4) ابوموسی عمران علیہ الصلوات والسلام

() جناب سیدہ [ف اط م ہ] صلوات اللہ علیہا

() جناب سیدہ [خ دی ج ہ] صلوات اللہ علیہا

() جناب سیدہ [ام ک ل ث وم] صلوات اللہ علیہا

() جناب سیدہ [ح ک ی م ہ] صلوات اللہ علیہا

یہ شہزادی صلوات اللہ علیہا وہ ہیں جو شہنشاہ امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے اسرارِ الٰہیہ کی حامل تھیں ان کے بارے میں تفصیل ہماری کتاب معدن العصمت میں دیکھیں

ان کے علاوہ بھی متعدد شہزادیوں کا ذکر کتب میں ہے اصل حقیقت سے تو اللہ جل جلالہ ہی آشنا و واقف ہے۔ شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام کی نسل طیب دو فرزندان سے چلی ہے

() شہنشاہ معظم جناب ابوالحسن علیؑ النقی علیہ الصلوات والسلام () جناب ابواحمد موسیٰ مبرقع علیہ الصلوات والسلام

یہ سادات رضویہ کے مورث اعلیٰ ہیں

یارب محمدؐ و آل محمدؐ صل علی محمدؐ و آل محمدؐ و عجل فرج آل محمدؐ بقائمھم عجل اللہ فرجہ الشریف و صلوات اللہ علیہ

www.khrooj.com

ھوالسبوح القدوس الرب الملائکۃ و الروح ھوالبدیع الانوار والارواح
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

# جناب امام علیؑ النقی

علیہ الصلوات والسلام

دوستو! ہمارے دسویں امام ہیں شہنشاہ معظم ابوالحسن علیؑ النقی الہادی علیہ الصلوات والسلام انہوں نے اپنے بابا پاک علیہ الصلوات والسلام کی شہادت کے بعد 29 ذیعقد 220 ہجری میں منصب امامت وولایت مطلقہ کو زینت بخشی جبکہ اس وقت آپ کا سن مبارک 6 سال 4 ماہ اور کچھ دن تھا

اس عالم ظاہر میں آپ کا ورودِ مسعود 5 رجب 214 ہجری مطابق 8 ستمبر 829 عیسوی بروز بدھ مدینہ طیبہ کے موضع ضریا میں ہوا

آپ کا اسم مبارک علی علیہ الصلوات والسلام تھا اور کنیت ابوالحسن علیہ الصلوات والسلام تھی کیونکہ بارہ آئمہ ہدیٰ علیہم الصلوات والسلام میں سے تین کی کنیت ابوالحسنؑ ہے اس لئے شہنشاہ معظم امام موسیٰ کاظم علیہ الصلوات والسلام کو ابوالحسن الاوّل کہا جاتا ہے اور شہنشاہ معظم امام رضا علیہ الصلوات والسلام کو ابوالحسن الثانی کہا جاتا ہے شہنشاہ معظم امام علیؑ النقی علیہ الصلوات والسلام کو ابوالحسن الثالث علیہ الصلوات والسلام کہا جاتا ہے

شہنشاہ معظم ابوالحسن علیؑ النقی علیہ الصلوات والسلام کے القاب بہت ہیں ان میں چند مشہور القاب یہ ہیں النقیؑ، الھادیؑ، الطیبؑ، الموتمنؑ، المتوکلؑ، نجیبؑ، مرتضیٰؑ، عالمؑ، فقیہؑ، ناصحؑ،

امینؑ ، علیہم الصلوات والسلام

آپ کی والدہ پاک بلاد مغرب کی شہزادی تھیں اور کنیز بن کر بارگاہ اقدس میں پہنچی تھیں جن کا اسم گرامی جناب سیدہ معظّمہ [ س م ان ہ ] صلوات اللہ علیہا تھا اوران کی کنیت ام العلیؑ صلوات اللہ علیہا تھی

اور بعض نے ام الفضل بھی لکھا ہے جو ان کا اشتباہ ہے

آپ نے اوّلین ایام مدینہ طیبہ میں گزارے، 232 ہجری میں شہنشاہ معظم جناب ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات والسلام جو ہمارے گیارہویں امام ہیں ان کی دنیا میں آمد ہوئی اور 236 ہجری میں آپ پورے خاندان پاک سمیت سامرہ جو اس وقت دارالخلافہ تھا وہاں تشریف لائے

## سامرہ میں سکونت

دوستو! بنی عباس کا ہر خلیفہ اپنی حکومت کے معاملے میں انتہائی حساس تھا اس لئے انہوں نے اپنی حکومت کے ہر ممکنہ مخالف کو ختم کرنے کا عہد کر رکھا تھا اور اس کے نتیجے میں انہوں نے اپنے بھائی تک قتل کروائے اور ان کا قول تھا کہ

**( حکومت عقیم ہوتی ہے یعنی اس کا کوئی رشتہ دار نہیں ہوتا۔ اس لئے جو بھی اس کی راہ میں روڑا بنے اسے نکال دینا چاہیے )**

اس لئے وہ خصوصی طور پر پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام کے بارے میں کسی بھی جھوٹی سچی بات کو فوراً تسلیم کر کے اس پر ایکشن لینا اپنا اوّلین فریضہ سمجھتے تھے اور چور کی داڑھی میں تنکا والی بات تھی چونکہ انہوں نے پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام پر ڈھائے جانے والے مظالم ہی کو سیاسی ایشو بنا کر حکومت حاصل کی تھی اس لئے انہیں پاک خاندان

علیہم الصلوات والسلام سے ہمیشہ یہ خطرہ رہتا تھا کہ کہیں ان میں سے کوئی فرد اعلان بغاوت نہ کر دے اور ان کی حکومت کا بیڑا نہ غرق ہو جائے
اس دور میں وہ پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام کے اہم افراد پر نگران اور جاسوس مقرر رکھتے تھے جو ان کے معمولات یا ایکٹیوٹیز (Activities) پر نگاہ رکھتے تھے اور حکام مدینہ کو بھی اس کی خصوصی تاکید تھی کہ وہ ان کے ایکٹیوٹیز (Activities) سے حکومت کو مسلسل باخبر رکھیں
اس دور میں حاکم مدینہ عبداللہ بن محمد تھا جو پاک خاندان کا سخت مخالف تھا اور امام علیہ الصلوات والسلام کو وقت بے وقت پریشان بھی کرتا رہتا تھا اور ہر قسمی اذیت دینا اپنا حق حاکمیت سمجھتا تھا کیونکہ وہ یہ دیکھ رہا تھا کہ اہل مدینہ میں حاکم مدینہ کی وہ عزت نہیں جو شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام کی عزت ہے، اسے یہ بات بھی چبھتی تھی اس لئے وہ اکثر حکومت کو لکھتا تھا کہ شہنشاہ معظم امام ابوالحسن علیؑ النقی علیہ الصلوات والسلام کی عزت بڑھ رہی ہے اور ان کے پاس لوگوں کی آمد معمول سے زیادہ ہے اور ان کے عزائم حکومت کے خلاف قیام کرنے کے نظر آ رہے ہیں۔ دوسری طرف حکومتی جاسوسوں کی رپورٹیں حاکم کی رپورٹوں کے خلاف تھیں اس لئے متوکل عباسی ملعون کچھ پریشان بھی تھا اور کوئی فیصلہ بھی نہیں کر پا رہا تھا۔ عین اس وقت شہنشاہ معظم امام ابوالحسن علیؑ النقی علیہ الصلوات والسلام نے متوکل ملعون کی طرف ایک گرامی نامہ تحریر فرمایا اور اس میں لکھا کہ ہمارے عزائم حکومت میں مداخلت کے نہیں ہم سکون سے رہنا چاہتے ہیں مگر حاکم مدینہ ہمیں آرام سے نہیں رہنے دیتا اور ہمیں وقت بے وقت پریشان کرتا رہتا ہے آپ اس کا نوٹس لیں وہ ہم پر تہمتیں بھی لگاتا ہے اور اذیتیں بھی دیتا ہے اور ساتھ ہی حکومت کو

www.khrooj.com

ہمارے خلاف جھوٹی باتیں لکھ کر حکومت کو بھی ہمارے خلاف اکساتا ہے
جب یہ گرامی نامہ متوکل کے پاس پہنچا تو اس نے سوچا کہ اب وقت ہے کہ میں راستہ ہموار کرلوں، اس نے فوری طور پر یحییٰ بن ہرثمہ بن اعین کو بلایا، اس کے ساتھ ایک اور آدمی دیا جو آل محمدؐ علیہم الصلوات والسلام کا دشمن تھا ان دونوں کو اس نے جوابی خط دیا اور تین سو آدمی ان کے ساتھ دیئے اور انہیں مدینہ کی طرف روانہ کر دیا۔ اس خط کی عبارت یہ تھی

☆بسم الله الرحمن الرحيم اما بعد فان امير المومنين عارف بقدرك راع لقرابتك موجب لحقك يقدرمن الامورفيك وفى اهل بيتك ما اصلح الله به حالك وحالهم وثبت به عزك و عزهم......(اصول کافی جلد 1 ص 501)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ......اما بعد! خلیفہ آپ کے مرتبہ عظیم کو جانتا ہے، میں آپ کے بارے میں اور آپ کی اہل بیت کے بارے میں اس امر کی نیت رکھتا ہوں جس میں آپ کے لئے اور ان کے لئے بہتری ہو اور آپ کی اور ان کی عزت وجلالت بھی رہے۔ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ عبداللہ بن محمد جو کہ جمعہ و جماعت کے لئے اور انتظام ملک کے لئے میرا امین اور میرا نائب تھا مجھے افسوس ہے کہ اس جاہل نے آپ کی حفظ مراتب میں قصور کیا ہے اس لیے میں نے اسے اس کے منصب عالی سے معزول کر کے محمد بن فضل کو اس کی جگہ منصوب کیا ہے اور اس کو حکم دیا ہے کہ وہ آپ کی تعظیم وتکریم میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے بلکہ ہمیشہ آپ کی اطاعت میں سرگرم رہے اور ہر امر میں آپ کی مرضی کے موافق رویہ رکھے، یہ بھی ہے کہ میں آپ کی زیارت کا بہت مشتاق ہوں اگر آپ بھی میری ملاقات کی خواہش رکھتے ہوں

اور میرے پاس رہنا چاہتے ہوں تو فوراً تشریف لائیے

میں نے یحییٰ بن ہرثمہ کو آپ کی خدمت میں روانہ کیا ہے اور اس کو تاکید کی ہے کہ یہ ہر وقت آپ کی فرمانبرداری میں رہا کرے آپ جہاں چاہیں منزل کریں اور جہاں سے چاہیں کوچ فرمائیں وہ کسی وقت آپ کی اطاعت سے باہر نہ گا اور آپ جس وقت ہمارے شہر میں پہنچیں گے تو اس وقت آپ میرے بھائیوں سے اور فرزندوں سے بڑھ کر میرے نزدیک عزیز اور محبوب ہوں گے انشاءاللہ تعالی

والسلام عليك ورحمة الله وبركاته

متوکل نے اس نامے کو لکھ کر یحییٰ ابن ہرثمہ کے حوالہ کیا اور تین سو آدمی اس کے ہمراہ کر کے مدینہ طیبہ کی طرف روانہ کیا

یحییٰ کہتا ہے کہ میں اس زمانے میں دوسرا مذہب رکھتا تھا اور میرے رفیقوں میں سے دو شخص ایسے تھے کہ جن میں سے ایک اہل بیت رسالت علیہم الصلوات والسلام سے محبت کرنے والا تھا اور دوسرا دشمن تھا، یہ دونوں آپس میں مباحثہ کیا کرتے تھے، میں بھی ان کی باتوں کو سنتا تھا۔ ایک دن ہم ایک صحرا میں پہنچے کہ جہاں آبادی کا نام ونشان تک نہ تھا۔ وہاں پر اس دشمن آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مرد شیعہ پر اعتراض کیا کہ تیرے مولا امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا تھا کہ دنیا کا کوئی ٹکڑا ایسا نہیں کہ جہاں کسی نہ کسی کی قبر نہ ہو اب تو ہی بتا کہ اس صحرا میں بھی کوئی دفن ہوسکتا ہے؟ کیا یہاں بھی کسی کو دفن کیا جا سکتا ہے؟ کیونکہ یہاں تو انسان ہی موجود نہیں ہیں تو دفن کون ہوگا؟ یحییٰ کہتا ہے کہ میں نے اس دشمن کی طرف داری بھی کی لیکن اس شیعہ نے اس بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ غرض قطع منازل ومراحل کرتے ہوئے ہم مدینہ طیبہ میں پہنچے جب

میں نے خلیفہ کا نوشتہ شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام کی خدمت میں پیش کیا آپ نے خط پڑھا اور فرمایا ہم بھی خلیفہ کی مرضی پر عمل کرنا چاہتے ہیں، آج تم آرام کرو انشاء اللہ کل ہم سفر کی تیاری میں مشغول ہو جائیں گے

دوسرے روز میں جب حاضر ہوا تو دیکھا کہ وہ جناب جامہ ہائے پشمی و باناتی سِلوا رہے ہیں چونکہ وہ گرمی کا موسم تھا اس لئے مجھے اس بات پر بہت تعجب ہوا اور میں نے دل میں یہی سوچا کہ امام علیہ الصلوات والسلام نے کبھی سفر نہیں کیا ہے بسبب ناتجربہ کاری کے یہ احتیاط فرما رہے ہیں اور بار بار میرے دل میں شیطان وسوسے ڈالتا تھا کہ رافضیوں کی ذہنیت پر تعجب ہے کہ ایسے شخص کو اپنا پیشوا جانتے ہیں

دوسرے روز جب میں حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ درزی کپڑے سی کر لا چکا تھا اور شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام وہ کپڑے اپنے رفقائے سفر میں تقسیم فرما رہے ہیں، اس سے میرا تعجب اور زیادہ ہوا کہ یہ لوگ گرمیوں میں اس لباس کو کس طرح مصرف میں لائیں گے۔ پھر مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے یحییٰ ہم آمادہ ہیں تو بھی اپنے کوچ کی تیاری کر۔ غرض اسبابِ سفر مہیا ہو جانے کے بعد شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام ہمارے ساتھ مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئے

جب اس صحرا میں پہنچے کہ جہاں اس ناصبی نے مرد مومن پر اعتراض کیا تھا تو اچانک ایک سیاہ رنگ کا بادل چمکتا گرجتا ہوا نمودار ہوا اور آنِ واحد میں اس صحرا پر سائبان بن گیا پھر ایسی بارش اور سرد ہوا چلی کہ ہمارے ساتھیوں میں سے 80 آدمی اس سردی کی شدت کی وجہ سے لقمہ اجل بن گئے اور ہمیں انہیں وہاں دفن کرنا پڑا

جب ہم ان کی تدفین سے فارغ ہوئے تو اس وقت شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے میری

www.khrooj.com

طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ اے یحییٰ تو نے دیکھا کہ اللہ جل جلالہ زمین کو کس طرح مرُدوں سے بھرتا چلا جاتا ہے ۔اس بات کو سننے سے مجھے پر رحمت اِلٰہی کے دروازے کھل گئے اور میں نے شہنشاہ معظم کے قدم مبارک پر گر کے عرض کیا

☆ اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمداً عبده ورسوله وان كم خلفاء الله فی ارضه

میں توحید و رسالت کی گواہی دیتا ہوں اور یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ بلا شک آپ لوگ زمین پر نائبان خدا ہیں اور اب تک میں کافر تھا الحمد للہ کہ آپ کی ہدایت سے مسلمان ہوا ہوں اس کے بعد میں ہمیشہ ان کی ولایت پر قائم رہا

اس کے بعد شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے مستقلاً سامرہ میں سکونت اختیار کر لی کیونکہ خلفائے عباسی یہی چاہتے تھے کہ یہ ہمارے شہر میں رہیں تا کہ ان کی نگرانی آسانی سے ہو سکے

ابتدائی دور میں متوکل ملعون نے ایک ایسے گھر میں آپ کو رہنے کا حکم دیا جو ان کے شایان شان نہ تھا اس لئے صالح بن سعید نے ایک روز اس بات کو آپ کے سامنے عرض بھی کر دیا اور عرض کیا کہ اے مولا میں آپ پر فدا ہو جاؤں ان ظالموں نے آپ کے نور کے چھپانے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی اور ہمیشہ آپ کی توہین کے درپئے رہتے ہیں اب آپ دیکھیں کہ انہوں نے آپ کو ایسے گھر میں قیام دیا ہے جو فقراء و مساکین کے رہنے کا ہے۔شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے یہ سن کر فرمایا اے سعید ادھر آؤ۔ جب میں قریب گیا تو آپ نے ہاتھ کا اشارہ فرما کے فرمایا ذرا ادھر دیکھو جب میں نے دیکھا تو کیا دیکھا کہ دل کش باغ ہیں، شگفتہ چمنستان ہیں، ان میں

www.khrooj.com

حور و غلمان رشک گوہر غلطان ہیں، اور غزالان خوش رفتار و مرغان خوش الحان ہیں۔
یہ دیکھ کر میری آنکھیں خیرہ ہوگئیں پھر شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا اے ابن سعید
جہاں کہیں بھی ہم رہتے ہیں خداوند کریم یہی نعمتیں ہمارے لیے مہیا رکھتا ہے

بنی عباس کی ہمیشہ یہ کوششیں رہیں کہ عوام کے سامنے آل محمدؐ علیہم الصلوات والسلام پر اپنی برتری ثابت کرتے رہیں اور انہیں نعوذ باللہ اپنے سے کمتر ثابت کریں

اسی خواہش و کوشش کا ایک مظاہرہ متوکل نے بھی کیا ایک مرتبہ موسم گرما میں اس نے حکم دیا کہ سارے اشراف و سادات سامرہ اس کے پاس آئیں اور اس نے عین گرمی کے وقت سارے اشراف اور سادات کو حکم دیا کہ وہ اس کے ساتھ بازار میں چلیں۔ جب وہ چلنے لگا تو اس نے اپنے لئے ایک شاہی سواری طلب کر لی اور باقی سارے سادات و رؤسا و اشراف کو اپنے ساتھ پیدل چلنے کا حکم دیا اس طرح اس نے پورے بازار کا چکر لگایا۔ رزاقہ نامی متوکل ملعون کا ایک حاجب تھا وہ روایت کرتا ہے کہ اس چکر میں متوکل ملعون نے شہنشاہ معظم ابوالحسن علیؑ النقی علیہ الصلوات والسلام کو بھی اپنے ساتھ چلنے کا حکم دیا ہوا تھا اور وہ بھی ساتھ چل رہے تھے، میں نے دیکھا وہ جناب گرمی کی وجہ سے پسینے سے شرابور تھے اور ریش اطہر سے پسینہ ٹپک رہا تھا۔ میں نے ان کے قریب جا کر اظہار افسوس کیا کہ اس ملعون نے بہت زیادتی کی ہے، اس پر انہوں نے فرمایا کہ اللہ جل جلالہ کے نزدیک ہماری قدر و منزلت جناب صالح علیہ السلام کی ناقہ سے بھی زیادہ ہے بلکہ اس کی منزلت ہمارے ایک ناخن کے ٹکڑے کے برابر بھی نہیں ہے

حاجب کہتا ہے کہ میرے گھر میں ایک شیعہ معلم آ کر میرے بچوں کو پڑھایا کرتا تھا

www.khrooj.com

میں نے اس کے سامنے اس کا ذکر کیا کہ اس طرح واقعہ ہوا اور شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے یہ فرمایا ہے۔ یہ سن اس نے کہا شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے ایسا ہی فرمایا ہے؟ میں نے جواب دیا ہاں ایسا ہی فرمایا ہے۔ اس نے کہا پھر تو اپنی کوئی تدبیر ابھی سے کر لے کیونکہ تین دن بعد متوکل ملعون قتل ہو جائے گا۔ میں نے کہا یہ بات تو نے کہاں سے نکال لی ہے؟ تو علم غیب کی خبر کیسے دے رہا ہے؟ اس نے کہا اگر امام علیہ الصلوات والسلام نے ایسا ہی فرمایا ہے تو پھر تو اپنے مال و دولت کی حفاظت کا انتظام کر لے پتہ نہیں کون حاکم بنے گا اور متوکل ملعون کے معتمدین کے ساتھ کیا سلوک کرے گا۔ یہ سن کر میں نے احتیاطاً اپنی دولت ادھر ادھر کر دی اور دن گننے لگا، جب تیسرا دن ہوا تو متوکل کا بیٹا معتز باللہ چند ترکوں کو لے کر باپ کے محل میں داخل ہوا وہ ترک فوجی دراصل اس کے خاص حواری تھے، اس نے محل میں داخل ہوتے ہی باپ کو دھر لیا اور واصل جہنم کر دیا اور اس کے ساتھ ہی اس کے وزیر فتح بن خاقان کو ٹکرے ٹکڑے کر ڈالا راوی کہتا ہے کہ یہ حال دیکھ کر میں امام علیہ الصلوات والسلام کی امامت کا قائل ہو گیا

پھر میں نے اس معلم سے پوچھا تیری بات تو سچ ہوگئی ہے مگر تو نے یہ معلوم کیسے کیا کہ تین دن بعد یہ ملعون قتل ہو جائے گا۔ اس نے کہا تو نے کلام اِلٰہی میں نہیں پڑھا کہ اللہ جل جلالہ نے جناب صالح علیہ السلام کی قوم سے فرمایا تھا فَقَالَ تَمَتَّعُوا فِي دَارِكُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّام ......یعنی تم صرف تین دن تک اپنے گھر سے استفادہ کرلو تین دن بعد عذاب نازل ہو جائے گا بس اسی سے میں نے سمجھ لیا کہ یہ بھی اللہ جل جلالہ کے وعدے کی طرح ہے کیونکہ امامِ وقت بھی اللہ جل جلالہ کا نمائندہ ومظہر ہوتا ہے ان کی بات کیسے غلط ہو سکتی تھی؟

www.khrooj.com

دوستو! ہمارے عقائد میں سے ایک یہ بات بھی ہے کہ آئمہ معصومین علیہم الصلوات والسلام کسی مقام پر مجبور نہیں ہوتے بلکہ ان کا صبر اختیاری ہوتا ہے اور ان کا صبر دراصل مقدرات اِلٰہیہ میں حائل نہ ہونے کا مظاہرہ ہوتا ہے ورنہ اگر یہ نہ چاہیں تو ایک پتہ بھی نہیں ہل سکتا کیونکہ یہ متصرف علی الکائنات ہوتے ہیں، کیونکہ اللہ جل جلالہ کے نمائندے ہوتے ہیں اس لئے یہ اس کی رضا کے مطابق چلتے ہیں جیسا کہ فرعون و ہامان ونمرود وشداد جیسے لوگوں کی گستاخیوں پر اپنے مقدرات کے اجرا کے لئے اللہ جل جلالہ خاموش رہتا ہے اسی طرح شمر، یزید، متوکل ومعتز جیسے ظالمین کے افعال پر اللہ جل جلالہ کے نمائندے بھی خاموش رہتے ہیں تاکہ وہ اپنے مقدرات کی تکمیل تک پہنچ جائیں اور اپنا استحقاق جہنم کامل کرلیں، یہی وجہ تھی کہ اللہ جل جلالہ نمرود کے تیروں کو خون لگا رہا تھا، فرعون کے دعویٰ کی تکمیل کر رہا تھا، سامری کے بچھڑے سے باتیں کروا رہا تھا، یہاں بھی اسی طرح اس کے نمائندے فراعنہ دوراں کے احکامات پر عمل کر کے اسے مہلت ضلالت وتمرد دے رہے تھے، ہاں کبھی کبھی اتمام حجت کے لئے ان کے سامنے اپنی جبروتیت کا مظاہرہ بھی فرما دیتے تھے تاکہ وہ ملعون جو بھی کریں انجانے میں نہ کریں بلکہ عمداً دیکھ بھال کر کریں

جیسا کہ فضل بن حمید [حمد] (جو متوکل ملعون کا کاتب تھا) روایت کرتا ہے کہ ایک دن معتز باللہ عباسی (جس نے باپ کو فی النار کیا تھا) میرے ساتھ متوکل ملعون کے دربار میں گیا اور ہم نے دیکھا اور سنا کہ وہ ملعونِ ازل اپنے وزیر فتح بن خاقان سے شہنشاہ معظم ابوالحسن علیؑ النقی علیہ الصلوات والسلام کی شکایتیں کر رہا ہے

متوکل ملعون کا معمول تھا کہ جب معتز اس کے پاس جاتا تھا تو یہ مرحبا کہہ کر اسے

اپنے پاس بٹھا لیتا تھا لیکن اس دن وہ اس قدر غصے میں تھا کہ معتز کی طرف متوجہ ہی نہیں ہوا اور جن جن باتوں کی نسبت وہ حضرتؑ کی طرف کرتا تھا فتح اسے جواب دیتا تھا کہ حضرت نے ایسا ہرگز نہیں کیا، یہ غلط ہے، اس سے وہ زیادہ غضبناک ہو کر کہتا تھا کہ خدا کی قسم ہے شہنشاہ معظم ابوالحسن علیؑ النقی علیہ الصلوات والسلام کو آج ضرور شہید کروں گا کیونکہ وہ میری حکومت میں رخنہ ڈال رہے ہیں

اس کے بعد اس نے ایک غلام کو بھیجا کہ وہ شہنشاہ معظم ابوالحسن علیؑ النقی علیہ الصلوات والسلام کو دربارِ خلافت میں لائے، اُس کے جانے کے بعد اس نے اپنے چار ترکی غلام بلا لئے اور انہیں تلواریں دے دیں اور کہا کہ جب شہنشاہ معظم ابوالحسن علیؑ النقی علیہ الصلوات والسلام یہاں تشریف لائیں تو وہ فوراً انہیں شہید کر دیں اور پھر اس نے قسم کھائی کہ میں انہیں شہید کرنے کے بعد ان کی لاش اطہر کو ٹھنڈا کر دوں گا۔ تھوڑی دیر کے بعد دربانوں نے آ کر اطلاع دی کہ شہنشاہ معظم ابوالحسن علیؑ النقی علیہ الصلوات والسلام محل میں تشریف لا رہے ہیں

راوی کہتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام کے رخ انور پر خوف و ہراس کا کوئی اثر تھا ہی نہیں۔ جونہی آپ نے دربار میں قدم رکھا تو میں نے دیکھا کہ اہل دربار پر ان کی ایسی دہشت طاری ہوئی کہ سارے کانپ رہے تھے اور وہ چاروں ترکی غلام شہنشاہ معظم ابوالحسن علیؑ النقی علیہ الصلوات والسلام کو دیکھ کر سجدے میں گر پڑے اور متوکل ملعون بھی رعب و ہیبت سے اپنے تخت سے منہ کے بل زمین پر گرا اور اس کے بعد کانپتا ہوا اٹھا اور آگے بڑھ کر آپ کے دست مبارک اور پیشانی نورانی پر بوسے لئے اور عرض کیا کہ اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اے خیر الخلائق، اے پسر عم اور اے مولا آپ نے اس وقت کیوں زحمت فرمائی

www.khrooj.com

حضرت نے ارشاد فرمایا کہ تیرے قاصد نے تیرا پیغام دیا ہے، متوکل نے کہا کہ اس نے جھوٹ کہا ہے آپ کا جہاں مزاج مبارک چاہیے تشریف لے جائیے، جب آپ روانہ ہوئے تو وہ ملعون اپنے وزیروں سمیت دروازے تک آپ کو چھوڑنے آیا شہنشاہ معظم ابوالحسن علیؑ النقی علیہ الصلوات والسلام باہر تشریف لے گئے تو اس وقت متوکل نے ان غلاموں کو طلب کیا اور ان سے پوچھا کہ تم لوگوں نے امام علیہ الصلوات والسلام کا سجدہ کیوں کیا تھا اور اس قدر ان کی تعظیم و تکریم کیوں کی تھی؟ ان غلاموں نے جواب دیا کہ شہنشاہ معظم ابوالحسن علیؑ النقی علیہ الصلوات والسلام کو دیکھتے ہی ہم پر اس قدر رعب طاری ہوگیا کہ ہم سب بے خود ہو گئے اور سجدے میں گر گئے جب سجدے سے سر اٹھایا تو پھر بھی ہم پر ایسی ہیبت طاری تھی کہ تمہارے حکم کی تعمیل نہیں کر سکے۔ یہ سن کر متوکل ملعون ہنسا اور فتح بن خاقان سے کہا کہ خود میری بھی یہی حالت تھی

اس طرح کے آپ کے لاتعداد واقعات ہیں جو صاحبان سیرت و تاریخ نے جمع کئے ہیں یہاں انہیں نقل کرنے کی گنجائش ہی نہیں ہے

## شہادت

دوستو! شہنشاہ معظم ابوالحسن علیؑ النقی علیہ الصلوات والسلام کے زمانۂ حیات میں کئی عباسی ملاعین حاکم ہوئے اور واصل جہنم ہوئے۔ ان کے دور میں معتصم باللہ، واثق باللہ، متوکل باللہ، منتصر باللہ، مستعین باللہ، اور معتز باللہ عباسی حاکم ہوئے اور اس آخری ملعون نے آپ کو زہر ستم سے شہید کیا

رجب المرجب بروز سوموار 254 ہجری بمطابق جولائی 868 عیسوی کا یہ واقعہ ہے حسنؑ ابن حسینؑ القنطیس سے روایت ہے کہ ہم مطلعِ ولایت کے دسویں آفتابِ عالم

تاب علیہ الصلوات والسلام کی زیارت کی غرض سے سامرہ میں داخل ہوئے

بعد از غسلِ زیارت قصرِ ولایت کے درِ اقدس پر حاضری دی، جب ہم درِ اطہر پہ پہنچے تو پتہ چلا کہ امتِ ملعون نے امام عالی مقام علیہ الصلوات والسلام کو جامِ بقا پیش کیا ہے جس کی وجہ سے زیارت ناممکن ہے، ہم رونے لگے اور بہت مایوس بھی ہوئے اچانک ایک خادم نے آ کر ہمیں فرمایا کہ تمہیں تمہارے امامِ زمانہ علیہ الصلوات والسلام نے یاد فرمایا ہے، ہم مہمان خانہ سے گزر کر اس مقام پر آئے جہاں امام عالی مقام علیہ الصلوات والسلام تشریف فرما تھے، ہم نے دیکھا کہ ان کے گرد خاندانِ بنی ہاشم علیہ الصلوات والسلام کے تقریباً 150 افراد بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ جناب مسند پہ نیم دراز ہیں آنکھیں بند ہیں، چہرے پہ زردی چھائی ہوئی ہے، سارے لوگ آہستہ آہستہ گریہ کر رہے ہیں اچانک در اطہر سے ایک نوجوان شہزادہ برآمد ہوئے ان کا گریبان چاک تھا اور آنکھوں سے ایسا لگتا تھا جیسے ابھی ابھی تنہائی میں رو رو کر آنکھیں سرخ کر کے آئے ہوں ہم اس سے قبل اس پاک شہزادے سے متعارف نہیں تھے وہ آ کر اپنے بابا جان کی داہنی طرف کھڑے ہو کر رخ انور کی تلاوت فرمانے لگے، چند منٹ بعد امام عالی مقام نے آنکھیں کھولیں اور لختِ جگر کے چہرے پہ آثارِ درد کا مشاہدہ فرمایا، پھر انہیں اپنے قریب بلایا اور سینے سے لگایا تو شہزادے پاک کے ضبط وصبر کے سارے بندھن ٹوٹ گئے اور وہ بے ساختہ رونے لگے۔اس پر امام عالی مقام علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا

☆ یا بنی احدث لله شكراً فقد احدث فيك امراً فبكىٰ الحسنؑ علیہ الصلوات والسلام الفتى وحمد الله واسترجع وقال الحمد لله رب العالمين

(اصول کافی جلد 1 ص 327)

اے لختِ جگر اب ہماری دستار کے وارث آپ ہیں اور منصب امامت اور مسندِ ولایت کے مالک آپ ہیں اس پہ اللہ کا شکر ادا کریں اس وقت شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے روتے ہوئے فرمایا إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعون پھر بیساختہ گریہ کرتے ہوئے فرمایا الحمدللہ رب العالمین

راوی کہتا ہے کہ اس فرمان سے ہمیں علم ہوگیا کہ آج کے بعد ہمارے امامِ زمانہ ابومحمد حسن العسکری علیہ الصلوات والسلام ہیں

3 رجب 254 ہجری بمطابق 28 جون 868 عیسوی بروز جمعرات آپ وصال اِلٰہی کی جنت میں پہنچے، آپ کی تجہیز و تکفین شہنشاہ معظم ابومحمدؑ العسکری علیہ الصلوات والسلام نے فرمائی اور لوگوں کی خواہش تھی کہ زیادہ سے زیادہ لوگ آپ کے جنازہ میں شریک ہوں اس لئے تابوت اطہر کو باہر میدان میں لایا گیا جو کہ پاک گھر سے کافی دور تھا ۔مسعودی کی روایت میں ہے کہ جب میدان میں تابوت لایا جا رہا تھا تو ہزاروں لوگ آپ کی تشیع میں شامل تھے اس وقت انتہائی گرمی پڑ رہی تھی اور شہنشاہ معظم جناب ابومحمد العسکری علیہ الصلوات والسلام تابوت کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے مگر وہ پسینے سے شرابور تھے جب جنازہ پڑھا چکے تو تابوت کو واپس لایا گیا واپسی پر آپ بہت زیادہ گرمی محسوس فرما رہے تھے راستے میں ایک سبزی فروش کی دکان تھی اس نے دکان کے گرد پانی چھڑک رکھا تھا تاکہ گرمی کم ہو جائے اور اس کی سبزی باسی نہ ہو جائے، جب وہاں پہنچے تو شہنشاہ معظم ابومحمد حسن العسکری علیہ الصلوات والسلام نے وہاں دکان کی ایک کرسی کو زینت بخشی، اس وقت ہم نے دیکھا کہ ایک نورانی چہرے والی ذات وہاں ایک سفید رنگ کے گھوڑے پر تشریف لائے اور ان کے سامنے اپنے گھوڑے سے

اترے اور آ کر عرض کیا کہ آپ واپس گھر اس گھوڑے پر تشریف لے جائیں۔ یہ سن کر شہنشاہ معظم ابو محمدؐ العسکری علیہ الصلوات والسلام نے ان کے گھوڑے کو اعزاز بخشا اور اس طرح واپس گھر تشریف لائے مگر ہمیں یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ شخصیت کوئی فرشتہ تھا یا جناب خضر علیہ السلام تھے کیونکہ وہ آپ کو گھر پہنچا کر غائب ہو گئے

## اولاد پاک علیہم الصلوات والسلام

دوستو! امام ابوالحسن علیؐ النقی علیہ الصلوات والسلام کی کل پانچ اولادیں تھیں

() شہنشاہ معظم اسد الدجیل جناب محمدؐ علیہ الصلوات والسلام

() شہنشاہ معظم ابو محمد حسنؐ العسکری علیہ الصلوات والسلام

() شہنشاہ معظم جناب حسینؐ العسکری علیہ الصلوات والسلام

() جناب جعفر تواب علیہ الصلوات والسلام

() شہزادی پاک سیدہ جناب [ م س م و ن ہ ] صلوات اللہ علیہا

آپ کا ظہور پر نور 5 رجب 214 ہجری مطابق 8 ستمبر 829 عیسوی کو ہوا

آپ کی شہادت 3 رجب 254 ہجری بمطابق 28 جون 868 عیسوی کو ہوئی

ظاہری طور پر آپ کی کل عمر مبارک قمری حساب سے 40 سال تھی اور شمسی حساب سے 39 سال کے قریب بنتی ہے۔ تقریباً ساڑھے چھ سال کی عمر میں منصب امامت سنبھالا اور 33 سال تک منصب امامت و ولایت مطلقہ پر فائز رہے

یارب محمدؐ و آل محمدؐ صل علی محمدؐ و آل محمدؐ و عجل فرج آل محمدؐ بقائمھم عجل اللہ فرجہ الشریف و صلوات اللہ علیہ

www.khrooj.com

ھوالسبوح القدوس الرب الملائکۃ و الروح ھوالبدیع الانوار والارواح
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

# جناب امام ابو محمد حسنؑ العسکری

علیہ الصلوات والسلام

دوستو! ہمارے گیارہویں امام علیہ الصلوات والسلام شہنشاہ معظم جناب ابو محمد حسن العسکری علیہ الصلوات والسلام ہیں، آپ کا اسم مبارک شہنشاہ معظم جناب حسن علیہ الصلوات والسلام ہے اور کنیت آپ کی ابو محمدؑ علیہ الصلوات والسلام ہے اور مشہور القاب عسکریؑ، ہادیؑ، سراؑج زکیؑ، خالصؑ، ابن الرضاؑ علیہ الصلوات والسلام ہیں

شہنشاہ معظم امام محمد تقی الجواد علیہ الصلوات والسلام کو بھی ابن الرضاؑ کہا جاتا تھا اور شہنشاہ معظم امام علی نقی الہادی علیہ الصلوات والسلام کو بھی ابن الرضاؑ کہا جاتا تھا یہ لقب حکومتی عمال میں مشہور تھا۔ آپ کا مشہور ترین لقب عسکری علیہ الصلوات والسلام ہے اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ معتمد باللہ عباسی نے آپ کو مرعوب کرنے کے لئے اپنے سارے لشکروں کو جمع کیا اور وہاں ایک بلند و بالا چبوترا بنایا گیا تھا اس پر وہ کھڑا ہو گیا اور اس نے اپنے ساتھ شہنشاہ معظم ابو محمد حسن العسکری علیہ الصلوات والسلام کو بھی کھڑا کر لیا

ایک ایک ہزار کا فوجی دستہ وہاں آتا تھا اور اپنا علم اس چبوترے کے سامنے نصب کر کے آگے بڑھ جاتا تھا اس طرح کئی سو علم اس کے سامنے نصب ہو چکے تو اس ملعون نے عرض کیا کہ آپ نے ہمارا لشکر دیکھا ہے کیا اس لشکر کی موجودگی میں بھی

کوئی ہمارے خلاف بغاوت کا سوچ سکتا ہے؟ [اس کا اشارہ آپ ہی کی طرف تھا]
یہ سن کر آپ نے فرمایا تو نے تو ہمیں اپنا لشکر دکھایا ہے کیا ہمارا لشکر دیکھنے کی خواہش نہیں کرے گا؟ اس نے عرض کیا کہ آپ بھی اپنا لشکر دکھا دیں

اس وقت امام کائنات علیہ الصلوات والسلام نے اس سے فرمایا کہ تم ذرا آسمان کی طرف نگاہ کرو، جب اس نے نگاہ کی تو انہوں نے اس کی آنکھوں کے حجابات اٹھا دیئے اس نے دیکھا کہ زمین سے لے کر آسمان تک ملکوت کا ایک عظیم لشکر ہے جن کے ہاتھوں میں حربہ ہائے آتشیں ہیں، جب انہوں نے مل کر نعرہ تکبیر بلند کیا تو معتمد عباسی کی طہارت بھی خطا ہوگئی اور وہیں بیہوش ہو کر گر گیا اور اسی دن اس کی آدھی داڑھی بھی سفید ہوگئی، اس طرح وہ کئی دن تک بخار میں مبتلا بھی رہا، اس کے بعد آپ کو عسکریؑ (لشکروں والی ذات) کا لقب ملا

اس لقب کی ایک وجہ یہ بھی لکھی جاتی ہے کہ وہ سامرہ کے جس محلے میں رہتے تھے اس محلے کا نام عسکر تھا ممکن ہے کہ یہ بات درست ہو اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مخالفین نے اس لقب کی اصلی حقیقت کو چھپانے کے لئے یہ محلّہ عسکر والی بات کی ہو، کئی لوگوں نے تو یہ بھی لکھا ہے کہ سامرہ [سر من رائے] ہی کو بلد العسکر یعنی لشکر کا شہر کہتے تھے اس وجہ سے آپ کو عسکری کہتے تھے مگر اصل بات وہی اولین ہے

مناصب مظہریہ میں آپ اللہ جل جلالہ کی ہیبت و جبروت کے مظہر ہیں

## والدہ ماجدہ صلوات اللہ علیہا

آپ کی والدہ پاک صلوات اللہ علیہا سیدہ دوراں بتول زماں تھیں جو تبعان یمن [شاہان یمن] کی اولاد میں سے تھیں اور پاک گھر میں کنیز بن کر حاضر ہوئی تھیں، ان کا اسم

www.khrooj.com

مبارک سیدۃ الزمان جناب [س ل ی ل ] صلوات اللہ علیہا تھا

یہ بات یاد رکھنا چاہیے کہ کسی بھی معصوم کی والدہؑ پاک غیر معصوم نہیں ہوسکتی اس لئے انہیں بھی معصومہ کبریٰ ماننا واجب ہے اور یہی پورے شیعوں کا عقیدہ ہے

## ظہور اجلال

اس عالم ناسوت میں آپ کا ظہور 10 ربیع الثانی 232 ہجری بمطابق 3 دسمبر 846 عیسوی بروز سوموار مدینہ طیبہ میں ہوا

آپ چار سال اور کچھ ماہ مدینہ طیبہ میں رہے، اس کے بعد 236 ہجری میں اپنے بابا پاک علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ سامرہ میں تشریف لائے اور پھر یہاں مستقلاً رہائش پذیر ہو گئے

## ادوار اسیری

دوستو! ہمارے گیارہویں امام علیہ الصلوات والسلام کو عباسی حکومت کی طرف سے چار مرتبہ اسیر کیا گیا جس کی ترتیب یہ تھی۔ تفصیل کے لئے ہماری کتاب معدنِ عصمت دیکھیں

() صفر 252 تا صفر 254 زمانہ معتز باللہ کل عرصہ دو سال

() صفر 256 تا جمادی الثانی 256 زمانہ مھتدیٰ باللہ کل عرصہ 5 ماہ

() شوال 256 تا ذوالحجہ 256 زمانہ معتمد باللہ کل عرصہ 3 ماہ

() صفر 257 تا ربیع الثانی 258 زمانہ معتمد باللہ کل عرصہ ایک سال 3 ماہ

اس طرح کل دورِ اسیری تقریباً 3 تین سال اور گیارہ ماہ بنتا ہے مگر جو عرصہ سرکار علیہ الصلوات والسلام اپنے گھر اطہر میں نظر بند رہے وہ اس میں شامل نہیں ہے

www.khrooj.com

## پہلا دورِ اسیری

252ھ ہجری ماہ محرم میں مستعین باللہ عباسی فی النار ہوا اور آخرِ محرم کے بعد اس کی جگہ پر معتز باللہ عباسی تختِ خلافت پر قابض ہوا جو 255ھ ہجری تک حاکم رہا لیکن اس نے اوائل سال 252ھ ہجری میں مطلعِ ولایت کے گیارہویں تاجدار علیہ الصلوات والسلام کو گرفتار کرنے کا حکم دیا اور اس وقت ان کا سن مبارک بیس یا اکیس سال کا تھا اور یہ وہ زمانہ تھا کہ ان کے سرِ اطہر پر ابھی بابا پاک علیہ الصلوات والسلام کا سایہ باقی تھا اس حکم کی تعمیل کے لئے ملعون کے فوجی درِ اطہر پر آئے اور انہیں ساتھ لے گئے، ظالمین انہیں دربار میں لائے معتز باللہ عباسی ملعون نے اپنے معتمد خاص علی بن یارمش کو بلایا (یہ ترکی النسل غلام تھا) اسے بلا کر حکم دیا کہ انہیں اپنے محل کے کسی تہہ خانہ میں پابندِ رضائے اِلٰہی کر دے۔اس کا مقدر بھی عجیب تھا یہ اس کریم کو اپنا دشمن سمجھ کر گھر لایا مگر یہ کریمِ ازل اس کے لئے جہنم سے نجات دینے والے بن کر اس کے گھر تشریف لائے علی بن یارمش نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ ان پر ہر قسمی سختی روا رکھو، خورد و نوش میں بھی تنگی دینا ہے اور ایذا سے کبھی دست کش نہیں ہونا اس نے جب ان رومی غلاموں کو یہ احکام دے کر روانہ کیا تو وہ ظلم کی نیت سے ان کے زندان کے قریب آئے، امام علیہ الصلوات والسلام نے انہیں نام بہ نام پکارا اور رومی زبان میں ان سے کلام فرمانا شروع کیا اس پر ان غلاموں کو بڑی حیرت ہوئی اس کے بعد وہ روزانہ حاضر ہوتے اور پاک کلام سے مستفید ہوتے اور اکثر اوقات جب وہ آتے تو انہیں مصروفِ نماز پاتے اور آپ روزہ سے رہتے

ایک دن علی بن یارمش نے غلاموں سے کہا کہ ان پر ظلم بڑھا دیں ان غلاموں نے

کہا کہ کس پر ظلم کرنا ہے؟ کیا فرزندِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ظلم کرنا ہے جو دن کے روزہ دار اور رات کے عبادت گزار ہیں، اس صاحبِ وجاہت علیہ الصلوات والسلام پر ظلم کرنا ہے جن کے چہرے پر نگاہ پڑ جائے تو ہیبتِ الٰہی دیکھ کر دل دھڑکنا بھول جاتے ہیں۔ اس نے کہا تم بڑے نمک حرام ہو میرے غلام ہو اور میرے نافرمان بھی ہو انہوں نے کہا ہم نمک حرام ہوں گے مگر تم جیسے نہیں کیونکہ جس کی نعلین کا صدقہ تم کھا رہے ہو اسی کریم کے لختِ جگر علیہ الصلوات والسلام پر ظلم کرنے کا حکم بھی دے رہے ہو۔ اب بتاؤ اصل نمک حرام تم ہو یا ہم ہیں؟

تم لوگ جن کا کلمہ پڑھتے ہو، جس ذات سے آخرت اور جنت کے حصول کی امید رکھتے ہو، جس ذات کی وجہ سے دوسری اقوام پر فخر کرتے ہو انہی کے لخت جگر کو قید و مصیبت میں رکھنے کے بعد کیا تم آخرت میں کسی رعایت کی امید رکھ سکتے ہو؟

کیا تم اس بات سے انکار کر سکتے ہو کہ یہ نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں؟ ان باتوں پر غور کر کے بتاؤ ہم نمک حرام ہیں یا تم نمک حرام ہو؟ یہ سن کر اس کے دل پر چوٹ لگی، یہ روتا ہوا حاضرِ بارگاہ ہوا، توبہ کی، معافی چاہی اور اس کے بعد یہ ہمیشہ غلامی کرتا رہا اس طرح ماہِ صفر 254 ہجری بمطابق فروری 868 عیسوی میں دو سال کی اسیری کے بعد گھر جانے کی اجازت ملی

## دوسرا دورِ اسیری

ماہ صفر 255 ہجری میں معتز باللہ عباسی ملعون کی موت کے بعد محمدؐ بن واثق باللہ مہتدیٰ باللہ کا لقب لے کر برسرِ اقتدار آیا اور آتے ہی نیک اور عادل حکمران بننے کا ڈھونگ رچایا، اس نے قتبہ المظالم والقضایا بنوایا اور کھلی کچہری لگانا شروع کر دی،

لوگوں کی فریادیں خود سنتا اور با جماعت نماز میں عام نمازیوں کے ساتھ کھڑا ہو کر نماز ادا کرتا تھا اس نے یہ ڈھونگ پورے چھ ماہ تک رچائے رکھا اور اس نے عوام کو بیوقوف بنائے رکھا۔ اس نے اپنے امور کا انچارج صالح بن وصیف ملعون کو بنایا ہوا تھا کیونکہ وہی اس کی حکومت کے قیام میں مرکزی کردار ادا کرنے والا تھا

جب 256 ہجری میں صفر کا مہینہ آیا تو اس ملعون نے صالح بن وصیف ملعون کو بلایا اور مشورہ کیا کہ بنی عباس پر ہمیشہ بنی ہاشم علیہ الصلوات والسلام کے خوف کی تلوار لٹکتی رہتی ہے اس کا کوئی حل سوچو۔ اس نے کہا اس دور میں اس پاک خاندان علیہ الصلوات والسلام میں صرف ایک ہی تو ایسی ہستی ہے کہ جو اگر لوگوں کو اپنے گرد جمع فرمائے تو سارے عرب کے شیعہ ان کا ساتھ دیں گے اور وہ ہیں جناب ابو محمد حسن العسکری علیہ الصلوات والسلام اگر تم حکم دو تو انہیں گرفتار کیا جا سکتا ہے۔ اس ملعون نے اسے حکم دے دیا اور وہ ملعون مولائے کائنات علیہ الصلوات والسلام کو بصد ظلم و جور گھر اطہر سے دربار میں لے آیا، جب انہیں دربار میں پیش کیا گیا تو ملعون نے حکم دیا کہ تُو انہیں اپنے کسی تہہ خانے میں نظر بند رکھ اور انہیں ہر قسمی اذیت سے دوچار رکھ

اس ملعون نے اپنے قید خانہ میں آپ کو دو ماہ تک قید رکھا اور اس دوران ان پر ہر قسمی ظلم روا رکھا اور اس نے چند حبشی نوبی غلام مقرر کیئے اور انہیں ظلم پر معمور کیا کچھ دن بعد حبشی غلاموں سے امام علیہ الصلوات والسلام نے ان کی زبان میں کلام فرمائی تو وہ حیران رہ گئے اور اس طرح ان کی ذات سے اتنے متاثر ہوئے کہ انہوں نے صالح بن وصیف کا حکم ماننا چھوڑ دیا اور ظلم سے باز آ گئے۔ صالح بن وصیف ملعون کا معمول تھا کہ وہ اپنے مکان پر بنی عباس کے ملاعین کو دعوتیں دیا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ تم خود

امام علیہ الصلوات والسلام پر ظلم ہوتا ہوا اپنی آنکھوں سے دیکھو اس طرح ایک دن صالح بن وصیف نے بنی عباس کے معتبر ملاعین کو اپنے گھر میں کھانے کی دعوت دی جب وہ جمع ہوئے تو کھانا کھانے کے دوران انہوں نے کہا کہ تم اپنے مہمان پر ظلم بڑھا دو اور ان پر ذرا بھر رعایت نہ کرو

اس ملعون نے جواب دیا کہ میں نے چند انتہائی سفاک اور ظالم حبشی غلام ظلم پر مامور کئے تھے مگر انہوں نے آکر مجھے جواب دیا ہے کہ ہم ان پر ظلم نہیں کر سکتے ہم کس پر ظلم کریں؟ کیا سبطِ پیغمبر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ظلم کریں جو رات بھر کے عبادت گزار اور شب بیدار ہیں، دن کے روزہ دار ہیں، جن کے چہرے پر نظر کرنے سے ہمارے دل کانپ جاتے ہیں ہم ان پر ظلم کیسے کریں؟ انہوں نے کہا تم خود ہی کچھ کرو اس پر اس نے کہا اب میں خود ظلم کے ایسے پہاڑ توڑوں گا کہ بنی عباس کے دل (خدا نہ کرے) ٹھنڈے ہو جائیں گے۔ یہ جمادی الثانی 256 ہجری کی بات ہے، ٹھیک اسی دن قدرت نے ایک فیصلہ صادر فرمایا کہ اسی دن مھتدیٰ باللہ ملعون کے خلاف بغا کبیر نے بغاوت کر دی، بغا کبیر ایک فوجی جرنیل تھا اس نے ایک فوجی گروپ کو اپنے ساتھ ملایا اور انہوں نے مھتدیٰ باللہ کے محل کا گھیراؤ کر لیا جب مھتدیٰ باللہ ملعون کا گھیرا تنگ کیا اور اس کے مظالم و جرائم کی فہرست اس کے سامنے رکھی تو اس نے کہا یہ سب کچھ مجھے بتائے بغیر صالح بن وصیف نے کیا ہے اگر بدلہ لینا ہے تو اسے پکڑو، یہ سن کر بغا کبیر کے ساتھی صالح بن وصیف کے محل کے در پہ پہنچ گئے اسے باہر بلایا مگر وہ باہر نہ آیا اس پر بغا کبیر اور اس کے ساتھی اس کے محل میں گھس گئے اور وہ جوں ہی سامنے آیا ایک فوجی نے اس پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ اس کا دایاں کاندھا

www.khrooj.com

کٹ کر زمین پہ جا گرا اس کے بعد وہ ملعون خود بھی زمین پر گر گیا اس پر ایک اور فوجی اس کے قریب آیا اور اسے سیدھا سلا کر اس کے سینے پر سوار ہو گیا اور اسے بھیڑ کی طرح ذبح کر دیا پھر اس کا سر لے کر نیزے پر چڑھا لیا اور اسے سامرہ کے صدر دروازے پر بالوں سے رسی باندھ کر لٹکا دیا۔

ع...... خس کم جہاں پاک

اس واقعہ کے بعد امام علیہ الصلوات والسلام واپس اپنے گھر اطہر میں تشریف لائے

بغا کبیر کی موت کے بعد مھتدیٰ باللہ تو بچ گیا تھا مگر اصل ظالم تو وہی تھا اس لئے ٹھیک ایک ماہ بعد قادرِ مطلق نے ایک اور فیصلہ سنایا یعنی ماہِ رجب میں اللہ کی تلوارِ انتقام مھتدیٰ باللہ ملعون کے سر پر چمکی اس کے خلاف ترکوں نے بغاوت کر دی اور اس کے محل میں گھس کر اسے تخت سے گھسیٹ لیا اور تخت کے سامنے اوندھا کر کے تلوار سے واصلِ جہنم کر دیا۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے تاریخ طبری، تاریخ ابن خلدون، تاریخ ہشام، تاریخ بغداد، خلافت عباسیہ وغیرہ

## تیسرا دورِ اسیری

256 ہجری ماہ رجب میں مھتدیٰ باللہ ملعون فی النار ہوا تو اس کی جگہ احمد بن متوکل علی اللہ ملعون کو معتمد باللہ کے نام سے تختِ حکومت پر بٹھا دیا گیا

اس کے آنے سے امام علیہ الصلوات والسلام واپس گھر اطہر میں تشریف لے آئے یعنی پورے چھ ماہ کے بعد واپس تشریف لائے مگر یہاں گھر میں صرف تین ماہ گزارے اور پھر امت کا مہمان بن کر جانا پڑا اس کے وجوہات یہ تھیں

256 ہجری ماہ شوال کا یہ واقعہ ہے کہ ایک دن معتمد باللہ ملعون نے اپنے دادا منصور

دوانقی ملعون کا حیات نامہ پڑھا جس میں سیف بن عمر سے روایت تھی کہ ہم ایک دن منصور دوانقی ملعون کی محفل میں بیٹھے تھے اس میں خواص کے سوا کوئی نہ تھا منصور دوانقی ملعون نے ہم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ آج میں تمہیں راز کی ایک بات بتاتا ہوں وہ یہ ہے کہ منتقم آلِ محمدؐ عجل اللہ فرجہ الشریف کا خروج ضرور ہوگا، ان کے خروج کی منادی آسمان پر ہوگی، وہ اپنے اجداد طاہرین علیہم الصلوات والسلام کا انتقام لیں گے، پوری دنیا کی جملہ حکومتوں کو برباد کریں گے اور اپنی حکومت کو قائم کریں گے، یہ ہر صورت میں ہو کر رہے گا اور جب ان کا خروج ہوگا تو سب سے پہلے ان کا کلمہ میں پڑھوں گا کیونکہ وہ ہمارے ابنِ عم (چچازاد) ہوں گے، میں اس بات پر کبھی بھی یقین نہ کرتا اگر میں اپنے ابنِ عم جناب امام محمدؐ باقر علیہ الصلوات والسلام سے یہ بات خود نہ سن چکا ہوتا اور ان کا ہر فرمان اللہ کی طرح سچا تھا اور انہوں نے فرمایا تھا کہ ہمارے قائم عجل اللہ فرجہ الشریف ہماری اولاد میں پانچویں ہوں گے

جونہی معتمد باللہ ملعون نے یہ روایت پڑھی فوراً کتاب کو بند کر دیا اس کی آنکھیں لال ہوگئیں اور غصہ سے کانپنے لگا اس نے فوراً علی بن حزین کو اپنے محل میں بلایا اور کہا بنی عباس کی ماں ان کی لاش پر ماتم کرے جب بھی کوئی کام کرتے ہیں ہمیشہ اُلٹا ہی کرتے ہیں اب میں ان کی غلطی کو نہیں دہراؤں گا تم فوراً بارگاہِ ابن الرضا علیہ الصلوات والسلام میں جاؤ اور ابوالحسنؐ الثالث امام علی نقی علیہ الصلوات والسلام کے دونوں بڑے بیٹوں کو گرفتار کر کے میرے دربار میں پیش کرو یا اپنے گھر کسی سرداب میں نظر بند کر دو۔ علیؐ بن حزین اس کا وزیر تھا مگر در پردہ محبّ و مومن تھا اس لئے اس نے ان پاک بھائیوں کو دربار میں پیش نہ کیا اور اپنے گھر لے گیا اور یہ ظاہر کیا کہ وہ انتہائی سخت قید میں ہیں

لیکن یہ خود ان کی خدمت کرتا اور اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ ان کا جو غلام بھی ان کی زیارت کو آئے اس کو نہ روکا جائے ،اس طرح جناب عقید جو امام علیہ الصلوات والسلام کے غلام تھے وہ ان بھائیوں کا کھانا گھر سے لاتے تھے اسی طرح تین مہینے گزر گئے ۔ایک دن علیؑ بن حزین نے فرعونِ بغداد کا موڈ خوش گوار دیکھا تو کہا اگر آج اجازت دو تو میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں ۔معتمد ملعون نے کہا میں تمہاری بات آج ضرور مانوں گا ۔کہو؟ اس نے کہا تم ان شہزادوں کو رہا کر دو اور ان کی ضمانت میں دیتا ہوں اس کے تمہیں دو فائدے ہوں گے ایک تو تمہیں ضمانت مل جائے گی دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ تم سادات کے قتل کے جرم میں بدنام ہونے سے بھی بچ جاؤ گے ۔اس نے کہا میں صرف ایک شہزادے کی اجازت دیتا ہوں ان میں سے جس ایک کو چاہو رہا کر دو اس نے کہا پھر میں جناب ابو محمد حسن العسکریؑ علیہ الصلوات والسلام ہی کو رہا کروں گا ۔اس نے اجازت دے دی یہ اجازت لے کر خوشی خوشی گھر پہنچا تو دیکھا در پہ دو گھوڑے کھڑے ہیں اور ان کی لگام جناب عقید نے تھامی ہوئی ہے ۔انہوں نے پوچھا یہ کس لئے لائے ہو؟ انہوں نے فرمایا جب صبح کو میں حاضر ہوا تھا تو میرے مالک پاک علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا تھا آج ہم دونوں بھائی آزاد ہو جائیں گے اس لئے آج اپنے ساتھ دو گھوڑے ضرور لانا یہ سن کر وہ بہت حیران ہوا کہ میں تو ایک کی اجازت لایا ہوں اس نے آ کر بارگاہ میں عرض کیا کہ میں تو ایک آپ کی رہائی کی اجازت لایا ہوں اس پر فرمایا کہ ہم اکیلے ہرگز نہ جائیں گے ہم اپنی والدہ پاک علیہ الصلوات والسلام کو کیا منہ دکھائیں گے ویسے تمہیں گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ پھر سفارش کرنے کی ضرورت ہے اس کا انتظام ہم نے کر لیا ہے

وہ جناب ابھی یہ فرما ہی رہے تھے کہ معتمد باللہ ملعون کا ایک غلام گھر میں داخل ہوا اور اس کا پیغام سنایا کہ خلیفہ کہتا ہے میں نے تم سے عہد کیا تھا کہ آج تمہاری ہر بات مانوں گا مگر میں نے تمہاری آدھی بات مانی ہے جس پر میں معذرت خواہ ہوں اب تمہیں اجازت ہے بے شک تم دونوں بھائیوں کو رہا کر دو۔ یہ سن کر اس نے سر سجدے میں رکھ دیا اور عرض کیا کہ سارے کام تو خود ہی کرتے ہیں اور کریڈٹ ہمیں دیتے ہیں اور نام ہمارا کرواتے ہیں

اس طرح یکم ذوالحجہ 256 کو پھر واپس گھر اطہر میں تشریف لائے ۔اس زمانہ ء اسیری کو دیکھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ یہ دور اسیری تین ماہ کا تھا

## چوتھا دورِ اسیری

جب معتمد باللہ ملعون نے امام علیہ الصلوات والسلام کو رہا کیا تو صرف دو مہینے سے کچھ زیادہ عرصہ آپ نے گھر اطہر میں قیام فرمایا اس کے بعد اس ملعون نے پھر نظر بندی کا حکم دے دیا۔اس کے وجوہات یہ تھے کہ 256 ہجری ماہ شوال میں کوفہ کے نواح سے جناب علیؑ بن زید علوی علیہ الصلوات والسلام نے خروج فرمایا اور بڑھ کر کوفہ پر قبضہ کر لیا ان کے خلاف جنگ کے لئے معتمد باللہ ملعون نے شاۃ بن میکال کے زیر سرپرستی ایک بڑی فوج بھیجی کوفہ میں جنگ ہوئی اس میں شاۃ بن میکال کو شکست ہوئی اچانک عامل ترکی کو اطلاع ملی تو اس نے ترکی کی طرف سے جناب علیؑ بن زید پر حملہ کر دیا جس کے نتیجہ میں انہیں شکست ہوگئی اس میں کافی لوگ شہید ہوئے کافی گرفتار بھی ہوئے اس جنگ میں جناب علیؑ بن زید بھی شہید ہو گئے

257 ہجری ماہ محرم میں اس جنگ کے گرفتار شدہ قیدیوں کو بغداد میں لایا گیا اور

بدترین ظلم کا مظاہرہ کیا گیا۔اس واقعہ کے بعد معتمد ملعون نے وزرا سے بات کی کہ بنی ہاشم میں سے جب بھی کسی بچے نے خروج کیا ہے ایک بڑی جماعت ان کے ساتھ ہو جاتی ہے اور عباسیوں کو لوہے کے چنے چبوائے جاتے ہیں اگر اس گھر کی معتبر ترین ہستی جناب ابومحمد حسن العسکری علیہ الصلوات والسلام نے بھی کبھی خروج کا اعلان کر دیا تو بنی عباس کی موت یقینی ہو گی لہذہ اس مسئلے پر بھی غور کر لیا جائے کیونکہ وہ تو سید السادات اور سردارِ بنی ہاشم علیہ الصلوات والسلام ہیں ۔اس ملعون کا ایک رومی غلام تھا جس کا نام نحریر ملعون تھا اس نے مشورہ دیا کہ بہتر یہ ہے کہ انہیں ابھی سے قید میں رکھنا چاہیئے ۔اس پر سارے لوگوں نے اتفاق کیا اور معتمد ملعون نے اسی رومی غلام نحریر کو حکم دیا کہ یہ کام تم خود کرو وہ ملعون سامرہ میں گیا اور امام علیہ الصلوات والسلام کو اپنے ساتھ بغداد لے آیا

یہ اسیری کا طویل ترین اور اذیت ناک دور تھا ایک سال تین ماہ جناب ابومحمد حسن العسکری علیہ الصلوات والسلام امت کے مہمان رہے، نحریر ملعون نے پل پل ظلم کے پہاڑ توڑے مگر صبرِ خداوندی کی انتہا کو نہ پا سکا، اس نے اتنے ظلم کیئے کہ اس ملعون کی بیوی ان مظالم کو دیکھ کر تنگ آ گئی اور اس نے گھر چھوڑنے کی دھمکی دے دی اور کہا اے ملعون تو اس نفیس شہزادے کی نفاست ونزاکت بھی دیکھ اور اپنے مظالم بھی دیکھ اب مجھ سے یہ برداشت نہیں ہوتا

نحریر ملعون نے پہلے چند ماہ شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام کو اپنے گھر میں رکھا جب اس کی بیوی نے گھر چھوڑنے کی دھمکی دی تو معتمد باللہ ملعون کے پاس آیا اور گھر کے حالات بتائے تو اس نے کہا تم انہیں قصرِ بنی عباس میں منتقل کر دو۔قصرِ بنی عباس میں جو

وقت گزرا وہ اس سے بھی زیادہ اذیت ناک تھا اس کی اذیت کا اندازہ اس روایت سے بآسانی لگایا جاسکتا ہے

احمدؒ بن اسحاق اشعری قمی سے روایت ہے کہ میں قم سے اس لئے آیا کہ اپنے امام زمانہ علیہ الصلوات والسلام کی زیارت کروں گا جب میں بغداد پہنچا تو بہت کوشش کی کہ کسی طرح مجھے ان سے ملنے کا موقعہ مل جائے مگر میں ناکام رہا آخر میں نے سوچا کہ کسی دربان سے مراسم بڑھائے جائیں اور شاید وہ مجھے اپنے مولا علیہ الصلوات والسلام سے ملا دے کیونکہ بہت سخت پہرہ تھا۔ اس محل کے دربانوں میں سے ایک دربان بہت لالچی قسم کا تھا میں نے اپنے مقصد کے حصول کے لئے اسے منتخب کیا اور اس کے گھر کی طرف چل پڑا، راستے میں بازار سے میں نے اس کے لئے کچھ تحفے خریدے اور ایک تھیلی دیناروں کی سر بہ مہر کی اور اس کے دروازہ پر پہنچ گیا۔ میں نے جا کر اس کے دروازے پہ دستک دی تو اس نے مجھے اندر بلا لیا میں نے تحفے دئے تو وہ بہت خوش ہوگیا، میں نے اس سے اصل بات نہ کی، جب میں اجازت لے کر باہر آیا تو وہ مجھے در تک رخصت کرنے آیا، جب میں نے رخصت چاہی تو اس نے کہا میرے لائق کوئی خدمت؟ تو میں نے کہا ایک بات ہے تو سہی مگر وہ تمہارے اختیار میں نہیں ہے، اس نے کہا تم مجھے بتاؤ جیسا بھی ہوگا میں تمہارا کام ضرور کروں گا۔ میں نے کہا ہمارے امام زمانہ علیہ الصلوات والسلام قصرِ بنی عباس میں امت کے مہمان ہیں میں ان سے ملنا چاہتا تھا مگر وہ تمہارے بس کی بات نہیں اس پر اس نے کہا کہ یہ کام واقعی بہت مشکل ہے مگر میں کوشش کروں گا، تم ایسا کرو جب رات ڈھل جائے تو دریائے دجلہ کے کنارے کنارے چلے آنا اور اس جگہ آجانا جہاں محل کی سیڑھیاں دریا میں اترتی

ہیں تم وہاں میرا انتظار کرنا۔ جناب احمد بن اسحاق فرماتے ہیں کہ میں اس کے کہنے کے مطابق آدھی رات کے بعد دریائے دجلہ کے کنارے کنارے چل پڑا جب میں محل کے عقب میں پہنچا تو دیکھا محل کافی اونچائی پر تھا اور اس سے سیڑھیاں نیچے اترتی تھیں جو دریا کے اندر تک چلی جاتی تھیں میں وہاں انتظار میں مصروف تھا کہ کافی دیر بعد اس دربان کو سیڑھیوں سے اترتے ہوئے دیکھا، جب وہ میرے قریب آیا تو آہستہ سے کہا کہ خاموشی سے میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ

میں اس کے ساتھ چل پڑا وہ مجھے ایک خفیہ دروازہ تک لایا جو بہت ہی چھوٹا سا دروازہ تھا اس نے اس دروازے کو کھولا میں نے دیکھا اندر ایک بہت چھوٹا کمرہ تھا اس دربان نے بتایا کہ یہ کمرہ نہیں بلکہ ایک سرنگ کا حصہ ہے یہ محل کی ایک خفیہ سرنگ ہے جو بنی عباس نے اس غرض سے محل میں رکھی ہے کہ اگر کبھی دشمن کے خوف سے بھاگنا پڑے تو اس خفیہ راستے سے نکلا جا سکے اور یہ کوٹھڑی اس لئے ہے کہ فرار ہونے والے کو جو چند منٹ کشتی کا انتظار کرنا پڑے تو اس کوٹھڑی میں کھڑے ہو کر کشتی کا انتظار کر سکے میں جب اس کوٹھڑی میں گیا تو دیکھا کہ وہ اتنی تنگ و تاریک تھی کہ اس میں ایک آدمی بہ مشکل کھڑا ہو سکتا تھا۔ جب ہم اس کوٹھڑی کے اندر گئے تو اس دربان نے روشنی کے لئے مشعل روشن کی جب روشنی ہوئی تو میں نے دیکھا میرے مولا علیہ الصلوات والسلام وہاں کھڑے ہوئے تھے۔ اس پر اس دربان نے مجھے بتایا کہ اس تنگ کوٹھڑی میں تمہارے مولا کو کھڑے ہوئے پورے چھ ماہ گزر گئے ہیں

اس روایت سے خود اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ دورِ اسیری کتنا دردناک تھا یہ دورِ اسیری ایک سال اور تین مہینے کا تھا

## وجہ رہائی

اس اذیت ناک قید سے رہائی کی وجہ ایک معجزہ بنا۔ یہ 258 ہجری ماہ رجب کا واقعہ ہے، ہوا یہ کہ اس دور میں خشک سالی پڑ گئی اور بارشیں آنا بند ہو گئیں خلیفہ نے مسلمانوں سے نمازِ استسقاء پڑھنے کی اپیل کی کہ سارے لوگ شہر سے باہر جا کر نمازِ استسقاء پڑھیں تا کہ بارش آ جائے، سارے لوگ کئی دن نمازیں پڑھتے رہے مگر بارش نہ ہونا تھی اور نہ ہوئی ایک دن ایک غیر مسلم نے خلیفہ سے کہا اگر مجھے اجازت دو تو میں خداوندِ یسوع مسیح سے دعا کرتا ہوں فوراً بارش ہو جائے گی، خلیفہ نے کہا تم بھی خود کو آزما لو۔ وہ مسیحی پادری پورے اہلیانِ شہر کو ساتھ لے کر شہر سے باہر آیا اور اس نے جونہی دعا کے لئے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے فوراً بارش شروع ہو گئی

یہ مظاہرہ اس نے کئی دن تک کیا اور ہوتا یہ تھا کہ وہ جب تک اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند رکھتا بارش جاری رہتی اور جب وہ ہاتھ نیچے کرتا تو بارش رک جاتی

اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں میں عیسائیت کا رجحان پیدا ہونے لگا اور لوگ دھڑا دھڑ مذہب بدلنے لگے۔ جب یہ بات خلیفہ صاحب نے دیکھی تو ان کے چھکے چھوٹ گئے، اپنے گماشتوں سے کہا کہ اب کیا کریں اسلام تو گیا ہی سمجھو اور ساتھ ہی خلافت بھی۔ اس کے حاشیہ نشینوں نے کہا اسلام بچانا تمہارا کام ہی نہیں ہے یہ وہی بچا سکتے ہیں جن کا منصب ہی اسلام بچانا ہے ان کی طرف رجوع کرو

اس نے حکم دیا کہ فوراً مسندِ توحید و رسالت کے پاک وارث علیہ الصلوات والسلام کو دربار میں لاؤ۔ جب شہنشاہِ معظم علیہ الصلوات والسلام دربار میں تشریف لائے تو اس نے کھڑے ہو کر تعظیم کی اور اپنے پہلو میں کرسی پیش کی جب آپ نے کرسی کو زینت بخشی تو عرض کیا جب

بھی دینِ حق پر مشکل آتی ہے تو اس کی مشکل کشائی آپ ہی کے گھر اطہر سے ہوتی ہے کیونکہ دین بھی آپ کی جدِ اطہر کا ہے اور اسے بچانا بھی آپ کا فرض ہے اس کے بعد اس نے ساری تفصیل عرض کی، اس پر حجتِ دوراں علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں آج اس شخص سے کہو پھر وہ اپنے معجزے کا مظاہرہ کرے اور پورے شہر کو بھی بلوا لو ہم بھی تشریف لے جائیں گے الغرض جب سارے لوگ شہر کے باہر جمع ہو چکے تو اس نصرانی سے کہا گیا کہ اب دعا شروع کرو، ادھر حجتِ زمانہ علیہ الصلوات والسلام نے اپنے ایک غلام سے فرمایا کہ جب وہ نصرانی ہاتھ بلند کرے تو اس کے ہاتھوں کو پکڑ لینا اور اس کے ہاتھوں میں جو چیز ہو اسے زبردستی چھین کر ہمارے پیش کرنا۔ جب نصرانی نے دعا شروع کی تو بارش شروع ہوگئی ادھر آقا کے غلام نے فوراً اس کے ہاتھوں کو پکڑ لیا اور اس کے ہاتھ میں جو چیز تھی وہ چھین کر مسندِ توحید و رسالت کے پاک وارث علیہ الصلوات والسلام کی خدمت میں پیش کر دی

اس کے بعد حجتِ دوراں علیہ الصلوات والسلام نے اس نصرانی سے فرمایا کہ اب دعا کرو اور بارش برساؤ وہ نصرانی یہ دیکھ کر حیران ہو گیا اور بے بسی سے ادھر ادھر دیکھنے لگا پھر اس نے عرض کیا میرے پاس جو بارش برسانے کا راز تھا وہ تو آپ نے چھین لیا ہے اب میں کیسے بارش برسا سکتا ہوں؟ اس کے بعد حجتِ دوراں علیہ الصلوات والسلام نے ایک طویل خطبہ انشاء فرمایا اور لوگوں کو آگاہ فرمایا کہ اللہ عزوجل کے نزدیک انبیاء علیہم السلام بہت محترم ہوتے ہیں وہ اتنے محترم ہوتے ہیں کہ ان کے وصال کے بعد ان کے جسم کی کوئی ہڈی اگر زیرِ آسمان بے نقاب کی جائے یا ہو جائے تو اللہ کی ذات اپنے اوپر یہ فرض کر لیتی ہے کہ اس پر بارانِ رحمت ضرور نازل فرمائے، اس نصرانی کو ایک نبی

علیہ السلام کی پیشانی کی ایک ہڈی فلاں جگہ سے ملی اور اس نے یہ بات قدیم کتب میں دیکھی ہوئی تھی اس نے جب تجربہ کیا تو اس بات کو درست پایا اور اس بات کو اس نے اپنے مذہب کی ترویج کا ذریعہ بنایا مگر اسے معلوم نہ تھا کہ اللہ کا دین کبھی بھی اپنے محافظ سے خالی نہیں رہ سکتا چاہے وہ ظاہر و مشہور ہو یا غائب و مستور ہو

اس واقعہ کے بعد معتمد ملعون پر عوام کا دباؤ پڑا اور اس نے جناب ابومحمد حسن العسکری علیہ الصلوات والسلام کو پروانۂ آزادی دیا اس طرح ایک سال اور تین مہینے کے بعد آپ اپنے گھر اطہر میں واپس آئے۔ بظاہر رہائی تو ملی اس کے باوجود خفیہ طور پر ان کے گھر اطہر پر نگرانی شروع کروادی گئی اور اس کے بعد ایک سال اور سات ماہ تک ظاہری طور پر شہنشاہِ معظم علیہ الصلوات والسلام آزاد رہے مگر وہ بھی ایک طرح کی گھر اطہر میں نظر بندی ہی تھی آپ کے معجزات لاتعداد ہیں جن کا یہاں ذکر نہیں کیا جا سکتا اب ہم ان کی شہادت کے واقعات پیش کرتے ہیں

## شہادت جناب حسن العسکری علیہ الصلوات والسلام

تین ربیع الاول 260ھ بمطابق 27 دسمبر 873ء جمعہ کا دن تھا (جدید کیلنڈر کے مطابق یہ اتوار کا دن بنتا ہے مگر اس وقت چونکہ قدیم کیلنڈر رہی رائج تھا اس لئے جمعہ کا دن مانا جائے گا) معتمد باللہ عباسی ملعون نے بعد از نماز جمعہ اپنے محل میں اپنے گماشتوں کو جمع کیا اور ان کے ساتھ یہ مشورہ کیا کہ امام علیہ الصلوات والسلام کو کس طرح شہید کرنا چاہیے؟ ان کی مابین جو فیصلہ طے پایا اس کے تحت اس نے ہفتہ کی شام کو جناب ابومحمد حسن العسکری علیہ الصلوات والسلام کو اپنے محل میں دعوت دی اور اپنے ایک غلام نحریر رومی ملعون کو بلانے کے لئے بھیجا، وہ قصر امامت کے در اطہر پہ حاضر ہوا اور جا کر ملعونِ بغداد کا پیغام عرض کیا

جونہی دعوت نامہ ملا امام علیہ الصلوات والسلام نے اسے دیکھ کر کلمہ استرجاع ادا فرمایا یعنی فرمایا إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُون ...... اس ملعون کو فرمایا کہ تم جاؤ ہم ابھی تشریف لاتے ہیں، اس نے عرض کیا میں آپ کے ساتھ جاؤں گا فرمایا ٹھیک ہے تم انتظار کرو ہم ابھی تشریف لاتے ہیں، تھوڑی دیر کے لئے آپ اپنے حرم اطہر میں تشریف لے گئے اور کچھ دیر بعد ہی اس ملعون کے ساتھ محل میں تشریف لے آئے

ملعونِ بغداد نے ان کے تشریف لانے سے پہلے انگور منگوائے اور ان میں سے ایک باریک سوئی کے ذریعے زہر آلود دھاگہ گزارا گیا وہ زہر انتہائی خطرناک تھی، اس سے انگوروں کو زہر آلود کر دیا گیا بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ اس نے ایک انار لے کر اس میں سے زہر آلود دھاگہ گزارا اور وہی حجتِ خدا علیہ الصلوات والسلام کی خدمت میں پیش کیا۔ وہ زہر اس قدر مہلک تھی کہ جب امام علیہ الصلوات والسلام اپنے گھر پہنچے تو ایک ہاتھ جگر پہ تھا اور دوسرے ہاتھ سے دیواروں کا سہارا لے کر اس حال میں گھر پہنچے کہ کمر جھکی ہوئی تھی اور رنگ اطہر زرد ہو چکا تھا اور سردی کے باوجود چہرۂ انور پسینہ سے شرابور تھا حالانکہ دسمبر کا مہینہ تھا

جب اہل حرم کی نگاہ پڑی تو جلدی جلدی قریب آئے پوچھا خیر تو ہے یہ کیا حال بنایا ہے؟ فرمایا یہ کوئی نئی بات نہیں یہ ہمارے اجداد طاہرین علیہم الصلوات والسلام کا ورثہ ہے اس کے بعد فرمایا پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا کو بلائیں اور ہمارے لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کو بلائیں یہ کیفیت دیکھ کر اہلِ حرم میں کہرام مچ گیا، پھر اگلی رات انتہائی بیقراری کے عالم میں گزاری، دوسرے دن معتمد ملعون نے جاسوسی کے لئے ایک شخص کو بھیجا کہ پتہ کرو کہ اس زہر کا کیا اثر ہوا ہے؟

اس نے آ کر ساری کیفیت بیان کی تو اس ملعون نے اپنے جرم کو چھپانے کے لئے سارے شہر میں منادی کرائی اور جملہ مساجد میں کہلوا بھیجا کہ جناب ابو محمدؐ حسن العسکری علیہ الصلوات والسلام کے دشمنوں کی طبیعت ناساز ہے سارے لوگ ان کی صحتِ کاملہ کے لئے دعا کریں پھر اس ملعون نے اپنے ایک راز دار احمد ابن عبداللہ عاملِ خراجِ قم کو پانچ آدمیوں کے ساتھ عیادت کے لئے روانہ کیا اور انہیں حکم دیا کہ تم پانچ آدمی ہمہ وقت ان کی تیمارداری میں مصروف رہنا، ان پانچ آدمیوں میں نحریر رومی ملعون بھی تھا اس کے بعد اس ملعون نے اپنے طبیبِ شاہی کو علاج کے لئے بھیجا تاکہ لوگوں کو اس کی خباثت کا علم نہ ہو سکے، اس شاہی طبیب نے جب آ کر دیکھا تو پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہے؟ آپ کے دشمنوں کو کیا تکلیف ہے؟

اس کے جواب میں امام علیہ الصلوات والسلام نے اپنے دستِ مبارک کی ہتھیلی اس کے سامنے کر دی اور فرمایا اس کا خود مشاہدہ کر لو جب طبیب نے دیکھا تو اسے ہتھیلی پہ نیلے رنگ کے دھبے واضح نظر آ رہے تھے اور وہ یہ دیکھ کر چونک گیا امام علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا اگر سمجھ سکو تو بس یہی مرض ہے۔ اس طبیبِ شاہی نے عرض کیا آقا میں آپ کی مرض کو سمجھ گیا ہوں آپ ایسا کریں مصطگی رومی کو جوش دے کر اس کا جوشاندہ بنا لیں وہی استعمال فرمائیں

اس پر امام علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا بے شک درست علاج تجویز کیا ہے کیونکہ زہرِ ہلاہل کا یہی علاج ہوتا ہے، فرمایا اہلِ خانہ کی خوشنودی کے لئے ہم یہ علاج ضرور کریں گے مگر اب اس کا وقت گزر چکا ہے۔ 8 ربیع الاول 260 ہجری بمطابق یکم جنوری 874 عیسوی جمعہ کی صبحِ کاذب ہوئی۔ ابوسہل اسماعیل بن علی نوبختی روایت کرتے ہیں

www.khrooj.com

کہ اس رات میں جب نماز تہجد سے فارغ ہوا تو سوچا اپنے امام زمانہ ابومحمد حسن العسکری علیہ الصلوات والسلام کی زیارت کرلوں میں اسی غرض سے ان کے قصر امامت کی طرف چل پڑا جب میں ان کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ امام علیہ الصلوات والسلام مسند پہ آرام فرما ہیں اوران کی آنکھیں بند ہیں۔ میں خاموشی سے قریب بیٹھ گیا کچھ دیر بعد امام علیہ الصلوات والسلام نے آنکھیں کھولیں اوراپنے غلام جناب عقید کو قریب بلایا اور فرمایا کہ درِاطہر پہ عرض کر کے مصطگی رومی کا جوشاندہ طلب کروہمیں پیاس لگی ہے ۔اہلِ حرم نے فوراً جوشاندہ تیار کر دیا کچھ دیر بعد جناب عقید اس جوشاندہ کا جام لے آئے انہوں نے امام علیہ الصلوات والسلام کوسہارا دے کر بٹھایا اور وہ جام ان کے ہاتھ میں دیا جب انہوں نے جام ہاتھ میں لیا تو ہاتھ کانپنے لگے اور ایسی کپکپی طاری ہوئی کہ آپ جام نوش بھی نہ فرما سکے ۔اس کے بعد امام علیہ الصلوات والسلام نے جام ویسے کا ویسا ہی واپس کر دیا اس کے بعد فرمایا عقید تم اس نشست گاہ کے قریبی کمرہ میں جاؤ وہاں ہمارے لختِ جگر علیہ الصلوات والسلام مصروفِ نماز ہوں گے انہیں اطلاع دو کہ آپ کو بابا جان بلا رہے ہیں۔ جناب عقید سے روایت ہے کہ جب میں اس کمرہ میں گیا تو میں نے شہزادہ پاک عجل اللہ فرجہ الشریف کومصروفِ نماز پایا اوراس وقت سجادۂ نماز پہ وہ سجدہ میں سر بہ خم تھےانہوں نے اپنی انگشتِ شہادت بلند فرمائی ہوئی تھی مگر میں یہ نہیں سمجھ سکا کہ وہ کیا تلاوت فرمارہے تھےانہوں نے سجدہ کو مختصر فرمایا، جب سجدے سے سر اطہر اٹھایا تو میں نے عرض کیا کہ آپ کو بابا جان یاد فرما رہے ہیں یہ سن کر وہ شہزادہ پاک عجل اللہ فرجہ الشریف اپنے پاک بابا علیہ الصلوات والسلام کے پاس تشریف لائے ہم نے ان کی زیارت کی

☆واذا ھو دری اللون و فی شعر راسه قطط مفلج الاسنان ......(بحار الانوار

جلد52ص16) ہم نے دیکھا ان کا رنگ اطہر سفید موتی کی طرح تھا ان کی زلفیں پیچدار اور گھونگھریالی تھیں دندانِ آبدار کے مابین تھوڑا سا فاصلہ تھا انہیں دیکھ کر جناب ابومحمد حسن العسکری علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا......

☆یا سید اهل البیت اسقینی الماء فانی ذاهب الیٰ ربی ...... فرمایا اے اہل بیت اطہار علیہ الصلوات والسلام کے سید و سردار ہمیں اپنے ہاتھوں سے پانی پلا دیں کیونکہ اب ہم اپنے محبوبِ حقیقی کی طرف جانے والے ہیں۔شہزادہ پاک عجل اللہ فرجہ الشریف نے اپنے ہاتھوں سے جام اٹھایا پھر اس پر کچھ تلاوت فرمایا اور پھر بابا پاک علیہ الصلوات والسلام کے پاک ہونٹوں سے لگا دیا آپ نے چند گھونٹ نوش فرمائے پھر جام واپس میز پہ رکھ دیا گیا۔اس کے بعد شہزادہ پاک عجل اللہ فرجہ الشریف نے حاضرین سے فرمایا جو لوگ یہاں ہمارے بابا پاک علیہ الصلوات والسلام کے پاس بیٹھے ہیں وہ باہر چلے جائیں کیونکہ ہمارے پردہ دار صلوات اللہ علیہن یہاں تشریف لانا چاہتے ہیں جب سارے لوگ چلے گئے تو ملکۂ دوراں صلوات اللہ علیہا نے اپنے کمسن لعل کا ہاتھ تھاما اور پاک سرتاج کے پاس لے آئیں امام علیہ الصلوات والسلام نے یہ منظر دیکھا تو بے ساختہ آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمایا سیدی و مولائی اب ہم ساری آلِ محمدؐ علیہم الصلوات والسلام کو آپ کے سپرد کرتے ہیں آج ہماری اپنے اجداد طاہرین علیہم الصلوات والسلام کی طرف تیاری ہے اب ساری آلِ محمدؐ علیہم الصلوات والسلام کی نگاہیں آپ پر ہیں سارے مظلومین کو آپ ہی کا سہارا ہے انہیں زیادہ انتظار نہ کروانا

فرمایا اب ہمیں آپ مصطگی اپنے ہاتھوں سے پلا دیں۔کمسن شہزادے علیہ الصلوات والسلام نے آبِ مصطگی کا جام اٹھایا اور اس پر کچھ تلاوت فرمایا پھر آ کر بابا جان علیہ الصلوات والسلام کے ہونٹوں سے لگا یا، انہوں نے چند گھونٹ نوش فرمائے اس کے بعد لعل سے دریافت

www.khrooj.com

فرمایا بیٹا ابھی نمازِ صبح سے کتنا وقت باقی ہے؟ انہوں نے عرض کیا عین اول وقتِ نماز ہے اس پر فرمایا آپ میری تجدیدِ وضو کروا دیں تا کہ ہم نماز ادا فرماسکیں آپ میری نماز کی تیاری کروائیں ۔کمسن شہزادے عجل اللہ فرجہ الشریف نے بابا پاک علیہ الصلوات والسلام کو سہارا دے کر تکیہ کے سہارے بٹھا دیا اس کے بعد مندیل (تولیے نُما رومال) اُٹھایا اور ان کے زانوؤں پہ بچھا دیا پھر طشت (سلفچی) اور آفتابہ لے کر قریب آئے اور بابا پاک علیہ الصلوات والسلام کو وضو کروانا شروع کیا، چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے رخِ انور پہ پانی ڈالا پھر بازوؤں کو کہنیوں تک تر فرمایا اس کے بعد بابا پاک علیہ الصلوات والسلام کے سرِ اطہر کا مسح کیا پھر قدموں کا مسح کیا اس کے بعد آغوش سے تولیہ اُٹھایا اور انہیں قبلہ رو بٹھا دیا شہنشاہِ معظم علیہ الصلوات والسلام نے اشاروں سے نمازِ صبح ادا فرمائی اس کے بعد اپنے لعل عجل اللہ فرجہ الشریف کو قریب بلایا اور اپنے دونوں ہاتھوں میں لختِ جگرؑ کے رخساروں کو لے کر فرمایا اب کشتی ارض وسما کے واحد ناخدا آپ ہیں ۔اب صاحب الزمان عجل اللہ فرجہ الشریف آپ ہیں اب ہمارے ولی ووصی آپ ہیں، اب دستارِ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مالک بھی آپ ہیں، اب بقیہ آلِ محمدؐ علیہ الصلوات والسلام بھی آپ ہی ہیں

اس کے بعد جملہ مستورات علیہ الصلوات والسلام کو قریب بلایا اور وصیتیں فرمائیں اور آنے والے واقعات بیان فرمائے اس کے بعد ایک وصیت نامہ سرہانے سے برآمد فرمایا وہ اپنی پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا کو دے کر فرمایا اس میں ہم نے اپنی منقولہ وغیر منقولہ جائیداد کا وارث اپنی والدہ پاک صلوات اللہ علیہا کو قرار دیا ہے باقی سب کچھ وہ خود سنبھال لیں گی

اس کے بعد اپنے لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کے سامنے مواریثِ انبیا علیہ السلام اور جملہ تبرکاتِ انبیاء واوصیا علیہم السلام برآمد فرمائے وصیت نامہ کے ساتھ یہ سب چیزیں لختِ جگر عجل اللہ فرجہ

www.khrooj.com

الشریف کو دے کر فرمایا یہ اپنی جدہ طاہرہ صلوات اللہ علیہا کے پیش کریں [ وہ معظّمہ صلوات اللہ علیہا اس دوران حج پر تشریف لے جا چکی تھیں ] جب تک وہ چاہیں گی یہ سب کچھ ان کے پاس رہے گا آج اگر وہ ہمارے سرہانے موجود ہوتیں تو ان سے آخری پیار تو کروا لیتے مگر مشیتِ الٰہی کو منظور نہیں

رِضاً بِقَضَائِہٖ وَ تَسلِیماً لِاَمرِہٖ

یہ ساری وصیتیں فرماتے رہے اور اس دوران اپنے کمسن لعل کا ہاتھ پکڑے اپنے جگر سے لگائے رہے اس کے بعد فرمایا بیٹا اب تکیہ ہماری پشت سے ہٹا لیں تکیہ ہٹایا گیا تو بستر پہ دراز ہو گئے اور آنکھیں بند کر لیں اس کے بعد فرمایا صلی اللہ علیٰ اھل البیت ربنا انہ حمید مجید ...... یہی ان کا آخری کلام تھا اس کے بعد کوئی کلام نہیں فرمایا اور اسی خاموشی نے ہمیشہ کی خاموشی اختیار کر لی اور آپ نے اپنی جد اطہر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لبیک فرمائی، اُدھر آٹھ ربیع الاول کا سورج طلوع ہوا اِدھر مطلعِ ولایت کا گیارہواں آفتابِ عالم تاب غروب ہو گیا

إِنَّـا لِلّٰهِ وَإِنَّـا إِلَيْهِ رَاجِعون ...... یہ خبر پھیلتے ہی پورے سامرہ شہر کی گلیاں گریہ و بکا سے گونج اٹھیں سارے شہر میں کہرام مچ گیا گویا سامن کا شہر عزا خانہ بن گیا

ابوالادیان نامی شہنشاہِ معظم علیہ الصلوات والسلام کے ایک غلام تھے اور آپ کے توقیعات کو مومنین تک پہنچایا کرتے تھے ان سے یہ روایت ہے کہ جب میں آٹھ ربیع الاول کو سامرہ میں داخل ہوا تو دیکھا پورا شہر ماتم کدہ بنا ہوا تھا ہر گھر سے رونے کی آوازیں آ رہی تھیں میں بھی روتا ہوا درِ اطہر پہ پہنچا میں نے دیکھا سردیوں کے موسم کی وجہ سے مہمان خانہ کے صحن میں صفِ ماتم بچھی ہوئی تھی ابھی غسل مکمل نہیں ہوا تھا اور اس

صفِ عزا پہ ڈیڑھ سو کے قریب بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام تشریف فرما تھے اور ان کے درمیان جناب جعفر تواب بیٹھے ہوئے تھے جوق در جوق مومنین آتے اور پہلے انہیں برادر بہ جان برابر کی تعزیت پیش کرتے اس کے بعد انہیں منصبِ امامت کی مبارک دیتے اور اس صفِ ماتم پہ بیٹھ جاتے۔ میں یہ سوچ رہا تھا کہ جناب جعفر تواب کی ظاہری شہرت تو اچھی نہیں تھی انہیں منصبِ امامت کیسے مل گیا ہے؟ بہر حال میں نے بھی ویسا ہی کیا جیسا کہ دوسرے مومنین کر رہے تھے یعنی پہلے تعزیت کی پھر انہیں منصبِ امامت کی مبارک دی اور نمازِ جنازہ کے انتظار میں بیٹھ گیا۔ اندرونِ خانہ جناب عقید اور جناب عثمان بن سعید العمری غسل دینے میں مصروف تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ امامؑ کو غسل امام کے سوا کوئی نہیں دے سکتا اس لئے خود ہمارے امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف اپنے بابا پاک علیہ الصلوات والسلام کو غسل دے رہے تھے اور یہ دو اصحاب غسل دینے میں ان کی مدد کر رہے تھے یا ظاہری طور پر سامنے یہ تھے اور حقیقی طور پر کمسن امام عجل اللہ فرجہ الشریف غسل دے رہے تھے۔ ہم وہاں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک جناب عقیدؑ نے آ کر اطلاع دی کہ اب جنازہ پاک تیار ہے اجازت ہو تو جنازہ باہر لایا جائے۔ یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ فرعونِ بغداد ملعون نے اپنے بھائی ابوعیسیٰ بن متوکل ملعون کو بھی بھیجا تھا کہ تم کوشش کرنا کہ جنازہ تم پڑھوانا اس غرض سے وہ بھی آیا ہوا تھا۔ جناب عقیدؑ نے اطلاع دی جنازہ پاک تیار ہے تو سارے لوگ کھڑے ہو گئے اور جناب جعفر تواب اور ان کے دوسرے بھائی جناب حسینؑ بن امام علی نقی علیہم الصلوات والسلام ان کے ساتھ روانہ ہوئے تاکہ حرم سرا سے جنازہ پاک برآمد کیا جائے۔ دونوں بھائی گھر اطہر میں تشریف لے گئے اور کچھ دیر بعد اس طرح برآمد ہوئے کہ جنازہ پاک کی

اگلی طرف سے دونوں بھائیوں نے اٹھا رکھا تھا اور پائنتی کی طرف سے دونوں غلام اٹھائے ہوئے تھے یعنی جناب عقید سلام اللہ علیہ اور جناب عثمان بن سعید العمری سلام اللہ علیہ نے کاندھا دیا ہوا تھا

روایت عبید اللہ خاقان میں ہے کہ جب جنازہ پاک صحن میں پہنچا تو ابوعیسیٰ بن متوکل ملعون نے کہا کہ آپ یہ جنازہ ایک منٹ کے لئے زمین پر رکھ دیں، جنازہ زمین پر رکھا گیا تو اس نے آ کر بندِ کفن کھولے اور رخِ انور سے کفن اٹھا کر لوگوں کو بلایا کہ سارے لوگ دیکھ لیں کہ ان کے جسم پر کوئی زخم نہیں ہے کل یہ نہ کہنا کہ انہیں شہید کیا گیا ہے اور اس طرح زہر کا ذکر تک نہ کیا بلکہ یہ عمل چور کی داڑھی میں تنکے کی مثال تھا اس کے بعد جنازہ پاک کو صحن میں رکھا گیا اس وقت عیسیٰ بن متوکل ملعون کا یہ خیال تھا کہ اسے رسمی طور پر جنازہ پڑھوانے کی دعوت دی جائے گی تو وہ فوراً تیار ہو جائے گا اسے یہ گمان تھا کہ اسے دعوت بھی ضرور دی جائے گی کیونکہ وہ خلیفۂ وقت کا بھائی ہے مگر اس کی امیدوں پر اس وقت پانی پھر گیا جب جناب جعفر تواب خود صفوں سے آگے بڑھ گئے اور ایسا اظہار کر دیا کہ جنازہ وہ خود پڑھائیں گے۔ ادھر گھر اطہر میں یہ عالم تھا کہ آج زندگی میں پہلی مرتبہ والدہ پاک علیہ الصلوات والسلام اپنے لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کو مجمع عام میں بھیجنے کے لئے تیار کر رہی تھیں۔ اس وقت ہمارے امام زمانہ علیہ الصلوات والسلام کی ظاہری عمر تقریباً ساڑھے چار سال تھی انہوں نے کمسن لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کو اپنے ہاتھوں سے بابا کی دستارِ یتیمی خود موزوں کی اور دروازہ تک رخصت کرنے خود تشریف لائیں

باہر جب جنازے کے لئے صفیں تیار ہو گئیں تو جناب جعفر تواب نے اِدھر اُدھر دیکھا اور تکبیرۃ الاحرام کے لئے ہاتھ اٹھائے عین اس وقت گھر اطہر سے کمسن امامِ زمانہ عجل

www.khrooj.com

عجل اللہ فرجہ الشریف ظاہر ہوئے اور آ کر چچا جان کی عبا کے دامن کو کھینچا اور فرمایا

☆ تأخر یا عم فأنا أحق بالصلاۃ علیٰ أبی ......(بحار الانوار جلد 50 ص 332)

یہ وہ جملہ ہے کہ جس نے بعد میں ہونے والے جملہ اعتراضات کو قبل از وقت ختم کر دیا یعنی لفظ ''تأخر'' میں جنازہ پڑھنے کی منع ہے ''یا عم'' میں اس رشتے کا اظہار ہے جو ان کا جناب جعفر سے بنتا تھا کیونکہ انہوں نے یہ تاثر دیا ہوا تھا کہ ان کا کوئی بھتیجا ہے ہی نہیں

اور ''فان أحق'' میں اپنا استحقاق جتلایا کہ ان کے سب سے زیادہ قریبی ہم ہیں اور کسی دوسرے بھائی کی اولاد نہیں انہی کے لختِ جگر ہیں یعنی ان کے حقیقی وارث ہم ہیں۔ اور ''بالصلاۃ'' میں یہ واضح فرمایا کہ منصبِ امامت مرہونِ عمر نہیں عمومی پیش نماز کے لئے ایک شرط یہ بھی ہے کہ وہ ایک بالغ شخص ہو ورنہ نماز نہیں ہوتی مگر یہاں یہ بھی اظہار فرما دیا کہ احکامِ شرع کے ہم پابند نہیں ہیں بلکہ احکامِ شرع ہمارے پابند ہیں اور لفظ ''أبی'' میں وہ رشتہ جتلایا کہ جوان کا اپنے پاک بابا علیہ الصلوات والسلام سے بنتا تھا اور ظاہر فرما دیا کہ انہیں کبھی بھی لاولد ثابت نہ کیا جائے بلکہ ہم ان کے فرزند موجود ہیں۔ اس طرح کمسن امام زمانہ علیہ الصلوات والسلام نے نمازِ جنازہ خود پڑھوائی بعض روایات میں ہے کہ جنازہ پڑھوانے کے فوراً بعد واپس گھر تشریف لے گئے مگر جو روایات زیادہ قرینِ عقل ہیں ان میں یہ ہے کہ پھر تدفین کے جملہ مراحل میں برابر شریک رہے اور پورے مجمعِ اعدا پہ تصرف فرمایا جس سے کسی میں خلافِ منشا کام کرنے کی جرأت ہی نہیں ہوئی۔ یہ بھی شیعہ مسلماتِ مذہب میں سے ہے کہ معصوم کو غسل معصوم ہی دے سکتا ہے اور معصوم کا جنازہ بھی معصوم ہی پڑھا سکتا ہے اور لحد

www.khrooj.com

میں معصوم کو معصوم ہی اتار سکتا ہے جیسا کہ شہنشاہِ کربلا علیہ الصلوات والسلام کی تدفین میں جب بنی اسد نے مدد کرنا چاہی تھی تو امام زین العابدین علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا تھا کہ تم باقی لاشوں کی تدفین میں تعاون کر سکتے ہو مگر ان کی تدفین ہمارے سوا کوئی نہیں کر سکتا۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف ہی نے بابا پاک علیہ الصلوات والسلام کے جسمِ نورانی کو مشہد مقدس میں بھی خود اتارا تھا اور سارے مراسمِ شرعی بنفس نفیس خود ادا فرمائے تھے اور ان کا مشہد اپنے گھر کے آنگن میں بنایا تھا۔ شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام کا وصال باللہ 8 ربیع الاول 260 ہجری بمطابق یکم جنوری 874 عیسوی جمعہ کے دن بعد از نماز صبح ہوا

☆اللهم عجل فرجهم بقائمهم صلواة الله عليه و على آبائهٖ اجمعين

قمری حساب سے آپ کا سن مبارک تقریباً 27 سال 11 ماہ تھا اور شمسی حساب سے تقریباً 27 سال 1 ماہ تھا، آپ تقریباً ساڑھے پانچ سال منصب امامت و ولایت مطلقہ پر فائز رہے

## اولاد اطہار

آپ کی دو پاک اولادیں تھیں

() شہنشاہ معظم امام مہدی آخر الزمان عجل اللہ فرجہ الشریف

() شہزادی معصومۃ الکبریٰ سیدہ [ رہ وہ ] صلوات اللہ علیہا

تفصیل کے لئے ہماری کتاب معدن العصمت ص کی طرف رجوع کریں

یارب محمدؐ و آل محمدؐ صل علیٰ محمدؐ و آل محمدؐ و عجل فرج آل محمدؐ بقائمھم
عجل اللہ فرجہ الشریف و صلوات اللہ علیہ

www.khrooj.com

هوالسبوح القدوس الرب الملائكة و الروح هوالبدیع الانوار والارواح
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

# حجت العصرؑ

عَلَیهِ الصَّلَوَاتُ وَالسَّلَام وَعَجَلَ اللّٰهُ فَرَجَهٗ الشَّرِیف

www.khrooj.com

دوستو! اسلام کی فردیں چار ہوتی ہیں

() اللہ جل جلالہ () نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

() ولی اوّل علیہ الصلوات والسلام () ولی دوراں علیہ الصلوات والسلام

کیونکہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا ہے یَوْمَ نَدْعُو کُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِم ......اس دن ہر شخص کو اس کے اپنے امام کے نام سے پکارا جائے گا، اس لئے زمانے کے امام کی اہمیت ثابت ہو جاتی ہے اور یہ بھی ہے کہ اگر کوئی انسان امام سابق کا عارف کامل ہو اور اپنے زمانے کی حجت سے اس کا تعلق غیر مضبوط ہو تو پھر اس کو ایمان نفع نہیں دیتا جیسا کہ علی بن حمزہ بطائنی کے واقعہ سے ثابت ہے کہ وہ امام موسیٰ کاظم علیہ الصلوات والسلام کے خواص میں سے تھا مگر امام علیؑ الرضا علیہ الصلوات والسلام کی امامت پر شک کی وجہ سے ہلاکت ابدی میں گرفتار ہوا، اور اس کے برعکس یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جس نے امام سابق سے دشمنی وعداوت رکھی مگر حجت دوراں پر قربان ہو گیا تو مقامات عالیہ اخرویہ کو پالیا جیسا کہ زہیر بن قین علیہ السلام ہیں کہ انہوں نے امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی بھرپور مخالفت اور دشمنی کی مگر کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام پر قربان ہو کر فوز عظیم کو پالیا، ایسے بے شمار

واقعات سے یہ ثابت ہے کہ زمانے کے امام و حجت ہی سے انسان کا رویہ دیکھا جانا ہے

دوستو! ہمارے زمانے کے حجت و ولی العصر والزمان شہنشاہ امامِ زمانہ حجت ابن الحسن العسکری صلوات اللہ علیہ وعلیٰ آبائہ کی ذات اقدس ہے

15 شعبان المعظم 255 ہجری مطابق 29 جولائی 869 عیسوی بروز جمعہ صبح تین بجے کے قریب سامرہ [عراق] کے مقام پر آپ کا نزول اجلال ہوا اور تا حال ہمارے سروں پر ان کا سایہ باقی ہے اور ہمیشہ رہے گا

آپ کی والدہ ماجدہ صلوات اللہ علیہا قیصر مائیکل [میخائیل] کے بھائی جیشوعا [یشوعا سلام اللہ علیہ] کی دختر تھیں اور ان کی والدہ جناب شمعون علیہ السلام جو جناب عیسیٰ علیہ السلام کے وصی تھے ان کی نسل سے تھیں [تفصیل کے لئے ان کی سوانح حیات ''معدن العصمۃ'' دیکھیں جو شائع ہو چکی ہے اور انٹرنیٹ پر بھی موجود ہے]

ہمارے شہنشاہ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف پانچ سال تک پاک بابا جناب ابو محمدؐ العسکری علیہ الصلوات والسلام کے زیر سایہ رہے جب انہیں بنی عباس کے خلیفہ معتمد باللہ عباسی ملعون نے زہر دے کر شہید کیا تو وہ پھر آپ کے درپئے آزار ہو گیا، انہیں تلاش کرنے کی کوشش کی، اس وقت آپ نے سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت میں ہجرت فرمائی اور حلہ [عراق] میں تشریف لائے اور انیس بیس سال تک وہاں قیام پذیر رہے، اس کے بعد دوبارہ سامرہ میں معتضد باللہ عباسی کے دور میں تشریف لے گئے، وہاں کچھ عرصہ بعد معتضد باللہ ملعون نے بھی خانہ اطہر پر شب خون مارا تو آپ ان کے سامنے سرداب مبارک میں تشریف لے گئے اور غائب ہو گئے اس کے بعد انہوں نے مختلف

مقامات کوزینت بخشی

آپ کے بارے میں احادیث کثیر میں فرمایا گیا ہے کہ آپ کی دو غیبتیں ہوں گی ایک غیبت قصیرہ وصغریٰ اور دوسری غیبت طویلہ وکبریٰ۔آپ کی غیبت صغریٰ ستر سال سے بھی زیادہ عرصہ تک رہی اس کے بعد علی بن محمدؐ سمری سلام اللہ علیہ کی وفات کے بعد غیبت کبریٰ کا اعلان ہوگیا جوتا حال جاری ہے اللھم عجل فرجھم

زمانہ غیبت صغریٰ میں آپ کا شیعہ عوام سے نواب و حاجزین کے ذریعے جسمانی رابطہ بھی تھا اور ذاتی حیثیت سے روحانی رابطہ بھی تھا اور اس وقت شیعہ کو ایک مرکزیت بھی میسر رہی ،امور دین میں ہدایت کا سامان ظاہری طور پر موجود تھا،لوگ اپنی دینی و دنیاوی مشکلات کو نواب اربعہ تک تحریری شکل میں پہنچاتے تھے اور شہنشاہ امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی طرف سے جوابی نوازش نامے [ توقیعات ] بھی صادر ہوتے تھے اور مشکلات بھی حل ہوتے تھے

شیعوں سے رابطے کے لئے شہنشاہ امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف نے اپنے چار نائب مقرر فرمائے

() جناب عثمان بن سعید العمری سلام اللہ علیہ

() جناب محمدؐ بن عثمان العمری سلام اللہ علیہ

() جناب حسین بن روح نوبختی سلام اللہ علیہ

() جناب علی بن محمدؐ السمری سلام اللہ علیہ

ان چاروں نواب خاص کو حکم ہوا تھا کہ وہ مختلف شہروں علاقوں اور صوبوں کے لئے اپنے حاجز بنائیں جو ان کی نیابت عامہ کا فریضہ ادا کریں اس لئے ایک وقت میں

www.khrooj.com

ستر سے زیادہ حاجز بھی موجود رہتے تھے جو شیعہ عوام سے رابطہ رکھتے تھے اور ان کا رابطہ نواب اربعہ سے ہوتا تھا۔ جب علی بن محمدؒ السمری سلام اللہ علیہ کا وصال قریب آیا تو آپ کی طرف سے ایک توقیع مبارک صادر ہوئی کہ آپ نے اب کسی کو نائب نہیں بنانا بلکہ اب زمانہ غیبت کبریٰ شروع ہونے والا ہے اور اس میں جو بھی ہماری نیابت کا دعویٰ کرے وہ کاذب و مفتری ہوگا۔ اس کے بعد شیعہ عوام سے ظاہری و جسمانی رابطہ تو منقطع ہو گیا مگر روحانی رابطہ بحال رہا اور مومنین کرام کے حوصلے بڑھانے کے لئے ان میں سے خاص خاص لوگوں کو مشرف بہ زیارت بھی کروایا جاتا ہے اور یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے، ہر زمانے میں شہنشاہ امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی زیارت کرنے والوں کی تعداد لاکھوں میں ہوتی ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو ان کے وجود مسعود کے بارے میں یہ قوم شکوک وشبہات میں مبتلا ہو کر گمراہ ہو چکی ہوتی

دوستو! اغیار بھی شہنشاہ امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے وجود سے انکار نہیں کرتے کیونکہ اسلام میں کسی ایک موضوع پر اتنی تعداد میں احادیث موجود نہیں ہیں جتنی احادیث شہنشاہ امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے بارے میں موجود ہیں

سرسری اعداد وشمار کے مطابق میرے محدود مطالعہ کے باوجود میری نظر سے شہنشاہ امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے موضوع پر تقریباً بارہ ہزار احادیث گزری ہیں

اس دور میں علمائے ایران اس موضوع پہ بہت بہتر کام کررہے ہیں اور بہت مواد جمع کر چکے ہیں اسی طرح آخری دور میں ایک عظیم ریفارمر [ مصلح ] کی آمد کا تصور اس دنیا کے موجودہ سارے مذاہب میں موجود ہے اور جتنے بھی مذاہب گزرے ہیں ان میں بھی موجود تھا، اس کی تفصیل کے لئے میری انگلش کتاب دیکھیں

(The Last Reformer of the World) جو انٹرنیٹ پر بھی موجود ہے

90% برادران اہل سنت کے علمائے کرام کا یہی عقیدہ و نظریہ ہے جو ہمارا ہے مگر ان میں سے جو اموی و عباسی پروپیگنڈے سے متاثر ہیں ان کا کہنا ہے کہ امام آخر الزمان عجل اللہ فرجہ الشریف آخری دور میں پیدا ہوں گے اور جب چالیس سال کے ہوں گے تو اعلانِ خروج فرمائیں گے اور درمیانہ زمانہ امام و حجت سے نعوذ باللہ خالی رہے گا۔ یہ نظریہ احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منافی ہے اور انہوں نے اپنے اقتدار کی بقا کے لئے اور دین میں اپنے لئے گنجائش پیدا کرنے کے لئے یہ نظریہ گھڑا تھا جبکہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ کوئی زمانہ حجت اللہ سے خالی نہیں رہ سکتا اگر ایک لمحے کے لئے زمانہ حجت خدا سے خالی ہوجائے تو یہ زمین اہل زمین سمیت فنا ہوجائے

اغیار کا نظریہ ہے کہ امام صرف مسائل فقہ بتانے کے لئے ہوتا ہے جیسا کہ امام بخاری یا امام ابو یوسف تھے اور ان کا نظام کائنات کو چلانے میں کوئی عمل دخل نہیں ہوتا

جبکہ شیعہ نظریہ یہ ہے کہ حجت اللہ کا کام فقہی مسائل بیان کرنا نہیں ہوتا بلکہ ان کا اصل کام نظام کائنات کو چلانا ہوتا ہے اور اس میں انسانیت کی ہدایت کے لئے کچھ نہ کچھ ہوتا رہتا ہے اور اس سامان ہدایت میں ظاہری ہدایت ان کی ہوتی ہے جو حجت اللہ دوران علیہ الصلوات والسلام کی طرف رجوع کرتے ہیں اور باطنی ہدایت پوری انسانیت کی بقدر ضرورت ہوتی رہتی ہے جیسا کہ اللہ جل جلالہ کا نظام ہدایت ہے تو وہ بھی باطنی ہی ہوتا ہے اور اس سلسلہءِ ہدایت کا وسیلہ حجت دوراں ہوتے ہیں

دوستو! یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ خیر وشر کی دوقوتیں اس دنیا میں آپس میں ازل سے برسر پیکار ہیں، ایک طرف ابلیس کا نظام ضلالت ہے، دوسری طرف اللہ جل جلالہ کا نظام ہدایت ہے۔جس طرح ابلیس چھپ کر انسان کو گمراہ کرتا ہے اسی طرح اللہ جل جلالہ کی طرف سے حجت زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف چھپ کر ہدایت فرماتے ہیں، ہاں اگر شیطان ظاہر ہوکر گمراہ کرنے آجائے تو پھر حجت دوراں پر بھی واجب ہوجاتا ہے کہ وہ ظاہر ہوکر ہدایت فرمائیں

اگر ہم فرض کرلیں کہ شیطانی نظام تو موجود ہے اور اللہ جل جلالہ کی ہدایت کا کوئی نظام موجود نہیں تو اس طرح تو انسان گمراہی پر مجبور ہوگا اور مجبوری کی وجہ سے جو کام کیا جائے اس کی جزاوسزا جائز نہیں ہوتی اس طرح اس دور کے انسان کے لئے قیامت میں عدل کا قیام کرنا ہی خلاف عدل قرار پائے گا۔اس لئے وجود حجت سے کسی زمانے کو خالی سمجھنا جائز نہیں ہے

## سوال طول عمر

اس سلسلہ میں بعض لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ اتنا عرصہ کسی کا زندہ رہنا کیسے ممکن ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جب ہمارے سامنے مثالیں موجود ہوں تو پھر مزید دلیل کی ضرورت نہیں رہتی اور پورے عالم اسلام کا نظریہ ہے کہ جناب عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں، جناب ادریس علیہ السلام زندہ ہیں، جناب خضر علیہ السلام بھی زندہ ہیں، جناب الیاس علیہ السلام بھی زندہ ہیں، دو نبی آسمانوں پر زندہ ہیں دو زمین پر زندہ وموجود ہیں۔ یہ بھی سبھی مانتے ہیں کہ ابلیس بھی زندہ ہے، ملکوت بھی زندہ ہیں، جبرائیل علیہ السلام میقائیل علیہ السلام اسرافیل علیہ السلام عزرائیل علیہ السلام بھی زندہ ہیں، یعنی ہمارے سامنے ہر نوع کے افراد کے

www.khrooj.com

زندہ رہنے کا تصور موجود ہے، انسان و جنات وملکوت میں سے زندہ رہنے والوں کو ہم جانتے ہیں اب اگر کوئی کہتا ہے کہ شہنشاہ امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کیسے زندہ ہیں تو یہ بات ایک حماقت لگتی ہے، جب اللہ چاہتا ہے تو موت آتی ہے اور جسے اللہ زندہ رکھنا چاہے اس کے بارے میں کہنا کہ وہ کیسے زندہ ہے یہ بات حماقت نہیں تو کیا ہے؟

## سوال غیبت

بعض لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ اگر وہ موجود ہیں تو پھر غائب کیسے ہیں؟ کیونکہ جو موجود ہوتا ہے وہ نظر آتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارے سامنے بھی مثالیں موجود ہیں کہ موجود افراد بھی ہیں اور نظر بھی نہیں آتے جیسا کہ میں نے سابقہ سوال میں چار نبیوں کا ذکر کیا ہے اور ابلیس وملکوت کا ذکر کیا ہے۔ اگر کسی کا نظر نہ آنا اس کی عدم موجودگی کی دلیل بنا لیا جائے تو اللہ جل جلالہ کے بارے میں ہم کیا فیصلہ کریں گے کہ وہ بھی تو موجود ہونے کے باوجود نظر نہیں آتا

اس سے ثابت ہوا کہ ہر موجود کا نظر آنا ضروری نہیں ہے بلکہ ہمیں غیبت ہی پر ایمان کی تاکید ہوئی ہے، جنت غائب ہے، دوزخ غائب ہے، حوریں غائب ہیں، فرشتے غائب ہیں، پوری کی پوری آخرت غائب ہے تو کیا ہم ان کی نفی کر دیں کہ وہ ہمیں نظر نہیں آتی اس لئے وہ ہے ہی نہیں۔ عدم وجدان عدم وجود کی دلیل نہیں ہوتا ہمارا کسی چیز کو نہ دیکھنا اس کے ہونے یا نہ ہونے پر دلیل نہیں ہوتا۔ اس موضوع پر ہمارے کتب غیبت میں مفصل بحث موجود ہے تفصیل کے لئے ان کی طرف رجوع کریں

www.khrooj.com

## انتظارِ امام عجل اللہ فرجہ الشریف

دوستو! زمانہ غیبت کے مومنین کے لئے جو اعمال کے احکام ہیں ان میں سے افضل ترین عمل انتظار الفرج کو قرار دیا گیا ہے یعنی اپنے شہنشاہ امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے ظہور و خروج کی انتظار کو افضل ترین عمل فرمایا گیا ہے

اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ انتظار کیا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ انتظار کے اندر کئی مفاہیم و کیفیات جمع ہوتے ہیں مثلاً

() ہمہ وقت ان کے خروج کی انتظار کرنا

() ان کے خروج کے لئے اپنے آپ کو تیار رکھنا

() امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار رہنا

() اپنے اعمال و عقائد کی پہلے سے اصلاح کر لینا

() اپنے حقوق و فرائض کو ادا رکھنا کیونکہ خروج کے بعد حساب ہوگا

() شہنشاہ امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی نصرت کے لئے ہمہ وقت مہیا رہنا

() اپنے کاغذات اعمال کو آڈٹ کے لئے تیار رکھنا

() معالم دین و شریعہ سے آشنا رہنا

() شہنشاہ امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف سے روحانی و مکاشفاتی ربط رکھنا۔ اس کی تفصیل کے لئے ہماری کتاب ''طریق المنتظرین'' کی طرف رجوع کریں

() دعائے تعجیل فرج سے کبھی غافل نہ ہونا۔ اس کی تفصیل کے لئے ہماری کتاب ''دعائے تعجیل فرج'' کی طرف رجوع کریں

() حقوق امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کو بروقت ادا کرنا اور مالی واجبات کی ادائیگی کرنا

اس کی تفصیل کے لئے ہماری کتاب ''طریق المنتظرین'' کی طرف رجوع کریں

## تعجیل

دوستو! یہاں یہ بھی عرض کردوں کہ ہمارا عقیدہ یہ بھی ہے کہ اگر ہم دعائے تعجیل فرج کریں گے تو خاندان پاک علیہ الصلوات والسلام کے مصائب کا جلدی خاتمہ ہوگا اوران کی پر مسرت حکومت کا قیام جلدی ہوگا جیسا کہ ہمیں امامِ جعفرؑ الصادق علیہ الصلوات والسلام نے جناب اسحاق علیہ السلام کی اولاد کی مثال دے کرفرمایا تھا کہ انہوں نے دعائے تعجیل فرج کی تو کئی سو سال کا عذاب ٹل گیا اور یہ زمانۂ غیبت بھی عذاب اِلٰہی ہے اگرتم گریہ و زاری کے ساتھ دعا کرو گے تو ہماری ابدی حکومت کا قیام جلدی ہوجائے گا اگرنہیں کروگے تو پھراس کا ایک وقت مقرر ہےاسی پر ہونا ہے

اس لئے شیعہ عقائد میں یہ بھی شامل ہے کہ جو دعائے تعجیل فرج نہیں کرتا وہ شیعہ نہیں ہے کیونکہ جو خاندان پاک علیہ الصلوات والسلام کی مسرتوں اور قیام حکومت کے لئے کچھ بھی نہیں کرسکتا وہ شیعہ کیسے ہوسکتا ہے؟

زمانۂ غیبت کے شیعوں کوشہنشاہ امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف نے اپنی توقیع مبارک میں بڑی تاکید فرمائی ہے کہ تم دعائے تعجیل فرج یعنی ہماری حکومت اِلٰہیہ کے قیام کی دعا کرو۔

اس لئے ہم سب کا یہ فریضہ ہے کہ مجالس و ماتم میں ان مظلومین علیہم الصلوات والسلام کے مصائب کے خاتمےاوران کی ابدی مسرتوں کی دعا کریں

## عریضہ

دوستو! نیمہ شعبان کی صبح کو سارے شیعہ حضرات شہنشاہ امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی

www.khrooj.com

بارگاہ قدس میں عریضہ لکھتے ہیں اوراس عریضے کو دریا یا نہر یا کنویں میں ڈالتے ہیں۔ اس کے بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارا یہ عریضہ ان تک پہنچ جاتا ہے اور ہم یہ عریضہ پانی کے سپرد کرتے ہوئے جناب حسین بن روح سلام اللہ علیہ (جو تیسرے نائب خاص تھے) کو مخاطب ہو کر عرض کرتے ہیں کہ آپ کے بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ آپ زندہ ہیں اور عنداللہ مرزوق ہیں آپ ہمارا یہ عریضہ ہمارے شہنشاہ امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی خدمت میں پہنچا دیں

دوستو! اس کے لئے یہ شرط نہیں ہے کہ صرف تیسرے نائب کا نام لیا جائے بلکہ چاروں نواب میں سے جس کا نام بھی لے کر عریضہ سپرد کیا جاتا ہے وہ اسے شہنشاہ امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف تک پہنچا دیتے ہیں اور جو بھی عریضہ ان کی خدمت میں پیش کرتا ہے وہ اسے اپنے ہاتھوں سے لیتے ہیں ایسا نہیں ہے کہ وہ ہمارے واپس آنے کے بعد دریا میں سے عریضہ نکالنے تشریف لاتے ہیں

بعض معترضین یہ اعتراض کرتے ہیں کہ جب بھی کسی کو خط لکھا جاتا ہے تو اس کی طرف سے جواب دینا لازم ہوتا ہے اور ہم جو عریضے لکھتے ہیں کیا اس کا کبھی کسی کو جواب بھی ملا ہے؟ یعنی وہ فرض کر لیتے ہیں کہ نہیں ملا اور پھر کہتے ہیں کہ جب جواب نہیں ملتا تو پھر عریضہ لکھنے کی کیا ضرورت ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ ہر خط برائے تحریری جواب نہیں لکھا جاتا بلکہ اکثر خطوط کسی نہ کسی کام یا مقصد کے لئے لکھے جاتے ہیں اگر مقصد پورا ہو جائے تو اسے خط کا جواب ہی تصور کیا جاتا ہے اسی طرح ہم اپنے مشکلات شہنشاہ امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی خدمت میں عرض کرتے ہیں اور ان

مشکلات کا حل ہو جانا ہی جواب تصور کیا جاتا ہے، اگر ہمارے مشکلات حل نہ ہوتے تو پھر ہم یہ عریضے کا سلسلہ زیادہ عرصے تک کیسے جاری رکھ سکتے ، جبکہ ہمارا یہ عمل کئی سو سال سے جاری ہے اور ہماری مشکلات بھی حل ہو رہی ہیں جو اس کا بیّن ثبوت ہے کہ جواب مل رہا ہے

اب اگر کوئی پھر بھی نہ سمجھے تو انہیں عرض کروں گا کہ ساری دنیا کے مسلمان دن رات یا اللہ یا اللہ کہہ کر اللہ کو پکارتے ہیں اب آپ بتائیں کبھی کسی انسان نے اللہ کا جواب بھی سنا ہے؟ کیونکہ جس طرح خط کا جواب دینا واجب ہے اسی طرح کسی پکارنے والے دکھی انسان کی پکار کا جواب بھی تو واجب ہوتا ہے، لیکن آج تک کسی نے اللہ جل جلالہ کا جواب نہیں سنا

حقیقت یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ کا جو طریقۂ جواب ہے وہی اس کے نمائندہ آخر عجل اللہ فرجہ الشریف کا طریقۂ جواب ہے یعنی دونوں طرف سے حل مشکلات کی صورت میں جواب ملتا ہے اور اسی کو جواب تصور کیا جاتا ہے، کام ہو جائے تو تحریری یا صوتی جواب کی کوئی ضرورت باقی رہتی ہی نہیں

## تصورِ خروج

دوستو! ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ آخری زمانے میں شہنشاہ امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کا خروج ہوگا اور ان کے زمانۂ خروج میں حکومت اِلٰہیہ کا قیام ہوگا اور اس دنیا میں ایک ہی دین رائج ہوگا اور وہ اللہ جل جلالہ کا پسندیدہ دین اسلام ہی ہوگا اور باقی سارے دین ختم ہو جائیں گے اور ان کے زمانے میں اللہ واحد و لاشریک کے علاوہ کسی کی عبادت نہیں کی جائے گی اور شہنشاہ امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی حکومت ہی اللہ

www.khrooj.com

جل جلالہ کی حکومت ہوگی ،اس دن جَاء الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِل کا مظاہرہ ہوگا، باطل صفحہ ہستی سے مٹ جائے گا اور حق ہی حق رہ جائے گا

## رجعت

دوستو! شیعہ عقائد میں سے ایک اہم عقیدہ ''رجعت'' کا ہے جس کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ جو''رجعت'' کا قائل نہیں وہ شیعہ ہی نہیں ہے

یہاں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ رجعت کے موضوع پر سو سے زیادہ آیات قرآن مقدس میں موجود ہیں۔ بعض لوگوں کو قیامت اور رجعت میں اشتباہ ہوا ہے حالانکہ قیامت کے بارے میں کل سات سو آیات کلام اِلٰہی میں موجود ہیں اور ایک سو سے زیادہ جو آیاتِ رجعت ہیں وہ ان کے علاوہ ہیں اور رجعت اور قیامت میں فرق ہے رجعت کے بارے میں جو احادیث ہیں ان کی تعداد کے بارے میں عرض کردوں کہ جناب شیخ حر عاملی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الایقاظ میں رجعت کے بارے میں 520 احادیث نقل کئے ہیں، اسی طرح جناب محدث جزائری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح تہذیب میں لکھا ہے کہ میں نے رجعت پہ 620 احادیث دیکھے ہیں اور غواصان بحر حدیث نے یہاں تک لکھا ہے کہ رجعت کے موضوع پر ایک ہزار کے قریب احادیث موجود ہیں اور آئمہ ہدیٰ علیہم الصلوات والسلام کے جو منقولہ زیارات ہیں ان میں سے ایک سو سے زیادہ زیارتوں میں رجعت کا ذکر فرمایا گیا ہے

دوستو! معاد کی دو قسمیں ہیں

() معاد جزئی [حشر اصغر] ...... () معاد کلی [حشر اکبر]

اس معاد جزئی میں ہر امت میں سے محدود لوگ اٹھائے جائیں گے گویا یہ اللہ جل جلالہ کا

www.khrooj.com

سپیشل کورٹ ہوگا اور معاد کلی قیامت ہے

یہ زمانہ رجعت ہمارے شہنشاہ امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے دور حکومت ہی کا ایک حصہ ہے یعنی وہ جب اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کی حکومت کے قیام کے پانچ ادوار ہوں گے، ان پانچ ادوار میں سے ایک دور ہی زمانہ رجعت ہے جس میں سارا پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام اس دنیا میں دوبارہ تشریف لائے گا اور ان کے چاہنے والے ان کے ساتھ ہوں گے یعنی مومنین میں سے جن لوگوں کی یہ تمنا رہی ہوگی کہ ہم اپنے شہنشاہوں کی حکومت دیکھیں تو انہیں اس دنیا میں زندہ کیا جائے گا اور انہیں اس حکومت اِلٰہیہ میں شامل کیا جائے گا لیکن اس شرکت کے کچھ شرائط ہیں جیسا کہ زیارت آل یٰسین کا فقرہ ہے

☆ وَ اَنّ رَجعَتَکُم حَقٌ لا شَكّ فِیهَا یَومَ لا یَنفَعّ نَفساً اِیمانُها لَم تَکُن آمنَت من قَبلُ او کسب فی ایمانها خیرا

یقیناً آپ کی رجعت ایسا حق ہے کہ جس میں کوئی شک ہی نہیں ہے اور وہ روز رجعت ایسا دن ہے جب کسی کا ایمان لانا اس کے لئے نفع بخش نہ ہوگا اور اگر ایمان ہوگا بھی مگر اس میں کسب خیر [ اپنی اصلاح اعمال ] نہ کی ہوئی ہوگی تو پھر بھی اس دن فائدہ نہ ہوگا

یہاں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ رجعتِ مومنین ایک ساتھ نہیں ہونا ہے بلکہ ہر زمانے کے امام علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ اس زمانہ کے لوگوں کی رجعت ہونا ہے کیونکہ اس دنیا میں ایک ترتیب سے سارے معصومین علیہم الصلوات والسلام نے ظہور فرمانا ہے اس لئے ان کے زمانہ کے مخصوص مومنین کو ان کے ظہور اجلال کے ساتھ بلا لیا جائے گا، شہنشاہ امامِ

زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی نصرت کے لئے سارے انبیاء ورسل علیہم السلام کی بھی رجعت ہوگی اس طرح ان کے زمانے کے اہم ترین اور مقدس ترین لوگ بھی ان کے ساتھ آئیں گے، پھر جب قیام عدل ہوگا تو ان انبیاء ورسل علیہم السلام کے مخصوص دشمنوں کو بھی زندہ کر کے دربار میں کھڑا کردیا جائے گا

شہنشاہ امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے ظہور وخروج کے ابتدائی دور میں سابقہ امتوں کے مقدس ترین ستر کے قریب افراد کی رجعت ہوگی اور شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے اصحاب میں سے بھی کافی مقدسین کو امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی ابتدائی نصرت کا موقعہ عطا فرمایا جائے گا لیکن سب سے پہلے شہنشاہ امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے زمانے کے مومنین کو رجعت کا اعزاز بخشا جائے گا، اس کے بارے میں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ جو آدمی دعائے عہد کو نماز صبح کے بعد کا معمول بنائے تو اسے شہنشاہ امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے انصار میں روز اوّل ہی سے شامل کردیا جائے گا، اسی طرح بہت سے اعمال ہیں کہ جنہیں معمول بنانے سے یہ اعزاز ملنے کا وعدہ فرمایا گیا ہے

## امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کی رجعت

دوستو! شہنشاہ امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی حکومت اِلٰہیہ کا جب قیام ہوگا تو اس میں سب سے پہلے جس ذات اقدس علیہ الصلوات والسلام نے آکر شامل ہونا ہے وہ شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام ہوں گے، اس وقت ہمارے شہنشاہ امامِ زمانہ علیہ الصلوات والسلام شامات [ شام، لبنان، فلسطین، اردن ] کے مما لک کو فتح فرمانے کے بعد دمشق کی طرف مراجعت فرمائیں گے تو اس وقت جنوب مشرق کی طرف سے ایک لشکر عظیم کی آمد کے آثار ظاہر ہوں

گے، اس وقت شہنشاہ امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف سارے لشکروں کو حکم فرمائیں گے کہ تم استقبال کے لئے تیار ہو جاؤ اور وہ جنابؑ خود سارے لشکروں کے آگے ہوں گے، ان کے دائیں بائیں ملکوت و جنات کے اور اصحاب کرام و انصار عظام کے لشکر ہوں گے، ان میں ستر ہزار وہ صدیق ہوں گے جو وادیٔ السلام [ نجف الاشرف ] سے آپ کے ساتھ شامل ہوئے ہوں گے، انتہائی جاہ و جلال و جبروت کے ساتھ آپ روانہ ہوں گے اور استقبال کریں گے، اس وقت سارے لوگ دیکھیں گے کہ ان کے سرہائے اطہر پر سنہری خود ہوں گے، اس وقت شہنشاہ امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف اعلان فرمائیں گے کہ اب ہمارے جد اطہر شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام تشریف لاتے ہیں اس تعارف کا مطلب یہ ہے کہ سب کو معلوم ہو جائے کہ واقعی یہ وہی جناب ہیں

جس وقت شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام تشریف لائیں گے تو ان کا لشکر عظیم اس شان سے آئے گا کہ ان کے ہر جوان کے سر پر سنہری خود ہوں گے اور ان کے کاندھوں پر ذوالفقار صفت تلواریں ہوں گی، اس لشکر کے سر پہ ملکوت مردفین و ملکوت مسومین کے لشکر پرے باندھے ہوئے ہوں گے، اس لشکرِ الٰہی کے آگے اپنے فرس رفرف مزاج پر سوار کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام تشریف لا رہے ہوں گے، ان کے کاندھے پر شہنشاہ مظلومیت علیہ الصلوات والسلام کی شانِ خداوندی کا علم لہرا رہا ہوگا اور اس لشکر کے درمیان شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام تاج الوہیت صفات موزوں فرمائے اپنے رہوار براق نژاد پر شہنشاہانہ انداز میں سوار تشریف فرما ہوں گے جونہی شہنشاہ امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی نگاہ جد اطہر کے رخ انور کا بوسۂ تعظیم لے گی تو آپ فوراً تعظیماً اپنے رہوار سے اتریں گے اور جد اطہر امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کی رکاب بوسی فرمائیں گے

www.khrooj.com

خدا جانے وہ منظر کتنا حسین ہوگا کہ جب ہمارے شہنشاہ امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف اپنے جد مظلوم علیہ الصلوات والسلام کی قدم بوسی کو جھکیں گے اور وہ جناب اپنے لخت جگر اپنے منتقم عجل اللہ فرجہ الشریف کو کاندھوں سے پکڑ کر سینے سے لگائیں گے، اس کے بعد شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام اور ان کے انصار شہنشاہ امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے لشکر کے ساتھ شامل ہو جائیں گے اور اس کے بعد شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کے زمانے کے ظالمین کی رجعت ہوگی اور ان سے انتقام لیا جائے گا

## امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی رجعت

شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کے بعد امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کا اس دنیا میں ظہور ہوگا یعنی شہنشاہ امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف جب شام سے کربلا معلیٰ سے نجف اشرف اور کوفہ میں تشریف لائیں گے تو اس وقت امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کا ظہور اجلال ہوگا، اسی شہر کوفہ میں امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی ساری پاک اولاد علیہم الصلوات والسلام نے جمع ہونا ہے

جیسا کہ بحار جلد 53 میں ہے کہ امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا اللہ جل جلالہ ایک دن ہماری ساری اولاد کو ہمارے پاس جمع فرما کر ہماری آنکھیں ٹھنڈی فرمائے گا جیسے جناب یعقوب علیہ السلام کے گرد ان کی ساری اولاد کو جمع فرما کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی فرمائی تھیں اس سے قبل ان کے مابین ایک طویل المدت کی جدائی تھی اسی طرح ہماری ساری آل و اولاد نے بھی ایک طویل جدائی کے بعد ہمارے سائے میں جمع ہونا ہے

اس دور میں کسی کی شرکت جبری نہیں ہوگی ہاں جو خوش نصیب اس کی خواہش کرے گا اسے یہ اعزاز ملے گا یعنی بلاوہ عام ہوگا مگر اس میں رخصت بھی ہوگی

جب اس بارے میں آئمہ اطہار علیہم الصلوات والسلام سے سوال ہوا کہ کیا شہنشاہ امامِ زمانہ عجل اللہ

فرجہ الشریف کے دور میں ہر شخص پر جانا واجب ہوگا؟ تو انھوں نے فرمایا (بحار۵۳،غیبت طوسی)

☆اذا قام اتی المومن فی قبره فيقال له يا هذا انه قد ظهر صاحبك فان تشاء ان تلحق به فالحق و ان تشاء ان تقيم فی كرامة ربك فاقم

فرمایا مومن کو اس کی قبر میں اطلاع دی جائے گی کہ تمہارے شہنشاہ ازل عجل اللہ فرجہ الشریف کا ظہور اجلال ہو چکا ہے اب اگر تو چاہے تو ان کے حضور قدس میں جا سکتا ہے اور اگر اسی مقام پر عالم برزخ کی جنت میں کرامت الٰہیہ کے مزے لوٹنا چاہتا ہے تو بیشک یہیں رہ جاؤ۔ اس وقت جو لوگ اس دن کے مشتاق ہوں گے وہ اس دنیا میں واپس آ جائیں گے اور جو نہ آنا چاہیں گے انہیں مجبور نہ کیا جائے گا بلکہ شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام کی ابدی مسرتوں کے بارے میں ہے کہ ان کی خوشیاں جملہ عالمین میں سرایت پذیر ہوں گی حتیٰ کہ عالم برزخ میں اور مومنین کی قبروں میں بھی یہ مسرت اس طرح داخل ہو جائے گی جیسے سردی کے موسم میں سردی بند کمروں اور گرمی کے موسم میں گرمی بند کمروں میں بلا روک ٹوک داخل ہو جاتی ہے اس لئے ہر مومن ان مسرتوں کو اپنی قبروں میں بھی لائیو (Live) دیکھے اور محسوس کرے گا اور اِنجائے(Enjoy) کرے گا

اس دور مسرت میں خاندان پاک علیہم الصلوات والسلام کی ساری ماؤں کی ماتا کا تقاضہ یہی ہوگا کہ جنہوں نے اپنے بیٹوں کی خوشیاں نہیں دیکھی ہیں وہ دوبارہ ایسی خوشیاں دیکھیں کہ سارے غم بھول جائیں اور ان خوشیوں کو (Calibrate) سیلی بریٹ کرنے کا کیا انداز ہوگا یہ تو وہی زمانہ ہی بتائے گا ہم تو روایات سے صرف اندازہ ہی لگا سکتے ہیں ،جیسا کہ جناب عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں روایات ہیں کہ شہنشاہ امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ

الشریف کے ظہور و قیام کے بعد ان کی شادی خانہ آبادی ہوگی اور ان کی دعوت ولیمہ پورے ایک ہزار سال تک چلے گی بروایتے دیگر 4 ہزار سال تک ولیمہ چلے گا۔اب اسی سے اندازہ لگائیں کہ جب ان کے ایک صحابی کی شادی خانہ آبادی کی تقریب پورے ایک ہزار سال تک چلنا ہے تو خود ان کے گھر اطہر کے پاک نو جوانوں کی شادی خانہ آبادی کی تقریبات کتنے لاکھ سال تک چلیں گی؟

دوستو! اس دور میں ہمارے سامنے واقعات مصائب بیان ہوتے ہیں مگر ہمیں یہ نہیں بتایا جاتا کہ اس گھر اطہر نے دوبارہ آباد بھی ہونا ہے، جن پاک شہزادوں علیہم الصلوات والسلام کی شہادتوں کے دردناک واقعات ہم سنتے ہیں اور ان واقعات میں ایسے جگر خراش مضمون سامنے آتے ہیں کہ ایک مومن کے دل میں ناسور سا بن جاتا ہے انہیں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ اس گھر اطہر کے شہزادوں نے اس دنیا میں دوبارہ آنا ہے اور سارے مومنین کے سامنے ان کی خوشیوں کے جشن منائے جانا ہیں، ہم نے ان کے دکھوں پر آنسو بہائے ہیں تو ہمارا حق یہ بھی ہے کہ ہم ان کی مسرتوں پر قہقہے بھی لگائیں، اس لئے ہمیں ان واقعاتِ مصائب میں دعا کرنا چاہیے کہ خالق ہمیں ان کی مسرتیں جلدی دکھائے اور ہم جس طرح ان کے غم میں شریک ہیں کل ان کی مسرتوں میں بھی اسی طرح شریک ہوں اور یہ دعا بھی کرنا چاہیے کہ خالق کائنات ہمیں اس قابل بنائے کہ ہم ان کی مسرتوں کی بزم قدسی میں شامل ہونے کے قابل ہو جائیں

## افراد امم سابقہ کی رجعت

دوستو! میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ رجعت حشر اصغر یا قیامت صغریٰ ہے، ہاں اس میں کئی امم سابقہ کے لوگوں کو بھی بلایا جائے گا جیسا کہ جناب اسماعیل صادق الوعد علیہ

السلام کے بارے میں ہے کہ جب انہیں شہید کیا جا رہا تھا تو جناب جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کیا آپ کا خالق فرماتا ہے کہ آپ چاہیں تو اسی وقت اس امت ملعون پر عذاب نازل کیا جا سکتا ہے اس پر انہوں نے فرمایا تھا کہ میں اس وقت اپنا انتقام نہیں چاہتا ہاں جب شہدائے کربلا علیہم السلام کا انتقام ہو تو ہمارا انتقام بھی انہی کے منتقم حقیقی عجل اللہ فرجہ الشریف ہی لیں، ان کی اس تمنا کی تکمیل بھی ہمارے شہنشاہ امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے زمانۂ خروج میں ہوگی

اسی طرح ستر افراد بنی اسرائیل کی رجعت کا ذکر بھی موجود ہے۔ یہاں یہ بھی عرض کردوں کہ رجعت میں جو ہونا ہے اس کے دو پہلو ہیں۔اس میں ایک پہلو ہے پاک خاندان توحید و رسالت علیہم الصلوات والسلام کے غموں کا ازالہ، ان کے مصائب کا خاتمہ، ان کے گھروں کو دوبارہ آباد کرنا، ان کی لوٹی ہوئی مسرتوں کو لوٹانا، ان کی چھینی ہوئی خوشیوں کو واپس لانا، دکھی ماؤں صلوات اللہ علیہن کی تمناؤں کی تکمیل، ضعیف والدین کی آرزوؤں کی تکمیل، اس میں سارے پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام کی آبادی اور بحالی کے کام شامل ہیں

اس امر کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ دشمنانِ توحید و رسالت سے انتقام ہونا ہے اس دور میں انہیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور انہیں جنگ کرنے کا اختیار دیا جائے گا اور اس دور میں شیطان سے بھی آخری جنگ دریائے دجلہ کے کنارے ہونا ہے

## شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رجعت

دوستو! یہاں یہ بھی عرض کروں گا کہ سب سے آخر میں شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس

دنیا میں تشریف لانا ہے اور ان کی رجعت اس وقت ہوگی جب شہنشاہ امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی آخری جنگ دریائے دجلہ کے کنارے لشکر ابلیس سے ہوگی اس وقت لشکر حق کی یہ کیفیت ہوگی کہ اس پر آثار شکست ظاہر ہوں گے، امام جعفرؑ الصادق علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں گویا ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہمارا لشکر حق پسپا ہو رہا ہے، ہمارے لشکر کے فوجیوں کی ایڑیاں دریائے دجلہ کے پانی میں بھیگ رہی ہیں، عین اس وقت ابلیس ایک چیخ مارے گا اور سارے شیاطین سے کہے گا اب بھاگو وہ کہیں گے اب تو فتح ہمارے سامنے ہے اور تم فرار ہونے کا حکم دے رہے ہو وہ ملعون کہے گا کہ جو میں دیکھ رہا ہوں تم نہیں دیکھ رہے اب وقت معلوم آچکا ہے تم سارے ذرا اپنی گردنیں اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھو۔ وہ سارا لشکر ابلیس آسمان کی طرف نگاہ کرے گا تو دیکھے گا کہ شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آسمان سے نازل ہو رہے ہیں اور ان کی معیت میں ملکوت کے لشکر صف در صف اُتر رہے ہیں اور ان کے ہاتھوں میں آتش جہنم کی تلواریں شعلے اگلتی ہوئی نظر آ رہی ہیں

آیت ☆ وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا کی تفسیر میں فرمایا گیا ہے کہ یہ آیت اسی واقعے کی طرف راجع ہے یعنی یہاں شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کو عین رب العالمین جل جلالہ کی آمد قرار دیا گیا ہے کیونکہ جو اللہ جل جلالہ ہے وہ تو آنے جانے سے منزہ اور پاک ہے اور جس رب نے آنا ہے وہ یہی جناب ہیں جو اپنے بیٹے کے زمانۂ حکومت میں تشریف لائیں گے اور اپنے دستِ جبروتی سے ابلیس ملعون کو تہہ تیغ فرمائیں گے

یارب محمدؐ و آل محمدؐ صل علیٰ محمدؐ و آل محمدؐ وعجل فرج آل محمدؐ بقائمھم عجل اللہ فرجہ الشریف و صلوات اللہ علیہ

ھوالسبوح القدوس الرب الملائکة و الروح ھوالبدیع الانوار والارواح
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

# عقائد بعد الموت

دوستو! ہمارا موت کے بارے میں یہ عقیدہ ہے کہ موت برحق ہے
انسان کے تین ارکان ہیں جنہیں ارکان ثلاثہ کہا جاتا ہے ان میں سے پہلا رکن بدن ہے دوسرا نفس ہے اور تیسرا رکن روح ہے۔ اصل چیز روح ہے جو بدن پر تصرف رکھتی ہے جو ہمیشہ زندہ رہنے والی ہے اور جو عالم امر سے تعلق رکھتی ہے جسے کلمہ ''کن '' سے تکوین وتخلیق کیا گیا تھا یہ روح سراسر حیات ہے اور بدن بذات خود بے جان ہے۔ بدن اور روح کے درمیان رابطہ انسان کا نفس ہے جب بھی روح و بدن کا رابطہ ٹوٹتا ہے تو انسان کو موت آجاتی ہے اسی لئے خالق نے فرمایا...... كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْت...... (سورہ آل عمران 75)
نہ روح پر موت ہے اور نہ بدن پر بلکہ صرف نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے جب بھی یہ ٹوچین (Tochain) ٹوٹ جاتا ہے تو انسان پر موت آجاتی ہے
دوستو! حقیقت یہ ہے کہ انسان ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے انسان کی خلقت بقاء کے لئے ہے انسان کو عدم فناء اور نیستی کے لئے نہیں بنایا گیا انسان موت آنے سے معدوم نہیں ہوتا بلکہ موت کے ذریعہ اس کی روح اور بدن کے درمیان جدائی آجاتی ہے، انسان ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل

ہو جا تا ہے ...... (اعتقادات شیخ صدوقؒ باب ۶ محجۃ البیضاء ج ا ص ۲۴۸)

دوستو! ہمارا عقیدہ یہ بھی ہے کہ اللہ جل جلالہ نے نفاذ موت کے لئے اپنے نمائندے قرار دیئے ہیں جو اپنے اپنے مراتب میں کام کرتے ہوئے موت کے نفاذ کا عمل کرتے ہیں اور انکا فعل بالواسطہ اللہ جل جلالہ کا فعل قرار پاتا ہے، انہیں مراتب خمسہ کہا جاتا ہے وہ یہ ہیں

(1) مرتبہ اسباب (2) مرتبہ وسائل (3) مرتبہ وسائط

(4) مرتبہ آلیت (5) مرتبہ مظہریت

## مرتبۂ اسباب

دوستو! جیسا کہ آپ دیکھتے ہیں کہ جس پر بھی موت نافذ ہوتی ہے اس کا کوئی نہ کوئی سبب ضرور ہوتا ہے یعنی کسی کو سانپ نے ڈس لیا کسی کو بیل نے ماردیا کوئی کسی گاڑی کے نیچے کچلا گیا یہ سارے اسباب موت ہوتے ہیں اور یہ ذات حق جل جلالہ کے لئے ایک پردہ ہوتے ہیں یعنی مارتا وہ ہے مگر ساری دنیا سانپ اور بیل کو گالیاں دے رہی ہوتی ہے اور یہ اسباب منفی جارحیت کے لئے اپنے آپ کو پیش کرکے اپنے خالق کو بچا لیتے ہیں

## مرتبۂ وسائل

دوستو! آپ جانتے ہیں کہ سانپ کسی کو کاٹتا ہے تو اس کے کاٹنے سے موت واقع نہیں ہوتی بلکہ اس کی زہر موت کا وسیلہ بنتی ہے اور وہ زہر بدن پر موت کو نفاذ بخشتی ہے اور موت کے نفاذ میں زہر کا مقام و مرتبہ بطور وسیلہ ہوتا ہے

## مرتبہ ءِ وسائط

دوستو! یہ بھی آپ جانتے ہیں کہ اللہ جل جلالہ کے مرتبہ وسائل کے بعد جتنے مراتب ہیں وہ مراتب غیبیہ ہیں جیسا کہ اللہ جل جلالہ نے کلام مقدس میں ایک جگہ فرمایا کہ ''میں مارتا ہوں'' دوسرے مقام پر فرمایا کہ ''ملک الموت مارتا ہے'' تیسرے مقام پر فرمایا کہ ملکوتِ موت [موت کے فرشتے] مارتے ہیں یعنی ملک الموت ایک نہیں بلکہ موت کے فرشتے بہت سے ہیں جو مارتے ہیں ۔ حقیقت یہ ہے کہ ملک الموت [جناب عزرائیلؑ] مرتبہ آلیت پر فائز ہیں اوران کے ماتحت جتنے ملکوتِ موت ہیں وہ سب مرتبہ وسائط پر فائز ہیں اور یہ فرشتگانِ موت جناب عزرائیلؑ کی طرف سے موت کے نفاذ کے لئے واسطے کا کام کرتے ہیں

## مرتبہ ءِ آلیت

دوستو! مرتبہ آلیت پر جناب عزرائیلؑ فائز ہیں کیونکہ یہ موت کے نفاذ کے لئے اللہ جل جلالہ کے آلہ کار ہیں اس کی مثال ہم اس طرح دے سکتے ہیں کہ جیسے انسان کسی کو خط لکھتا ہے تو اس کے ہاتھ میں قلم ہوتا ہے اور وہ قلم یا بال پوائنٹ لکھتا ہے اور قلم اس کا آلہ کار ہوتا ہے اسی طرح جناب عزرائیلؑ اللہ جل جلالہ کے آلہ کار ہیں اس لئے ان کا فعل اللہ جل جلالہ کا فعل قرار پاتا ہے

## مرتبہ ءِ مظہریت

دوستو! اگر ہم مرتبہ مظہریت کو سمجھنا چاہیں تو ہمیں اوپر والی مثال پر نظر کرنا ہوگی کیونکہ انسان لکھتا ہے تو لکھنے کے لئے وہ قلم کو بطور آلہ استعمال کرتا ہے مگر وہ قلم اس

کے ''ہاتھ'' کے تصرف میں چلتا ہے یعنی اسے استعمال انسان کا ہاتھ کرتا ہے بلا تشبیہ اسی طرح موت کے نفاذ کا سارا عمل دراصل مظاہر الٰہی کے تصرف میں ہوتا ہے کیونکہ وہ ''یداللہ'' ہوتے ہیں ان کا بلا واسطہ تعلق اللہ جل جلالہ سے ہوتا ہے اور باقی سارے مراتب کا تعلق بلا واسطہ اللہ جل جلالہ سے ممکن ہی نہیں ہے یعنی کوئی فرشتہ اللہ جل جلالہ سے بلا واسطہ احکام لینے پر قادر نہیں ہوتا بلکہ احکام الٰہی کے حصول و وصول کے لئے انہیں مرتبہ مظہریہ اولیائے مطلقہ علیہم الصلوات والسلام کے ماتحت رہنا پڑتا ہے جیسا کہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ ملکوت ہمارے خادم اور ہمارے محبوں کے بھی خادم ہیں اور اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ خادم ہمیشہ مخدوم کے تصرف میں ہوتا ہے اور اسی سے احکام لے کر عمل کرتا ہے

یہی انوار الٰہی ذات الٰہی کے لئے مظاہر ہوتے ہیں اور اس کے جملہ صفات کا مظہر ہر زمانے کا ولی مطلق ہوتا ہے اس لئے ملکوتِ موت اور عزرائیل پر حکومت ہر زمانے کے ولی مطلق یعنی زمانے کے امام علیہ الصلوات والسلام کی ہوتی ہے اور جب تک وہ سرہانے نہ پہنچیں اور احکام موت کے نفاذ کا حکم نہ دیں اس وقت تک ملکوت موت روح قبض کر ہی نہیں سکتے اس کی تصدیق کے لئے وہ حدیث بھی موجود ہے کہ جس میں جناب حارث ہمدانی سے فرمایا تھا

یا حارث ہمدانی من یموت یرنی
مومن او کان منافق قبلا

فرمایا اے حارث ہمدانی جو انسان بھی مرتا ہے وہ ہمیں دیکھتا ہے چاہے وہ مومن ہو یا منافق ہو وہ ہمیں بوقت موت دیکھتا ہے

تفصیل کے لئے ہماری کتب کی طرف رجوع کریں

## سکرات

دوستو! ہمارا عقیدہ ہے کہ سکرات موت یعنی موت کے غشی برحق ہے جیسا کہ کلام اِلٰہی میں فرمایا گیا ہے

☆وَجَاءَ تْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَلِكَ مَا كُنتَ مِنْهُ تَحِيدُ......(سورہ ق19)

اور موت کی بیہوشی حق کے ساتھ آ گئی، یہی ہے وہ جس سے تو کنارہ کیا کرتا تھا

موت کی غشی چاہے کتنی ہی مختصر کیوں نہ ہو اس میں انسان کو اپنے سارے اعمال کا مشاہدہ کروادیا جاتا ہے اور عین اسی وقت وہ ملکوت موت اور ولی مطلق علیہ الصلوات والسلام کی زیارت بھی کرتا ہے

## حیات بعد الموت

دوستو! آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ آج تو یورپ میں (Life after Dath) لائف آفٹر ڈیتھ یا حیات بعد الموت سے متعلق کئی علوم متعارف ہو چکے ہیں جن میں سے ایک ٹیٹا لوجی ہے جس سے سائنسی طور پر موت کے بعد والی زندگی کو ثابت کر دیا گیا ہے اسی طرح کئی روحانی علوم اور بھی ہیں جن سے ایتھرک لائف [ روحانی زندگی ] کو ثابت کیا جا چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

☆وَلَا تَقُولُواْ لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبيلِ اللّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاء ......(البقرہ154)

جو اللہ کی راہ میں قتل کر دیئے جاتے ہیں تم ان کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ سب زندہ ہیں سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدر کے دن اشقیاء اور منکروں کے مقتولین کو آواز دی اور ان کو

بلایا اے فلاں اے فلاں کیا تم نے اس وعدہ برحق کو اب پالیا ہے اورجان لیا ہے جو میرے رب نے مجھے دیا ہے اور کیا تم نے وہ وعدہ برحق بھی پالیا ہے اوراسے بھی جان لیا ہے اور دیکھ لیا کہ جو کچھ تمہیں تمھارے رب نے دیا تھا

اس جگہ بعض لوگوں نے آپ سے دریافت کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ان کو کیسے پکار رہے ہیں اوران مقتولوں سے کیسے کلام فرمارہے ہیں وہ تو مرگئے ہیں؟

آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہٗ قدرت میں میری جان ہے وہ اس وقت میری اس گفتگو کو تم سے زیادہ سن رہے ہیں لیکن وہ اس وقت اس بات کا جواب دینے کی قدرت نہیں رکھتے ...... (البحار ج ۴ ص ۲۰۷)

دوستو! ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ شہید صرف روحانی طور پر زندہ نہیں ہوتا بلکہ وہ جسمانی طور پر بھی زندہ ہوتا ہے کیونکہ روحانی طور پر تو کافر بھی نہیں مرتا اوراس نے بھی ابد آلاباد تک اپنے کیئے کی سزا بھگتنا ہے اور جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہے مگر شہید اوراس کی زندگی میں یہی فرق ہے کہ غیر مومن جسمانی طور پر مرجاتا ہے اور شہید جسمانیت سمیت زندہ ہوتا ہے

دوستو! ہمارا عقیدہ یہ بھی ہے کہ جو بھی خاندان پاک علیہم الصلوات والسلام کا محبّ ہوتا ہے اس کی موت شہادت کی طرح ہوتی ہے اور وہ بھی احادیث کی رو سے شہید تصور ہوتا ہے جیسا کہ فرمایا گیا ہے

☆من مات علیٰ حب آل محمد علیہم الصلوات والسلام مات شہیداً

یعنی جو بھی آل محمد علیہ الصلوات والسلام کی محبت میں جاں بحق ہوتا ہے وہ شہید ہوتا ہے اور شہید زندہ ہوتا ہے جس سے ثابت ہوا کہ ہر محبّ جسمانی طور پر زندہ ہوتا ہے اور جس

طرح اس کی حیات ظاہری میں اس سے استفادہ کرنا ممکن تھا اسی طرح اس کی وفات کے بعد بھی اس سے استفادہ واستفاضہ ممکن ہوتا ہے

## سوال قبر

دوستو! عالم تشیع کا یہ عقیدہ ہے کہ قبر میں سوال وجواب کا ہونا برحق ہے

امام صادق علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا جس شخص نے تین باتوں کا انکار کردیا وہ ہمارے شیعوں میں سے نہیں ہے (1) معراج (2) قبر کا سوال وجواب (3) شفاعت......

(البحار ج ۸ ص ۳۷)

جب کوئی انسان فوت ہوتا ہے تو اسے قبر میں جانا پڑتا ہے۔ قبر کے عمومی معنی تو وہی ہیں کہ قبر اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں انسان کا جسم دفن ہو مگر اصطلاحی طور پر قبر اس مقام کو کہتے ہیں جہاں انسان کا جسم چھپ جائے یا تحلیل ہو جائے چاہے وہ مٹی میں ہو یا آگ میں ہو یا کسی جانور کے پیٹ میں ہو یا کسی بھی چیز میں ہو جیسا کہ احادیث میں بھی فرمایا گیا کہ اپنے شکم کو جانداروں کا قبرستان نہ بناؤ

شیعہ عقیدہ یہ ہے کہ جب انسان قبر میں جاتا ہے تو وہاں دو فرشتے منکر ونکیر آتے ہیں جو انسان کے دائیں بائیں کھڑے ہو جاتے ہیں اور سوال کرتے ہیں

من ربك ؟ من نبيك ؟ من دينك ؟ یعنی وہ اعتقادات کے بارے میں سوال کرتے ہیں جیسا کہ تلقین میت میں ہم تفصیل سے سناتے ہیں

اگر کوئی منافق قبر میں آئے تو وہ فرشتے منکر ونکیر کی حیثیت سے آتے ہیں اور اگر کوئی کافر قبر میں آتا ہے وہ فرشتے بحیثیت رقیب وعتید کے آتے ہیں کیونکہ یہ اس دنیا میں بھی ہر کافر ومشرک کے نگران ہوتے ہیں جیسا کہ ارشاد قدرت ہے

☆مَا يَلْفِظُ مِن قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ......(سورۂ ق 18)

وہ منہ سے کوئی بات نہیں نکالنے پاتا مگر یہ کہ اُس کو لکھنے پر آمادہ اور ایک نگران ہوتا ہے اگر کوئی مومن قبر میں آئے تو وہاں منکر و نکیر بحیثیت مبشر و بشیر کے آتے ہیں اور وہ اسے جنت کی بشارت دیتے ہیں اور سوال و جواب کا انداز دوستانہ ہوتا ہے

شیعہ عقیدہ یہ بھی ہے کہ جب بھی کوئی قبر میں جاتا ہے تو وہاں اسے اپنے زمانے کے امام علیہ الصلوات والسلام کی زیارت نصیب ہوتی ہے اور سوال و جواب ان کے روبرو ہوتے ہیں۔ جدید علم ٹیٹالوجی نے بھی اس بات کی تصدیق کر دی ہے کیونکہ اس کی جو فسٹ انفارمیشن رپورٹ تیار کی گئی تھی وہ ان 24 ہزار افراد کے بیانات پر مبنی تھی کہ جو ہسپتالوں میں کچھ وقت کے لئے مر گئے تھے اور پھر دوبارہ انہیں جدید طریقوں سے زندہ کیا گیا تو ان سب کی ایک بات مشترک تھی کہ ہمیں ایک ٹنل [ سرنگ ] سے گزرنا پڑا اور اس کے بعد ہمارے سامنے سفید عربی لباس میں ایک شخصیت آئی اور ہم نے ان کی زیارت کی۔ یہ ٹنل دراصل قبر ہے اور اس میں اپنے زمانے کے امام کی زیارت ہوتی ہے

دوستو! قبر کے جو سوالات ہوتے ہیں ان میں خالص اور محض ایمان کا سوال کیا جائے گا اسی طرح خالص اور محض کفر کا بھی سوال کیا جائے گا ان کے علاوہ جو باقی امور ہوں گے ان کو نظر انداز کر دیا جائے گا اور ان کی پرواہ نہیں کی جائے گی ان پر زیادہ توجہ نہیں دی جائے گی اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ سوالات برزخ کی جنت و جہنم میں رہائش کے لئے ہونا ہیں اور کلی طور پر حساب قیامت میں ہونا ہے سوالات قبر میں کامیابی کے بعد انسان کو عارضی جنت یا جہنم میں بھیج دیا جانا ہے اور سوالات

www.khrooj.com

قیامت کے بعد ابدی جنت یا جہنم کا فیصلہ ہونا ہے پس جس نے ایمان خالص کے متعلق صحیح جواب دیا تو وہ قبر کے اندر آرام وسکون اور راحت کو پالے گا اور آخرت میں اسے جنت نعیم نصیب ہوگی

## فشارِ قبر

شیعہ عقیدہ یہ بھی ہے کہ انسان جب اپنی قبر میں جاتا ہے تو وہاں اسے فشار لحد سے سابقہ پڑتا ہے اور بہت کم لوگ اس سے محفوظ رہتے ہیں کیونکہ اس میں مومنین کا تزکیہ اور کفار ومنافقین کی سزا ہوتی ہے یعنی جس مومن نے صغائر وکبائر کا ارتکاب کیا ہوتا ہے اسے فشار لحد یعنی قبر میں دباؤ دے کر پاک کیا جاتا ہے

قبر میں زیادہ تر عذاب درج ذیل اعمال بجالانے کی وجہ سے ہوگا

( ) بداخلاقی ( ) چغل خوری ( ) پیشاب کو روک کر رکھنا وغیرہ

مومنین سے جو گناہ سرزد ہوتے ہیں ان کا کئی طرح سے ازالہ کیا جاتا ہے اور انہیں پاک کیا جاتا ہے جیسا کہ موت سے پہلے اذیت ناک بیماری بھی اس کے گناہوں کا کفارہ بنتی ہے دنیا میں کئی دکھ آلام اور مصائب ومصیبتوں کا آنا، اور قبر میں فشار اور عالم برزخ کی جہنم کی سزا وغیرہ

## عالم برزخ

دوستو! ہمارے عقائد میں سے یہ بھی ہے کہ عالم برزخ برحق ہے جیسا کہ ارشاد قدرت ہے

☆وَمِن وَرَائِهِم بَرزَخٌ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ...... (سورۃ المومنون 100)

کہنے والا موت کے بعد کہے گا کہ مجھے ایک بار واپس جانے دیا جائے تا کہ جس (دنیا) کو میں چھوڑ آیا ہوں اسی میں نیک عمل کروں ، فرمایا ایسا ہرگز نہیں (ہو گا)، یقیناً یہ ایک بات ہے کہ وہ اُس کا کہنے والا ہے اور اُن کے پیچھے بعثت کے دن تک برزخ ہے۔ معصومین علیہم الصلوات والسلام سے روایات ہیں کہ موت کے بعد سے لے کر قیامت تک کا دورانیہ مرنے والے عالم برزخ میں گزارتے ہیں یعنی چاہے مومن فوت ہوتا ہے یا کافر وہ قیامت سے پہلے عالم برزخ میں رہتا ہے اور اسے وہاں اس کے اعمال کے مطابق مقام دیا جاتا ہے یعنی مومن کو عالم برزخ کی جنت میں رکھا جاتا ہے اور غیر مومن کو عالم برزخ کی جہنم میں ڈالا جاتا ہے اور جن مومنین کے اعمال میں کوئی کوتاہی ہوگی یا ان کے اعمال درست نہ ہوں گے تو انہیں برزخ کے جہنم میں سزا دے کر پاک کر دیا جائے گا اس لئے آئمہ معصومین علیہم الصلوات والسلام نے فرمایا تھا ''اے شیعو! تم اپنے برزخ کا انتظام خود کر کے آنا اور قیامت کے ہم ضامن ہیں '' یعنی برائیوں سے ہر صورت میں بچو ورنہ قیامت یا برزخ کا عذاب ضرور چکھنا پڑے گا یعنی جو محبّ ومومن ہوگا اور اس کے اعمال درست نہ ہوں گے تو اسے برزخ کی سزا دے کر پاک کیا جائے گا اس لئے اصلاح اعمال کی ضرورت برزخ کے لئے ہوتی ہے اور مومنین آل محمد صلی اللہ علیہم الصلوات والسلام کے لئے قیامت کا کوئی خوف نہیں ہے۔ بعض عرفا رضوان اللہ علیہم کا یہ نظریہ ہے کہ برزخ میں اعمال کے مطابق جزا وسزا ملتی ہے نہ کہ عقائد کے مطابق یعنی جو لوگ خود تو نیک اور اعمال صالح کرنے والے ہوں گے انسانیت کی خدمت کرنے والے ہوں گے مگر ان کے عقائد فاسد و باطل ہوں گے انہیں عالم برزخ ہی میں ان کے اعمال کی جزا دے دی جائے گی اور جن کے اعمال غیر صالح

ہوں گے لیکن ان کے عقائد درست ہوں گے انہیں بھی عالم برزخ ہی میں سزا دے کر عدل کے تقاضے پورے کر دیئے جائیں گے اور قیامت میں انہیں کوئی زحمت نہ اٹھانا پڑے گی۔ واللہ اعلم بالصواب

## بعث

عالم تشیع کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ ''بعث'' یعنی موت کے بعد کا اٹھایا جانا برحق ہے

موت کے بعد اٹھنا برحق ہے یہ اللہ کی عدالت کا تقاضا ہے اللہ جل جلالہ کی حکمت ہے کہ بندگان کو ان کی ذمہ داریوں کی جزا دی جائے اور اپنے وعدوں کو پورا کیا جائے ظالم سے مظلوم کا مواخذہ کیا جائے اس کے علاوہ بھی اور حکمتیں اس میں ہیں اللہ جل جلالہ کا فرمان ہے

☆أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثاً وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ ......(المومنون115)

کیا تم نے یہ خیال کر لیا ہے کہ ہم نے تمہیں عبث اور بے مقصد خلق کیا ہے اور تمہیں ہماری طرف واپس پلٹایا نہیں جائے گا؟ پھر سورۂ حج آیہ 5 میں فرمایا کہ

☆يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَإِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن تُرَاب

اگر تم دوبارہ اٹھائے جانے کے بارے میں کسی شک میں مبتلا ہو تو خود سوچو کہ ہم نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا......الخ

نبیؐ نے فرمایا اے بنی عبدالمطلب رائد اور قائد جو ہے وہ اپنے اہل و خاندان سے جھوٹ نہیں بولتا، قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے اس طرح سے جس طرح تم سوتے ہو اور جس طرح تم سونے کے بعد بیدار ہوتے ہو یا جاگتے ہو، اسی طرح تم ضرور اٹھائے جاؤ گے۔ موت کے بعد کوئی اور گھر نہیں ہے سوائے

اس کے کہ وہ گھر جنت ہوگا یا جہنم ہوگا ...... (السیرۃ الحلبیہ ج اص ۲۷ا المجۃ ج اص ۳۴۹)۔
یعنی یہ بھی ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ جل جلالہ پھر ساری انسانیت کو اس دنیا میں دوبارہ لائے گا اور اولین و آخرین کو قبروں سے اٹھایا جائے گا اور کوئی ایک بھی ایسا نہیں رہے گا جسے قبر سے نہ اٹھایا جائے

## نفخ صور

دوستو! ہمارے مسلک کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ جب اللہ جل جلالہ چاہے گا کہ ساری انسانیت کو دوبارہ اٹھایا جائے تو جناب اسرافیل کو حکم ملے گا اور وہ صور یعنی نرسنگھا پھونکیں گے اور ساری قبریں کھل جائیں گی جیسا کہ کلام اِلٰہی میں ارشاد ہے

☆وَنُفِخَ فِي الصُّورِ ذَلِكَ يَوْمُ الْوَعِيدِ ......(سورۂ ق 20)

اور صور میں پھونکا جائے گا اور وہی وعدہ کا دن ہے

جیسے ہی صور میں پھونک لگے گی ایک گونج آئے گی اور ساری قبریں کھل جائیں گی اور سارے مردے قبروں باہر نکل کر حیران و پریشان سے کھڑے ہو جائیں گے اور یہ بھی معلوم نہیں ہوگا کہ انہوں نے کہاں جانا ہے

## سائق وشہید

دوستو! ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ جب انسان قبروں سے باہر نکلیں گے تو انہیں میدان حشر کی طرف لایا جائے گا اور ان کے پیچھے ایک ہانکنے والا ہوگا اور اور ان کے ساتھ ان کے اعمال کا ایک گواہ ہوگا جیسا کہ کلام اِلٰہی میں ارشاد ہے

☆وَجَاءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَائِقٌ وَشَهِيدٌ ......(سورۂ ق 21)

اور ہر نفس آئے گا (اس حال میں کہ ) اس کے ساتھ ایک ہانکنے والا اور ایک گواہ ہو گا

ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ ہر انسان کے سائق یعنی ہانک کر میدان حشر میں لانے والے امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام ہوں گے اور ان کے اعمال کے گواہ شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں گے کیونکہ اللہ جل جلالہ نے انہیں شہید و گواہ کا نام عطا فرمایا ہے

## حشر و نشر

دوستو! ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ اولین و آخرین کے سارے لوگوں کو ایک میدان میں کھڑا کیا جانا ہے جہاں ان کے ساتھ حساب ہونا ہے

## تطائر الکتب

دوستو! ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ جب سارے انسان میدان محشر میں آئیں گے تو ان کے اعمال نامے اڑ کر ان کے ہاتھوں میں پہنچ جائیں گے نیک لوگوں کے اعمال نامے ان کے دائیں ہاتھوں میں آئیں گے اور غیر مومنین کے اعمال نامے ان کے بائیں ہاتھ میں آئیں گے جیسا کہ ارشاد قدرت ہے

☆وَكُلَّ إِنسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَآئِرَهُ فِىٓ عُنُقِهِ وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَاباً يَلْقَاهُ مَنشُورا ...... (سورہ بنی اسرائیل 13)

اور ہم نے ہر انسان کے اعمال کو اس کے گلے لگا رکھا ہے اور ہم اس کے لئے قیامت کے دن ایک نوشتہ نکالیں گے جسے وہ پھیلا ہوا پائے گا

جن کے اعمال نامے ان کے دائیں ہاتھ میں ہوں گے انہیں اصحاب یمین کہا جاتا

ہے اور جن کے اعمال نامے ان کے بائیں ہاتھ میں ہوں گے انہیں اصحاب شمال کہا جائے گا اور عالم برزخ میں حساب نہیں ہے بلکہ حساب قیامت میں ہے اور اس کے بارے میں فرمایا گیا ہے☆ فی حلالها حساب و فی حرامها عقاب یعنی دنیا کے حلال کے لئے حساب اور حرام کے لئے تو صرف عذاب ہی ہے

## میزان

دوستو! ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ میزان الاعمال بھی حق ہے

یہاں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ میزان کا ایک عوامی تصور ہے اور دوسرا حقیقی تصور ہے میں ان دونوں کے بارے میں اجمالی طور پر عرض کرنا چاہتا ہوں

## عوامی تصور

میزان کا عوامی تصور یہ ہے کہ میدان قیامت میں حاضر ہونے کے بعد وہاں میزانیں [ترازو] لگائی جائیں گی جس پر لوگوں کے اعمال کو تولا جائے گا قرآن مقدس میں میزان کا ذکر ہے جس میں یہی فرمایا گیا ہے

☆وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَة......(سورہ انبیاء 47)

☆فَمَن ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهُ فَأُولَـئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُون......(سورہ المومنون 102)

☆ فَأَمَّا مَن ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهُ()فَهُوَ فِي عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ......(سورہ القارعہ 7)

☆وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهُ()فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ......(سورہ القارعہ 9)

☆وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهُ فَأُولَـئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُواْ أَنفُسَهُم......(سورہ اعراف 9)

ان آیات سے یہی تصور قائم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن اعمال کو ترازوں میں تولا

www.khrooj.com

جانا ہے جس کی میزان بھاری ہوگی وہ فلاح پائے گا اور جس کی میزان [ اعمال کا وزن ] ہلکی ہوگی وہ خسارے میں ہوگا اس نے اپنے نفس کو خود گھاٹا دیا ہے

یہ نظریہ ایک مبہم سا نظریہ ہے جس میں بہت کچھ غیر واضح ہے مثلاً

میزانیں لکڑی کی ہوں گی یا لوہے کی یا کسی میٹل کی یا کسی دوسری چیز کی؟

کیا قیامت میں ایک ہی میزان پر سارے اعمال تولے جائیں گے یا کئی میزانیں ہوں گی؟ کیا لفظ موازین سے مراد ہر فرد کی علیحدہ میزان ہے یا پوری جماعت کی میزانیں مراد ہیں؟

پھر ہیئت موازین بھی غیر واضح ہے جس کے بارے میں معلوم نہیں

کیا میزان دو پلڑے والی قدیم طرز کی ہوگی؟ یا جدید ریلوے والے کانٹے کی طرح کی ہوگی یا ڈائل والی میزان ہوگی؟ یا جدید ترین ڈیجیٹل ہوگی؟

اس میں یہ بھی واضح نہیں کہ میزان کے باٹ یا پیمانے کیا ہوں گے؟ یعنی کلوگرام سسٹم ہوگا یا قدیم سیر پاؤ والا یا عربی پیمانے ہوں گے۔ اگر عربی ہوں گے تو پھر وہ عرب کے کس خطے کے پیمانے ہوں گے، کیونکہ مکی پیمانے مدنی پیمانوں سے مختلف ہیں

اس میں یہ بھی ابہام ہے کہ اعمال کیسے تولے جائیں گے، کیا اعمال کا بھی کوئی وزن ہوتا ہے؟ کیا نماز، روزہ، حج، زکواۃ، کسی کے ساتھ احسان کرنے یعنی صلہ رحمی وغیرہ کا بھی کوئی وزن ہوتا ہے؟ اور پھر تولنے کی صورت کیا ہوگی؟

بعض مسالک میں یہ نظریہ ہے کہ اعمال نامے تولے جائیں گے مگر یہ نظریہ بھی مبہم ہے کیونکہ یہ بھی تو واضح نہیں ہے کہ اعمال نامے کاغذ کے ہوں گے یا کسی دوسری چیز کے ہوں گے کہ جن پر اعمال لکھے جائیں گے؟

کئی مسالک نے اس الجھن کو دور کرنے کے لئے تجسم اعمال کا نظریہ پیش کیا اور کہا کہ انسان اچھے یا برے جو بھی اعمال کرتا ہے وہ آخرت میں ایک مجسم شکل اختیار کرلیں گے اور وہاں اعمال انسان کو مادّی شکل میں ملیں گے

اس میں بھی ابہام ہے کہ اعمال کس مادّے کی صورت میں ملیں گے، سونے، چاندی، لوہے، پتھر، لکڑی یا کسی دوسرے مادّے کی شکل میں ہوں گے؟

یہ بھی ایک سوال ہے کہ کیا نیکیوں اور برائیوں کے اعمال کا مادّہ ایک ہوگا یا مختلف اور اگر مختلف ہوگا تو ان میں کیا کیا اختلاف ہوگا۔ انہی مشکلات کو دیکھتے ہوئے اکثر مفسرین نے مختلف آرا قائم کئے ہیں جیسا کہ ضحاک، اعمش، مجاہد وغیرہ نے میزان کو عدل کا کنایہ کہا ہے، اسی طرح بعض نے تجسم اعمال کا نظریہ بنایا ہے اور کہا ہے کہ اعمال اعراض ہوتے ہیں جن کا کوئی وزن نہیں ہوتا کہ جنہیں تولا جا سکے اِس لئے انہوں نے کہا کہ اعمال صالحہ سفید جوہر میں بدل جاتے ہیں اور برے اعمال سیاہ جوہر میں بدل جاتے ہیں اس لئے جوہر ہونے کے ناطے سے انہیں تولا جا سکتا ہے

بعض نے لفظ موازین سے یہ کہا کہ ایک ایک آدمی کے سامنے قیامت میں کئی کئی میزانیں لگائی جائیں گی افعال قلوب کے لئے علیحدہ اور اعمالِ جوارح کی علیحدہ وغیرہ وغیرہ

## شیعہ خیر البریہ کا نظریہ

ہمارا نظریۂ میزان یہ ہے کہ اعمال کے لئے مادّی میزانوں کا تصور درست نہیں ہے بلکہ ہر چیز کے لئے میزان اس کے اپنے انداز کی ہوتی ہے یعنی مادّی چیزوں کے لئے مادّی میزانیں ہوتی ہیں اور غیر مادّی چیزوں کو وزن کرنے کے لئے غیر مادّی

www.khrooj.com

اوزان ہوتے ہیں جیسا کہ ہم عربی میں دیکھتے ہیں کہ ''شَمِقَ'' بروزن ''سَرِفَ'' ہے ''قسب'' بروزن ''ضرب''

یعنی الفاظ کی میزانیں الفاظ کی ہوتی ہیں اسی طرح اشعار کے اوزان اور میزانیں بھی لفظی ہوتی ہیں جیسا کہ کہتے ہیں

تقارب ازیں وزن گردید حاصل ۔فعولن فعولن فعولن فعولن

یعنی بحر متقارب میں لکھے ہوئے اشعار کو فعولن فعولن فعولن فعولن کے وزن پر تولا جاتا ہے اور ان چار ارکان کے مطابق پائے جانے والے شعر کو موزوں اور وزن میں درست مانا جاتا ہے اور تقطیع میں ایک حرف بھی کم و بیش ہو تو وزن درست نہیں مانا جاتا اسی طرح اعمال کے وزن کرنے کے لئے اعمال ہی کے پیمانے ہونا چاہییں نہ کہ مادّی میزانیں

جیسا کہ علامہ مجلسی بحار سابع میں فرماتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حساب و میزان حق ہے اور ہر نبی کو اپنے اوصیا کے لئے میزان قرار دیا گیا ہے اور ہر امت پر نبی کے وصی کو میزان قرار دیا گیا ہے اور جملہ انبیاء و رسل علیہم السلام کے لئے امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کو میزان اعمال قرار دیا گیا ہے اور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان پر شہید و گواہ قرار دیا گیا ہے جیسا کہ سورہ الحج آیہ 78 میں اِرشادِ رب العزت ہے

☆لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيداً عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاء عَلَى النَّاس

اسی طرح سورہ النساء آیہ 41 میں فرمایا گیا کہ

☆فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَـؤُلاء شَهِيدا

علامہ مجلسی اعلی اللہ مقامہ بحار 100 میں ایک زیارت کا یہ فقرہ لکھتے ہیں

www.khrooj.com

السلام علیٰ میزان الاعمال ...... ہمارا میزان اعمال پر سلام ہو۔اس کی شرح میں علامہ لکھتے ہیں کہ

☆اشارہ الی ماورد فی الاخبار الکثیرۃ انھم موازین یوم القیامۃ

اس بات کی طرف احادیث کثیر میں آیا ہے کہ یہی معصومین علیہم الصلوات والسلام ہی قیامت کے موازین اعمال ہیں

زیارتِ صفوان جمال میں بھی اسی طرح کا فقرہ ہے السلام علی میزان الاعمال اسی طرح کئی زیارات میں اس طرح کے فقرے موجود ہیں جیسا کہ

اشھد انک حجۃ اللہ علی عبادہ بعد نبیہؐ عیبۃ علمہ و میزان قسطہ......

السلام علیٰ عیبۃ غیب اللہ و میزان قسط اللہ ......

بحار 24 میں ہے کہ امام محمدؐ باقر علیہ الصلوات والسلام نے سعد نامی صحابی سے فرمایا

نحن المیزان ......

ابوحمزہ ثمالی نے امام جعفرؑ الصادق علیہ الصلوات والسلام سے اس آیت کی تفسیر چاہی کہ

☆اللّٰهُ الَّذِیٓ أَنزَلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ وَالْمِیزَانَ ...... قال المیزان امیرالمومنین علیہ الصلوات والسلام ......یعنی فرمایا امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام ہی میزان ہیں جو ہر نبی کے ساتھ نازل ہوئے ہیں اس کے بعد فرمایا اللہ جل جلالہ فرماتا ہے وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِیزَانَ فرمایا سما سے مراد سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور میزان سے مراد امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام ہیں اسی طرح ایک اور روایت میں ہے

☆ قال ھوواللہ علی علیہ الصلوات والسلام و ھو واللہ الصراط و المیزان ......

اسی طرح فرمایا گیا کہ سما سے مراد سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور میزان سے مراد

امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام ہیں اور لا تطغوا فی المیزان کی تفسیر میں فرمایا گیا ہے کہ لاتعصوا الامام ...... کہ اپنے زمانے کے امام علیہ الصلوات والسلام کی نافرمانی نہ کرو کیونکہ وہ میزان ہیں بحار جلد گیارہ اور سولہ دونوں میں ہے کہ معصوم نے فرمایا

قال المیزان الامام ......

☆لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ ...... فرمایا گیا کہ جو میزان ہر نبی کے ساتھ نازل ہوتا رہا ہے وہ امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام ہیں

اسی طرح کے بہت سے فرامین ادعیہ وزیارات واحادیث میں موجود ہیں

شیخ مفید علامہ مجلسی اور سید علی بن طاؤس رضوان اللہ علیہ نے ایک زیارت میں لکھا ہے

السلام عليك يا ميزان يوم الحساب، فانت عين غيبه و ميزان قسطه

یعنی لاتعداد روایات سے ثابت ہے کہ میزان سے مراد امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام اور ان کے بعد سارے معصومین علیہم الصلوات والسلام ہیں

زید الشحام سے جناب امام جعفرؑ الصادق علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا تھا

☆فقال يا زيد ان الصراط الينا و ان الميزان الينا و حساب شيعتنا الينا و الله يا زيد انى ارحم بكم من انفسكم ...... (بحار الانوار، بصائر الدرجات)

فرمایا کہ شیعوں کا صراط ہو یا میزان ہو یا ان کا حساب حشر ہو یہ سب ہمارے پاس ہے اور ہم ان پر خود ان کی ذات سے زیادہ رحم فرمانے والے ہیں

ہمارے محتاط علمائے کرام نے ہمیں یہ تاکید فرمائی ہے کہ تم بروئے احتیاط ظاہری میزان سے بھی انکار نہ کرو تاکہ تکذیب ظاہر کے جرم سے بچ جاؤ جبکہ اس میزان کے حقیقی معنی یہی ہیں کہ آئمہ معصومین علیہم الصلوات والسلام کے فرامین کے ساتھ سب کے اعمال کو

تولا جائے گا جس کی جتنی زیادہ مناسبت ہوگی اتنے اعمال بھاری تصور ہوں گے اور دشمنان آل محمد صلی اللہ علیہم الصلوات والسلام کے اعمال کوتو تولا ہی نہیں جائے گا کیونکہ بغض آل رسول علیہم الصلوات والسلام کے بعد کوئی نیکی نیکی نہیں رہتی

## حساب

دوستو! ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ اللہ جل جلالہ کا لوگوں سے حساب لینا بھی حق ہے اور سارے لوگوں کا حساب ہونا ہے یعنی شمار کرنا مقادیر کی آپس میں نسبت لگانا ان کی مقدار کو جاننا ان کی مقدار کی شناخت کرنا اللہ کی قدرت میں ایک لحظہ کے اندر اندر تمام خلائق کے حسنات اور نیکیوں کا حساب واضح ہو جائے گا

''وَهُوَ أَسۡرَعُ الۡحَاسِبِيۡن '' (الانعام 62)......اور وہ تو تمام حساب کرنے والوں سے زیادہ تیزی سے اور جلد حساب کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس کی حقیقت اور حیثیت سے ضرور آگاہ فرمائے گا تاکہ عفوو درگزر کرتے وقت اس کا فضل اور کرم واضح ہوسکے اور عذاب دیتے وقت اللہ کا عدل روشن ہو جائے وہ اولین اور آخرین اپنے سب بندگان کو ایک خطاب سے مخاطب ہوگا اور اسی ایک خطاب میں ان کے تمام اعمال کے حساب کا حاصل بیان کردے گا ہر ایک اپنے مسئلہ کو سنے گا اور اس کا غیر اسے نہ سن سکے گا اور وہ خیال کرے گا کہ وہی مخاطب ہے اس کے غیر سے خطاب نہیں ہورہا اللہ تعالیٰ کو ایک سے خطاب کرنا مشغول نہیں کردیتا کہ وہ دوسرے سے خطاب نہ کرسکے۔ اللہ ان سب کے حساب سے ایک ہی وقت میں فارغ ہو جائے گا اور یہ وقت دنیا کی ساعات کے حساب سے ایک ہی ساعت میں مکمل ہو جائے گا اللہ تعالیٰ اس کی کتاب اور رزلٹ کارڈ کو نکالے گا اور انسان اسے اپنے سامنے پھیلا ہوا

پائے گا وہ رزلٹ کارڈ اس کے سارے اعمال کو بول کر بتا رہا ہو گا

☆ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَلَا كَبِيْرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا......(سورہ الکہف 49)

کوئی چھوٹا اور بڑا کام نہیں ہو گا مگر اس میں شمار کیا گیا ہو گا پس اللہ تعالیٰ اسے خود اس شخص کو اپنا محاسب قرار دے گا اور اسے خود اپنے اوپر حکم جاری کرنے والا اور فیصلہ دینے والا بنا دے گا، اسے کہا جائے گا ☆ اِقْرَأْ كِتَابَكَ كَفَى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا...... (سورہ بنی اسرائیل 14) پڑھ لے تو اپنی کتاب کو اپنے رزلٹ کارڈ کو غور سے دیکھ لے آج تو نے اپنے بارے خود ہی فیصلہ دینا ہے اور تو اپنا حساب کرنے کے اعتبار سے خود ہی کافی ہے اس وقت اللہ تعالیٰ ان کے منہ پر اور زبانوں پر مہریں لگا دے گا جبکہ ان کے جملہ اعمال پر ان کے ہاتھ اور پاؤں اور ان کے باقی اعضاء گواہی دیں گے جو کچھ وہ انجام دیتے تھے اس سب کو اس کے اپنے اعضاء بول بول کر بتا دیں گے اس وقت اس کی زبان کے علاوہ باقی تمام اعضاء و جوارح گواہی دیں گے

☆ وَقَالُوا لِجُلُودِهِمْ لِمَ شَهِدتُّمْ عَلَيْنَا قَالُوا أَنطَقَنَا اللَّهُ الَّذِي أَنطَقَ كُلَّ شَيْءٍ ......(سورہ فصلت 21)

اور انہوں نے اپنی چمڑیوں سے اور جسم کے مختلف حصوں سے پوچھ لیا کہ تم نے ہمارے خلاف گواہی کیوں دی ہے تو ان سب نے کہا ہمیں تو اس اللہ نے بلوایا ہے جس اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو نطق اور گویائی عطا فرمائی ہے

پس کتب اور تحریریں پھیل جائیں گی اور لوگوں کی نگاہیں ان کی طرف دیکھ کر پتھرا جائیں گی اور دیکھنے لگیں گی کہ یہ کتب و تحریریں دائیں جانب گرتی ہیں یا بائیں

www.khrooj.com

جانب گرتی ہیں

☆فَأَمَّا مَنۡ أُوتِیَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَيَقُولُ هَاؤُمُ اقۡرَؤُوا كِتَابِيَهُ (سورہ الحاقہ 19)

پس جسے تو اس کے دائیں ہاتھ میں کتاب دے دی گئی تو وہ کہے گا لو تم اس کی کتاب کو پڑھ لو

☆وَأَمَّا مَنۡ أُوتِیَ كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ فَيَقُولُ يَا لَيۡتَنِی لَمۡ أُوتَ كِتَابِيَهُ......

(سورہ الحاقہ 25)

اور جس کو اس کی کتاب اس کے بائیں ہاتھ میں دے دی گئی تو وہ کہے گا کہ کاش مجھے یہ کتاب نہ دی گئی ہوتی

دوستو! حساب کے خطرہ سے کوئی نہیں بچ سکے گا مگر وہ شخص بچ جائے گا جس نے دنیا میں اپنا احتساب خود کیا ہوگا اور اپنے اعمال واقوال اپنے خیالات ولمحات اور اوقات کو دین حق کے مطابق انجام دینے پر توجہ دی ہوگی اپنے ہر عمل کو اپنی ہر حرکت کو شریعت کے ترازو پر تولا اور پرکھا ہوگا۔جیسا کہ حدیث میں آیا ہے''حاسبوا قبل ان تحاسبوا۔وزنوھاقبل ان توزنوا"(نہج البلاغہ)

تم سب اپنا احتساب کرلو قبل اس کے کہ تمہارا حساب کیا جائے اور تم اپنے اعمال کا وزن خود کرلو قبل اس کے کہ تمھارے اعمال کا وزن کیا جائے۔

احکام شریعت میں قیامت کے دن کی ہولنا کی، اس دن کے طولانی ہونے، اس کی گرمی، لوگوں کا اپنے پسینہ میں غرق ہونا، اُس جگہ رش اور بھیڑ ہونا، ایک دوسرے کے ساتھ لوگوں کے جھگڑے، ایک دوسرے سے برائت کرنا، اور انسانوں کا اپنے ماں، باپ، بھائی، بیٹے، اولاد، دوست، بیوی، شوہر سے فرار سب کچھ بتا دیا گیا ہے

اسی طرح لوگوں کے ہانکے جانے، لوگوں کے اعمال پر گواہوں کا موجود ہونا اورگواہی دینا، سوال وجواب، اوراس کے علاوہ قیامت کے دن کے متعلق جو کچھ روایات اورآیات میں ہے، اس بارے قرآن میں اللہ تعالیٰ نے جو کچھ بیان کیا ہے اورآئمہ ہدی علیہم الصلوات والسلام سے جو کچھ روایات اوراحادیث میں آیا ہے یہ سب کا سب حق ہے سچ ہے اس میں کسی قسم کا شک نہیں ہے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا ''حاسبوا انفسکم قبل ان تحاسبو اعلیھا فان للقیامة خمسین موقفا کل موقف الف سنة'' پھر آپ نے یہ آیت پڑھی ''فی یوم کان مقداره خمسین الف سنة (روضۃ الکافی ص۱۴۳)

اس کے ایک دن کی طوالت پچاس ہزار سال کے برابر ہوگی

جس نے دنیا میں شہوتوں کے چھوڑنے پر صبر کیا دنیا میں موت کا انتظار طولانی کیا تو قیامت کے دن اسے کم انتظار کرنا پڑے گا۔ شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس دن کے طولانی ہونے کے بارے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے مومن کے لئے یہ دن خفیف اور ہلکا ہوگا اوراتنی دیر بھی اس کے لئے نہیں لگے گی جتنی دیر میں وہ واجب نماز کوادا کرتا ہے۔ اورجس نے اس پر ظلم کیا ہوگا تو اس ظالم کی نیکیوں سے اس کے حق کے برابر اس کی نیکیوں میں شامل کر دیا جائے گا اگر ظالم کی نیکیاں نہ ہوئیں تو اس کی برائیوں میں اضافہ کر دیا جائے گا، اسی طرح آئمہ معصومین علیہم الصلوات والسلام سے بھی روایات بیان ہوئی ہیں

فرمایا جانتے ہو مفلس کون ہے؟ اصحاب نے کہا ہمارے ہاں تو مفلس وہ ہے جس کے پاس درہم ودینار نہ ہو سامان زندگی نہ رکھتا ہو قلاش ہو، آپ نے فرمایا میری امت

کا مفلس وہ ہوگا جو قیامت کے دن آئے گا اس کے پاس نماز و زکواۃ و روزہ ہوگا لیکن اس نے کسی کو گالی دی ہوگی۔ کسی پر تہمت لگائی ہوگی کسی کا مال کھایا ہوگا کس کا خون ناحق بہایا ہوگا کسی کو بے جا مارا ہوگا تو اس کی نیکیوں سے ہر ایک کو اتنی مقدار میں اٹھا کر دے دیا جائے گا جتنی مقدار میں اس نے زیادتی کی ہوگی اس مقدار میں اسے دیتے جائیں گے یہاں تک کہ جب اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گے تو ان کی خطاؤں کو اٹھا کر اس کے حساب میں ڈالتے جائیں گے جب اس کے اوپر غلطیوں اور گناہوں کا انبار بن جائے گا تو اسے اٹھا کر آتش جہنم میں ڈال دیں گے یہ ہے اصل مفلس (مسند احمد ج ۲ ص ۳۰۳)

## لِوا اُلحمد

دوستو! ہمارے مسلمات میں سے ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو وہ انتہائی گرم دن ہوگا اور بہت تیز دھوپ ہوگی اور وہاں پچاس ہزار سال کا ایک دن ہوگا

وہاں گرمی کی وجہ سے ہر آدمی اپنے پسینے میں ڈبکیاں کھا رہا ہوگا، اس وقت امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے کاندھے پر لوا الحمد ہوگا، یہ ایک پاک علم ہے اور میدان قیامت میں عرش الٰہی اور اس علم پاک کا سایہ ہوگا اور مومنین اور امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام اور ان کی پاک آل علیہم الصلوات والسلام سے محبت کرنے والوں کو اس سائے میں جگہ ملے گی اور ان کے لئے عرصہ محشر جنت کی طرح پرسکون ہو جائے گا

## شفاعت

دوستو! ہمارا یہ بھی مسلمہ عقیدہ ہے کہ شفاعت برحق ہے

www.khrooj.com

مَن ذَالَّذِي يَشفَع عِندَهُ اِلَّا بِاِذنِهٖ

فرمایا کون ہے جو اللہ جل جلالہ کے اذن کے بغیر شفاعت کر سکتا ہے

ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی اصل میں شفیع المذنبین ہیں اور ان کی پاک آل علیہم الصلوات والسلام میں سے ہر فرد شفاعت فرمانے والا ہوگا اور یہ بھی سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو شخص میری شفاعت پر ایمان نہ لایا اسے ہماری شفاعت نہیں پہنچے گی پھر فرمایا شفاعت میری امت سے جو گناہانِ کبیرہ کا ارتکاب کرنے والے ہوں گے ان کے لئے ہوگی شرک اور ظلم وغیرہ ایسے گناہ ہیں جن کے لئے شفاعت نہیں جو لوگ نیکوکار ہیں تو ان کے واسطے شفاعت نہیں ہے...... [البحار ج ۸ ص ۳۴]

اسی طرح سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سے ایسے مومنین بھی ہوں گے جن کی شفاعت کے ذریعہ میری امت کے مضر قبیلہ کی تعداد سے زیادہ گنہگار افراد جنت میں داخل ہوں گے...... (مسند احمد ج ۴ ص ۲۱۲)

اور یہ بات کہی جاتی ہے کہ مومنین میں سے جو کمتر تعداد میں شفاعت کریں گے وہ یوں ہوگا کہ جن خوش نصیب مومنین کو شفاعت کی اجازت ملے گی ان میں سے ہر ایک کو کم از کم تیس افراد کی شفاعت کرنے کی اجازت تو ہوگی

یہاں ایک وضاحت کرنا بھی ضروری ہے کہ شفاعت صرف گنہگاروں کی ہوگی گستاخوں کے لئے شفاعت کا کوئی خانہ نہیں ہے جو بھی سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی مقدس آل علیہم الصلوات والسلام کے کسی ایک فرد کا بھی گستاخ ہوگا وہ شفاعت سے محروم ہی رہے گا اس کی شرط نہیں ہے کہ گستاخی اس کے عقیدے میں پائی جاتی ہے یا عمل میں یعنی گستاخی جہاں بھی ہوگی اس کی معافی کی کوئی گنجائش ہے ہی نہیں۔

## حوضِ کوثر

دوستو! ہمارے مسلمات میں سے ایک حوض کوثر بھی ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ حوض کا نظریہ برحق ہے شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص میرے حوض کے متعلق ایمان نہ لایا اللہ تعالیٰ اسے میرے حوض پر وارد نہیں کرے گا اس حوض کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہوگا اور شہد سے زیادہ شیرین ہوگا اور اس پر جو کاسے اور پیالے ہوں گے وہ آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر ہوں گے جس نے اس حوض سے ایک گھونٹ پانی پی لیا وہ پھر کبھی بھی پیاسا نہ ہوگا (مسند احمد ج ۲)

ایک اور روایت میں ہے کہ قیامت کے دن اس حوض کے نگران اور اس کے والی امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام ہوں گے وہ اس حوض سے اپنے اولیاء کو سیراب کریں گے اور اپنے دشمنان کو وہاں سے بھگائیں گے۔ (البحار ج ۸ ص ۱۹ ح ۶)

اس پر ہمارا ایک اجمالی سا عقیدہ ہے مگر ہمارے مسلک کے عرفا رضوان اللہ علیہم کا نظریہ ہے کہ حوض کوثر پاک آل محمد علیہ الصلوات والسلام کا استعارہ ہے کہ جس کے والی امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام ہیں اور اس کے جو جام ہیں وہ سادات عظام ہیں کہ جنھوں نے انسانیت کو روحانیت کے چشمے سے سیراب فرمایا ہے اور پوری دنیا میں دین حق کو پہنچایا ہے اور ہزاروں لوگوں کو وصل الٰہی کے شراب طہور سے سرشار فرمایا ہے

## صراط

دوستو! ہمارا عقیدہ ہے کہ صراط بھی برحق ہے۔ صراط کے بارے میں دو قسم کی روایات ہیں ان میں سے پہلا نظریہ یہ ہے کہ صراط ایک پل ہے جسے جہنم کے اوپر

سے کھینچا گیا ہے جو جنت میں جا کر ختم ہوتا ہے اس پل پر سے تمام مخلوقات نے گزرنا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

☆وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَى رَبِّكَ حَتْماً مَّقْضِيّاً ...... (سورہ مریم 71)

امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ صراط بال سے زیادہ دقیق و باریک ہے، تلوار سے زیادہ تیز ہے، پس کچھ تو ایسے ہوں گے جو برق رفتاری سے گزر جائیں گے، کچھ اسی طرح گزریں گے جس طرح گھوڑا دوڑتا ہے، کچھ گھٹنوں کے بل کودتے اور اچھلتے ہوئے جائیں گے اور کچھ پیدل آرام آرام سے چلتے ہوئے گزریں گے، کچھ گرتے پڑتے لٹکتے جائیں گے بلکہ کچھ کو آگ پکڑ لے گی مگر اس سے دامن بچا کر پھر چل پڑیں گے، وہ آخرکار گرتے پڑتے لڑکھڑاتے جنت تک پہنچ جائیں گے (البحار ج ۸ ص ۶۴-۶۵)

اس صراط کے بارے میں یہ بھی فرمان ہے کہ جسے شیعہ سنی دونوں مکاتیب فکر کی بنیادی کتابوں میں نقل کیا گیا ہے کہ صراط سے وہی پار ہوگا جس کے ہاتھ میں امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کا عطا کردہ پروانہ ہوگا

امام صادق علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں صراط اللہ تعالیٰ کی معرفت کا راستہ ہے اور یہ دو صراط ہیں ایک صراط دنیا میں ہے اور ایک صراط آخرت میں ہے، بہرحال وہ صراط جو دنیا میں ہے تو وہ واجب الاطاعت امام ہیں، جس نے امام کو پہچان لیا اور ان کی راہنمائی میں عمل کیا تو وہ گویا اس صراط سے گزر گیا، جو آخرت میں جہنم کے اوپر پل ہے اس کی حقیقت یہ ہے کہ جس نے اپنے امام کی دنیا میں معرفت حاصل نہ کی تو آخرت میں اس کے قدم پل صراط سے پھسل جائیں گے اور وہ جہنم کی آگ میں جا گرے گا۔ اس روایت کا مضمون یہ ہے کہ امام اللہ کی معرفت کا راستہ ہے اور امام

ہی اپنے فرمان اور عمل سے اللہ کے راستہ وسبیل کا ہادی اور راہنما ہوتا ہے جس نے امام کی اسی دنیا میں معرفت حاصل کر لی اور امام کی ہدایت پر چلا اور اس کی سنت و روش کے مطابق اپنے لئے راستہ بنایا تو گویا وہ صراط مستقیم پر سے گزر گیا اور یہ اس صراط سے گزر رہا ہوتا ہے جو دنیا کے اوپر ہے یعنی یہ وہ طریقہ اور راستہ ہے جس پر وہ دنیا میں رہ کر اعمال اور اخلاق کو اس کے مطابق انجام دیتا ہے

اللہ جل جلالہ نے فرمایا ہے

☆وَأَنَّ هَـذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيماً......(سورہ الانعام 153)

اور بہ تحقیق یہ میرا سیدھا راستہ ہے یہ میری صراط مستقیم ہے تم اس کی پیروی کرو اس میں لفظ ''پیروی'' بتا رہا ہے کہ اس سے مراد ہر زمانے کے امام علیہ الصلوات والسلام ہیں

## عقبات

دوستو! صراط کے ضمن میں دو روایات وارد ہوئے ہیں ان میں یہ بھی ہے کہ صراط پر کئی عقبات ہوں گے یعنی کئی گھاٹیاں ہوں گی اور وہاں لوگوں کو روک کر سوال کیا جائے گا یہ ایک طرح کی رکاوٹیں ہیں چوکیاں بنی ہیں جن کے نام اوامر ونواہی کے اسماء سے رکھے گئے ہیں جیسے نماز، زکواۃ، صلہ رحمی، امانت، امام کی ولایت وغیرہ پس جس نے ان میں سے کسی ایک میں کوتاہی کی ہوگی اسے اس نام والی چوکی اور پکٹ (Picket) پر رکنا پڑے گا اور اس جگہ پر اس سے اللہ کے حق کا مطالبہ کیا جائے گا یا تو وہ ایسے عمل صالح کے ذریعہ جو اس نے پہلے انجام دیا ہوا تھا وہاں سے عبور کر جائے گا یا اللہ کی رحمت اس کے شامل حال ہو جائے گی جس کی وجہ سے وہ وہاں سے عبور کر جائے گا اور وہاں سے وہ اگلی چوکی پر پہنچ جائے گا، اسی طرح وہ

ایک کے بعد دوسری پکٹ (Picket) پر رکتا اور وہاں سے عبور کرتا اور چلتا جائے گا ہر پکٹ اور چوکی پر اس سے اسی چوکی کی مناسبت سے سوال ہوگا یہاں تک کہ وہ تمام چوکیوں سے صحیح وسالم گزر گیا تو وہ دارالبقاء میں پہنچ جائے گا اور ایسی زندگی اسے نصیب ہوگی جس میں موت نہیں ہے ایسی سعادت اور خوشی اسے ملے گی جس میں شقاوت و بدبختی وغم نہیں ہے اور اگر وہ ان عقبات اور رکاوٹوں میں کسی جگہ پھنس گیا اور ان سے خود کو نہ چھڑا سکا تو اس کا قدم اسی (Picket) پکٹ اور عقبہ سے پھسلے گا اور وہ آتش جہنم میں جا گرے گا......( خدا کی پناہ )

## جہنم و جنت

دوستو! ہمارا عقیدہ ہے کہ جنت اور آتش جہنم برحق ہے

جنت برحق ہے، آگ برحق ہے، یہ دونوں مخلوق الٰہی ہیں بلکہ کسی بھی شخص کی اس دنیا سے جان نہیں نکلتی مگر وہ اپنا ٹھکانہ جنت یا جہنم میں دیکھ کر مرتا ہے

اسی طرح آئمہ ہدیٰ علیہم الصلوات والسلام سے بیان ہوا ہے کہ جنت دارالبقاء ہے سلامتی اور امن کا ٹھکانہ ہے اس میں موت نہیں ہے، بڑھاپا نہیں ہے، بیماری نہیں ہے، تکلیف نہیں ہے، غم نہیں ہے، فکر نہیں ہے، پریشانی نہیں ہے، کسی قسم کی ضرورت نہیں ہے، فقر نہیں ہے، فاقہ نہیں ہے، یہ بے نیازی اور سعادت کا گھر ہے ٹھہرنے کی جگہ ہے کرامت اور سعادت کا گھر ہے، اس میں رہنے والوں کو نہ تھکاوٹ ہوگی نہ پریشانی ہوگی

☆ وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ ......(سورہ الزخرف 71)

اور اس میں جو خواہش ہوگی وہ پوری ہوگی اور اس میں وہ کچھ ہوگا جس میں آنکھیں لذت محسوس کریں گی

www.khrooj.com

جنت کی لذات کی کئی اقسام وانواع ہوں گی ان میں کچھ وہ افراد ہوں گے جو اللہ جل جلالہ کی تسبیح وتقدیس سے لذت حاصل کریں گے اور وہ اللہ جل جلالہ کے ملائکہ سے ہوں گے کچھ وہ ہوں گے جو کھانے پینے سے لذت حاصل کریں گے ان کی خوش طبعی کے لئے حوریں ہوں گی مسہریاں لگی ہوں گی تکیے لگے ہوں گے لڑکے ان کی خدمت میں ہوں گے سندس وحریر کے لباس پہنے ہوں گے ہر ایک اس سے لذت حاصل کرے گا جو وہ چاہے گا وہ اسے ملے گا یہ سب کچھ ان کی ہمت اور ارادہ سے وابستہ ہوگا جس میں جتنی ہمت ہوگی وہ اتنا ہی وہاں سے فائدہ اٹھائے گا وہ مزے لوٹے گا لطف اندوز ہوگا نہ پاخانہ کی حاجت ہوگی نہ پیشاب کی ضرورت ہوگی جو کچھ کھائیں گے وہ پسینہ بنے گا جس سے عطر وعنبر کی خوشبو نچھاور ہوگی حمد وتسبیح کا انہیں الہام ہوگا جس طرح انہیں خواہش کا الہام ہوگا وہ کمال اور حسن میں بڑھیں گے جس طرح دنیا میں قباحت وبدصورتی اور بڑھاپے کی طرف بڑھتے تھے۔ جنت کے آٹھ دروازے ہیں ہر ایک دروازے کی چوڑائی چار سو سال کے فاصلہ کے برابر ہوگی۔

## آگ اور جہنم

دوستو! جہنم ذلت اور رسوائی کا گھر ہے کفر اور نافرمانی کرنے والوں سے انتقام لینے کی جگہ ہے ان پر ایسا فیصلہ نہیں ہوگا کہ وہ مرجائیں اور نہ ہی ان سے عذاب ہلکا کیا جائے گا ☆لَّا يَذُوقُونَ فِيهَا بَرْداً وَلَا شَرَاباً ( ) إِلَّا حَمِيماً وَغَسَّاقاً جہنمی اس میں نہ ٹھنڈک پائیں گے اور نہ ہی پانی چکھیں گے جو وہ پیئں گے تو وہ گرم کھولتا ہوا حمیم وغساق ہوگا اگر کھانا طلب کریں گے تو انہیں زقوم دیا جائے گا اور اگر وہ فریاد کریں گے تو انہیں ایسا کھولتا ہوا پانی دیا جائے گا جس سے ان کے چہرے جل

جائیں گے

☆وَسَاءَ ت مُرتَفَقا...... ان کی اٹھان بری ہوگی دور جگہ سے وہ پکار رہے ہوں گے

☆رَبَّنَا أَخرِجنَا مِنهَا فَإِن عُدنَا فَإِنَّا ظَالِمُون

اے ہمارے رب ہمیں اس جگہ سے نکال لے پس اگر ہم دوبارہ ایسا کریں تو ہم ظالم قرار پائیں۔ پس ان کو جواب نہیں دیا جائے گا اور بعض دفعہ ان کو جواب میں یہ جملہ کہا جائے گا ☆قَالَ اخسَؤا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ

دفعہ ہو جاؤ اسی میں رہو اور تم مجھ سے بات مت کرو

☆وَنَادَوا يَا مَالِكُ لِيَقضِ عَلَينَا رَبُّكَ قَالَ إِنَّكُم مَّاكِثُونَ ( ) اور انہوں نے آواز دے کر کہا اے مالک تیرا رب ہمارا خاتمہ ہی کر دے تو اس نے جواب دیا کہ نہیں تم نے اسی طرح ہی یہاں ٹھہرنا ہے۔☆ لَهَا سَبعَةُ أَبوَابٍ لِّكُلِّ بَابٍ مِّنهُم جُزءٌ مَّقسُومٌ (الحجر 44) اس کے سات دروازے ہیں اور ان میں سے ہر دروازہ کا ایک حصہ ہے اور وہ دروازے تقسیم شدہ ہیں۔

دوستو! ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ جب بھی ظالمین وکفار ومنافقین ومشرکین کو جہنم رسید کیا جائے گا تو وہاں بھی سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی موجودگی ہوگی اور انہیں اللہ جل جلالہ کی طرف سے فرمایا جائے گا کہ

☆اَلقِيَا فِي جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيد............ (سورہ ق، آیہ 24)

(دو بزرگوں کو حکم ہوگا کہ) آپ دونوں ہر عناد رکھنے والے کافر کو دوزخ میں ڈال دیں

سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام سے فرمایا تھا

www.khrooj.com

☆یا علیؑ انت قسیم النارو الجنة
یعنی آپ ہی جنت اور جہنم کو تقسیم فرمانے والے ہیں

## اعراف

دوستو! شیعہ عقائد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اعراف بھی برحق ہے اعراف کے بارے میں کئی روایات ہیں یعنی امام صادق علیہ الصلوات والسلام سے روایت ہے کہ یہ جنت اور جہنم کے مابین کچھ بلند مقامات ہیں یا کچھ ٹیلے ہیں جن کے بارے میں اللہ جل جلالہ نے فرمایا ہے

☆ وَبَينَهُمَا حِجَابُ وَ عَلَى الَاعرَافِ رِجَالُ يَعرِفُونَ كُلًّا بِسِيمَهُم وَنَادَوا اَصحٰبَ الجَنَّةِ اَن سَلَمُ عَلَيكُم لَم يَدخُلُوهَا وَهُمُ يَطمَعُون (سورہ اعراف آیہ 46)

اور ان [جنتی اور جہنمی] دونوں گروہوں کے درمیان پردہ ہوگا اور اعراف پر کچھ مرد ہوں گے جو ہر ایک کو اس کی نشانی سے پہچان لیں گے اور جنت والوں کو آواز دیں گے کہ تم پر سلامتی ہو وہ اس میں داخل نہ ہوئے ہوں گے حالانکہ وہ خواہش رکھتے ہوں گے

☆وَنَادَى اَصحٰبُ الَاعرَافِ رِجَالًا يَعرِفُونَهُم بِسِيمَهُمِ قَالُوا مَآ اَغنىٰ عَنكُم جَمعُكُم وَمَا كُنتُم تَستَكبِرونَ...... (سورہ اعراف آیہ 48)

اور اعراف والے ان لوگوں کو آواز دیں گے جنہیں وہ ان کی نشانیوں سے پہچانتے ہوں گے وہ کہیں گے کہ تمہاری جمعیت اور جو کچھ تم تکبر کیا کرتے تھے تمہارے کام نہ آئے

یہاں اصحاب اعراف سے مراد معصومین علیہم الصلوات والسلام ہیں یعنی وہی اہل جنت اور اہل

www.khrooj.com

جہنم سے خطاب فرمائیں گے

بعض روایات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ بعض غیر مسلم جو نیک اور صالح ہوں گے انہیں ان کے نیک اعمال کی وجہ سے جہنم میں نہیں ڈالا جائے گا اور عقیدے کی وجہ سے جنت میں نہیں بھیجا جائے گا ایسے لوگوں کو اعراف میں اس دنیا جیسا ماحول دیا جائے گا اور وہ سزا سے بچ جائیں گے اور ان کا کھانا جنت سے آئے گا جیسا کہ حاتم اپنے جود و سخا کی وجہ سے اور نوشیرواں اپنے عدل کی وجہ سے اعراف میں رہے گا کیونکہ ان دونوں میں اللہ جل جلالہ کے صفات کا اظہار پایا جاتا ہے یعنی اللہ جل جلالہ جواد بھی ہے اور عادل بھی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

## فنائے کلی و بقائے ابدی

دوستو! پوری امت مسلمہ کی طرح ہمارا بھی یہ عقیدہ ہے کہ قیامت کے بعد ایک وقت ایسا ہے کہ جب اللہ جل جلالہ پورے عالم خلق و امر کو فنا کردے گا اور جیسا کہ بحار الانوار ج6 اور دیگر بہت سی کتب تفسیر و حدیث میں لِّمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْم ...... کے ضمن میں روایات ہیں ہے کہ سب سے پہلے اللہ جل جلالہ زمین و اہل زمین کو فنا کرے گا، اس کے بعد پہلے آسمان کو، پھر یکے بعد دیگرے ساتوں آسمانوں کو فنا کرے گا، اس کے بعد ملکوتِ ارض و سما کو، پھر ملکوتِ اربعہ میں سے پہلے میکائیلؑ کو، پھر جبریلؑ کو، پھر اسرافیلؑ کو، پھر عزرائیلؑ کو فنا کرے گا، تا اینکہ سوائے اس کی ذات اور انوارِ ذات کے جو کچھ ہوگا وہ فنا ہو جائے گا تو اس وقت اللہ جل جلالہ فرمائے گا

☆ لِّمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ؟ (ثم يرد على نفسه) لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّار

فرمائے گا کہ اب کس کی حکومت ہے؟ کہاں ہیں جبارین؟ کہاں ہیں متکبرین؟

www.khrooj.com

اس وقت وہ اپنی ذات کے سوال کا آپ ہی جواب دے گا کہ

بیشک آج اللہ جل جلالہ واحد وقہار کی حکومت ہے

اس کے بارے میں کئی احادیث ہیں کہ اس وقت انوار معصومین علیہم الصلوات والسلام ہی اللہ جل جلالہ کو یہ جواب دیں گے کہ آج اللہ واحد القہار کی حکومت ہے

اس جگہ جناب امام خمینی اعلی اللہ مقامہ کے ایک تبصرہ کا خلاصہ ضرور پیش کرنا چاہوں گا۔ وہ فرماتے ہیں کہ یہ فنا کسی جرم یا قصور کی وجہ سے نہیں ہوگی کیونکہ ملکوت وعرش و کرسی ولوح وقلم وحورانِ جناں و جنت وجہنم کا کوئی قصور نہیں ہے کہ انہیں فنا کر دیا جائے گا کیونکہ بلا وجہ سزا دینا اللہ جل جلالہ کے عدل کے منافی ہے بلکہ اس فنا کی وجہ یہ ہوگی کہ اللہ جل جلالہ اپنے انوار کے اظہار کا ارادہ فرمائے گا اور پھر وہ اپنے حجابات قہر یہ کو ایک ایک کر کے ہٹانا شروع فرمائے گا اور اس کے انوار کی تمازت بڑھتی جائے گی جس جس مخلوق کا جو جو نقطہ تمازت [ برننگ پوائنٹ ](Burning Point) ہوگا وہ اپنے برننگ پوائنٹ پر سلگ کر فنا ہوتی جائے گی تا اینکہ سوائے انوار معصومین علیہم الصلوات والسلام کے کوئی بھی مخلوق اس کے جمال بے نقاب کا مظاہرہ نہ دیکھ سکے گی اور ہر چیز فنا ہو جائے گی اور یہی تامہ الکبریٰ ہے۔ اس کے بعد پھر جناب اسرافیل کو دوبارہ خلق فرمایا جائے گا اور وہ صور میں پھونک ماریں گے تو ساری تخلیق دوبارہ اپنی پہلی حالت میں آ جائے گی اور اہل جنت جنت میں ابدالآباد تک رہیں گے اور اہل جہنم جہنم میں ابدالآباد تک رہیں گے

یارب محمدؐ و آل محمدؐ صل علیٰ محمدؐ و آل محمدؐ وعجل فرج آل محمدؐ بقائمھم عجل اللہ فرجہ الشریف و صلوات اللہ علیہ

www.khrooj.com

ھوالسبوح القدوس الرب الملائکۃ و الروح ھوالبدیع الانوار والارواح
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

# الفروعات

## آذان

دوستو! ہماری پہلی فرع نماز ہے جو دین کا ستون ہے، مومن کی معراج ہے، نماز سے پہلے آذان دی جاتی ہے اور آذان کے 20 فصول ہیں جو یہ ہیں ان میں سے ایک کو بھی ترک کرنے سے آذان باطل ہو جاتی ہے

چار مرتبہ......اَللّٰهُ اَكبَرُ ...... دومرتبہ...... اَشهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ

دومرتبہ......اَشهُدُاَنَّ مُحَمَّداًرَّسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دومرتبہ......اَشهَدُ اَنَّ اَمِيرَالمُومِنِينَ وَاِمَامَ المُتَّقِينَ عَلِيًّا وَاَولَادَهُ المَعصُومِينَ حُجَجُ اللّٰه

دومرتبہ......حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ دومرتبہ......حَیَّ عَلَی الفَلَاحِ

دومرتبہ......حَیَّ عَلَی خَيرِ العَمَلِ دومرتبہ......اَللّٰهُ اَكبَرُ

دومرتبہ......لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

نیمہ شعبان کی رات کو نماز عشا یا صبح کی آذان میں قصد قربت کی نیت سے

اَشهَدُ اَنَّ مولَا نَا صَاحِبَ العَصر وَالزَّمَان وَآبَائِهِ الطَّاهِرِينَ المَعصُومِين حُجَجُ اللّٰه ...... کہنا مستحب ہے کیونکہ یہ ہمارے زمانے کے امام عجل اللہ فرجہ الشریف کی گواہی ہے جو ولی العصر ہیں

## اقامت

آذان کی طرح نماز سے قبل اقامت بھی کہی جاتی ہے اس میں آذان سے صرف اتنا فرق ہوتا ہے کہ اس میں اوّلین اَللّٰہُ اَکبَرُ دو مرتبہ کہا جاتا ہے اور حَیَّ عَلٰی خَیرِ الْعَمَلِ کے بعد دو مرتبہ قَد قَامت الصلواۃ کہا جاتا ہے اور آخری لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ ایک مرتبہ کہا جاتا ہے

## وضو

دوستو! ہمارے وضو اور دیگر مسالک کے وضو میں بھی فرق ہے ہمارا وضو اس طرح ہے

() اوّل پاؤں دھونا

اس کی وجہ یہ ہے کہ نجاست کے سب سے زیادہ قریب پاؤں ہوتے ہیں اور جب تک جسم کا کوئی حصہ نجس ہو وضو واقع نہیں ہوتا، اس لئے سب سے پہلے پاؤں دھونا چاہییں

() پھر تین مرتبہ کلی کرنا ہے......اور پھر ناک میں تین مرتبہ پانی ڈالنا ہے

یہ ایک طرح سے پانی کا ٹیسٹ ہوتا ہے کہ اس کی بو اور ذائقہ تو بدلا ہوا نہیں ہے کیونکہ بدبودار اور بدذائقہ پانی سے وضو کرنے کی ممانعت ہے

() دائیں ہاتھ سے چہرہ دھونا۔اس پر ایک یا دو مرتبہ پانی ڈالنا ہوتا ہے اس سے زیادہ مرتبہ جائز نہیں ہے

() دائیں ہاتھ میں پانی لے کر بائیں ہاتھ میں منتقل کر کے اسے دائیں کہنی پر ڈالنا ہے اور اسے کہنی سے ہاتھوں کی طرف کھینچنا ہے مگر ہاتھ کو واپس نہیں کھینچنا بلکہ

www.khrooj.com

ہر مرتبہ کہنی سے کلائی کی طرف سے مساج کی طرح کرنا ہے اور کہنیوں سے ہاتھوں تک اچھی طرح تر کرنا ہے کہ کوئی حصہ خشک نہ رہ جائے

( ) دائیں ہاتھ سے بائیں کہنی پر پانی ڈالنا ہے اور اسے بھی سابقہ طریقے پر کھینچنا ہے

( ) دائیں گیلے ہاتھ سے پہلے وسط سر سے پیشانی تک مسح کرنا ہے، اس کے بعد پہلے دائیں پھر بائیں پاؤں پر انگلیوں کے سروں سے ٹخنوں تک مسح کرنا ہے، یعنی دائیں پاؤں کا دائیں ہاتھ سے اور بائیں پاؤں کا بائیں ہاتھ سے مسح کرنا ہے

دوستو! ہمارا طریقہ وضو قرآن کریم کے حکم کے عین مطابق ہے جیسا کہ فرمایا گیا ہے تم دھولو اپنے چہروں کو اور ہاتھوں کو کہنیوں تک اور مسح کرو اپنے سروں کا اور اپنے پاؤں کا ٹخنوں تک۔اس میں آخر میں پاؤں دھونے کا حکم نہیں ہے بلکہ مسح کرنے کا ہے۔اس کی تصدیق آیات تیمّم سے ہوتی ہے کیونکہ تیمّم میں حکم یہ ہے کہ وضو میں جن حصوں کے دھونے کا حکم ہے ان پر پاکیزہ مٹی ملنے کا حکم ہے اور جن چیزوں کے مسح کرنے کا حکم ہے انہیں تیمّم میں ترک کرنے کا حکم ہے اس لئے کسی بھی مسلک کا کوئی فقیہ پاؤں پر مٹی ملنے کا حکم نہیں دیتا

## ارسال الیدین

دوستو! اس وقت عالم اسلام میں پانچ فقہیں رائج ہیں

(1) فقہ جعفریہؑ (2) فقہ مالکیہ (3) فقہ حنفیہ (4) فقہ حنبلیہ (5) فقہ شافعیہ

ان آئمہ فقہ میں سے دو مدینہ کے رہنے والے ہیں اور باقی تین مکہ و مدینہ کے نہیں ہیں اور ان میں سے جو دو فقہیں مدنی اماموں سے تعلق رکھتی ہیں ان میں نماز ہاتھ کھول کر پڑھنے کا حکم ہے یعنی امام جعفر الصادق علیہ الصلوات والسلام اور امام مالک یہ دونوں

مدینہ کے ہیں

امام مالک سے جب یہ سوال ہوا کہ آپ نے نماز ہاتھ کھول کر پڑھنے کا حکم کیوں دیا ہے تو انہوں نے کہا کے میرے آباء واجداد مدینہ کے رہنے والے ہیں اور میں نے ان سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کے بارے میں پوچھا ہے تو انہوں نے یہی بتایا ہے کہ وہ نماز ہاتھ کھول کر پڑھا کرتے تھے اس لئے میں نے یہ حکم دیا ہے اور آج تک مالکی حضرات ہاتھ کھول کر نماز ادا کرتے ہیں

باقی تین اماموں نے بھی نماز ہاتھ باندھ کر پڑھنے کو واجب قرار نہیں دیا بلکہ انہوں نے بطور رعایت اسے قبول کیا ہے اور یہ کسی فقیہ نے بھی نہیں کہا کہ ہاتھ کھول کر نماز پڑھنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے کیونکہ سارے فقہا یہ جانتے ہیں کہ ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنا دوسرے خلیفہ حضرت عمرؓ کے دور میں شروع ہوا ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ مصر سے ایک وفد آیا اور ہاتھ باندھ کر دربار خلافت میں کھڑا ہو گیا اور اس ادا سے متاثر ہو کر خلیفہ صاحب نے نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم دیا تفصیل کے لئے ہمارے ارسال الیدین پر مبنی رسائل و کتب دیکھیں

## شہادت ثالثہ

دوستو! ہمارے مذہب کے جملہ عبادات میں سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی پاک آل علیہم الصلوات والسلام کا ذکر ہوتا ہے، کہیں وجوب کی نیت سے کہیں استحباب و رجا کی نیت سے۔ اس لئے ہماری نماز کے ہر رکن میں آل اطہار علیہم الصلوات والسلام پر صلوات واجب ہے اور ہمارے آئمہ اطہار علیہ الصلوات والسلام نے ہمیں نماز کے جو چھ سات تشہد پڑھنے کا حکم فرمایا ہے ان میں سے صرف ایک ایسا تشہد ہے جس میں شہادت ثالثہ یعنی

www.khrooj.com

امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی گواہی موجود نہیں ہے باقی سب میں یہ گواہی موجود ہے بلکہ پورے چودہ معصومین علیہم الصلوات والسلام کی گواہی موجود ہے

اس لئے ہمارے فقہا شہادت ثالثہ کو نماز میں مستحب سمجھتے ہیں اور ہمارے بعض محقق علماء نے تو اسے واجب قرار دیا ہے اور اس کے واجب ہونے پر ابھی تلاش روایات وتحقیق کا عمل جاری ہے اور آج ہمارے علمائے کرام ومراجع عظام میں سے شاید کوئی بھی شہادت ثالثہ کو مبطل نماز نہیں کہتا اور جو ذکر محمدؐ وآل محمد علیہم الصلوات والسلام کو مبطل نماز کہتا ہے وہ شیعہ روایات سے ناواقف ہے کیونکہ کثیر تعداد میں ان کے ذکر کو ذکر اللہ کہا گیا ہے اور ذکر اللہ سے نماز باطل نہیں ہوتی کیونکہ ہمارا مذہب اہل بیت علیہم الصلوات والسلام ہے اس لئے ہمارے اعمال وعبادات کی روح ذکر اہل بیت علیہم الصلوات والسلام ہے اور امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا تھا کہ میں مومن کی نماز ہوں اس لئے ان کے ذکر کو مبطل نماز کہنا غیر شیعی نظریہ ہے

اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ قنوت اور تشہد یہ دونوں غیر توقیفی ہیں ان میں جیسی دعا اور جیسا تشہد پڑھا جائے جائز ہے جیسا کہ بکر بن حبیب سے روایت ہے

قلت لابی جعفر علیہ الصلوات والسلام ای شی اقول فی التشہد والقنوت؟ قال قل باحسن ماعلمت فانه لوکان موقتا[موقوفا] لهلك الناس......کافی ج3، تہذیب ج2

عرض کی کہ آقا ہمیں قنوت اور تشہد میں کیا پڑھنا چاہیے؟ امام محمد الباقر علیہ الصلوات والسلام نے جواباً فرمایا جو تمہیں اچھے لگیں ان الفاظ میں پڑھ لیا کرو اگر قنوت اور تشہد کی عبارتیں مقرر اور وقف ہوتیں تو لوگ لازماً ہلاک ہو جاتے

انہی ذات اقدس سے دریافت کیا گیا کہ

☆قال لابی جعفر علیه الصلوات والسلام أسمی الائمة فی الصلواة ؟ قال اجملهم

تہذیب 326/2--131/2 من لایحضر الفقیہ 317/1

عرض کیا کہ آقاؑ کیا نماز میں معصومین علیہم الصلوات والسلام کا نام پاک لینا جائز ہے؟ فرمایا یہ تو اجمل واحسن ہے

اس کی تفصیل کے لئے شہادت ثالثہ پر تحقیقی رسائل ومقالات دیکھیں

## طریقہ نماز

ہماری نمازوں کی نیت لِوجہ اللہ ہوتی ہے جس سے قربت الی اللہ کا حصول ہوتا ہے

نیت کے بعد تکبیر کہی جاتی ہے جس کے بعد تلاوت شروع ہوتی ہے

پہلی رکعت کے قیام میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ قدر تلاوت کی جاتی ہے، نمازِ باجماعت میں پیش نماز تلاوت کرتا ہے اور مقتدیوں پر تلاوت ساقط ہوتی ہے کیونکہ قرآن کریم کا پڑھنا سنت ہے اور سننا واجب ہے اس لئے جب پیش نماز تلاوت کرتا ہے تو مقتدیوں پر اس کا سننا واجب ہو جاتا ہے اور انفرادی نماز میں تلاوت اتنی آواز میں کرنا لازم ہے کہ جسے تلاوت کرنے والے کے کان سن سکیں بشرطیکہ وہ بہرا نہ ہو

اختتام قیام کے بعد ''اللہ کبر'' کہہ رکوع میں چلے جانا ہے اور رکوع کی حالت میں کمر سیدھی ہونا چاہیے اور دونوں قدموں کے درمیانہ فاصلہ چار انگشت سے کم اور ایک بالشت سے زیادہ نہیں ہونا چاہیے۔ رکوع نماز کا ایک کامل رکن ہے، رکوع میں یہ تسبیحات پڑھے جاتے ہیں

تین مرتبہ...... ''سُبحَانَ رَبِّیَ العَظِیمِ وَبِحَمدِہٖ''

www.khrooj.com

ایک مرتبہ پڑھنا واجب ہے اور مستحب یہ ہے کہ تین مرتبہ پڑھیں اس لئے تین مرتبہ پڑھنا ضروری سمجھیں اس کے فوراً بعد کہیں

''رَبِّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّد وَعَجِّل فَرَجَ آلِ مُحَمَّد''

رکوع کے بعد قیام کریں اور جب قیام میں سکون واقع ہو جائے تو پھر پڑھیں ''سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہُ''......اس کے بعد کھڑے ہو کر ہاتھوں کو کانوں کی طرف لے جاتے ہیں اور ''اللہ اکبر'' کہہ کر ہاتھ نیچے لاتے ہیں اور سجدے میں چلے جاتے ہیں

دو سجدے مِل کر ایک رکن بنتے ہیں۔ سجدہ میں دونوں ہاتھ کانوں کے بالکل نیچے ہونا لازم ہیں اور کہنیوں کو جسم سے مس نہیں ہونا چاہیے اس حالت میں تسبیحات سجدہ ادا کئے جاتے ہیں

سجدے میں تین مرتبہ ''سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی وَبِحَمْدِہٖ'' پڑھنا ہے اور پھر اس کے فوراً بعد ''رَبِّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّد وَعَجِّل فَرَجَ آلِ مُحَمَّد'' پڑھنا ہے اور اس کے بعد سجدے سے سر اٹھانا ہے

جب حالت قعدہ میں پرسکون بیٹھ جائیں تو پہلے ''اللہ اکبر'' کہنا ہے اس کے بعد ''اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ رَبِّی وَاَتُوبُ اِلَیْہِ''...... پڑھنا ہے اس کے بعد اسی حالت میں بیٹھے بیٹھے کانوں کے قریب ہاتھ لے جا کر تکبیر کہنا ہے ''اللہ اکبر''......اس کے بعد دوسرے سجدے میں جانا ہے اس میں سابقہ سجدے کی طرح تسبیحات پڑھنا ہیں

دوبارہ سجدے سے سر اٹھا کر قعدہ میں ''اللہ اکبر'' کہہ کر پھر قیام میں جانا ہے

دوسری رکعت میں سورہ حمد کے بعد سورہ قدر یا سورہ کوثر یا سورہ اخلاص یا کوئی بھی سورہ پڑھ سکتے ہیں

www.khrooj.com

# قنوت

ہماری نمازوں میں صرف دوسری رکعت میں قنوت کیا جاتا ہے یعنی دوسری رکعت کے اختتام کے بعد اللہ اکبر کہہ کر دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں

قنوت میں ویسے تو کوئی بھی منقولہ دعا پڑھی جاسکتی ہے مگر زمانۂ غیبت میں ہم دعائے تعجیل فرج کو اہمیت دیتے ہیں کیونکہ شہنشاہ امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف نے تاکید فرمائی ہے کہ تم کثرت سے دعائے تعجیل فرج کرو اس لئے ہم دعائے اللھم کن کو سارے ادعیہ پر ترجیح دیتے ہیں اور وہ یہ ہے

اَللّٰھُمَّ کُنْ لِوَلِیِّكَ الْحُجَّةِ ابْنِ الْحَسَنْ عَلَیْهِ السَّلاَمْ صَلَوٰتُكَ عَلَیْهِ وَ عَلیٰ آبائِهٖ طَاهِرِیْنَ فِیْ هَذِهِ السَّاعَةِ وَ فِیْ کُلِّ سَاعَةِ مِّنْ سَاعَاتِ الَّیْلِ وَ النَّهَارْ وَلِیاً وَّحَافِظاً وَّ قَائِداً وَّ نَاصِراً وَّ دَلِیلاً وَّعَیناً حَتّیٰ تُسْکِنَهٗ اَرْضَكَ طَوْعاً وَ تُمَتِّعَهٗ فِیْهَا طَوِیلاً

(الکافی جلد 4 ص 162، بحار الانوار، مصباح کفعمی ص 586، مستدرک الوسائل جلد 7، ص 483، الاقبال ص 85، البلد الامین ص 303-360)

یَا رَبَّ مُحَمَّدٍؐ وَّ آلِ مُحَمَّدؐ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍؐ وَّ آلِ مُحَمَّدؐ وَ عَجِّلْ فَرَجَ آلِ مُحَمَّد

اس کے بعد تکبیر کہہ کر سابقہ انداز میں رکوع و سجود کو ادا کرتے چلے جانا ہے

اگر نماز تین یا چار رکعت کی ہے تو باقی رکعات کو نماز کی پہلی رکعت کی طرح ادا کریں اور ان میں سورہ حمد کی تلاوت کریں لیکن یہ یاد رہے کہ ہر دوسری رکعت کے آخری سجدے کے بعد تشہد پڑھنا واجب ہے

## تشہد

جب دوسری رکعت کا دوسرا سجدہ ادا ہو جائے تو تکبیر کے بعد تشہد پڑھیں
یہ بات یاد رکھنا ضروری ہے کہ آئمہ اطہار علیہم الصلوات والسلام سے چھ سے زیادہ تشہد منقول ہیں اس لئے کوئی سا تشہد پڑھ لیں بلکہ مناسب ہوگا کہ امام رضا علیہ الصلوات والسلام کا فرمودہ تشہد پڑھ لیں جو اس طرح ہے

☆اشهدانك نعم الرب وان محمدًا نعم الرسولؐ وان علياً نعم المولى وان الجنة حق والنار حق والموت حق والبعث حق وان الساعة آتية لا ريب فيها ، وان الله يبعث من فى القبور......(مستدرک الوسائل جلد5 ص7)

یہ بھی اختیار ہے کہ جو چاہے وہ امام جعفر الصادق علیہ الصلوات والسلام کا منقولہ تشہد پڑھ لے جیسا کہ انہوں نے ابوبصیر سے فرمایا تھا کہ مستحب یہ ہے کہ تشہد اس طرح پڑھیں

☆ بسم الله وبالله والحمد لله وخير الاسماء كلها لله اشهد ان لا اله الا الله وحده' لا شريك له واشهد ان محمدؐاً عبده' ورسوله' ارسله بالحق بشيراً و نذيراً بين يدى الساعة واشهد ان ربى نعم الرب وان محمدؐاً نعم الرسول وان علياؑ نعم الوصى ونعم الامام اللهم صل علىٰ محمدؐ وآل محمدؐ و تقبل شفاعته فى امته وارفع درجته الحمد لله رب العالمين (بحوالہ''ا لقطره من البحار ''جلداوّل ص۲۲۱قم)

برادران اہل سنت کی نماز میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل اطہار علیہم الصلوات والسلام کی کوئی گنجائش نہیں ہے مگر ہمارے مذہب میں اہمیت ہی آل اطہار علیہم الصلوات والسلام کو حاصل ہے

www.khrooj.com

جیسا کہ امام خمینی رضوان اللہ علیہ ''سرصلواۃ'' میں ایک طویل حدیث نقل فرماتے ہوئے روایت کرتے ہیں جس سے ثابت ہے کہ نماز میں شہادت ثالثہ کو کتنی اہمیت حاصل ہے

☆ومن لم يشهدان لا اله الا انا وحدى او شهد بذلك ولم يشهدان محمدًاؐ عبدى و رسولى او شهد بذلك ولم يشهدان علىؑ ابن ابى طالب عليه الصلوات والسلام خليفتى او شهد بذلك ولم يشهد ان الا ئمته من ولد ه حججى عليهم الصلوات والسلام فقد جحد نعمتى وصغر عظمتى وكفر باياتى وكتبى ان قصدنى جحدته وان سالنى حرمته وان نادانى لم اسمع نداء وان دعانى لم استجب دعاء وان رجانى خسته و ذلك جزائه منى وما انا بظلام للعبيد

جو شخص گواہی نہ دے کہ میرے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے یا اس کی گواہی بھی دے لیکن یہ گواہی نہ دے کہ محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے عبد و رسول ہیں یا یہ گواہی بھی دے لیکن یہ گواہی نہ دے کہ علی بن ابیطالب علیہ الصلوات والسلام میرے خلیفہ ہیں یا یہ گواہی بھی دے لیکن اس کی گواہی نہ دے کہ ان کی اولاد میں جو آئمہ اطہار علیہم الصلوات والسلام ہیں وہ میری حجت ہیں تو ایسے شخص نے میری نعمتوں کا انکار کیا اور میری عظمت کو حقیر جانا اور میری نشانیوں اور کتابوں سے کفر کیا ہے...... (سر الصلواۃ ص 110 مطبوعہ ایران)

اسی طرح فرماتے ہیں کہ امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے ذریعے نماز قائم ہوئی اور حدیث میں ہے کہ خود امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا ہے ''میں مومنون کی نماز اور روزہ ہوں''

پس اے سالک الی اللہ تو جہاں نماز میں اعلان کرتا ہے کہ حمد و ثنا صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے تو تجھے چاہیے کہ سفرِ نماز میں اپنے رفیق و مصاحب اختیار کر اس لئے وارد ہے پہلے رفیق سفر بناؤ پھر راستہ لو اس طرح نماز کا رفیق سفر ولی اللہ ہے

اس موضوع پر بہت سی کتب لکھی جا چکی ہیں تفصیل کے لئے ان کی طرف رجوع کریں

## نام پاک سن کر صلوات پڑھنا

دوستو! ہمارا یہ عقیدہ بھی ہے کہ سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جہاں بھی نام پاک آ جائے وہاں صلوات پڑھنا واجب ہے اس لئے دوران نماز جب ان کی گواہی دی جاتی ہے تو اس وقت ان پر صلوات پڑھنا واجب ہو جاتا ہے اور اگر نماز با جماعت ہو تو مقتدی پر دو مرتبہ صلوات پڑھنا واجب ہوتا ہے ایک دفعہ پیش نماز سے نام سن کر اور دوسری مرتبہ جب خود گواہی دے اور سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک آئے تو پھر صلوات پڑھے اسی طرح دوران نماز جب بھی سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اوصیائے اطہار علیہم الصلوات والسلام کا نام سن لے تو صلوات پڑھنا واجب ہے کیونکہ انہوں نے خود فرمایا ہے کہ جس نے ہمارے نام پر صلوات نہیں پڑھی اس نے ہم پر جفا کی ہے اور اس پاک گھر پر جفا کسی بھی حالت میں جائز نہیں ہے اس لئے ہم دوران نماز ان پر صلوات پڑھنا واجب سمجھتے ہیں۔ عام حالات میں مومن کے حق کے بارے میں یہ حکم ہے کہ اگر مومن دوران نماز سلام کرے تو اسے بھی جواب دینا چاہیے کیونکہ سلام کرنا سنت ہے جواب دینا واجب ہے اور اسے اس طرح جواب دینا چاہیے

سلام" علیکم و رحمة الله برکاته ......اسی سے سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق پر

استنباط ہوسکتا ہے

## سجدہ گاہ

دوستو! اللہ جل جلالہ کو جتنے سجدے کئے جائیں ان میں سے اسے سب سے زیادہ محبوب سجدہ وہ ہوتا ہے جو خاک پر کیا جائے کیونکہ مٹی پر جبین رکھنا کمال انکسار ہوتا ہے اور شیوہ انبیاء ورسل علیہم السلام یہی تھا کہ وہ خاک پر سجدہ دے کر حق بندگی ادا کرتے تھے اس لئے ہم شیعہ بھی خاک پر سجدہ دینے کو اہمیت دیتے ہیں۔اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہم اپنے علاقے کی عام مٹی پر سجدہ دیں تو اس کی فضیلت کیا ہوگی اور اگر ہم اس خاک پر سجدہ دیں کہ جس خاک پر سجدہ دے کر فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے توحید کو بچا لیا ہے اور اس کی وحدانیت کا علم بلند فرمایا ہے تو اس کی فضیلت وعظمت کیا ہوگی؟ اس لئے ہمارے لئے باعث فضیلت وہ خاک ہے کہ جس پر سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوران کی آل نے سجدہ دیا ہو اس لئے ہم نماز میں اپنے سامنے مدینہ ونجف و کربلا ومشہد کی مقدس خاک کی سجدہ گاہ بنا کر رکھتے ہیں تا کہ ہماری پیشانی بھی نماز میں اس خاک پر جھکے جس پر سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوران کی پاک آل علیہم الصلوات والسلام نے اپنی پیشانیاں رکھی تھیں تا کہ ہم ان کی نمازوں کی لمس اپنی نماز میں محسوس کرسکیں

## روزہ

دوستو! ہمارے فروعات میں سے دوسری فرع روزہ ہے جس کے بارے میں اللہ جل جلالہ نے فرمایا ہے وکتب علیکم الصیام ......اورہم نے تم پر روزے لکھ دیئے ہیں

یہ ایک ماہ یعنی رمضان کا پورا مہینہ رکھنا واجب ہیں۔ روزہ طلوع فجر سے قبل رکھا جاتا ہے رات کو افطار کیا جاتا ہے دوران روزہ ہر وہ چیز روزے کو باطل کر دیتی ہے جس کے بارے میں ہمیں آ گاہ کر دیا گیا ہے

## مبطلات روزہ

بنیادی طور پر یہ دس چیزیں ہیں جو روزے کو باطل کر دیتی ہیں
(1) کھانا پینا......(2) جماع......(3) استمنا یعنی جس سے منی باہر آ جائے......(4) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل ؑ کے بارے میں جھوٹ بولنا......(5) گرد و غبار دھویں وغیرہ کو حلق تک پہنچانا تمبا کو [سوف] یا پان چبانا......(6) سر کو پانی کے نیچے لے جانا یا پانی میں ڈبونا......(7) حالت حیض ونفاس و جنابت میں آذان صبح تک باقی رہنا......(8) حقنہ کرنا......(9) عمداً قے کرنا......(10) گانا بجانا سننا
[اس میں ذکر آل محمد ؐ علیہم الصلوات والسلام شمار نہیں ہوتا]
تاکیدات آئمہ اطہار علیہ الصلوات والسلام میں سے ہے کہ مومن بھائی کے ساتھ بدزبانی کرنا، کسی کی غیبت کرنا، عشقیہ اشعار سننا بھی روزے کو متاثر کرتے ہیں بلکہ حکم یہ ہے کہ روزہ دار کے ہر عضو بدن تک کو روزہ ہونا چاہیے اسی طرح کئی مکروہات روزہ ہیں مثلاً آنکھوں میں دوائی ڈالنا یا سرمہ لگانا، جس کا ذائقہ حلق تک پہنچ جائے یا ناک میں دوائی ڈالنا، اسی طرح ہر وہ کام جو باعث ضعف ہو جیسے خون نکلوانا [مگر عزاداری و ماتم داری کا خون اس سے مستثنیٰ ہے] خوشبو سونگھنا، مالش کروانا، عورت کا پانی میں بیٹھنا، پورے لباس کو تر کر لینا، ہر وہ کام جس سے منہ میں خون آ جائے مثلاً دانت نکلوانا، تر لکڑی سے مسواک کرنا، شہوانی حرکت کرنا، غیر محرم پہ عمداً نگاہ کرنا

وغیرہ۔ان کی مزید تفصیل کتب فقہ میں دیکھی جاسکتی ہے

روزے کا کفارہ یہ ہوتا ہے کہ متصل دو ماہ کے روزے رکھنا ہوتے ہیں جن میں سے بیس روزے بلاتوقف رکھنا ہوتے ہیں بعد والوں میں اگر کوئی دن چھوٹ جائے تو کوئی ہرج نہیں ہوتا یا ساٹھ مسکین کو کھانا کھلانا یا چودہ چھٹانک غلہ مساکین کو فی کس یعنی کل 52.5 سیر غلہ مساکین کو دینا ہوگا یا ایک غلام آزاد کرنا ہوگا بعض اوقات یہ تینوں کفارے ادا کرنا پڑتے ہیں اس کی تفصیل کتب فقہ میں دیکھیں

## رویت ہلال

ہمارے مسلک میں حکم یہ ہے کہ روزہ اور عید رویت ہلال پر ہوتے ہیں جیسا کہ آج کل سعودی عرب میں جو تقویم رائج ہے اس کا پہلا دن قران یا اجتماع نیرین سے شروع ہوتا ہے۔ یہ یہود کی شرعی تقویم ہے، جبکہ اسلامی تقویم میں اجتماع شمس وقمر سے 22 گھنٹے بعد چاند حد رویت میں پہنچتا ہے، اس طرح یہودی تقویم کے لحاظ سے ان کی دوسری تاریخ کو ہماری پہلی تاریخ شمار ہوتی ہے ان کا اور ہمارا ایک دن کا فرق ہوتا ہے

رؤیت ہلال پانچ چیزوں سے ثابت ہوتی ہے () انسان خود چاند دیکھے () ماہ رواں اپنے تیس دن پورے کر چکا ہو () کوئی جماعت مسلمین گواہی دے () دو عادل افراد چاند دیکھنے کی گواہی دیں () مجتہد جامع شرائط حکم دے دے تو چاند دیکھنا ثابت ہوجاتا ہے اس لئے یہ بھی شرط ہے کہ چاند زمین ہی پر بیٹھ کر دیکھا جائے نہ کہ خود چاند پر جاکر یا جس طرح رؤیت ہلال کمیٹیاں ہیلی کاپٹرز پر بیٹھ کر ہزاروں میٹر اوپر جاکر دیکھتے ہیں یہ طریقہ جائز نہیں ہے

## وقت افطار

دوستو! ہمارا وقت افطار بھی دیگر مسالک سے مختلف ہے جو حنابلہ ہیں وہ سورج کے غروب ہوتے ہی بلاتوقف روزہ افطار کر دیتے ہیں اور جو حنفی ہیں وہ غروب آفتاب کے چند منٹ بعد افطار کرتے ہیں اور ہمارا وقت افطار عموماً غروب آفتاب کے نصف گھنٹہ بعد کا ہوتا ہے۔اس کا قانون یہ ہے کہ غروب سے طلوع آفتاب تک کا جو وقت بنتا ہو اسے آٹھ پر تقسیم کر دیں تو جو وقت سامنے آئے گا وہ ہماری سحری کے اختتام کا وقت ہوگا، مثلاً آفتاب چھ بجے غروب ہوا ہے اور صبح چھ بجے طلوع ہوا ہے تو اس طرح یہ وقت 12 گھنٹے ہوا، اب اسے 8 پر تقسیم کیا تو ڈیڑھ گھنٹہ ہوا، اس طرح ہمیں معلوم ہوگیا کہ طلوع آفتاب سے ڈیڑھ گھنٹہ قبل یعنی 4 بجکر 30 منٹ پر آذان کا وقت ہوگا۔اسی طرح رات کے کل وقت کو 24 پر تقسیم کیا جائے تو اس طرح جو وقت سامنے آئے وہ ہماری نماز مغرب کی آذان کا وقت ہوگا اور یہی افطار کا وقت ہوگا اور مستحب یہ ہے کہ روزہ نماز مغرب ادا کرنے کے بعد افطار کیا جائے کیونکہ یہ خاندان پاک علیہم الصلوات والسلام کا معمول تھا

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ افطار میں اگر دیر ہو جائے تو روزہ مکروہ ہو جاتا ہے لیکن یہ نظریہ ہمارا نہیں ہے۔بعض لوگ کہتے ہیں کہ خالق نے فرمایا ہے کہ

واتم الصیام الی اللیل یعنی روزہ رات کو افطار کیا جائے کیونکہ لیل کی جنس غیر ہے اس لئے رات ہونے سے پہلے روزہ افطار کرنا چاہیے۔اس کا جواب یہ ہے کہ اگر رات کی جنس غیر ہے تو انہیں دن ڈوبنے سے پہلے روزہ افطار کرنا چاہیے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ رات اس وقت ہوتی ہے جب شفق کی سرخی سیاہی میں بدل جائے

www.khrooj.com

عقلی بات یہ ہے کہ ان کے بقول ہم روزہ دیر سے افطار کرتے ہیں اور ہمارا روزہ مکروہ ہوجاتا ہے اور ہمارے خیال میں وہ قبل از وقت روزہ افطار کرتے ہیں جس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اب ان دونوں اوقات میں سے کون سا وقت درست ہے اس کا فیصلہ ہم عقل سے لیں گے تو وہ یہی کہے گی کہ روزہ توڑنے سے مکروہ کرنا بہتر ہے اس لئے دیر سے افطار کرنا بہتر ہے۔ روزے کے دیگر مسائل کے لئے ہمارے توضیحات المسائل وکتب فقہ کی طرف رجوع کریں

## حج

دوستو! ہمارے مذہب کے فروعات میں سے ایک فرع حج ہے۔ حج کے بارے میں امام جعفرؑ الصادق علیہ الصلوات والسلام کا فرمان ہے کہ جو آدمی استطاعت کے باوجود حج نہ کرے تو وہ اندھا اور یہود ونصاریٰ کے دین کے ساتھ محشور ہوگا اس لئے ہم حج بیت اللہ کو اپنے دین کی اہم فرع سمجھتے ہیں۔ اس کی تفصیل کے لئے ہمارے کتب فقہ دیکھیں

## خمس وزکواۃ

دوستو! اللہ جل جلالہ نے زکواۃ کے ساتھ خمس کو واجب قرار دیا ہے یعنی زکواۃ امتیوں کا حصہ ہے اور خمس صرف سادات کا حصہ ہے جیسا کہ فرمایا گیا ہے

☆وَاعـلَمُوا أَنَّمَا غَنِمتُم مِّن شَیءٍ فَأَنَّ لِلّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِی الْقُرْبَی وَالْیَتَامَی وَالْمَسَاکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ......(سورہ انفال 41)

اس سے پہلے کہ میں اس کا ترجمہ کروں یا اس پر تبصرہ کروں اس کے بارے میں کچھ

www.khrooj.com

ابتدائی معلومات دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ اس آیت کے نزول کی وجہ یہ ہے کہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جس میں کسی بھی حالت وکیفیت وصورت کے لوگوں کونظرانداز یا اگنور(Ignore) نہیں کیا گیا ہے

چونکہ جملہ شعبہ ہائے حیات اور صورت و حالتِ حیات کے لوگوں نے اور جملہ طبقات کے لوگوں نے دائرہ اسلام میں داخل ہونا تھا اس لئے اسلام ایک جامع طرز حیات ہے اور اس میں معاشی، معاشرتی، عمرانی اور اقتصادی اصولوں کا ہونا ضروری تھا تا کہ یہ جملہ امور میں کفایت کر سکے اور اس سے جملہ طبقاتِ حیات و انسانیت کے لوگ استفادہ کر سکیں چنانچہ اس میں حقوق اللہ سے لے کر حقوقِ جار یعنی ہمسایہ کے حقوق تک کسی کو بھی فراموش نہیں کیا گیا، یعنی ایک فرد سے لے کر جماعت اور جماعت سے لے کر ملک اور ملک سے لے کر پورے گلوبل ویلج (Global Village) تک ہر چیز کے لئے قوانین و اصولِ قوانین [بیسک پرنسپل آف لاز (Basic Principal of Laws)] تک کو بیان فرمایا گیا ہے یہاں میں ان سارے پہلوؤں پہ روشنی تو نہیں ڈال سکتا صرف اتنا عرض کروں گا کہ اسلام کے سامنے جو سب سے اوّلین ترجیح یا پریارٹی (Priority) ہے وہ ہے انسانیت اور انسانیت کی حساس ترین شکل غریب انسانیت کی غربت ہے اس لئے امیروں سے زیادہ اسلام نے غریب کو سامنے رکھا اور اسی کو مرکزیت عطا فرمائی جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ ہسپتال کا اہم ترین فرد مریض ہوتا ہے، اسی طرح دین میں اہم ترین فرد غریب و مفلس و نادار طبقہ ہوتا ہے اور یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ جس مذہبی جماعت میں امرا پرستی شروع ہو جائے وہ مذہبی جماعت سب سے پہلے اخلاقی طور پر کنگال ہوتی ہے اور

اس کے بعد وہ ایک نمائشی دینی جماعت بن جاتی ہے اس میں سے روحِ مذہب نکل جاتی ہے یعنی اس کی روحانیت فنا ہو جاتی ہے

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اس دنیا میں رائج الوقت جتنے سسٹم موجود ہیں اس میں ارتکازِ مال چند افراد کے گرد ہوتا رہتا ہے اور اس کی وجہ سے امیر ''امیر سے امیر تر'' ہوتا جا رہا ہے، تو دوسری طرف غریب ''غریب سے غریب تر'' ہوتا جا رہا ہے

اور اس جدید دور میں بھی وسائل مخصوص ہاتھوں میں ہیں اور وہ استحصالی طبقہ نادان اور کم فہم انسانوں کو اپنی ملکیت بنائے ہوئے ہے اور یہی حقیقت تھی کہ جس کی وجہ سے سوشلزم (Socialism) و کیمونزم (Communism) کو مقبولیت حاصل ہوئی کیونکہ اس میں بھی حقوق ذات کا خیال نہ رکھا گیا تھا اس لئے وہ بھی ناکام ہو گیا اور اسلام کا یہ اصول ہے کہ اس میں مرکزی شخصیات و افراد غریب ہی ہوتے ہیں اور حکم بھی یہی ہے کہ جب آپ کسی بھی ملک میں تبلیغ کے لئے جائیں تو سب سے پہلے آپ غریبوں میں تبلیغ کریں کیونکہ اسلام غریب انسان کی بحالی کا حکم دیتا ہے اور اسی لئے اللہ نے اپنی عبادت خاص کے ساتھ سینکڑوں مقامات پر غریب کے حق کا اپنی عبادت کی طرح ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے (أَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ) بار بار نماز اور زکواۃ کو برابر اور متصل بیان فرمایا ہے

حکومت اسلامیہ میں اللہ جل جلالہ نے غرباء کی دو اقسام پائیں، اس میں ایک طبقہ تو عام مسلمانوں کا تھا، اللہ جل جلالہ نے ان کی بحالی کے لئے زکواۃ کا حکم دیا کہ ہر صاحب نصاب زکواۃ ادا کرے اور غرباء میں اسے تقسیم کیا جائے

اسے تو اس طرح واجب قرار دیا کہ جیسے اس نے اپنی عبادت کی تاکید فرمائی اس کی

www.khrooj.com

بھی تاکید فرمائی، مگر یہ تو اس طرح تھا جیسے انسان کسی حلال جانور کو تکبیر پڑھ کر ذبح کرتا ہے کیونکہ ذبح کیئے بغیر تو حلال جانور بھی حرام ہوتا ہے، اسی طرح زکواۃ ادا کیئے بغیر مال ہی حرام رہتا ہے، اب کارخیر میں استعمال تو اس کے بعد ہونا ہے کیونکہ اس سے قبل تو مال اس قابل ہی نہیں تھا کہ اسے کار خیر میں لگایا جا سکے، زکواۃ کی ادائیگی کے بعد وہ حلال ہوا ہے، ہاں اب اگر کوئی اس سے کوئی نیک کام کرتا ہے مومن بھائی کی مدد کرتا ہے یا غریبوں کے رفاہی کام کرتا ہے تو اب قابل جزا ہوگا ورنہ اس کے بغیر تو ایسے ہی تھا کہ جیسے کوئی طبعی موت مرنے والی حرام و مردار گائے اللہ کے نام پر خیرات کردے یا غرباء میں تقسیم کر کے جنت کی امید بھی رکھے۔

حقیقت یہ ہے کہ جب تک مال پاک نہ ہو صدقات اور دیگر امورِ خیر میں خرچ کرنا بے سود ہوتا ہے بلکہ مزید گنہگار بنتا ہے

## زکواۃ

دوستو! اسلام میں بنیادی طور پر غریبوں کے دو طبقے مانے گئے ہیں

() غریب امتی ...... () غریب سادات

غریب امتیوں کی بحالی کے لئے زکواۃ مقرر فرمائی گئی اور فرمایا گیا کہ امیر مسلمانوں کے مال میں غریب مسلمانوں کا حق ہے اور زکواۃ نہ دینے والے کو بعض فقہا نے گنہگار لکھا ہے اور بعض نے کافر بھی لکھا ہے اس لئے یہ ہمارے دین میں اہم فرع کا درجہ رکھتی ہے

دوستو! زکواۃ 9 چیزوں پر واجب ہے

(1) گندم (2) جو (3) کھجور (4) کشمش انگور...... دالوں اور دیگر پھلوں وغیرہ پر

زکواۃ مستحب ہے

غلات اور پھلوں کا دانہ جب رنگ بدلتا ہے تو زکواۃ واجب ہو جاتی ہے اور اس کی ادائیگی فصل اٹھانے کے بعد کی جانا لازم ہے۔ فصلات کے نصاب دو ہیں یعنی

[ ] آب پاش فصلیں جنہیں خرچ کر کے پانی دیا جاتا ہے ان کا بیسواں حصہ دینا ہوتا ہے

[ ] غیر آب پاش فصلیں جن پر آب پاشی کے اخراجات نہیں اٹھتے ان کا دسواں حصہ دینا ہوتا ہے۔ جب یہ فصلیں 20 من 27 سیر 54 تولہ کی مقدار سے کم ہو تو زکواۃ نہیں لگتی زیادہ پر دسواں بیسواں چالیسواں حصہ لگتا ہے

(5) سونا ...... اگر سونا 20 مثقال شرعی = 15 مثقال رائجہ 11 ماہ تک انسان کی ملکیت رہے تو پھر اس کا چالیسواں حصہ زکواۃ کی صورت میں ادا کرنا واجب ہو جاتا ہے [ بشرطیکہ وہ سکوں کی صورت میں ہو ] اگر 20 مثقال شرعی = 15 مثقال رائجہ سے مقدار بڑھ جائے تو پھر ہر 3 مثقال پر چالیسواں حصہ ادا کرنا ہوتا ہے

(6) چاندی ...... چاندی کی مقدار 11 ماہ تک 105 مثقال رہے تو اس پر اس کا 2.5% یعنی چالیسواں حصہ ادا کرنا واجب ہو جاتا ہے [ بشرطیکہ وہ سکے کی شکل میں ہو ] اس سے کم مقدار پر زکواۃ واجب نہیں ہے اور اگر مقدار زیادہ ہو تو ہر 105 مثقال پر اسی حساب سے زکواۃ دینا ہوتی ہے

(7) گائے ...... گایوں کا پہلا نصاب 30 ہے جس پر دو سالہ ایک بچھڑا زکواۃ بنتا ہے۔ دوسرا نصاب چالیس ہے یعنی اگر چالیس گائیں ہو جائیں تو پھر تین سالہ ایک بچھڑی زکواۃ بنتی ہے، اس کے بعد ہر ساٹھ پر اسی حساب سے زکواۃ بنتی ہے

www.khrooj.com

(8) اونٹ ...... اونٹ کے بارہ نصاب ہیں، ان میں سے پہلا نصاب 5 اونٹ کی زکواۃ 1 دنبہ۔ دوسرا نصاب 10 اونٹوں کی زکواۃ 2 دنبے۔ تیسرا نصاب 15 اونٹوں کی زکواۃ 3 دنبے۔ چوتھا نصاب 20 اونٹ کی زکواۃ 4 دنبے۔ پانچواں نصاب 25 اونٹوں کی زکواۃ 5 دنبے۔ چھٹا نصاب 25 اونٹوں کی زکواۃ 1 دوسالہ اونٹ۔ ساتواں نصاب 36 اونٹوں کی زکواۃ تین سالہ اونٹ ہے۔ آٹھواں نصاب 46 اونٹوں پر ایک چار سالہ اونٹ۔ نواں نصاب 61 اونٹوں پر پانچ سالہ اونٹ۔ دسواں نصاب 76 اونٹوں پر تین سالہ دو اونٹ۔ گیارہواں نصاب 91 اونٹوں پر چار سالہ دو اونٹ۔ بارہواں نصاب 121 اونٹ اور اس سے آگے ہر چالیس اونٹ پر ایک تین سالہ اونٹ زکواۃ ہے مزید تفصیل کے لئے فقہی کتب یا توضیحاتِ مسائل دیکھیں

جتنے بھی جانوروں پر زکواۃ ہے اس میں شرط یہ ہے کہ وہ قدرتی چراگاہوں میں چرتے ہوں اور انہیں چارہ کاٹ کر نہ ڈالا جائے

(9) گوسفند [ دنبہ، بھیڑ، بکری ]

بھیڑوں یا دنبوں کے نصاب پانچ ہیں، پہلا نصاب چالیس بھیڑیں ہیں جن پر ایک دنبہ زکواۃ ہے۔ دوسرا نصاب 121 بھیڑیں یا دنبے ہیں جن کی زکواۃ دو دنبے ہیں۔ تیسرا نصاب 201 بھیڑیں یا دنبے ہیں اس کی زکواۃ تین بھیڑیں ہیں۔ چوتھا نصاب 301 بھیڑیں ہیں ان کی زکواۃ چار بھیڑیں ہیں اس کے بعد ہر سو بھیڑ پر ایک دنبہ زکواۃ کا ہوتا ہے

## فطرہ

یہ عید کی رات کی زکواۃ ہوتی ہے اور یہ فی کس سوا تین کلو گندم دینا ہوتی ہے یا اس کی

www.khrooj.com

قیمت کے برابر پیسے بھی دیئے جا سکتے ہیں، تفصیل کے لئے کتب فقہ دیکھیں

## خمس

دوستو! اسلام کے دائرے میں غریبوں کا جو دوسرا طبقہ تھا وہ سادات کا تھا اسے اللہ جل جلالہ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احترامِ نسل کی وجہ سے معزز و مکرم فرمایا اور ان پر صدقات کو حرام قرار دیا، کیونکہ زکواۃ بھی ایک صدقہ ہی تھا اس لئے وہ لوگ جو آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے تھے وہ اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے تھے، اگر اللہ جل جلالہ ان کی بحالی کے لئے کوئی چیز فرض نہ کرتا تو یہ خلافِ عدل تھا کیونکہ ایک طرف کسی عام امتی کے بارے میں اتنی تاکید ہے کہ اسے اپنی عبادت کے ساتھ یاد کیا گیا ہے، دوسری طرف آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خود ہی زکواۃ اور صدقات کو حرام قرار دیا اور ان میں سے جو غریب سادات ہیں ان کی مدد کے لئے کوئی ''مد'' مقرر نہ کی جاتی تو یہ بات خلافِ عدل تھی اس لئے خالق نے غریب سادات کی امداد کے لئے پوری امت کو حکم دیا کہ

☆وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُم مِّن شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ...... (سورہ انفال 41)

کہ تم لوگوں نے اپنی کمائی کا پانچواں حصہ دینا ہے اور اس میں خالق نے اس خمس میں شریک افراد کا ذکر بھی کیا ہے جیسا کہ آیت میں بیان ہوا کہ اس میں ذی القربیٰ آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور ان کے جو یتیم ہوں یا مسکین ہوں یا سادات میں سے کوئی مسافر ہوں۔ اس کے بعد خمس کے بارے میں یہ بھی آگاہ فرمایا کہ اس میں کس کس کا کتنا حصہ ہے اور آئمہ اطہار علیہ الصلوات والسلام نے سادات کے بارے میں فرمایا تھا

www.khrooj.com

حرم علیھم الصدقة ......اس فقرے سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ خمس صرف سادات کا حق ہے اور یہ دوسروں پر اس طرح حرام ہے جس طرح سادات پر صدقہ حرام ہے

## اطلاق خمس

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ خمس کا اطلاق کن کن چیزوں پر ہوتا ہے؟

اس کی وضاحت کرتے ہوئے عبداللہ بن سنان سے حضرت امام جعفرؑ صادق علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا تھا...... (بہ حوالہ وسائل الشیعہ باب وجوب خمس، التہذیب جلد 4 باب خمس والغنائم)

☆علیٰ کل امری ء غنم او اکتسب الخمس مما اصاب لسیدة صلوات اللہ علیہا ولمن یلی امرھا من بعدھا من ذریتھا الحجج علی الناس فذالك لھم خاصة یضعونه حیث شاءُ وا اذ حرم علیھم الصدقة حتی الخیاط یخیط قمیصاً بخمسة دوانیق فلنا منه دانق الامن احللناہ من شیعتنا لتطیب لھم به الولادة انه لیس من شی ء عند اللہ یوم القیامة اعظم من الزنا انه لیقوم صاحب الخمس فیقول یارب سل ھؤلاء بما ابیحوا

ہر آدمی جب کماتا ہے تو جو کچھ بھی کماتا ہے اور نفع حاصل کرتا ہے تو اس میں ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا کا اور ان کی ذریت طاہرہ (جو لوگوں پر حجت خدا ہیں) کا حق ہے، خمس واجب ہے، جو ان ذوات مقدسہ علیہم الصلوات والسلام کے ساتھ مخصوص ہے یہ جہاں چاہیں خرچ کر سکتے ہیں چونکہ ان پر صدقہ حرام قرار دیا گیا ہے حتی کہ اگر کوئی درزی ایک قمیص پانچ دانق کی اُجرت میں سیتا ہے تو اس اُجرت میں ایک دانق ہمارا حق ہے [دانق ایک سکہ تھا جو ایک درہم کا چھٹا حصہ یعنی تقریباً چار پیسے سے کچھ زیادہ کی قیمت کا تھا]

www.khrooj.com

جیسا کہ تفسیر برہان میں حکیم موذن بن عبس سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفرؑ صادق علیہ الصلوات والسلام سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی تو انہوں نے فرمایا

☆ھی واللہ الا فادۃ لیوماً بیومٍ خدا کی قسم یہاں غنیمت سے مراد روزانہ ملنے والا فائدہ ہے اسی طرح سماعہ بن مہران نے حضرت امام موسیٰ کاظمؑ علیہ الصلوات والسلام سے روایت کی ہے کہ انہوں نے اس بارے فرمایا کہ

☆الخمس فی کل ما افاد الناس من قلیل اوکثیر ...... خمس ہر اس چیز میں ہے جو لوگوں کو فائدہ دے چاہے وہ کم ہو یا زیادہ۔ ہاں بعض فقہا نے یہ فرمایا ہے کہ خمس کا اطلاق بچت پر ہے نہ کہ پوری کمائی پر، جبکہ احادیث صحیح میں اس کے خلاف حکم ہے اور کئی آئمہ ہدیٰ علیہم الصلوات والسلام سے کئی طریق سے متعدد احادیث منقول ہیں ان میں بچت کا کوئی تصور نہیں بلکہ پوری کمائی پر اس کا اطلاق ہوتا ہے ایسی بہت سی احادیث میں یہی فرمایا گیا ہے کہ کل کمائی کا پانچواں حصہ خمس ہے نہ کہ بچت پر کیونکہ آپ نے اسے واضح فرمانے کے لئے درزی کی مثال دی ہے کہ اگر وہ پانچ پیسے بھی کماتا ہے تو اس میں سے ایک ہمارا حق ہے یعنی سرکاری ٹیکس وغیرہ منہا کرنے کے بعد انسان جو کمائی گھر لاتا ہے اس کل کمائی پر خمس واجب ہے نہ کہ بچت پر

دوستو! اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ نے کسبتم کی بجائے غـنـمتم کا لفظ کیوں استعمال فرمایا ہے جب کہ کل کمائی کے لئے کسبتم کا لفظ زیادہ موزوں تھا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ غـنـمتم کا لفظ کسبتـم سے زیادہ جامع ہے کیونکہ اگر لفظ کسبتم آجاتا تو اس سے صرف وہ مال مراد ہوتا جو انسان خود محنت کر کے کماتا ہے مگر غـنمتم میں ایک جامعیت ہے جیسا کہ امام علی نقیؑ علیہ الصلوات والسلام سے اسی آیت کی تفسیر میں

منقول ہے ......(بہ حوالہ تہذیب الاحکام، الاستبصار، وسائل الشیعہ)

☆فھی الغنیمة یغنمها المرء والفائدة یفیدها والجائزة من الانسان للانسان التی لها خطر والمیراث الذی لا یحتسب من غیراب ولا ابن

اس سے مراد وہ منفعت ہے جو انسان کو حاصل ہوتی ہے اور وہ فائدہ ہے جو اٹھایا جاتا ہے اور کسی شخص سے حاصل ہونے والا تحفہ وانعام اور وہ میراث جو باپ یا بیٹے کے علاوہ دور کے قرابتدروں سے غیر متوقع طور پر حاصل ہوئی ہو۔اس لفظ ''غنمتم کے دائرے میں انعام، تحفے، غیر متوقع میراث یا دفینے وغیرہ سب آ جاتے ہیں جبکہ کسبتم سے یہ ساری چیزیں حکم سے خارج ہونے کا امکان تھا، شہنشاہ معظم جناب امام علی نقیؑ علیہ الصلوات والسلام نے اس کی وضاحت فرمائی ہے

## خمس کی اہمیت

دوستو! یہاں خمس کی اہمیت کے بارے میں عرض کردوں کہ آئمہ اطہار علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا تھا کہ

☆لیس من شیء عند الله یوم القیامة اعظم من الزنا انه لیقوم صاحب الخمس فیقول یارب سل هؤلاء بما ابیحوا......(التہذیب، وسائل الشیعہ)

اس فقرے سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کی باز پرس بھی ہونا ہے اور اللہ جل جلالہ کی بارگاہ میں روز عدل مالکان خمس کھڑے ہو کر خمس کا کیس دائر کرتے ہوئے اپنی اپیل ان الفاظ میں پیش کریں گے کہ اے عادل حقیقی ذرا اس امت سے دریافت کیا جائے کہ انہوں نے خمس کو اپنے اوپر کیسے جائز قرار دیا اور ان سے یہ بھی پوچھا جائے کہ انہوں نے نکاح کا حق مہر کس مال میں سے دیا؟ اگر اس مال سے خمس ادا نہیں ہوا تھا تو ان کا

www.khrooj.com

نکاح باطل ہے کیونکہ دوسرے کے مال سے مہر ادا کرنے سے نکاح باطل ہو جاتا ہے اوران سے یہ بھی پوچھا جائے کہ جب ان کا نکاح باطل تھا تو یہ پوری زندگی ارتکاب زنا کیوں کرتے رہے؟ اور حرام زادے کیوں پیدا کرتے رہے؟

## خمس کسے دینا ہے؟

دوستو! یہ بھی ایک اہم سوال ہے کہ اس دور میں ہمیں خمس کسے دینا ہے؟

اس کا جواب امام صادق آل محمدؐ علیہم الصلوات والسلام نے بہت پہلے فرما دیا تھا کہ

☆ولمن یلی امرھا من بعدھا من ذریتھا الحجج علی الناس

یعنی اس کی اصل مالک تو ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا ہیں پھر ان کے بعد اس خمس کے مالک ان کی ذریت طاہرہ میں سے جو بھی حجت زمانہ ہوں گے وہی ہیں، سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب سلمان محمدی سلام اللہ علیہ اور جناب ابوذر غفاری سلام اللہ علیہ اور اپنے اصحاب سے جو وصیت فرمائی تھی اور انہیں اسلام کی شرائط سے آگاہ فرمایا تھا اس میں بھی تھا کہ

☆اخراج الخمس من کل ما یملکه احد من الناس حتی یرفعه الی ولی المومنین وامیرھم ومن بعده من الائمة من ولده......(وسائل الشیعہ)

باقی چیزوں کی طرح خمس بھی اپنے مال سے نکالنا اور ولی المومنین وامیرالمومنین علیہ الصلوات والسلام اور ان کے بعد ان کی اولادِ اطہار میں سے جو امام ہوں ان تک پہنچانا

اس سے ثابت ہوا کہ ہر زمانے کے امام تک خمس پہنچانا واجب ہے اور اس دور میں خمس کے کلی مالک ہمارے شہنشاہ معظم امامؑ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف ہیں اس لئے ہر کسی پر ان تک خمس کا پہنچانا واجب ہے اور اگر کوئی مومن ہر بار ان کی بارگاہِ قدس تک رسائی نہ پا سکے تو اسے ایک مرتبہ اپنے شہنشاہ امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف سے ضرور دریافت کر لینا

چاہیے کہ میں کسے خمس پیش کروں تا کہ یہ مال آپ تک پہنچ سکے؟ اس کے لئے بہت تاکید ہے کہ مال خمس امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف تک ہی پہنچانا چاہیے؟

دوستو! مال خمس میں کسی جاہل و عالم کو تصرف کا حق نہیں دیا گیا اور اس میں سے ایک پیسہ بھی بغیر حکم امام صرف کرنا جائز نہیں ہے جیسا کہ ایک توقیع میں شہنشاہ معظم امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی طرف سے یہ فرمایا گیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، اللہ اور ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہو اس شخص پر جو ہمارے مال میں سے ایک درہم کھانا بھی حلال سمجھتا ہو

اسی طرح یہ بھی فرمان ہے کہ جو مال خمس میں سے قلیل ترین مقدار بھی حکم امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے بغیر خرچ کرتا ہے تو وہ ''ولد الزنا'' ہے جیسا کہ فرمان ہے

☆فمن استحل منه شئياً صار ولد الزنا

اس کی تفصیلات کے لئے کتب فقہ کی طرف رجوع کریں

## جہاد

دوستو! ہمارے فروعات میں سے چھٹی فرع ہے جہاد وقتال۔ اس کے بارے میں عرض ہے کہ ہمارے مسلک میں بنیادی طور پر جہاد کی دو قسمیں مانی جاتی ہیں

() جہاد اصغر () جہاد اکبر

جہاد اصغر وہ ہے جو اسلام کے دشمنوں کے ساتھ کیا جاتا ہے جس میں جہاد بالسیف بھی آ جاتا ہے، جہاد باللسان بھی آ جاتا ہے، جہاد بالقلم بھی اس میں آ جاتا ہے، اس جہاد اصغر کے کئی طریقے اور اقسام ہیں یعنی جانی، مالی، عملی، فکری، نظری الغرض ہر قسم کے جہاد اس میں آ جاتے ہیں اور ان میں سے معروف جہاد ہے دشمنان اسلام سے جہاد

بالسیف کرنا

دوستو! جہاد بالسیف کے بارے میں شیعہ نظریہ یہ ہے کہ یہ زمانے کے امام علیہ الصلوات والسلام کے حکم پر اور ان کی زیر بیعت کرنا لازم و واجب ہے اگر امام علیہ الصلوات والسلام کا حکم نہ ہو تو پھر جہاد بالسیف صرف اس صورت میں جائز ہوتا ہے جبکہ دشمن سے دفاع مقصود ہو یعنی اپنے دین، عزت، ناموس اور ملک کا دفاع کرنے کی اجازت ہے کیونکہ یہ زمانۂ غیبت ہے اور اس دور میں ہمارے زمانے کے امام غائب ہیں اس لئے ہمارے اوپر جہاد بالسیف بلاضرورت دفاع جائز نہیں ہے بلکہ ساقط ہے

اپنے نفس امارہ سے اور اندرونی شیطانی قوتوں سے جہاد کرنا جہادِ اکبر کہلاتا ہے یہ جہاد کفار سے جہاد کرنے سے بھی زیادہ شدید اور مشکل ہے کیونکہ خارجی دشمن سے لڑنا آسان ہوتا ہے اور داخلی دشمن سے لڑنا انتہائی مشکل ہوتا ہے جیسا کہ سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جہاد سے واپسی پر ایک سوال کے جواب میں فرمایا تھا

☆رجعنا من جهاد الاصغر الى جهاد الاكبر

یعنی ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کرنے کی طرف جارہے ہیں

یہ جہاد ہر دور میں واجب ہے کیونکہ سب سے پہلے ملک باطن پر سے ابلیس کی حکومت کا خاتمہ کرنا ضروری ہوتا ہے، من مندر کے سومنات کو توڑنا ہوتا ہے، اندر کی دنیا کے معبود باطل ہوائے نفس کی اطاعت کا قلادہ گردن سے اتارنا ہوتا ہے اور اس کی طاغوتی قوتوں سے جم کر لڑنا پڑتا ہے اور یہ جہاد کل وقتی جہاد ہے زندگی کا کوئی لمحہ اس سے خالی نہیں ہوتا اس لئے یہ انتہائی مشکل ہے اور دور غیبت میں ہمارے اوپر یہ جہاد امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی غیبت کی وجہ سے اور سختی کے ساتھ واجب ہو چکا ہے اس

لئے ہمارا یہ جہاد جاری ہے اور انشاء اللہ تا حیات جاری رہے گا اور جہاد اصغر کی جملہ اقسام میں سے سوائے جہاد بالسیف کے باقی سب جہاد بھی جاری ہیں یعنی جہاد بالقلم بھی جاری ہے، جہاد باللسان بھی جاری ہے اور اسی طرح کے سارے جہاد جاری و ساری ہیں

## تولا وتبرا

دوستو! ہمارے ہاں تولا بھی ایک اہم فرع ہے یعنی جسے محمدؐ و آل محمدؐ علیہم الصلوات والسلام سے محبت نہیں ہم اسے مسلمان ہی نہیں سمجھتے، یہی ولائے آل محمدؐ علیہم الصلوات والسلام ہی ہے جو شیعوں کو دوسروں سے ممتاز کرتی ہے اور ہمارا یہ مسلک ہے ہی ولا کا مسلک

اس کے جملہ اعمال مؤدت پر قائم ہیں اور یہ بھی اللہ جل جلالہ کے حکم سے ہے جیسا کہ اللہ جل جلالہ نے اپنے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی حکم جاری فرمایا تھا

☆قل لااسئلکم علیه اجراً الا مودة فی القربی ......اس میں قربیٰ واحد مؤنث کا صیغہ ہے جس سے مراد سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اکلوتی شہزادی صلوات اللہ علیہا کی مؤدت ہے اور ان کے حوالے سے ان کی ساری اولاد اور ان کے سسرالی خاندان علیہم الصلوات والسلام سے مؤدت کرنا واجب ہے

## تبرا

دوستو! تبرے کا مفہوم ہمارے نزدیک وہی ہے جو اللہ جل جلالہ نے قرآن میں فرمایا ہے جس کے معنی دشمنوں سے اعلان بریت و بیزاری ولاتعلقی کے ہیں

جیسا کہ اللہ جل جلالہ نے سورۂ توبہ آیہ 3 میں فرمایا ہے

www.khrooj.com

☆ أَنَّ اللّٰهَ بَرِیٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ وَرَسُولُهُ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ……
یعنی اللہ اور اس کے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشرکین سے بری و بیزار ہیں اور یہ بے زاری و بریت ان کے عقائد، کردار، اعمال، افکار، اقوال و کردار سے دوری ہی ہے یعنی جو جو کام اُنہوں نے کیئے ہیں وہ کام ہم نہیں کریں گے، مشرکین کے برے اور باطل نظریات و کردار سے دوری کا نام ہی تبرا ہے اور یہی شیعی نظریۂ تبرا ہے
اس میں ایک عوامی تبدیلی اس وقت آئی جب امیر شام معاویہ نے امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے خلاف مہم چلائی اور اس نے برسرعام ان کے لئے غلیظ زبان استعمال کی اور اپنے خطیبوں کو حکم دیا کہ وہ بھی منبروں پر طوفان بدزبانی جاری کریں تو اس کے بعد عوامی ردعمل ہونا لازم تھا مگر بنی امیہ کا یہ سلسلۂ خرافات پورے نوے سال تک جاری رہا اور عمر بن عبدالعزیز کے دور میں آکر یہ بکواس بازی بند ہوئی
اس نوے سالہ دور کی بازگشت آج بھی کہیں کہیں سنائی دیتی ہے تو عوام اس سے مشتعل ہو کر جواباً کچھ صلواتیں سنا دیتے ہیں تو یہ ایک عمل کا ردعمل ہوتا ہے نہ کہ عالم تشیع کا نظریۂ تبرا یہی ہے
ہمیں تو آئمہ اطہار علیہ الصلوات والسلام نے یہ درس دیا ہے کہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا ہے کہ تم کفار کے خداؤں کو سب نہ کرو کیونکہ جواباً وہ تمہارے محبوب حقیقی اللہ جل جلالہ کے خلاف نعوذ باللہ زبان کھولنے کی جسارت کریں گے اسی طرح تم کسی کے جھوٹے اماموں کو برا بھلا مت کہو کیونکہ اس طرح وہ تمہارے آئمہ حق کے خلاف زبان کھولیں گے یعنی ہمیں سختی سے حکم ہے کہ ''کسی کے برے کو گالی نہ دو۔ اپنے اچھے کو گالی نہ دلواؤ'' ……
اگر اس کے باوجود بھی کوئی جذباتی ہو جاتا ہے تو یہ اس کا ذاتی فعل ہے نہ کہ پوری

www.khrooj.com

قوم کا فعل ہے

بعض اوقات غلط فہمیاں بھی ہو جاتی ہیں یعنی کسی دوست کے بارے میں پتہ چلتا ہے کہ وہ دشمن ہے تو انسان جلد بازی میں اس کے خلاف ایکشن لے لیتا ہے تو پھر پشیمانی ہوتی ہے اس لئے صدیوں پہلے کی باتوں کا کیا بھروسہ ہے؟ اگر کسی نے کوئی اچھا کام کیا ہے تو وہ موت کے بعد عالم برزخ کی جنت میں مزے لے رہا ہو گا اب اسے برا بھلا کہنا کہاں جائز ہے اور اگر کسی نے برا کام کیا ہے تو وہ وہاں جہنم میں سزا بھگت رہا ہو گا اس سزا سے بڑھ کر ہم اسے کیا سزا دے سکتے ہیں

اس لئے ہمیں گزرے لوگوں کے بارے میں زبان بند رکھنا ہی بہتر ہے کیونکہ جن کے اچھے یا برے اعمال میں ہم ملوث نہیں ہیں ان کے اعمال میں اپنی زبان کو ملوث کیوں کریں

اگر کوئی آدمی شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی دوست کو نادانی کی وجہ سے دشمن سمجھ بیٹھتا ہے اور ان کی محبت کی وجہ سے اس کے حق میں کوئی گستاخی کر بیٹھتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ بروز قیامت سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی غلط فہمی رفع بھی فرمائیں گے اور ان دونوں کے مابین بات کو آئی گئی کروا دیں گے کیونکہ جو کچھ ہوا ہے وہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کی وجہ سے ہوا ہے

اس لئے ہمیں احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہیے کیونکہ دوست اور دشمن کی پہچان میں بڑی تحقیق کی ضرورت ہوتی ہے

## امر بالمعروف و نہی عن المنکر

دوستو! ہمارے فروعات میں سے یہ دو فرع ہیں یعنی

## امر بالمعروف......نہی عن المنکر

جس کے معنی ہیں اچھائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا یعنی اسلامی معاشرے میں جو چیز معروف ہو اچھی شمار ہوتی ہو اس پر عمل کرنے کا حکم دینا بھی واجب ہے کیونکہ اگر امر بالمعروف کا عمل رک جائے تو رحمت الٰہی کا عمل رک جاتا ہے جب معاشرہ خراب ہونے لگتا ہے تو برائی کو رواج ملتا ہے اور پھر عذاب الٰہی کسی نہ کسی صورت میں نازل ہو جاتا ہے۔ جس معاشرے میں امر بالمعروف کا عمل رک جائے ان کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ ناگہانی آفات کا نزول ہوتا ہے

دوستو! ایک بات عرض کردوں کہ اسلام نے ہمیں عربی ثقافت اپنانے کا حکم نہیں فرمایا بلکہ ہمیں معاشرت کے کچھ اصول دیئے ہیں جیسا کہ ہمیں حکم دیا ہے کہ ''شریفانہ لباس پہنیں''

اس میں لفظ ''شریفانہ'' کا ہمیں پابند ضرور کیا ہے مگر یہ نہیں فرمایا کہ عرب کا لباس پہنیں بلکہ حکم یہ دیا ہے کہ اپنے ماحول اور معاشرے میں دیکھیں شرفا کا جو لباس ہو وہی پہنو

اسی طرح ہمیں عربی اخلاقیات اپنانے کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ انسانی و اسلامی و فطری اخلاقیات کو اپنانے کا حکم ہے اور اس کی تبلیغ کا حکم بھی دیا ہے کیونکہ 90% فیصد اخلاقی اصول پوری دنیا کے ایک ہی ہیں کیونکہ وہ عقلی ہیں جیسا کہ سچ بولنا، دیانت داری، درست ناپ تول وغیرہ۔

اسی طرح برائیاں بھی عقلی ہیں کہ جنہیں چھوڑنا ہے اور دوسروں کو اس سے بچنے کا حکم دینا ہے جیسا کہ چوری، ڈکیتی، غصب، زنا، فراڈ، قتل، ہیرا پھیری، رشوت وغیرہ کو

ساری دنیا برا سمجھتی ہے اس لئے یہ منکر میں داخل ہیں
اس لئے معروف کے کرنے کا حکم بھی ہے اور ان کی تبلیغ کا حکم بھی ہے اور منکر یعنی جملہ عقلی واسلامی برائیوں سے بچنے کا حکم بھی ہے دوسروں کو روکنے کا حکم بھی ہے
اعمال کے میدان میں عمل حسنہ سے احسن تک کے جو درجات ہیں ان پر انسان کا کلی سفر ہے بہتر سے بہترین خوب سے خوب تر کی تلاش کا عمل ہی اسلامی اعمال میں فعالیت پیدا کرتا ہے ۔اس لئے معاشرے کی اصلاح اعمال کا عمل جاری رکھنا ضروری ہے
شہنشاہ معظم امام جعفرؑ الصادق علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا تھا کہ جب انسان چالیس سال کا ہو جائے تو اسے ہاتھ میں لاٹھی رکھنا چاہیے ۔اس کے معنی یہی ہیں کہ اصلاحِ معاشرہ کا منصب سنبھال لینا چاہیے اور معاشرے میں اصلاح کے لئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی لاٹھی کو استعمال کرنا چاہیے

## قصاص و وصیت

دوستو! ہمارے بنیادی فروعات دس ہیں مگر ان جیسی اور بھی فروعات ہیں جیسا کہ قصاص اور وصیت ہیں ۔ ان کے بارے میں اللہ جل جلالہ نے وہی الفاظ استعمال فرمائے ہیں جو روزہ و جہاد کے لئے استعمال فرمائے ہیں
☆وَكُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاص ......یعنی تم پر قصاص بھی فرض ہے
قصاص کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ قصاص میں تمہارے لئے ایک زندگی ہے قتل کے بدلے میں قتل ہوتا دیکھ کر معاشرے میں عبرت اور خوف کا عمل جاری ہو جاتا ہے اور اس سے کئی بے گناہ قتل ہونے سے بچ جاتے ہیں ۔ تفصیل کے لئے کتب فقہ کی

طرف رجوع کریں

دوستو! وصیت کا بھی سختی سے حکم فرمایا گیا ہے اور اسے بھی فرض قرار دیا گیا ہے اور یہاں تک فرمایا گیا ہے کہ جو شخص بغیر وصیت کے مر گیا وہ جاہلیت کی موت مر گیا۔ اسی طرح مومن کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ وصیت لکھ کر ہمیشہ اپنے سرہانے رکھتا ہے وصیت کرنے کا ایک شرعی طریقہ کلام الٰہی میں بیان فرمایا گیا ہے اس کی تفصیل و احکام کے لئے ہمارے کتب فقہ کی طرف رجوع کریں

## اکل حلال، کسب حلال

دوستو! مذہب اہل بیت میں حلال کمانا اور حلال خوری کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے کیونکہ جملہ اعمال و عبادات کا دارمدار حلال خوری پر ہے۔ اگر حرام کھا کر نمازیں پڑھی جائیں، روزے رکھے جائیں، حج کیا جائے، تزکیات نفس کئے جائیں، وظائف کئے جائیں، زیارات کئے جائیں، صدقہ دیا جائے، کار خیر میں کچھ خرچ کیا جائے تو یہ سب بے سود ہوتا ہے کیونکہ غذا ہی انسان کی بنیادی قوت یا بیسک انرجی (Basic Energy) ہوتی ہے اور انسان غذا ہی سے اعمال و عبادات کی قوت حاصل کرتا ہے اور اگر وہ قوت ہی باطل ہوگی تو سارے اعمال باطل ہوں گے بہ الفاظ دیگر اسلامی اعمال کی بنیاد حلال خوری پر ہے

یارب محمدؐ و آل محمدؐ صل علی محمدؐ و آل محمدؐ وعجل فرج آل محمدؐ بقائمھم عجل اللہ فرجہ الشریف و صلوات اللہ علیہ

www.khrooj.com

ھوالسبوح القدوس الرب الملائکة و الروح ھوالبدیع الانوار والارواح
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

# المعتقدات عامہ

دوستو! ہمارا دین اسلام ہے کیونکہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا ہے
☆إِنَّ الدِّيْنَ عِندَ اللّهِ الإِسْلاَم ......یعنی اللہ جل جلالہ کا پسندیدہ دین اسلام ہے اور یہ جو ہم اصول وفروع پیش کررہے ہیں یہ سارا ہی عین اسلام ہے اور ہمارا سارے اسلامی معتقدات پر کامل ایمان ہے
ہمارا قبلہٴ موجود کعبۃ اللہ ہے اور ہم اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا واجب سمجھتے ہیں اس سے قبل ہمارا قبلہ بیت المقدس تھا جو آل اسحٰق کا قبلہ تھا ہمارا اس پر بھی کامل ایمان ہے کہ وہ بھی اللہ جل جلالہ کا بیت نسبتی ہے
دوستو! ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ اللہ جل جلالہ نے جتنے انبیاء ورسل علیہم السلام بھیجے اور انہیں کتب عطا فرمائے ہیں ہماران سب پر ایمان ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ وہ سارے کتب سماوی اللہ جل جلالہ ہی کے عطا فرمودہ ہیں اور آج جو کتب موجود ہیں جیسا توریت انجیل زبور اور دیگر صحیفے جو اولڈ ٹسٹامنٹ (Old Testament) میں ہیں یا نیوٹسٹا منٹ (New Testament) میں ہیں ہمارا ان سب پر کامل ایمان ہے ہاں جہاں جہاں یہود و نصاریٰ نے ان میں تحریف کی ہے ہم اس سے بری ہیں کیونکہ ہمارے لئے درست نا درست کا پیمانہ قرآن کریم ہے کیونکہ جس ذات نے انسانیت کے لئے پیغام ہدایت بھیجا ہے وہ ایک ہے تو اس کا پیغام بھی ایک جیسا ہونا چاہیے نا کہ ایک

www.khrooj.com

دوسرے سے متصادم احکام کا مجموعہ۔
ہمارا ان کتب اور ان صاحبان کتب انبیاء ورسل علیہم السلام پر اجمالی طور پر کامل ایمان ہے اور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی نبی کی بعثت کی ہمارے عقائد میں کوئی گنجائش نہیں ہے نہ اصالتاً نہ نیابتاً کوئی بھی مبعوث نہیں ہوگا
دوستو! ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ اللہ جل جلالہ کے جتنے بھی ملکوت ہیں وہ برحق ہیں کیونکہ ہمیں اللہ جل جلالہ اور معصومین علیہم الصلوات والسلام نے ان کے بارے میں آگاہ فرمایا ہے کہ وہ نوری مخلوق ہیں اور اللہ جل جلالہ کے آلہ کار ہیں اور مدبرات امور ہیں اس لئے ہمارا ان پر کامل ایمان ہے
دوستو! ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ ہمارے لئے ضابطہ حیات قرآن کریم ہے اور ہمارا قرآن کریم کے ایک ایک حرف پر کامل ایمان ہے چاہے وہ آیات ناسخہ ہیں یا آیات منسوخہ ہیں اور ہمارا یہ بھی ایمان ہے کہ قرآن کریم کی تاویل وتفسیر وہی درست ہے جو معصومین علیہم الصلوات والسلام فرمائیں کیونکہ یہ ان کے گھر پہ نازل ہوا ہے اس لئے قرآن فہمی کے لئے ان سے بڑھ کر کوئی ذریعہ ہے ہی نہیں اور ہم یہ بھی سمجھتے ہیں کہ ہمارے شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے پاس جو قرآن ہے وہ اس حوالے سے کامل ہے کہ وہ تاویل سمیت موجود ہے اور ہمارے پاس جو قرآن موجود ہے اس میں تاویل وتفسیر موجود نہیں ہے بلکہ تفاسیر علیحدہ لکھے گئے ہیں اس لئے ان میں اختلاف ہے اس لئے جب شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کا ظہور ہوگا تو اس وقت وہ قرآن ظاہر کیا جائے گا جو امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے بمعہ تاویل جمع فرمایا تھا اس لئے ان کے دور میں کوئی اختلاف نہ ہوگا بلکہ ایک خراش تک کے احکام قرآن کریم سے پیش کئے جائیں گے

# مسئلہ تحریفِ قرآن

دوستو! عام طور پر ہمارے اوپر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم تحریف قرآن کے قائل ہیں اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ قرآن کو بدلا گیا ہے جبکہ یہ سراسر الزام ہے ہاں جس تبدیلی کے سارے مسالک اسلامیہ قائل ہیں اس کے ہم بھی قائل ہیں جیسا کہ سورتوں کی ترتیب ہے تو اس میں تبدیلی سارے مسالک اسلامیہ تسلیم کرتے ہیں جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ مکی سورتیں قرآن پاک میں آخر میں رکھی گئی ہیں اور مدنی سورتیں اول میں ہیں جبکہ سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلا زمانہ مکہ میں گزارا تھا اور ہجرت کے بعد مدینہ میں تشریف لے گئے تھے اس لئے سورتوں کو بھی اسی ترتیب سے لکھنا چاہیے تھا مگران کی ترتیب ترتیبِ نزولی کے خلاف ہے اوراس سے کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا یہ جو کہا جاتا ہے کہ صرف شیعہ کتب میں یہ بات موجود ہے کہ قرآن میں تحریف ہوئی ہے یہ بات درست نہیں ہے بلکہ یہ تحریف قرآن والی روایات سارے مسالک اسلامیہ کی معتبر کتابوں میں موجود ہیں اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ان روایات کو کسی بھی مسلک نے معتبر نہیں مانا نہ شیعوں نے نہ برادران اہل سنت نے ورنہ روایات کی موجودگی کو اگر جرم مان لیا جائے تو پھر اس سے تو کوئی بھی مسلک خالی نہیں ہے جیسا کہ میں نمونے کے طور پر چند ایک حوالہ جات عرض کرتا ہوں تا کہ پتہ چل جائے کہ تحریف قرآن والی روایات سارے مسالک اسلامیہ کی کتب میں موجود ہیں ان روایات کا خلاصہ پیش کر رہا ہوں

صاحب معیار اصحابہ نے طبرانی کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت عمر کہا کرتے تھے کہ قرآن کریم کے دس لاکھ ستائیس ہزار حروف تھے جبکہ آج ہمارے موجودہ قرآن

کریم میں تین لاکھ سات سو چالیس حروف ہیں......ص91

حضرت عمر کا قول ہے اصل قرآن نوے پارے کا تھا......الاتقان 72/1

اسی طرح حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ قرآن کریم کی سورہ احزاب سورہ بقرہ کے برابر تھی اور اس میں بوڑھے کی رضاعت ورجم کا ذکر بھی تھا اور وہ ہمارے پاس لکھی ہوئی تھی اور وہ جس چیز پر لکھی ہوئی تھی اسے ہماری بکری کھا گئی جس کی وجہ سے قرآن کا کچھ حصہ تلف ہو گیا......(ابن ماجہ 141)

حضرت عائشہ کی زبانی یہ روایت لکھی گئی ہے کہ قرآن کریم میں تغیر وتبدل ہوا ہے

الاتقان 25/2

قرآن کی تحریف کے بارے اور اضافات کے بارے میں تفصیل دیکھنے کے لئے ان کتابوں کی طرف رجوع کریں

تفسیر درمنثور 191/5 ......تفسیر الاتقان 3/2 ......تفسیر فتح القدیر 52/2 ......

موطا امام مالک 95 ......تفسیر ابن جریر مصری 143/3 ......معیار الصحابہ 91

اسی طرح ایسی روایات بھی لکھ گئی ہیں کہ بسم اللہ کا منکر کافر نہیں......نور الابصار 9

ایسی روایات بھی ہیں کہ قرآن میں کچھ فرضی آیات داخل ہیں بخاری 648/2

اسی طرح سورہ خلع اور حفد کا ذکر ہے جو اس قرآن میں موجود نہیں ہے......

درمنثور 421/2

کئی روایت ایسی بھی ہیں کہ معوذتین یعنی سورہ فلق اور سورہ الناس کا منکر کافر نہیں ہے......فتاویٰ قاضی خان 888

ایسی بھی روایات ہیں کہ پورے قرآن کا منکر کافر نہیں ہے......تفسیر الاتقان 78

www.khrooj.com

قرآن کریم کو جلانے کا ذکر بھی بخاری شریف میں موجود ہے......746/2
ہر وہ آیت جو قول صحابہ کے خلاف ہے وہ منسوخ ہے......اصول کرخی 7
اسی طرح کے لاتعداد حوالے دیئے جاسکتے ہیں یہاں تو صرف چند ایک نقل ہوئے ہیں تاکہ معلوم ہوجائے کہ روایات ہر قسم کی موجود ہیں

دوستو! روایات تو ہر قسم کی سارے مسالک اسلامیہ کی کتب میں موجود ہیں مگر بات تو ان پر ایمان رکھنے کی ہے اگر روایات کی موجودگی ہی اس عقیدے کو ثابت کرتی ہے تو پھر غیر شیعہ معتبر کتب کے جو حوالے پیش کیئے گئے ان سے تو یہی ثابت ہوگا کہ سارے مسلمان ہی تحریف قرآن کے قائل ہیں جبکہ صورت حال یہ ہے کہ یہ روایات سبھی کتابوں میں موجود ہیں مگر تحریف قرآن کا کوئی مسلک قائل نہیں ہے نہ شیعہ نہ سنی

دوستو! کتب اسلامیہ کے حوالوں اور دیگر کئی حوالوں کو جمع کر کے یورپ میں ایک کتاب لکھی گئی ہے جس کا نام ہے (Tragedy of Qur'an) ٹریجڈی آف قرآن [سانحہ قرآن] اس میں اس لکھنے والے نے یہی ثابت کیا ہے کہ موجودہ قرآن میں واقعی تحریف ہوئی ہے اور اس پر اعراب حجاج بن یوسف نے لگائے اور اعراب سے بھی معانی میں تبدیلی واقع ہوجاتی ہے یہ کتاب مسلمان ممالک میں بین ہے اس لئے میں نے وہ کتاب نہیں دیکھی مگر اس کے کچھ حوالہ جات کی ایک کاپی مجھے دی گئی تھی اس میں اس کے دلائل دیکھے تھے جو بڑے جارحانہ انداز میں پیش کیئے گئے تھے

دوستو! ہم حدیث ثقلین پر عمل کرنے والے مسلک سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے قرآن اور اہل بیت دونوں کو کامل سمجھتے ہیں اور قرآن کریم کے ایک ایک حرف کو حق مانتے ہیں

دوستو! ہر صاحب عقل جانتا ہے کہ کسی کے قول کا کتاب میں ہونا مصنف کی طرف سے سند نہیں ہوتا کیونکہ کلام اِلٰہی میں فرعون کا قول ہے کہ ''میں تمہارا اعلیٰ رب ہوں'' اسی طرح ابلیس ابوجہل اور دیگر کفار کے اقوال موجود ہیں مگر وہ سند قرار نہیں پاتے تو کسی بات کا شیعہ کتابوں میں موجود ہونا ان کے خلاف کیسے سند قرار پا سکتا ہے؟

## مُتعہ

سوال ہوتا ہے کہ عالم تشیع کا تصور متعہ کیا ہے؟ کیونکہ اس کے حوالے سے بہت زیادہ کیچڑ اچھالا جاتا ہے

دوستو! بات یہ ہے کہ متعہ کا جو تصور اسلام میں تھا وہ پورے عالم اسلام کے جملہ مسالک میں ایک ہی صورت وہیئت میں موجود تھا یہ اکیلا شیعوں کا تصور نہیں تھا متعہ جو اپنے دور میں رائج تھا تو وہ پورے عالم اسلام کے لئے تھا اور سارے شیعہ سنی اس پر عمل پیرا تھے اور اس کا الزام شیعوں پر دھر دیا گیا ہے اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ نکاح متعہ کی اجازت صرف اضطراری حالات میں دی گئی تھی جیسا کہ اسلام کا کوئی بھی حرام اضطرار میں حرام نہیں رہتا بلکہ اس کی رخصت و رعایت دی گئی ہے جیسا کہ خنزیر کا گوشت ہے تو جان بچانے کے لئے بقدر ضرورت کھانے کی اجازت ہے اسی طرح اضطرار و مجبوری کی صورت میں جہاں برائی سے بچنے کا کوئی دوسرا راستہ موجود نہ ہو وہاں ''عقدِ موقت'' یعنی نکاح متعہ کی رخصت تھی اور یہ مخصوص حالات سے مشروط تھا اور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے سے اس پر عمل تھا اور بڑے اصحاب نے اس پر عمل کیا یہ یاد رہے کہ عیاشی ولذت نفس وہوائے نفسانی کی تکمیل کی نیت سے تو عقد دائمی بھی حرام ہے تو عقد موقت کیسے جائز ہوسکتا ہے؟

www.khrooj.com

اس رخصت اسلامی کو شیعوں کے سر تھوپ کر اس سے اپنی عیاشی کے اڈے اورنگ زیب نے قائم کیئے اور اس نے ایک تیر سے دو شکار کیئے ایک تو وہ شیعوں کا دشمن تھا اور وہ چاہتا تھا کہ کسی نہ کسی طرح شیعہ بدنام ہوں اور جملہ عالم اسلام اور دیگر غیر مسلم معززین بھی اس مسلک و مذہب حق کی طرف مائل نہ ہوں اور اس نے شیعوں کو بدنام اور ذلیل کرنے کے لئے کئی قوانین بنائے جیسا کہ مرنے والوں کو غسل دینے کا قانون یعنی جس مسلک کا آدمی بھی مرے گا اسے غسل شیعہ دیں گے اسی طرح اس نے اپنے فوجیوں کی عیاشی کے اڈوں کے لئے جو پیشہ ور عورتیں بٹھائی تھیں ان کے لئے قانون یہ بنایا تھا کہ جو عورت شیعہ نہ کہلائے اسے نہ بٹھایا جائے بلکہ چکلے کا لائسنس اسے اشو کیا جائے جو شیعہ کہلانے پر آمادہ ہو چاہے وہ جس مذہب سے بھی تعلق کیوں نہ رکھتی ہو اور اپنے آپ کو دیندار کہلانے والے اس بادشاہ نے اپنے اس کام کے لئے متعہ کو اشو بنایا اور اسے شیعوں پر تھوپ دیا جبکہ یہ اضطراری حالتوں کا رخصتی ورعایتی قانون تھا اس نے اسے پہلے صرف شیعوں پر تھوپا اور اس کی بنیاد پر عیاشی کے اڈے کھول دیئے اور اس کے بعد سے آج تک یہ الزام شیعوں پر آ رہا ہے ورنہ کوئی بھی مذہب بے غیرتی کو پسند نہیں کرتا اور نہ ہی بے غیرت معاشرے کو پسند کرتا ہے چاہے کوئی بھی مذہب ہو

یہ بھی ہر دین کے ساتھ ٹریجڈی (Tragedy) ہوتی چلی آ رہی ہے کہ مذہب کچھ مخصوص حالات کے لئے کچھ احکام دیتا ہے کچھ رخصتیں دیتا ہے مگر معاشرے کے کچھ لوگ اس کا ناجائز استعمال کرتے ہیں اور اس طرح وہ رخصت جو مخصوص حالات کے لئے ہوتی ہے وہ عام طور پر رائج ہو جاتی ہے جس سے وہ مذہب بدنام ہو کر رہ

جا تا ہے جیسا کہ اسلام کے ساتھ بھی یہی کچھ ہوا ہے مثلاً اسلام نے چار بیویوں کی اجازت دی جو مخصوص حالات کے لئے تھی نہ کہ ہر آدمی کو عیاشی کے لئے چار چار بیویوں کی اجازت تھی مگر اسے عام کر دیا گیا جس سے اسلام کو سارے مذاہب نے نشانہ تنقید بنایا حالانکہ یہ تو ایک باعزت معاشرہ پیدا کرنے کا عمل تھا۔ وہ کیسے؟

دوستو! اقوام عالم میں کئی وجوہات کی بنا پر عورتوں اور مردوں کا تناسب بگڑ جاتا ہے جیسا کہ جنگوں کی وجہ سے بھی تناسب بگڑ جاتا ہے(Migration) مائی گریشن سے بھی تناسب بگڑتا ہے جیسا کہ جنگ عظیم میں جرمنی کے بہت زیادہ نوجوان مارے گئے اور اس کے بعد جوان مردوں کی قلت ہوگئی لاتعداد جوان عورتیں بیوہ ہوگئیں لاتعداد جوان لڑکیاں کنواری رہ گئیں تو اس صورت حال کی طرف جرمنی نے توجہ کی تو اسے فوراً احساس ہوگیا کہ یہ عدم توازن وتناسب معاشرے میں بہت بڑا بگاڑ پیدا کرے گا، اس خطرے کے پیش نظر جرمنی نے دوسرے ممالک سے نوجوان لڑکے امپورٹ(Import) کیئے اور ایسے قوانین بنائے کہ جن میں غیر ملکی لڑکوں کے لئے جرمن عورت سے شادی کرنے میں کشش پیدا ہوگئی مگر پھر بھی یہ سب کچھ ناکافی رہا اور والگری وفحاشی کی ترویج ہوئی اگرچہ اس مقدار میں نہیں کہ جس میں ہونا تھی مگر ہوئی ضرور

اسی طرح یورپ اور امریکہ نے دو بڑی جنگیں دیکھی ہیں جس سے ان کا مردوں اور عورتوں کا تناسب بگڑا ہوا ہے اور اس میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اکثر معاشروں میں عورتوں کی شرح پیدائش ہمیشہ زیادہ ہوتی ہے اس وجہ سے بھی تناسب اور بگڑتا ہے، اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ہے اگر سو100 مرد برابر ڈیرھ سو150 عورت کا تناسب ہو تو سو عورتیں تو سو مردوں میں بٹ جاتی ہیں مگر پچاس عورتیں شادی کے

بغیر رہ جاتی ہیں اور ان کی بھی خواہش ہوتی ہے کہ ان کی بھی جنسی تسکین ہو مگر اس کی مذہبی یا ملکی یا معاشرتی و اخلاقی قانون اجازت نہیں دیتا جس کی وجہ سے وہ غیر قانونی راستہ اختیار کرتی ہیں اور دوسری عورتوں کے شوہروں پر ڈورے ڈالتی ہیں اور وہ جوڑ توڑ کرتی ہیں کہ کسی نہ کسی طرح کسی نہ کسی عورت کا بستا گھر برباد کر کے اپنا گھر بسا لیں، اس طرح وہ کسی نہ کسی مرد کو پھانس لیتی ہیں اور پہلی عورت کو طلاق مل جاتی ہے اور اس کی جگہ یہ عورت سنبھال لیتی ہے، لیکن یہ بھی اپنے آپ کو محفوظ نہیں سمجھتی بلکہ ہمیشہ خائف رہتی ہے کہ کوئی عورت اس کی طرح اس کے شوہر کو پھر نہ لے اڑے۔ دوسری طرف جو عورت طلاق شدہ ہوتی ہے وہ بھی اپنا گھر دوبارہ بسانا چاہتی ہے اس لئے وہ بھی جوڑ توڑ میں مصروف ہو جاتی ہے اس طرح گھر اجاڑنے کا ایک سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جیسا کہ آج ہم یورپ میں دیکھ رہے ہیں کہ ایک عورت ایک مرد کے قانون نے وہاں کیا کیا گل کھلائے ہوئے ہیں عورتوں سے عورتوں کی تزویج کے قوانین بنانے پڑے ہیں لیزبین (lesbain) [ ہم جنس پرست لڑکیاں ] کھلے عام والگری کا مظاہرہ کرتی ہیں اور اپنے لئے قانون سازی چاہتی ہیں، جنس بدلنے کا عمل بڑھ رہا ہے ہر گھر عیاشی اور فحاشی کا اڈہ بن چکا ہے اور باپ بھی اپنے بیٹی کو برائی سے نہیں روک سکتا کیونکہ وہ جب اسے محفوظ گھر فراہم نہیں کر سکتا تو پھر اسے اپنے گھر بسانے کے عمل میں روکنے کا مجاز بھی نہیں رہتا اور اس طرح عورتوں کی آزادی والگری [ فحاشی ] کی شکل میں معاشرے پر ہیضے کی وبا کی طرح چھا چکی ہے

اگر اس ایک مرد ایک عورت کے قانون ہی کو بدل دیا جاتا اور اسلام کا قانون نافذ کیا جاتا اور ایک مرد کو چار بیویوں کو بیک وقت رکھنے کی اجازت دی جاتی اور ہر

عورت اپنی تین سوکنوں کے ساتھ سمجھوتہ کر لیتی تو ہر عورت کو ایک محفوظ گھر مل جاتا اور کوئی بھی شریف زادی بیسیوں مردوں کے پاؤں کی فٹبال نہ بنتی اور معاشرے میں عیاشی اور فحاشی کا طوفان نہ آتا

معاشروں میں بعض حالات ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جہاں عورتوں کا تناسب چار گنا سے بھی زیادہ ہو جاتا ہے جیسا کہ ایران عراق جنگ میں ایران میں کچھ ایسی ہی صورت حال پیدا ہوئی اور اسی طرح افغانستان میں بھی نوجوانوں کے مارے جانے سے یہی صورت حال پیدا ہو چکی ہے تو ایسے حالات کو سنبھالنے کے لئے دو ہی راستے رہ جاتے ہیں

() عورتوں کو خائف کر کے جبراً گھروں میں بٹھا دیا جائے

() یا پھر انہیں باضابطہ طور پر مذہبی قوانین کے مطابق مرد فراہم کئے جائیں

افغانستان نے پہلا راستہ اختیار کیا اور ایران نے دوسرا راستہ اختیار کیا

پہلے راستے میں یہ نقص ہے کہ اس میں انسانی فطرت کو کچلا گیا ہے اور ساتھ ہی مجاہدین کے لئے عیاشی کا راستہ کھول دیا گیا ہے دوسرے راستے میں انسانی فطری خواہشات کو کچلا نہیں گیا

اسلام نے عورت پر جہاد ساقط کیا اس لئے جہاد میں شہید ہونے والے صرف مرد ہوتے تھے عورتوں کی تعداد نہ ہونے کے برابر تھی۔ اس جذبۂ شہادت سے سرشار جوانوں کی بھی بچیاں تھیں جنہیں اسلام باعزت زندگی دینا چاہتا تھا اور دوسری طرف غیر مسلم انسانیت کا احترام بھی لازم تھا اس لئے اسلام نے متعہ کا قانون دیا کہ ہر عورت کو تحفظ مل جائے اور اس عقد موقت پر بھی عقد دائمی کے احکام لاگو کر کے

www.khrooj.com

اجازت دی اور یہ قانون وقت کا اولین تقاضہ اور فطرت کے عین مطابق تھا مگر اسے بعض بدقماش لوگوں نے عیاشی کا ذریعہ بنایا جو انتہائی گھٹیا حرکت تھی ورنہ یہ قانون متعہ نہ ہی شیعہ تھا اور نہ ہی سنی تھا بلکہ پورے عالم اسلام کا مشترکہ قانون تھا جو فطرت کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے قائم ہوا تھا اور اس حقیقت سے بھی کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں متعہ جاری رہا اور بڑے بڑے صحابہ اور ان کی بیٹیوں نے اس وقت کے تقاضوں کے پیش نظر متعہ کیا جیسا کہ قول مقبول میں بحوالہ کتاب محاضرات لکھا ہے کہ عبداللہ بن عباس نے عبداللہ ابن زبیر سے کہا تھا کہ تیری ولادت بھی عقد متعہ سے ہوئی تھی اس کی عبارت یہ ہے

(2) فقال له سل أمك كيف سطعت المجامر بينها وبين أبيك فسالها فقالت ماولدتك الافى المتعة......(محاضرات 214/3)

عبداللہ ابن عباس نے عبداللہ ابن زبیر سے کہا تھا کہ متعہ کے حلال ہونے سے تو ناراض کیوں ہوتا ہے تو اپنی والدہ بی بی اسما بنت ابوبکر سے پوچھ لے تیرے باپ اور تیری ماں کے مابین کیسے متعہ ہوا؟ ابن زبیر نے اپنی ماں اسما بنت ابوبکر صدیق سے پوچھا تو اسے ماں نے بتایا کہ میں نے تجھے متعہ ہی سے پیدا کیا ہے۔ اس سے ثابت ہوا یہ عقد متعہ صرف شیعوں کا نہیں اور نہ سنیوں کا بلکہ مخصوص حالات میں پورے عالم اسلام کا مشترکہ قانون رخصت ہے اور یہ مخصوص حالات کے وقت ہی جائز ہوتا ہے نہ کہ ہر حالت میں جیسا کہ خنزیر کا گوشت ہے تو وہ بھی مخصوص حالات میں حلال ہوتا ہے نہ کہ ہر حالت میں

اسے ہر حالت میں کوئی بھی شیعہ جائز نہیں سمجھتا کیونکہ اسے عام معاشرے میں نافذ

کرنا بے غیرتی کی ترویج کے برابر ہے کیونکہ کوئی بھی شریف آدمی کسی بھی معزز یا ادنیٰ انسان کو کچھ وقت کے لئے اپنی بیٹی دینا بے غیرتی سمجھتا ہے اور اسلام تو وہ دین ہے کہ جس نے فرمایا ہے ''بے غیرت جنت کی خوشبو کو بھی نہیں پا سکے گا'' اس لئے اسے رخصتی قانون کا درجہ حاصل ہے عمومی قانون کا نہیں اور اسے شیعوں پر اورنگ زیب نے تھوپا تھا اور اپنا الوسیدھا کیا تھا اور وہ ایسا بدبخت انسان تھا کہ اپنا الوسیدھا کرنے کے لئے وہ کچھ بھی کر سکتا تھا اس لئے اس نے اپنے بھائیوں کو قتل کروایا، اقتدار کے لئے باپ کو قید میں ڈالا، اس کی آنکھیں نکلوائیں اسی طرح بہت سے مظالم ڈھائے ان میں سے ایک شیعوں کو بدنام کرنے کا کام بھی تھا

## تقیہ

سوال ہوتا ہے کہ عالم تشیع کا تصور تقیہ کیا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ دین آل محمد علیہم الصلوات والسلام میں سے ایک اہم چیز تقیہ ہے

جب ہم تقیہ کو عربی کے حوالے سے دیکھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ اس کا اصل مادّہ ''وقی'' ہے جس کے معنی ہیں ''کسی خوف کی وجہ سے کسی چیز سے پرہیز'' اگر ہم وقی سے مشتق الفاظ کو دیکھیں تو اس سے تقویٰ بھی ہے اتقا بھی ہے اتقوا النار کے معنی ہیں تم آگ سے بچو، تقیہ کے معنی ''پرہیزگاری'' ہے کیونکہ کسی چیز سے ''پرہیز'' ہی تقیہ ہے کیونکہ انسان پرہیز کسی خوف کی وجہ سے ہی کرتا ہے، اس لئے تقیہ کے باطن میں ایک خوف کا عنصر موجود رہتا ہے اصطلاحی معنی میں بھی یہی بات نظر آتی ہے کیونکہ تقیہ کے اصطلاحی معنی ہیں ''کسی خوف کی وجہ سے حقیقت حقہ کو ظاہر نہ کرنا''

تقیہ کی ضد نفاق ہے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ تعرف الاشیاء باضدادھا......یعنی ہر

www.khrooj.com

چیز اپنی ضد کی وجہ سے پہچانی جاتی ہے، نتیجہ یہ ہے کہ اگر اندر باطل ہو اور ظاہر حق ہو تو یہ نفاق ہے اور ظاہر باطل ہو اور اندر حق ہو تو یہ تقیہ کہلاتا ہے

دوستو! یہ بھی عرض کردوں کہ تقیہ کی کئی اقسام ہیں یہ اقسام دراصل تقیہ کے مواقع و محل کی وجہ سے ہوتی ہیں

() تقیہ للمال...... مال کی حفاظت کے لئے اپنے دین کو ظاہر کرنے سے پرہیز کرنا

() تقیہ للنفس...... جان کی حفاظت کے لئے اپنے دین کو ظاہر کرنے سے پرہیز کرنا

() تقیہ للناموس...... ناموس کی حفاظت کے لئے اپنے دین کو ظاہر کرنے سے پرہیز کرنا

() تقیہ للدین...... دین کی حفاظت کے لئے اپنے دین کو ظاہر کرنے سے پرہیز کرنا

اس کے بعد اس کے دو دو طرحیں ہیں جیسا کہ اپنے مال کی حفاظت کے لئے یا مومن بھائی کے مال کی حفاظت کے لئے اپنے دین کو ظاہر کرنے سے پرہیز کرنا۔ اسی طرح اپنی جان کے لئے یا مومن بھائی کی جان کی حفاظت کے لئے اپنے دین کو ظاہر کرنے سے پرہیز کرنا۔ اسی طرح اپنے ناموس کے لئے یا مومنین کے ناموس کی حفاظت کے لئے اپنے دین کو ظاہر کرنے سے پرہیز کرنا۔ اسی طرح اپنے دین یا مومن بھائی کے دین کی حفاظت کے لئے اپنے دین کو ظاہر کرنے سے پرہیز کرنا یعنی جہاں بھی حقیقت کو کھولنے سے اور حق کو ظاہر کرنے سے اپنی یا کسی مومن کی ذات کی ہلاکت دینی یا دنیاوی کا خطرہ ہو تو وہاں حقیقت کو بیان کرنے کی بجائے ذو معنی کلام یا فعل متشابہ یا کلام متشابہ سے کام لینا ہی تقیہ ہے

حقیقت یہ ہے کہ تقیہ کی ابتدا اس وقت ہو جاتی ہے جب اللہ جل جلالہ جملہ انبیاء علیہم السلام کو حکم فرماتا ہے

☆ قال رسول الله صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم انا معاشر الانبیا امرنا ان نکلم الناس علیٰ قدر عقولھم ......فرمایا کہ ہمیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہم لوگوں کی عقل کے مطابق کلام فرمائیں اور انہوں نے اپنے عمل سے ہمیں یہی درس دیا ہے کہ آپ لوگوں کی عقل کے مطابق کلام فرمائیں نہ کہ اپنے عرفان و معیار معرفت کے مطابق

اس بات کو اس طرح سمجھیں کہ ہم جیسے ناقص العقل و شعور لوگوں کے سامنے اگر انبیاء علیہم السلام اپنے جملہ معارف انڈیل دیں تو ہمارے ظرف ان کے متحمل ہی نہیں ہو سکتے اور ہمارے لئے سوائے ہلاکت کے اور کچھ نہ بچے گا۔ اس لئے ہمارے دین اور دنیا کی حفاظت کے لئے اللہ جل جلالہ نے انبیاء علیہم السلام کو تقیہ کا حکم فرمایا کہ ان سے ان کی عقل کے مطابق کلام فرمائیں نہ کہ اپنی عقل کے مطابق۔ اب ہم ان فرامین مبین کو دیکھتے ہیں جو آئمہ اطہار علیہم الصلوات والسلام نے فرمائے ہیں ......(بہ حوالہ الکافی، وسائل الشیعہ)

انہوں نے فرمایا ☆التقیة دینی و دین آبائی ......لا دین لمن لا تقیة له فرمایا تقیہ ہمارا اور ہمارے آبائے طاہرین علیہم الصلوات والسلام کا دین ہے۔ جس نے تقیہ نہیں کیا اس کا دین ہی نہیں ہے۔ اسی طرح فرمایا جس نے ترک تقیہ کیا اس نے ہمیں تلوار عمد سے شہید کیا۔ ایسی لاتعدا د احادیث ہیں جو تقیہ کی اہمیت کو اُجاگر کرتی ہیں اور تفاسیر میں فرمایا گیا ہے کہ......إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُم کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ تم میں سے زیادہ صاحب عزت واکرام وہ ہے جو زیادہ تقیہ کرتا ہے

دوستو! ہمارے عام اور سادہ لوح لوگوں کے ہاں یا ہمارے مذہبی مخالفین کے ہاں تقیہ کا جو تصور پیش کیا جاتا ہے وہ درست نہیں بلکہ وہ ایک طرح سے غیر اخلاقی نامکمل اور گمراہ کن ہے یعنی ''اپنی جان و مال کی حفاظت کے لئے سنی کے ساتھ سنی، شیعہ کے

ساتھ شیعہ، بریلوی کے ساتھ بریلوی، وہابی کے ساتھ وہابی، عیسائی کے ساتھ عیسائی اور یہودی کے ساتھ یہودی بن جانا تقیہ سمجھا جاتا ہے

کیونکہ آئمہ اطہار علیہم الصلوات والسلام نے فرمایا کہ تقیہ ہمارا اور ہمارے آبائے طاہرین علیہم الصلوات والسلام کا دین ہے اب اسی سے ہمیں سمجھ لینا چاہیے کہ ہمیں جو تصور دیا گیا ہے یہ ناقص ہے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی بھی کفار کے سامنے جان و مال وعزت و ناموس کے تحفظ کے لئے سمجھوتا نہیں کیا بلکہ ہمیشہ حق کا اظہار فرمایا ہے

اسی طرح کربلا معلٰی میں شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے کفر کے سامنے اپنے دین کا اظہار فرمایا ہے اور عین اس وقت کہ جہاں عزت و ناموس کو خطرہ درپیش تھا وہاں انہوں نے تقیۂ مروّجہ سے کام نہیں لیا بلکہ اپنی جان و مال وعزت و ناموس کے جملہ خطرات سے بے نیاز ہوکر اسلام کو سربلند فرمایا ہے۔ اسی طرح آپ سوچتے چلے جائیں کہ کیا ہمارے بارہ آئمہ ہدیٰ علیہم الصلوات والسلام میں سے کسی ذات نے اپنے مذہب کے اعلان میں کبھی رواداری سے کام لیا ہے؟ اور اگر وہ لینا بھی چاہتے تو کیا کوئی ان کے بارے میں یہ مان سکتا تھا کہ انہوں نے کسی غیر کی بیعت کر لی ہے یا کفر صریح کو حق مانتے ہیں (نعوذ باللہ)

میں اس دور کی بات کرتا ہوں کہ میں اپنے علاقے میں ایک مشہور ومعروف آدمی ہوں اب اگر میں کسی دوسرے مذہب کا اعلان کردوں تو کوئی یقین نہیں کرے گا، دین بدلنے کا ڈرامہ تو میں بھی نہیں کرسکتا بلکہ کسی بھی مذہب کا رہنما درج بالا یا عام فہم مفہوم میں اگر تقیہ کرے تو وہ اپنے دین کی ترویج وتبلیغ کیسے کرے گا؟ اور کیا کہہ کر کرے گا؟ بات یہ ہے کہ تقیہ کے مفہوم کی حقیقت کو سمجھا ہی نہیں گیا

www.khrooj.com

تقیہ کا مفہوم خاندان پاک علیہ الصلوات والسلام کے بارے میں یہ ہے کہ انہوں نے اپنی پوری زندگی اپنی ذات اور اپنی حقیقت باطنیہ کو چھپاتے ہوئے گزاردی ہے وہ اللہ کے نور اوّل وازل تھے مگر اللہ نے فرمایا کہ جامۂ بشری میں جانا ہے اور انہیں اپنے ساتھ مانوس کرنا ہے اور فرمایا کہ آپ امت سے کہہ دیں کہ انما انا بشر" مثلکم ہم تمہاری مثال بشر ہیں ۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بشر بن کر رہنا ہی ایک تقیہ تھا، اپنی نورانیت کو چھپانا بھی تقیہ تھا، اپنی حقیقت ازلیہ کو ظاہر نہ فرمانا اور اپنی ذات پر بشریت طاری رکھنا ہی اصل تقیہ تھا انہیں صرف بشر کہلوانے کا حکم نہ تھا بلکہ بشر بن کر رہنے کا حکم تھا اور وہ بشر بن کر رہے اور ہمیں عملی طور پر سکھایا کہ یہ ہے تقیہ

دوستو! حقیقت یہ ہے کہ اگر پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام اپنے انوار ازلیہ کا اظہار فرماتے تو ساری دنیا سارے خداؤں کو چھوڑ کر انہی کی عبادت کرتی اور ساری کائنات انہیں اپنا اللہ مان کر ان کی عبادت کرتی اور اس طرح انسانیت ایک ہلاکت سے نکل کر دوسری ہلاکت میں پہنچ جاتی یہی وہ خطرہ تھا جس کی وجہ سے اپنی ازلی نورانیت و باطنی حقیقت کو چھپایا گیا اور تقیہ کیا گیا اور جن لوگوں پر انہوں نے ان اسرار کو ظاہر فرمایا تو ان پر بھی یہی حکم صادر فرمایا کہ تم کسی کے سامنے ہمارے راز نہیں کھولو گے کیونکہ ہر آدمی ان رازوں کا متحمل نہیں ہوگا اِس لئے تمہیں سب سے تقیہ کرنا لازم ہے اور یہی ہمارا اور ہمارے آبائے طاہرین علیہم الصلوات والسلام کا دین ہے، یعنی خاندان اِلٰہی علیہم الصلوات والسلام کی ازلی حقیقت کو چھپانا ہی تمہارا دین ہے اور تاکید فرمائی کہ جس نے ہماری حقیقت ازلیہ کو واشگاف الفاظ میں نا اہلوں کے سامنے کھول دیا

اس نے ہمیں تلوار عمد سے قتل کیا ہے

نعوذباللہ من ذالك الكفر و الطغيان...... (شافی ترجمہ اصول کافی)

دیکھئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس قدر تقیہ فرمایا اور اپنی ازلی حقیقت کو چھپایا کہ آج بھی زیادہ لوگ ایسے ہیں جو انہیں بشر محض مانتے ہیں اور اعلیٰ بشر مانتے ہیں اور انہوں نے اپنے اصحاب کو اس قدر تقیہ کی تعلیم دی کہ جناب سلمان پاک سلام اللہ علیہ جناب ابوذر سلام اللہ علیہ جیسی سچی ذات سے تقیہ فرماتے ہیں اور انہیں اپنے اسرار میں سہیم وشریک قرار نہیں دیتے اور اس پر یہ فرمان بھی ہو جاتا ہے کہ اگر وہ جناب ابوذر سلام اللہ علیہ کو اپنے اسرار سے آگاہ فرماتے تو وہ ان کے قتل کا فتویٰ دیتے یا انہیں خود قتل کر دیتے یا ان کے قاتل کے لئے دعائے مغفرت فرماتے

دوستو! یہی پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام کا دین ہے کہ جن اسرار کا کوئی متحمل نہ ہو انہیں ظاہر نہ کیا جائے تاکہ کوئی ''مستضعف'' انکار کر کے ہلاک نہ ہو جائے، کوئی کمزور عقیدے والا مومن گمراہ نہ ہو جائے اسے گمراہی سے بچانا ضروری ہے

دوستو! یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ کسی ناپختہ شعور سے بعض سچائیوں کو چھپانا ضروری ہوتا ہے اور یہ امر ان کے فائدے میں ہوتا ہے جیسا کہ کوئی ناپختہ شعور بچہ یا بچی کوئی ایسا سوال کرتا ہے جو سیکس (Sex) سے متعلق ہو تو ماں باپ اس کی ذہنی پاکیزگی کو بچانے کے لئے سچائی کو چھپا کر متبادل کوئی جواب دیتے ہیں تاکہ بچپن میں اس کی ذہنیت خراب و آلودہ نہ ہو یہی ہے وہ تقیہ جس کا ہر عقلمند کو حکم دیا گیا ہے کیونکہ جو بھی فکری یا عرفانی طور پر ناپختہ شعور ہوتا ہے وہ ایک بچے کی طرح ہوتا ہے اور حقائق کا کلی طور پر کھول دینا ان کے لئے باعث ہلاکت ہوتا ہے، اولیائے کرام رضوان اللہ

علیہم نے اتنے راز بیان نہیں کیئے جتنے انہوں نے چھپائے ہیں اور بار بار یہی فرماتے رہے کہ کاش کوئی رازوں کا امین مل جاتا تو ہم رازہائے اِلٰہی کو بیان کرسکتے مگر انہیں جو ملے انہیں پھر یہی تاکید فرمائی کہ یہ راز کسی نااہل کے سامنے نہیں کھولنا ورنہ تم ہمارے قاتلین میں شمار ہوگے، اسی طرح جناب جابر بن یزید جعفی سلام اللہ علیہ کو حکم فرمایا گیا تھا، اسی طرح جناب یونس بن عبدالرحمٰن سلام اللہ علیہ کو حکم ہوا، اسی طرح نواب اربعہ کو حکم ہوا کہ رازوں کو چھپانا ہے یہ نہیں ہے کہ اپنے آپ کو کافر کہلوانا ہے (نعوذ باللہ) ہم جس طرح کا تقیہ کا تصور رکھتے ہیں تو اس طرح کا تقیہ رکھنے سے تو پورا دین ہی مشکوک ہوجائے گا یعنی ہمیں یہ کون بتائے گا کہ فلاں بات ہمارے آئمہ ہدیٰ علیہم الصلوات والسلام نے تقیتاً فرمائی ہے اور اصل حقیقت یہ ہے؟ اس طرح ہر بات مشکوک ہوجائے گی تو دین ہی ناقابل عمل ومشکوک ہوجائے گا

اس لئے تقیہ کا مفہوم یہ ہے کہ اپنے دین کی حفاظت کے لئے یا مومن بھائی کے دین کی حفاظت کے لئے رازوں کو ظاہر نہ کرو اور اقوال معروف سے کام لو جو عام لوگوں میں معروف عقیدہ ہو اسی کو ظاہر کرو ہاں اگر کوئی قدردان اور اہل مل جائے تو اس کے سامنے ان رازوں کو کھول سکتے ہو

دوستو! انسان فطرتاً ظاہر پرست ہے اس لئے اسے کوئی ظاہری معبود چاہیے ہوتا ہے اور جب پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام اپنے اسرار کھول دیتے تو انسان کی فطرت اسے انہی کو اللہ جل جلالہ ماننے پر مجبور کرتی اور یہ انہی ذوات کی کلی عبادت کرتا رہتا۔ آپ دیکھیں کہ امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے اپنے اسرار پہ لاکھ پردہ دیا ہے، لاکھ تقیہ کیا ہے اور ساری ساری رات عبادت کر کے اور مسجد میں شہادت قبول کر کے تقیہ فرمایا ہے،

اس کے باوجود آج بھی کئی جرأت والے لوگ موجود ہیں جو انہی کو اللہ جل جلالہ مانتے ہیں اور اگر یہ تقیہ نہ فرماتے تو پھر خود سوچیں عالم اسلام کی کیا صورت ہوتی ؟

ہاں عام حالات میں ذو معنی کلام کا حکم اور قول معروف کا حکم ہے کہ جیسا دیس ہو ویسا بھیس رکھو، اپنے آپ کو خواہ مخواہ نشانۂ تنقید نہ بناؤ، عام لوگوں میں ان کی طرح رہو اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر جان کی بازی نہ لگاؤ اور تمہیں جو کچھ عطا ہوا ہے اسے چھپاؤ اور شریعت کی چادر کو تار تار نہ کرو کیونکہ دین شریعت ہی سب کا پردہ ہے

## تقلید

دوستو! ہمارے مسلک اہل تشیع میں تقلید کا بھی ایک منفرد تصور ہے، تقلید کے اصطلاحی معنی ہیں ''دوسرے کا قول بلا دلیل قبول کرنا''

ہمارے مسلک میں جو تصور تقلید ہے اس کے بارے میں سارے مراجع متفق ہیں کہ تقلید صرف فروعی مسائل میں جائز ہے اصول دین وعقائد میں کسی کی تقلید کرنا حرام ہے ۔ اگر عالم تشیع کو تقلیدی طور پر تقسیم کیا جائے تو بنیادی طور پر تین اور حقیقی طور پر چار طبقوں میں منقسم ہوتے ہیں

() مقلَّد [ جس کی تقلید کی جائے ] () مقلِّد [ جو تقلید کرتا ہے () محتاط [ جو بوجہ احتیاط کسی ایک کی تقلید نہیں کرتا بلکہ مختلف مسائل میں مختلف صاحبان علم سے مسائل اخذ کرتا ہے

() اہل خبر یعنی جو خود کتب احادیث سے مسائل اخذ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں ان پر کسی کی تقلید لازم نہیں ہوتی کیونکہ فسٹ سورسز (First Sources) تک رسائی رکھتے ہیں یہ لوگ دراصل محتاط ہی تصور ہوتے ہیں ۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ فروعی

مسائل میں انسان بغیر تقلید کے چل ہی نہیں سکتا اس لئے کسی نہ کسی کی تقلید کرنا لازم ہو جاتا ہے خود مراجع بھی ایک طرح کے مقلد ہوتے ہیں اور وہ بھی تقلید سے خالی نہیں ہوتے بلکہ وہ بھی کسی نہ کسی کی تقلید ہی کرتے ہیں

دوستو! تقلید کی دو قسمیں ہوتی ہیں () تقلید عمومی () تقلید خصوصی

## عمومی تقلید

تقلید عمومی یہ ہوتی ہے کہ انسان بچپن سے اعمال دین سیکھنے میں مصروف ہو جاتا ہے اور اسی دور طفلی سے تقلید کا ایک عمل شروع ہو جاتا ہے یعنی نماز کی ہئیت میں ماں باپ کی تقلید کرتا ہے، نماز کی عبارتوں میں ماں باپ یا معاشرے کے کسی فرد کی تقلید کرتا ہے، اس طرح یہ سلسلہ تقلید پوری زندگی جاری رہتا ہے۔ کیونکہ ہر گھر میں ایسے لوگ نہیں پائے جاتے جو فقہی گہرائیوں تک رسائی رکھتے ہوں اس لئے انسان کو ایک نہ ایک دن کسی ایسے شخص کی رہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے جو ان فقہی مسائل کی گہرائی تک رسائی رکھتا ہو اور یہ بھی انسان کی مجبوری ہے کہ جن مسائل تک اس کی رسائی نہیں ان میں اسے کسی نہ کسی رہنما کے قول کو بلا دلیل قبول کرنا پڑتا ہے اس لئے وہ تقلید کی تعریف میں آ جاتا ہے اور یہ سلسلہ تقلید و رہنمائی اپنے ہی گھر سے شروع ہو کر مراجع تک جاتا ہے

یہاں ایک غلط فہمی رفع کرتا چلوں کہ بعض احباب کو کہتے سنا گیا ہے کہ جو انسان کسی مرجع تقلید کا مقلد نہیں ہوتا اس کے سارے اعمال باطل ہو جاتے ہیں

دوستو! عالم تشیع میں اس قسم کے کسی نظریہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے کیونکہ یہ نظریۂ اطاعت ہے نہ کہ نظریۂ تقلید۔ ہم چودہ سو سال سے یہی بات کر رہے ہیں کہ غیر

www.khrooj.com

معصوم کی اطاعت جائزنہیں اور نہ ہی کسی غیر معصوم کی اطاعت وتقلید کو انسان کے اعمال کی قبولیت میں مدخلیت حاصل ہے، ہاں معصوم پر ایمان اوران کی اطاعت و اتباع کے بغیر اعمال باطل ہوجاتے ہیں نہ کہ کسی غیر معصوم کی تقلید نہ کرنے کی وجہ سے۔ ہاں کسی صاحب خبر کی تقلید کے بغیر جو اعمال کے باطل ہونے کی بات ہوتی ہے تو وہ اس طرح ہے کہ اگر انسان کسی سے نماز نہ سیکھے اور اپنی طرف سے قیاسی نماز پڑھنا شروع کردے اور نماز کے دو کی بجائے تین یا چار سجدے دینا شروع کردے تو اس طرح وہ نماز باطل ہوگی مگر اس کے بطلان کی وجہ کسی کی تقلید کا نہ ہونا نہیں ہوگا بلکہ ہیئت نماز کا بگڑنا ہی نماز کے باطل ہونے کا سبب ہوگا اس لئے کسی قیاسی یا خود ساختہ نماز کی بجائے کسی باخبر سے سیکھی ہوئی نماز یا دیگر اعمال درستی کے قریب ہوں گے اس لئے یہ کہنا کہ تقلید کے بغیر نماز باطل ہے یہ بھی درست ہوگا

دوستو! ہم پاک و ہند میں ایسے علاقے بھی دیکھتے ہیں کہ جہاں مسلمان رہتے ہیں مگر آج تک انہیں نماز روزہ وغیرہ کے مسائل کے بارے میں بالکل علم نہیں ہے قدرت اللہ شہاب ہندوستان کے ایک علاقے کے بارے میں لکھتے ہیں کہ جب میں وہاں ایس ڈی او بن کر گیا تو مجھے مولوی کی افادیت کا احساس وہاں جا کر ہوا کیونکہ وہاں مسلمان لوگوں کی کثرت تھی مگر انہیں کچھ بھی معلوم نہیں تھا کہ نماز کیا ہے؟ روزہ کیا ہے؟ وہ لوگ جمعہ کے دن مسجد میں جاتے تھے اور مسجد ہی کا ایک طویل سجدہ کر کے پورے ہفتے کی نماز سے سبکدوش ہوجاتے تھے وہاں 15 دن کے بعد ایک مولوی صاحب آتے تھے جو گاؤں کی ایک چھری پر 15 دن کے لئے تکبیر پڑھ کر دے جاتے تھے اور اگلے پندرہ دن سارا گاؤں اسی چھری سے جانور ذبح کیا کرتا تھا[ تا آخر ]

ان حالات میں تقلید واجب ہو جاتی ہے ورنہ نہ ہی نماز ہو گی، نہ روزہ، نہ ہی حلال و حرام کا علم ہو گا تو پھر اسلام صرف نام کا ہو گا اور باقی صرف چند عقائد واصول پر ایمان بچ جائے گا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ شاید خالق کے سامنے ان کی اتنی سی عقیدت بھی قابل قبول ہو گی کیونکہ وہ لوگ اتنی مجبوریوں کے باوجود اس کی وحدت پر جمے ہوئے تھے اور کسی غیر اللہ کی عبادت سے بچے ہوئے تھے مگر اعمال کی درستی بھی بہت ضروری چیز ہے اس لئے تقلید لازم ہے ہاں جن علاقوں میں یہ احکام کافی حد تک پہنچ چکے ہیں وہاں تقلید کی وہ سختی نہیں بلکہ وہاں یہ فرمان اپلائی(Apply) ہوتا ہے کہ

☆ کان المومنین هم الفقهاء……بحار الانوار73

ان مومنین الفقهاء و حصون المسلمین ……بحار الانوار82

یعنی ہر مومن کو ایک فقیہ کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔ یہ تو ہے عمومی تقلید

## خصوصی تقلید

دوستو! جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ عمومی تقلید کا عمل گھر ہی سے شروع ہو جاتا ہے اور وہ صرف فروعات کی حد تک محدود رہتا ہے لیکن یہی عمومی تقلید بھی آگے چل کر خصوصی تقلید میں بدل جاتی ہے اور خصوصی تقلید ہر مجتہد کی نہیں ہو سکتی بلکہ اس کے لئے جامع شرائط ہونا ضروری ہے اس میں وہ شرائط ہوتے ہیں جو آئمہ معصومین علیہم الصلوات والسلام نے بیان فرمائے ہیں اور ان شرائط پر پورا نہ اترنے والے کسی بھی عالم کی خصوصی تقلید حرام ہے ہاں جو ان شرائط کو پورا کرے اس سے فروعات دین کے احکام لئے جا سکتے ہیں اور اصول دین میں تو ویسے بھی تقلید حرام ہے

سوال یہ پیدا ہوتا ہے وہ کیا شرائط ہیں جن پر پورا اترنے پر تقلید کی اجازت ہے؟

www.khrooj.com

دوستو! وہ شرائط بھی دیکھ لیں

() حدیث صحیح میں ہے کہ...... الفقها امناالرسل مالم یدخلوافی الدنیا

فرمایا فقہا وہ ہیں جو انبیاء ورسل علیہم السلام کے امانت دار ہیں جب تک وہ دنیا میں ملوث و داخل نہ ہوں، اس پر عرض کیا گیا کہ دخول فی الدنیا کا مطلب کیا ہے؟ تو فرمایا ان میں سے ایک اتباع سلطان ہے یعنی کسی حکومت کی رضا جوئی کرنا...... (بحارالانوار ج2)

() امام صادق آل محمد علیہم الصلوات والسلام نے فرمایا شرائط فقیہ یہ ہیں

☆ ان الفقيه الزاهد فى الدنيا الراغب فى الآخرة المتمسك بسنة النبى صلى الله عليه و آلہٖ وسلم ...... (بحارالانوار ج2)

فرمایا فقیہ وہ ہے جو دنیا و دنیوی متعلقات سے کوئی رغبت نہ رکھتا ہو اور وہ آخرت کی طرف راغب ہو اور سنت نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متمسک ہو یعنی اسے کبھی نہ چھوڑنے والا ہو

() ایک وہ حدیث ہے جسے تقلید کے لزوم و وجوب پر دلیل بنایا جاتا ہے وہ ایک طویل حدیث ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ آقا یہود کے عوام سے ان کے علما اپنی وضعی وجھوٹی باتوں کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ احکام اِلٰہی ہیں وہ حکم خدا سمجھ کر ان پر عمل کرتے ہیں جبکہ انہیں معلوم نہیں ہوتا کہ یہ ان کے خود ساختہ احکام ہیں۔ بعینہٖ ہمارے علما ہمیں کہتے ہیں کہ یہ احکام اِلٰہی ہیں اور ہمیں بھی معلوم نہیں ہوتا کہ اصل بات کیا ہے اور ہم بھی حکم اِلٰہی سمجھ کر ان پر عمل کرتے ہیں اب آپ فرماتے ہیں کہ یہود کے عوام بھی ان احکام پر عمل کرنے سے مستوجب عذاب ہوں گے جبکہ انہیں تو کسی چیز کا علم بھی نہیں ہوتا جیسا کہ ہمیں بھی نہیں ہوتا وہ بھی اپنے علما پر اعتماد کرتے ہیں اور ہم بھی اپنے علما پر اعتماد کرتے ہیں ہمیں جزا ملے گی اور

انہیں سزا ملے گی تو اس کی وجہ کیا ہے؟ اس سوال کے جواب میں امام حسنؑ العسکری علیہ الصلوات والسلام نے جو کچھ فرمایا اُسے صاحب بحار الانوار نے احتجاج سے نقل کیا ہے کہ

☆ان عوام الیھود کانوا قد عرفوا علمائھم بالکذب الصریح وباکل الحرام ، والرشاء وبتغییر الاحکام ......الخ......فرمایا یہود کے عوام اس بات سے آشنا ہوتے ہیں کہ ان کے علما صریح جھوٹ بولتے ہیں، حرام کھانے سے نہیں چوکتے ، احکام دین وفتویٰ میں من مانے فتوے دینے پر رشوت وغیرہ بھی لے لیتے ہیں، واجبات میں سفارش ،عنایات اور دینی ملع سازی بھی کرتے ہیں اور یہود کے عوام یہ بھی جانتے ہیں کہ ان کے علما شدید تعصب کا شکار ہوتے ہیں، اس تعصب کی بنیاد پر اپنے دین کے اندر کئی فرقے بناتے ہیں، تعصب کی وجہ سے حق اور حقوق کے معاملہ میں بے اعتدالی بھی کرتے ہیں، اہل حق کا حق تلف کر کے غیر مستحق کو دے دیتے ہیں، مظلوم کی پرواہ نہیں کرتے ، محرمات حلال وحرام میں فرق نہیں کرتے ، یعنی جو جہاں سے مل جائے لے لیتے ہیں، امور دین کو دنیا کا ذریعہ بناتے ہیں پس جو بھی ایسا کرتا ہے وہ فاسق ہے اس لئے یہ ہرگز جائز نہیں کہ اس کی کسی بات کو سچا سمجھا جائے اور اس کی تصدیق کی جائے اور انہیں اللہ جل جلالہ کے مابین اور اس کے وسائط کے مابین وسیلہ وواسطہ قرار دیا جائے پس انہی وجوہات کی بنا پر یہود عوام کی اپنے علما کی تقلید پر مذمت کی گئی ہے

☆الی ان من فعل ما یفعلونه فھو فاسق لا یجوز ان یصدق علی الله ولا علی الوسائط بین الخلق وبین الله فلذلك ذمھم لما قلدوا من قد عرفوا...............کذالك عوام امتنا اذا عرفوا من فقھائھم الفسق

www.khrooj.com

الظاهر والعصبية الشديدة والتكالب على حطام الدنيا وحرامها و اهلاك من يتعصبون عليه ...... (بہ حوالہ مستدرک الوسائل، بحار جلد دوم، الاحتجاج)

فرمایا اگر ہماری امت کے عوام بھی اپنے علما میں اس طرح کے معائب دیکھیں یعنی ان میں فسق ظاہر دیکھیں، شدید تعصیب دیکھیں، انہیں حرام وحلال کی پرواہ کیئے بغیر مال و سامانِ دنیا پر کھلم کھلا جھپٹتے لڑتے دیکھیں، ہلاکت دینی سے بے خبر پائیں اس شخص کی ہلاکت کا متمنی پائیں جس سے وہ تعصب کرتے ہوں، اگرچہ وہ کسی کی اصلاح کی آڑ میں یا کسی اور آڑ میں ہی کیوں نہ ہو اور اس میں مستحقین کی اہانت کرتے ہوں

☆فمن قلد من عوامنا مثل هولاء الفقها فهم مثل اليهود الذين ذمهم الله تعالى بالتقليد لفسقة فقهائهم فامامن كان من الفقها صائنا لنفسه حافظاً لدينه مخالفاً على هواه مطيعاً لا مر مولاه فللعوام ان يقلدوه

بس ہمارے عوام میں سے بھی جو ان جیسے علما کی تقلید کرتا ہے وہ یہودیوں کی مثل ہے کہ جن کے فاسق علما کی تقلید کی اللہ جل جلالہ نے مذمت فرمائی ہے

ہاں ہمارے فقہا وعلما میں سے جو اپنے نفس کو برائیوں سے بچانے والے ہوں، اپنے دین کی سختی سے حفاظت کرنے والے ہوں، اپنی خواہشات نفس کی مخالفت کرنے والے ہوں، اپنے زمانے کے امام علیہ الصلوات والسلام کے مطیع الامر ہوں [یعنی ان سے مربوط ہوں] عوام کو چاہیے کہ وہ ان علمائے کرام کی تقلید کریں اور ان سے احکام دین حاصل کریں

اسی طرح ایک حدیث میں فرمایا گیا کہ اللہ جل جلالہ چھ کو چھ وجوہات کی بنا پر معذب فرمائے گا۔عربوں کو عصبیت وحمیت کی وجہ سے، زمین داروں جاگیرداروں کو تکبر کی وجہ سے،

امیر و دولت مندوں کوظلم و جور کی وجہ سے، اور علما کو حسد کی وجہ سے ...... (بحارالانوار ج2)
اسی طرح قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے کہ إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاء
یعنی علما کی پہچان خوف اِلٰہی ہے

اب مناسب ہوگا کہ میں ان شرائط کا ایک اجمالی خاکہ عرض کردوں کہ جن کی بنیاد پر کسی عالم باعمل کی فروعات میں تقلید جائز ہے

(1) خوف خدا ہونا شرط ہے ...... (2) سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سے متمسک ہواور اس پر عمل کرنے والا ہو...... (3) دنیا و متعلقات دنیا کی ذرا بھر رغبت نہ رکھتا ہو یعنی حب دنیا میں سے کوئی اس میں موجود نہ ہو، حب زر، حب جاہ، حب نسا، حب شہرت، حب ریاست، حب شہوت وغیرہ سے بچا ہوا ہو

(4) آخرت کی طرف کلی طور پر راغب ہو اس کی زندگی کا مرکزی نقطہ آخرت ہو

(5) جھوٹ کی جملہ اقسام سے بچا ہوا ہو (6) حلال خور ہو اور حرام سے بچا ہوا ہو

(7) تعصب سے بالکل خالی ہو حق بات جہاں ہو تسلیم کرے اور اپنے عقیدت مندوں کے ساتھ امتیازی سلوک نہ کرے اور نہ ان کی خاطر کسی حقدار کی حق تلفی کرے (8) تعصب کی وجہ سے فرقہ بندی کرنے والا نہ ہو (9) پیسے لے کر فتویٰ نہ دے اور نہ ہی دولت کی خاطر احکام دین میں کوئی رعایت پیدا کرے، دینی معاملہ میں سفارش کو رد کرنے والا ہو (10) ملمع سازی اور ظاہر داری نہ کرنے والا ہو (11) کسی پر تعلق داری کی وجہ سے عنایات نہ کرنے والا ہو (12) حلال وحرام کا سختی سے پابند ہو (13) دین کو دنیا بٹورنے کا ذریعہ نہ بنائے

(14) اپنے نفس کو حرام اور رضائے اِلٰہی کے خلاف جملہ چیزوں سے روک رکھنے

والا ہو(15)اپنے دین کی حفاظت کرنے والا ہو یعنی دنیا کی کوئی طاقت اس سے دین حق کے خلاف کوئی کام نہ کروا سکے اور حدود دین کو ہر صورت میں بچانے والا ہو (16) اپنی خواہشات نفس کی کلی طور پر مخالفت کرنے والا ہو اور تزکیات و ریاضات نفس کا عادی ہو، نفس کشی کرنے والا ہو، نفس پرست نہ ہو

(17)اپنے زمانے کے امام علیہ الصلوات والسلام کے امر کا مطیع ہو یعنی ان سے رابطہ رکھنے والا اوران کے احکام واوامر کا سختی سے پابند ہو۔اگر یہ شرائط کسی عالم میں پائے جائیں تو پھر فروعات دین میں اس کی تقلید جائز ہے مگر اصول دین میں اس کی تقلید بھی جائز نہیں ہے

## تصورِ بیعت

دوستو! اس حقیقت سے کوئی شخص انکار نہیں کرسکتا کہ دور ماضی میں کوئی زمانہ ایسا نہیں گزرا جس میں زمانے کے امام کی بیعت کی ضرورت محسوس نہ کی گئی ہو کیونکہ اس بات کو ہر مسلمان اچھی طرح سمجھتا تھا کہ امام حی ومفترض الاطاعت کی بیعت کسی بھی زمانے میں ساقط نہیں ہوتی بلکہ ہر زمانے میں واجب ہوتی ہے، ہر زمانے میں بیعت کے وجوب اور تاکید پر سنی شیعہ احادیث کا ایک دفتر موجود ہے جیسا کہ عبداللہ بن عمر بن الخطاب سے ایک حدیث منقول ہے کہ...... (بہ حوالہ بحارالانوار، کنزالفوائد)

☆قال رسول الله صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم من مات ولیس فی عنقه بیعة الامام او لیس فی عنقه عهد الامام مات میتة جاهلیة

حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس انسان کی گردن میں امام کی بیعت نہ ہو، یا اس کی گردن پر امامِ وقت کا عہد و پیمان نہ ہوگا وہ جاہلیت [کفر] کی موت مرگیا

اسی طرح ابوبصیر سے امام صادق آل محمدؐ علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا تھا

www.khrooj.com

☆ من مات و ليس فی رقبته بیعة لامام مات میتة الجاهلیه ولا یعذرالناس حتیٰ یعرفوا امامهم ......(بہ حوالہ بحارالانوار 27،اعلام الدین)

فرمایا جس انسان کی گردن میں بیعت امام کا قلادہ نہ ہو وہ جاہلیت [ کفر ] کی موت مرگیا اور مخلوق کے لئے عدم معرفت کا عذر قابل قبول ہی نہیں ہے سوائے اس کے کہ وہ اپنے امام کی معرفت حاصل کریں اور ان کی بیعت کا قلادہ اپنی گردن میں ڈالیں یہی وہ حقیقت ہے جس کے بغیر کسی کا کوئی دین قبول ہی نہیں ہے، کسی کی نجات ہی نہیں ہے بلکہ بیعت امام حی و زندہ واجب ہے اور شہنشاہ انبیاصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق بیعت امامِ وقت کے بغیر جو عقیدہ بھی ہے وہ کفر ہی ہے

بیعت امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی اسی اہمیت کو دیکھتے ہوئے دور غیبت کے مومنین و مسلمین کو کشاف علم حقائق امام جعفرؑ الصادق علیہ الصلوات والسلام نے جو سفارشات فرمائی ہیں ان میں فرمایا

☆تجدید البیعة له بعد کل فریضة من الفرائض الیومیة اوفی کل یوم جمعة ویستحب تجدیدها بعد کل فریضة

لازم ہے کہ دورِ غیبت کے مومنین و مسلمین اپنی ہر نماز فریضہ کے بعد اپنے شہنشاہ امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی بیعت کریں اور خصوصی طور پر ہر روزِ جمعہ کو ان کی بیعت کی تجدید کریں بلکہ مستحب یہ ہے کہ ہر فریضہ شرعی کی ادائیگی کے بعد تجدید بیعت کریں۔

ان احکام سے ثابت ہوا کہ زمانے کے امام علیہ الصلوات والسلام کی بیعت ہر مسلمان و مومن پر واجب ہے اور ہر فریضہ شرعی کے ساتھ اس کی تجدید کرنا مستحب ہے

دوستو! ہم شہنشاہ امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی جتنی زیارات یا ادعیہ پڑھتے ہیں ان میں

ہمیں بیعت کا ذکر ضرور ملتا ہے اور ''بیعة فی رقبتی ''...... ''بیعة فی عنقی ''
جیسے الفاظ ضرور ملتے ہیں یعنی ہمارے مذہب میں معصوم کی بیعت کرنا واجب ہے
دوستو! یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جب بھی کسی کی بیعت ہوتی ہے تو اس کی کئی شرائط
ہوتی ہیں اگر شرائط نہ ہوں تو بیعت کی کوئی وجہ ہی نہیں ہوتی یعنی کوئی انسان جب کسی
کی بیعت ہوتا ہے تو بیعت لینے والے کے چند اہم احکام ہوتے ہیں کہ اگر تم بیعت
کر رہے ہو تو پھر ہماری یہ شرائط ہیں یعنی بیعت دراصل ایک عہد و پیمان ہوتا ہے جس
سے انسان اپنے زمانے کے امام علیہ الصلوات والسلام کے ہاتھ پہ بک جاتا ہے، یہ بیعت کا عمل
کچھ دینے کچھ لینے کا ہوتا ہے گویا یہ ایک طرح کا سودا ہوتا ہے، اسی طرح شہنشاہ
امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی بیعت کی بھی چند شرائط بیان ہوئی ہیں ان میں سے سب سے
پہلے تو وہی شرائط ہیں جو شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کی شرائط تھیں جو کلام اِلٰہی میں
سورہ ممتحنہ میں فرمائی گئی ہیں

☆ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَى أَن لَّا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئاً وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ......(سورہ ممتحنہ 12)

اے نبیؐ صلی اللہ علیک وآلک وسلم! جب آپؐ کے پاس مومنات آئیں تو اس بات پر آپؐ کی
بیعت کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں گی، اور نہ چوری کریں گی
، اور نہ زنا کریں گی، اور نہ اپنی اولاد کو قتل و ہلاک کریں گی، اور نہ اپنے ہاتھوں
اور اپنے پاؤں کے مابین بہتان باندھیں گی، اور نہ کسی نیکی میں تمہاری نافرمانی

کریں گی، پس آپؐ اُن سے بیعت لے لیجئے، اور اُن کے لئے اللہ سے بخشش طلب فرمایئے، یقیناً اللہ بڑا بخشنے والا بہت رحم فرمانے والا ہے

اسی طرح امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے شہنشاہ امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی بیعت کی شرائط بھی بیان فرمائی ہیں، ارشاد ہے

☆ عن الامیرالمؤمنین علیہ الصلوات والسلام انّہ یأخذ البیعة عن اصحابہ علی ان لا یسرقوا ولا یزنوا ولا یسبّوامسلّماً ولا یقتلوا محرماً ولا یھتکو حریماً محرماً ولا یھجموامنزلاً ولا یضربوا احداً الّا بالحق ولا یکنزوا ذھباً ولا فضّة ولا بُرّاً ولا شیعراً ولا یأکلوا مال الیتیم ولا یشھد وابمالا یعلمون ولا یخربوامسجداً ولا یشربوا مسکراً و لا یلبسوا الخزّ ولا الحریر ولا یتمنطقوا بالذھب ولا یقطعوا طریقاً ولا یخیفوا سبیلاً ولا یفسقوا بغلام ولا یحسبوا طعاماً من برّ او شعیر و یرضون بالقلیل ویشتمون علی الطیب ویکرھون النجاسة و یأمرون بالمعروف و ینھون عن المنکر و یلبسون الخشن من الثیاب و یتوسدون التراب علی الخدود و یجاھدون فی اللّٰہ حق جھادہ

یہ ہیں وہ احکام جن پر بیعت کا انعقاد ہوتا ہے اور ہم انہیں ایک فہرست کی شکل میں سورہ ممتحنہ سمیت کلی طور پر بیان کرتے ہیں کہ جن پر شہنشاہ امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف نے بیعت لینا ہے

(1) تم شرک نہیں کروگے

(2) تم اپنی اولاد کو قتل و ہلاک نہیں کروگے

(3)تم اپنے ہاتھوں اوراپنے پاؤں کے مابین بہتان نہیں باندھوگے

(4)تم کسی خیر میں سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی نہیں کروگے

(5)تم چوری نہیں کروگے

(6)تم زنا نہیں کروگے

(7)تم کسی مسلمان کو گالی نہیں دوگے

(8)تم کسی ایسے شخص کو قتل نہیں کروگے جس کا خون امام نے حرام قرار دیا ہے

(9)تم کسی کی چادراور چہاردیواری کی حرمت پامال نہیں کروگے

(10)تم کسی کا مکان بغیر اس کی رضا کے نہیں گراؤگے

(11)تم کسی کی بلاوجہ مار پیٹ نہیں کروگے

(12)تم سونا و چاندی کے خزائن جمع نہیں کروگے

(13)تم گندم اور جو وغیرہ کی ذخیرہ اندوزی نہیں کروگے

(14)تم یتیم کا مال نہیں ہتھیاؤگے

(15)تم کسی کے خلاف جھوٹی گواہی نہیں دوگے

(16)تم مسجدوں کو ویران نہیں کروگے

[ترک نماز اور ذکر پاک نہ کرنا مساجد کو ویران کرنا ہے]

(17)تم کوئی نشہ آور چیز استعمال نہیں کروگے

(18)تم ریشم یا اون اور ریشم سے ملا ہوا کپڑا [خز] نہیں پہنوگے

(19)سونے سے آراستہ پیٹیاں نہیں باندھوگے یعنی سونا استعمال نہیں کروگے

(20)تم کسی کا راستہ نہیں روکوگے یا کسی راہ جاتے مسافر کو نہیں روکوگے

www.khrooj.com

(21) کسی مسافر کو نہیں ڈراؤ گے

(22) تم لواطت نہیں کرو گے یعنی کسی لڑکے کے ساتھ گناہ نہیں کرو گے

(23) تم کسی کا کھانا پینا بند نہیں کرو گے چاہے گندم کا ہو چاہے ''جو'' کا ہو

(24) تم قناعت کو ترک نہیں کرو گے یعنی تھوڑے کو بہت سمجھو گے

(25) تم پاکیزہ خوشبو کا استعمال ترک نہیں کرو گے

(26) تم نجاسات سے آلودہ نہیں رہو گے یعنی طہارت کو اہمیت دو گے

(27) تم امر بالمعروف نہیں چھوڑو گے یعنی نیکی کا حکم دو گے

(28) تم نہی عن المنکر کو نہیں چھوڑو گے یعنی لوگوں کو برائی سے روکو گے

(29) اور اپنے رخساروں کے نیچے خاک کو تکیہ بناؤ گے یا خاک پر سجدہ دو گے

(30) تم ترک جہاد نہیں کرو گے یعنی تم ایسا جہاد کرو گے جیسا جہاد کرنے کا حق ہے چاہے وہ جہاد بالنفس ہے یا جہاد بالکفر معیت امام میں ہے

ان احکام پر شہنشاہ امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی بیعت کرنا ہر مومن پر دور غیبت میں فرض ہے اور جو بیعت امام کے بغیر مر گیا اس کی موت جاہلیت و کفر کی موت ہے

## طریقہ ہائے بیعت

دوستو! یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہم اپنے زمانے کے امام علیہ الصلوات والسلام کی بیعت کیسے کر سکتے ہیں؟ -اس کا طریقہ کیا ہے؟

ہمارے مذہب میں بیعت امام زمانہ علیہ الصلوات والسلام کے تین طریقے بیان ہوئے ہیں

() پہلا طریقہ یہ ہے کہ اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے زمانے کے امام علیہ الصلوات والسلام کا ہاتھ قرار دے کر اپنے بائیں ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دے لیں اس کے بعد اپنے بائیں ہاتھ

پر دائیں ہاتھ کو رکھ کر یہ الفاظ ادا کریں

☆اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ بَیْعَۃٌ لَّہٗ فِیْ عُنُقِیْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃ

یہ طریقہ سب سے ادنیٰ و آسان طریقہ ہے

( ) بیعت کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ خود شہنشاہ امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف سے رابطہ کیا جائے اور ان کے دست یدالٰہی پر بیعت کی جائے جیسا کہ صاحب دارا السلام شیخ محمود عراقی اعلی اللہ مقامہ نے بیعت کی تھی۔ یہ طریقہ سب سے اعلیٰ اور سب سے مشکل بھی ہے

( ) بیعت کا تیسرا طریقہ یہ ہے کہ شہنشاہ امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف سے رابطہ کیا جائے اور ان سے عرض کیا جائے کہ وہ ہمیں آگاہ فرمائیں کہ ہمارے دور میں ہمارے قریب و نزدیک ان کا کون سا نمائندہ موجود ہے جس کے ہاتھ پر ہم ان کی بیعت بھی کریں اور ان کا دین صحیح بھی حاصل کریں۔ کیونکہ اس دور میں امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف سے توسل اور رابطہ آسان بھی ہے اور یقینی بھی ہے اور دوسری طرف ان کی نیابت عامہ مخفیہ بھی موجود ہے اس لئے ہمیں اس نائب کی طرف راہنمائی ہو جاتی ہے پھر عالم خواب میں یا بیداری میں جس نائب کی طرف اشارہ کیا جائے ان کے دست مبارک پر شہنشاہ امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی بیعت کرنا واجب ہو جاتا ہے اور پھر اس کی اصول و فروع دونوں میں تقلید بھی واجب ہو جاتی ہے یعنی پھر عقائد بھی انہی سے لینا ہوں گے اور اعمال کی ادائیگی کا طریقہ بھی ان سے لینا ہوگا ایک طرح سے یہ حقیقی اور کلی تقلید ہوتی ہے اور سب سے بہتر صورت یہی ہے کیونکہ اس سے انسان ہر قسمی اشتباہات سے بچ جاتا ہے اور اس کا دین یقینی ہو جاتا ہے اور آخرت کنفرم (Conform) ہو جاتی ہے اور اس کا رابطہ اپنے شہنشاہ امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف سے دائماً جڑ جاتا ہے

www.khrooj.com

## بیعت معصوم

اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا کسی غیر معصوم کے ہاتھ پر معصوم کی بیعت ہوسکتی ہے؟ کیونکہ ہم اپنے ہاتھ پر کریں یا ان کے کسی نمائندے کے ہاتھ پر تو دونوں صورتوں میں بیعت معصوم غیر معصوم کے ہاتھ پر ہی ہونا ہے تو کیا یہ جائز ہے کہ معصوم کی بیعت غیر معصوم کے ہاتھ پر کی جائے؟

دوستو! اس کا جواب یہ ہے کہ ہم ماضی میں دیکھتے ہیں کہ معصوم کی موجودگی میں غیر معصوم کے ہاتھ پر معصوم کی بیعت ہوتی رہی ہے۔ جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ کوفیوں نے کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی بیعت کا اعلان کیا انہیں خطوط لکھے مگر امام علیہ الصلوات والسلام نے ان کی بیعت کو قبول نہیں فرمایا پھر جب انہوں نے اس پر آمادہ کرلیا کہ وہ ان کی بیعت قبول فرمائیں تو انہوں نے راہ طریقت اختیار فرمائی یعنی اپنا ایک نمائندہ بنایا اور انہیں اختیار دیا کہ وہ آگے جسے چاہیں اپنا نمائندہ بنا کر ہماری بیعت لے سکتے ہیں اس وجہ سے جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کوفے میں پہنچے تو انہوں نے اپنے تیرہ یا چودہ غیر معصوم نمائندے قرار دیئے جن کے ہاتھوں پر معصوم کی بیعت واقع ہوتی رہی حالانکہ اس وقت نہ امام معصومؑ غائب ہے، نہ مفقود ہے، بلکہ موجود ہے، اس لئے جو فعل معصوم کی موجودگی میں جائز ہے تو ان کی غیبت میں کیسے ناجائز ہوسکتا ہے؟

## ولایت فقیہ

دوستو! ہمارے شیعہ مسلک میں ایک تصور ولایت فقیہ کا بھی ہے۔ یعنی بحیثیت قوم کے ہم ایک قوم بھی ہیں اور ہم ایک جماعت بھی ہیں اس لئے ہمارے لئے ایک

مرکزیت کا قیام بھی لازم ہے کیونکہ ایک گھر سے لے کر ایک قوم تک سب کے لئے مرکزیت کا ہونا ضروری ہوتا ہے یعنی کوئی نہ کوئی ایسا بڑا ہونا لازم ہے کہ جو گھر کے سارے افراد کے لئے قابل قبول بڑا ہو، اور وہ ہی سارے معاشرتی ومعاشی وسیاسی نظام میں بااختیار مرکز ہو، اگر چہ اس کی حیثیت شرعاً کچھ بھی نہ ہو مگر ہر قوم، ہر قبیلے، ہر جماعت میں کسی نہ کسی حاکم کا ہونا لازم ہے جیسا کہ ایک گھر سے ایک ملک تک کے لئے کسی نہ کسی حاکم کا ہونا ضروری ہوتا ہے ورنہ طائف الملوکی کی وجہ سے قوم بکھر جاتی ہے، اسی طرح ہمارے ہاں یہ تصور ہے کہ قوم کے لئے ایک مرکز کا ہونا ضروری ہے کیونکہ شیعہ قوم بنیادی طور پر ایک مذہبی قوم ہے اور اس کی بقا وقیام مذہب کی گہرائی ہے اس لئے ہم یہ مناسب سمجھتے ہیں کہ ہمارا مرکز بھی شرعی واخلاقی قوانین کا شدت سے پابند ہو، تاکہ اس مرکز کے بنائے ہوئے قوانین اسلام، شریعت، ملت ومسلک کے تقاضے زیادہ سے زیادہ پورے کرتے ہوں اور اس کی ذات گناہ ومعصیت میں کافی حد تک محتاط ومحفوظ ہو کیونکہ معصومین علیہم الصلوات والسلام کے علاوہ کوئی معصوم تو ہو نہیں سکتا مگر شر کی مقدار میں کمی کے جو درجات ہیں ان میں اس کے درجات زیادہ سے زیادہ کم ہوں اور یہ بھی قرآن کریم نے ہمیں فرمایا ہے کہ

☆إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُم...... اس لئے ولی وفقیہ کیلئے تمام موجود متقین سے زیادہ متقی ہونا شرط ہے بلکہ تقویٰ میں سب سے بڑھا ہوا ہونا بھی شرط ہے

بعض برادران اہل سنت کی طرف سے اور بعض کم فہم شیعہ حضرات کی طرف سے یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ شیعہ قوم چودہ سو سال سے غیر معصوم کی اطاعت کو جائز نہیں سمجھتے تھے مگر اس دور میں انہوں نے اپنے چودہ سو سالہ نظریات کی نفی کر دی ہے یا

اس میں بلا حکم امام ترمیم کر کے ضلالت کی طرف گامزن ہو گئے ہیں

دوستو! اس کا اوّلین جواب تو یہ ہے کہ ہمارے مسلک میں جو ولی فقیہ کا مقام ومنصب ہے وہ مناصب اِلٰہیہ نہیں ہے کہ جس کے لئے معصوم کا ہونا لازم ہو یا جس کی اطاعت واجب ہو بلکہ ہم چودہ سو سال سے اپنے والدین کی اطاعت بھی کرتے آ رہے ہیں جو معصوم نہیں ہیں بلا تشبیہ والد کا احترام واطاعت ایک گھر تک محدود ہے اور ولی فقیہ کی اطاعت پوری قوم تک کے لئے ہے، ولی فقیہ قوم کا والد ہوتا ہے یا قوم کا بڑا ہوتا ہے جس کی اطاعت اخلاقاً لازم ہے کیونکہ اس کے بغیر قوم کا نظام نہیں چل سکتا، قوم کو متحد نہیں رکھا جا سکتا، حقیقت یہ ہے کہ ولی فقیہ ہماری سماجی اور سیاسی زندگی شوشل و پولیٹیکل لائف (Social and Political life) سے تعلق رکھتا ہے اس لئے ولی فقیہ کی نافرمانی قومی و اخلاقی جرم تو ہوسکتی ہے شرعی جرم قرار نہیں پاتی کیونکہ ولی فقیہ اِلٰہی عہدہ دار نہیں ہوتا

آج ہم دیکھتے ہیں کہ ملک میں جتنی جماعتیں ہیں انہوں نے اپنے اپنے امیر بنائے ہوئے ہیں ان کا کوئی نہ کوئی لیڈر رہوتا ہے مگر کوئی بھی کسی امیر کو اِلٰہی منصب دار نہیں سمجھتا بلکہ جماعت یا قوم کی مرکزیت کے قیام کے لئے اس کی اطاعت کی جاتی ہے اور اگر کوئی شخص ولی فقیہ کے حکم کو احکام اِلٰہیہ و آئمہ اطہار علیہم الصلوات والسلام کے خلاف پائے اور اس پر عمل نہ کرے تو وہ قابل تحسین مانا جاتا ہے کیونکہ ولی فقیہ اسلام ساز و احکام ساز ادارہ نہیں ہوتا کہ جس کی نافرمانی پر کفر شرک یا گناہ شرعی یا جرم شرعی کا نام دیا جا سکے اس کے لئے امام خمینی رضوان اللہ علیہ نے تفصیل سے لکھا ہے جو تفصیل کا طالب ہو وہ ان کی کتب کی طرف رجوع کرے

یارب محمدؐ و آل محمدؐ صل علی محمدؐ و آل محمدؐ وعجل فرج آل محمدؐ بقائمھم عجل اللہ فرجہ الشریف و صلوات اللہ علیہ

ھوالسبوح القدوس الرب الملائکۃ و الروح ھوالبدیع الانوار والارواح
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

# شعائر مذہب

دوستو! جملہ مذاہبِ عالم میں ہر مذہب کے کچھ شعائر ضرور ہوتے ہیں جو ایک طرف تو انسان کو اس مذہب کا شعور دیتے ہیں دوسری طرف وہ اس مذہب کے شعار، تمیز، تشخص اور پہچان کا درجہ رکھتے ہیں اور انہیں مذہب کی شہ رگ کا درجہ حاصل ہوتا ہے اسی طرح ہمارے مذہب آل محمدؐ علیہم الصلوات والسلام کے بھی کئی شعائر ہیں جن میں سر فہرست ہے ''عزاداری'' آگے اس عزاداری کے ماتحت کئی دیگر مقدس شعائر ہیں اس لئے میں یہاں سب سے پہلے عزاداری کے بارے میں اجمالی طور پر عرض کروں گا

## عزاداری

دوستو! یہ تو ساری دنیا جانتی ہے کہ ہمارا شیعہ مذہب ایک ایسا مذہب ہے جس کا مرکزی وجود محمدؐ وآل محمدؐ علیہم الصلوات والسلام ہیں ہمارے مذہب کی پرکار صرف محمدؐ وآل محمدؐ علیہم الصلوات والسلام کے گرد گھومتی ہے ہمارے مذہب میں اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اور اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اور حکام وقت کی ایک ثانوی حیثیت ہے
ہم آل محمدؐ علیہم الصلوات والسلام ہی کے حوالے سے ان ساری چیزوں کو دیکھتے ہیں جن لوگوں کا محمدؐ وآل محمدؐ علیہم الصلوات والسلام سے کوئی تعلق ہوتا ہے تو ہم ان کے سامنے جھک جاتے ہیں اور

www.khrooj.com

جن کا اس پاک گھر کے مقدس افراد سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ہم ان سے لاتعلق ہوتے ہیں اس پاک گھر کے کسی فرد کے ساتھ اگر کسی جانور کا بھی تعلق ہوتا ہے تو ہم اس کے آگے سرنگوں ہو جاتے ہیں چاہے وہ شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا **یعفور** [ دراز گوش ] اور شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کا **مرتجز** [ گھوڑا ] ہی کیوں نہ ہو اسی طرح ہم اس پاک گھر کے کسی فرد سے دشمنی رکھنے والے کو اپنا ذاتی دشمن سمجھتے ہیں چاہے وہ شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظاہری طور پر چچا ابولہب ہی کیوں نہ ہو یا کوئی خال المسلمین و کاتب وحی ابوسفیان ملعون کا بیٹا معاویہ ہی کیوں نہ ہو کیونکہ ہماری کسی سے کوئی ذاتی دوستی یا دشمنی نہیں ہے بلکہ اس پاک گھر کے حوالے سے ہماری دوستیاں اور دشمنیاں جڑی ہوئی ہیں اور یہ سب اللہ جل جلالہ کے حکم سے ہے کیونکہ اس نے شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے صادر فرمایا تھا ☆ قل لا اسئلکم علیه اجراً الا المودة فی القربیٰ ......یعنی اجر رسالت اس پاک در گھر کی مؤدت ومحبت ہی قرار پائی ہے

دوستو! یہ بھی ساری دنیا جانتی ہے کہ جن ذوات سے اللہ جل جلالہ نے محبت کرنے کا حکم فرمایا تھا ان کے ساتھ نام نہاد مسلمانوں نے کیا کیا ہے؟ اور یہ بھی فطرت کا تقاضہ ہے کہ انسان جس سے محبت کرتا ہے اس کے دکھوں کو اپنے قلب کی نسوں میں دوڑتا ہوا محسوس کرتا ہے اس لئے عزاداری، گریہ و بکا، مجالس، ماتم یہ سب محبت اور عشق کے فطری تقاضوں کے ماتحت ہوتے ہیں

دوستو! یہ بھی فرمان ہے کہ ہمارا دوست وہ ہے جو ہمارے حزن میں محزون ہو کر شریک ہو اور ہماری خوشی میں مسرور ہو کر شامل ہو، جو ایسا نہیں کرتا وہ دوست کہلانے کا حقدار نہیں ہوتا۔ ویسے بھی ہمارے معاشرتی روابط میں بھی اسی بات کو

اہمیت حاصل ہوتی ہے کہ جو ہمارے کسی غم میں شریک نہیں ہوتا ہم اسے برادری کا بھائی نہیں مانتے، ویسے تو پوری دنیا کے لوگ چاہے ان کا تعلق کسی بھی معاشرے یا کسی بھی مذہب وعقیدہ سے ہو اپنی جان پہچان والوں کے ساتھ ظاہرداری ہی کا سہی مگر اظہار ہمدردی کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے دکھوں کو چاہے دل سے محسوس نہ بھی کریں تب بھی ان مواقع پر شامل ہونا اپنا انسانی واخلاقی فریضہ سمجھتے ہیں اور جو ان مواقع پہ شریک نہ ہو اسے معاشرتی رواج اور قلبی عواطف کبھی بھی دوست نہیں مانتے اس لئے ہم بھی اس پاک گھر کے افراد علیہم الصلوات والسلام کے مصائب اور دکھوں میں شریک ہونا فریضہ سمجھتے ہیں

جیسا کہ آپ نے دیکھا ہوگا کہ کوئی شخصیت دنیا کے کسی گوشے میں فوت ہوتی ہے تو اس کے تعلق دار چاہے جہاں بھی ہوں اس کا غائبانہ نماز جنازہ ادا کرتے ہیں اس کے لئے قرآن خوانی کرتے ہیں حالانکہ ساری فقہیں نماز جنازہ کو فرض کفائی مانتی ہیں اور فرض کفائی کی صورت یہ ہوتی ہے کہ اگر ایک لاکھ آدمی کسی شہر میں موجود ہیں جب تک وہ فرض ادا نہ کیا جائے وہ سارے لوگوں پر فرض ہوتا ہے اور ان میں سے اگر ایک فرد ہی وہ فریضہ ادا کر دے تو پھر باقی سارے لوگوں پر سے یہ فرض ساقط ہو جاتا ہے یعنی سب کی طرف سے یہ ادا سمجھا جاتا ہے اس کے باوجود لوگ غائبانہ نماز جنازہ ادا کرتے ہیں اور ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں لوگ ان میں شریک ہو کر اپنا دوستی و ہمدری و یکجہتی کا فریضہ ادا کرتے ہیں انسانی فطرت کا یہ فیصلہ ہے کہ جو دوست کے دکھ سے غمگین نہیں ہوتا اور دوست کی خوشی سے خوش نہیں ہوتا وہ کسی حوالے سے بھی دوست کہلانے کا حقدار نہیں ہے

# عزاداری کی تاریخی حیثیت

دوستو! تاریخ ایام میں کائنات کا منحوس ترین دن وہ تھا جب اللہ جل جلالہ کی کلی رحمت مصلح انسانیت، سرتاج الانبیا، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عالم ظاہر سے پردہ فرمایا اور وصال الٰہی میں مستغرق ہوگئے اور انسانیت وصالِ رخِ زیبا سے محروم ہوگئی، دیدار حبیب الٰہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سلسلہ منقطع ہوگیا، اس دن جیسا منحوس کائنات کا کوئی دن نہیں ہے اور نہ ہوگا۔ جونہی یہ خبر قیامت اثر مدینہ طیبہ کی گلیوں میں پہنچی تو پورا شہر ماتم کدہ بن گیا مسجد نبوی میں اصحاب صفہ رہا کرتے تھے جو اپنے بھرے گھر چھوڑ کر صرف دیدار حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بھوکے پیاسے زندگی گزار رہے تھے انہیں مٹھی بھر کھجوریں صبح کو ملتی تھیں اور مٹھی بھر شام کو اور وہ یہ کھجوریں کھا کر اور پانی پی کر زندگی کے دن گزار رہے تھے اور اس صعوبت کے بدلے میں انہیں اللہ جل جلالہ کی عظیم نعمت یعنی دیدار حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاصل تھا اس لئے وہ دنیا کے سارے لذات کو دیدار حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان کر کے اپنے آپ کو ان کی صحبت کے لئے وقف کئے ہوئے تھے جب انہیں یہ خبر ہوئی کہ ان سے ان کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پردہ فرما لیا ہے تو کئی تو یہ خبر سنتے ہی بے ہوش ہوگئے، کئی لوگوں نے دیواروں سے ٹکریں مارنا شروع کر دیں، کئی لوگوں نے سر پہ پتھر مارے، جناب بلال سلام اللہ علیہ نے ایک دیوار سے ٹکر ماری تو ایسے بے ہوش ہوئے کہ پھر اس وقت ہوش آیا جب مزار اطہر تیار کر کے ''لیپی'' جا چکی تھی یعنی پورے تین دن تک ہوش نہیں آیا اور جب انہوں نے مزار اطہر کو دیکھا تو اس کی مقدس گیلی مٹی پہ رخسار رکھ کر اتنا روئے کہ دوبارہ بے ہوش ہوگئے اور اس کے بعد وہ مدینہ میں نہیں رہ سکے جب سارے لوگوں نے مجبور

کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسند اور محراب و منبر کو خالی نہیں دیکھ سکتا یہاں رہوں گا تو مر جاؤں گا

اسی طرح امہات المومنین سلام اللہ علیہن نے بال کھول کر زانوؤں پر ماتم کیا جب تابوت اطہر برآمد ہوا تو پورے مدینہ میں اتنا گریہ و بکا ہوا کہ جو ضرب المثل بن گیا اور عرب جب کسی واقعے پر گریہ کی انتہا کو بیان کرنا چاہتے تھے تو کہتے کہ وہاں اتنا گریہ ہوا جتنا شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے وقت مدینہ طیبہ میں ہوا تھا

باقی واقعات تاریخ و سیرت کے کتب میں دیکھے جاسکتے ہیں میں یہاں ان کی تفصیل نہیں دے سکتا میں یہاں صرف اتنا عرض کروں گا کہ شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو سارے اہل مدینہ نے سوگ منایا تو کیا ان کی اکلوتی شہزادی ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا نے ان کا سوگ نہیں منایا ہوگا؟

آپ تاریخ و سیرت کی کتب میں دیکھیں ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا نے ان کا اس درجہ سوگ منایا کہ ان کے گریہ و بکا سے اہل مدینہ پریشان ہوگئے اور انہوں نے آکر یہ عرض کیا کہ آپ گریہ کا کوئی وقت مقرر فرمائیں اگر آپ دن کو گریہ کرنا چاہیں تو ہم رات کو آرام کریں گے اور اگر آپ رات کو گریہ فرمائیں تو ہم دن کو آرام کریں گے۔

ان لوگوں کی اس عرضداشت کو دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ اب ہم جنت البقیع میں جاکر پاک بابا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزاداری کریں گے پھر امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے انہیں جنت البقیع میں ایک کمرہ بنوا دیا تھا جسے بیت الحزن کا نام دیا گیا اور اس طرح ملکۂ عالمین صلوات اللہ علیہا صبح کو اپنے شہزادوں یعنی امام حسن علیہ الصلوات والسلام اور امام حسین علیہ الصلوات والسلام کے ہاتھ پکڑ کر جنت البقیع میں تشریف لے جاتی تھیں اور وہاں پاک بابا کی مرثیہ خوانی فرماتی

www.khrooj.com

تھیں ان کا ایک مرثیہ آج بھی زبان زد خواص وعوام ہے

☆ **صبت الی مصائب لو انھا ...... صبت علیؑ الایام صرن لیالیا**

اپنے پاک بابا سے مخاطب ہو کر فرماتیں کہ جو دکھ ہم پر آئے ہیں اگر یہ مصائب کے پہاڑ دِنوں پر ٹوٹتے تو یہ دن بھی رات ہو جاتے

اس عزاداری کا نتیجہ یہ نکلا کہ پاک باباصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد 74 دن اس دنیا میں ظاہری طور پر رہے یعنی 28 صفر کو شہنشاہ انبیاصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا اور 14 جمادی الاوّل کو آپ صلوات اللہ علیہا نے پردہ فرمایا

یہاں ایک وضاحت کرنا ضروری ہے کہ ممکن ہے آپ سوچیں کہ ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا اتنی اونچی آواز میں گریہ فرماتی تھیں کہ سارے شہر میں ان کی آواز جاتی تھی نعوذ باللہ

دوستو! ایسا کچھ نہیں تھا بلکہ جب آپ اپنے حجرہ اقدس میں آہستہ سے ایک بین فرماتی تھیں تو پورے مدینہ کی دیواریں بھی شریک گریہ ہو جاتی تھی، شہر میں ایک کہرام سنائی دیتا تھا، دیواریں ہلنے لگتی تھیں، زمین متزلزل ہو جاتی تھی کیونکہ جب انسان کی روح دکھ محسوس کرتی ہے تو سارا جسم مضطرب ہو جاتا ہے اسی طرح جو ذوات اقدس علیہم الصلوات والسلام روح عالمین کا درجہ رکھتے ہیں جب ان پر کوئی کیفیت طاری ہوتی ہے تو اس سے عالمین متاثر ہو جاتے ہیں

اسی طرح شہنشاہ انبیاصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھنے والی ہر چیز نے اپنے دکھ کا اظہار کیا جیسا کہ راز دار رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب حذیفہ یمانی سلام اللہ علیہ مدینہ چھوڑ کر چلے گئے شہنشاہ انبیاصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دراز گوش یعفور نے ایک کنویں میں کود کر جان دے دی،

پاک ناقہ غضبا نے مزار اطہر پر آ کر اس طرح بین کیئے جیسے ایک ماں اپنے بچے کو روتی ہے اور وہیں جاں بحق ہوگئی، آپ کے خاندان پاک علیہم الصلوات والسلام سے لے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری کے جانوروں تک سب نے ایسا سوگ منایا کہ جیسا سوگ منانے کا حق تھا۔ یہ پہلی عزاداری کا مظاہرہ تھا

اس کے بعد امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کو ضرب لگی ان کی شہادت ہوئی تو وہاں گریہ و بکا کا وہ عالم تھا کہ قیامت کا سماں نظر آ رہا تھا اسی طرح امام حسن علیہ الصلوات والسلام کی شہادت ہوئی پھر واقعہ کربلا ہوا تو ایک لامتناہی سوگ کا سلسلہ شروع ہوگیا

یہاں کچھ ان سوالات کے جواب دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں جو عزاداری کے ضمن میں ہوتے رہتے ہیں

## سوال نمبر 1

کئی مہربان کہتے ہیں کہ شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے تو اسلام کو سربلند فرمایا اور کربلا میں اسلام کی فتح ہوئی ہے اس طرح ہمیں فتح کی خوشی منانا چاہیے نہ کہ سوگ

دوستو! اس کا جواب یہ ہے کہ دینی امور میں ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ اس کا فیصلہ ہم خود کرنے کے مجاز نہیں ہیں کیونکہ دینی امور میں ہمیں وہی کچھ کرنا چاہیے جو اس موقعہ پہ دین کے مالک ذوات اقدس علیہم الصلوات والسلام نے کیا، یا اس کا امر فرمایا، ہم اپنی طرف سے کوئی رویہ طے نہیں کر سکتے اس لئے ہمیں واقعہ کربلا کا ردعمل شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کے پس ماندگان علیہم الصلوات والسلام کے اوپر دیکھنا ہوگا کہ انہوں نے اس موقعہ پہ کیا کیا تھا یا ان پر اس واقعے کا کیا ردعمل ہوا تھا؟

دوستو! آپ ایک ایک کر کے پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام کے افراد پر اس واقعہ کا ردعمل

دیکھ سکتے ہیں مثلاً شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کی دستار اطہر کے وارث جو اس زمانے کے امام بھی تھے اور دین وشریعت کے مالک بھی تھے ان کے بارے میں تاریخ سیرت کے کتب میں دیکھ لیں کہ ان پر کیا اثر ہوا

() وہ جناب اس واقعہ کے بعد پوری زندگی مسکرائے نہیں اور نہ ہی کبھی کسی نے آپ کو ہنستے ہوئے دیکھا

() جب بھی آپ علیہ الصلوات والسلام کے سامنے کھانا یا پانی رکھا جاتا تو آپ گریہ فرماتے تھے اور بعض اوقات اتنا گریہ فرماتے تھے کہ کھانا بھی تناول نہ فرما سکتے تھے

() کربلا سے شام تک آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری رہے اور کسی سے راستے میں کلام تک نہیں فرمایا

() واقعہ کربلا کے بعد آپ علیہ الصلوات والسلام تقریباً 35 سال ظاہراً اس دنیا میں رہے تو آنکھوں سے خون کے آنسو جاری رہے

() پورے پانچ سال تک گھر اطہر میں کھانا تیار نہیں کیا گیا اور جناب سجاد علیہ الصلوات والسلام باہر سے کھانا تیار کروا کے گھر میں بھجوایا کرتے تھے اور جب تک مختیار ثقفی سلام اللہ علیہ نے انتقام نہیں لیا کسی نے کوئی خوشی نہیں کی

() جناب سجاد علیہ الصلوات والسلام کو جب زہری نے اپنے بیٹے کی شادی پر تشریف لانے کی دعوت دی تو فرمایا اگر تم وہاں مجلس عزا کا اہتمام کرو تو ہم ضرور شریک ہوں گے اور وہاں بھی گریہ وبکا کی فضا بنائی گئی

دوستو! یہ بھی آپ جانتے ہیں کہ جناب سجاد علیہ الصلوات والسلام کے علاوہ شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کے پس ماندگان میں سے مستورات توحید ورسالت صلوات اللہ علیہن بھی تھے اب یہ بھی دیکھ

www.khrooj.com

لیں کہ ان پر واقعہ کربلا کا کیا اثر ہوا تھا؟

( ) ملکہ شام صلوات اللہ علیہا نے اتنا گریہ فرمایا کہ نام ہی اُم المصائب مشہور ہو گیا

( ) جب آپ کے محمل کوفہ میں پہنچے تو وہاں جب سر اطہر کو نوک معراج پر عروج ملا تو آپ نے محمل کی چوب سے پیشانی کو اس طرح ٹکرایا کہ پیشانی سے خون جاری ہو گیا

( ) شام میں سات دن تک عزاداری کی اور اس میں شام کی ساری مستورات کو شامل فرمایا

( ) جب کربلا پہنچے تو انہوں نے مزار اطہر پر ماتم داری فرمائی اور اس میں اس طرح ماتم کیا کہ پہلے ہاتھوں سے ماتم کیا اس کے بعد ہاتھوں میں پتھر لے کر سر پہ اس قدر ماتم کیا کہ سر ہائے اطہر سے خون جاری ہو گیا

( ) واقعہ کربلا کے تقریباً ڈیڑھ سال بعد اس درد و غم کی وجہ سے آپ کا وصال ہوا

دوستو! اسی طرح ایک ایک وارث کو دیکھتے چلے جائیں تو آپ کو پتہ چلتا جائے گا کہ انہوں نے واقعہ کربلا کا کیا اثر لیا ہے اور اس پر ان کا کیا ردعمل ہوا ہے؟ اس کے بعد آپ خود فیصلہ کریں کہ ہمیں ان کے ورثاء جیسا رویہ رکھنا چاہیے یا مخالفین جیسا۔ اب ہم آپ کو اس واقعہ میں مخالفین کے ردعمل کی ایک چھوٹی سی جھلک بھی دکھا دیتے ہیں

( ) جب شمر ملعون نے امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کو شہید کیا تو شامیوں نے خوشی سے نعرہ ہائے تکبیر بلند کیے

( ) امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کو شہید کرنے کے بعد کئی کوفی اور شامی لوگوں نے خوشی سے روزے رکھے اور کئی لوگوں نے منت کی مسجدیں بنوائیں جن میں چار مساجد کوفے میں بنائی گئیں

www.khrooj.com

() ابن زیاد ملعون نے امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کو شہید کرنے کے بعد جشن مسرت منایا

() یزید ملعون نے پورے شہر دمشق کو آراستہ کرنے کا حکم دیا اور ڈھول تاشے دفوں اور طنبور کے ساتھ جشن منایا اور لوگ گلیوں میں ناچ رہے تھے اور شرابیں بھی پی رہے تھے بالا خانوں پر لونڈیاں ناچتی رہیں

() یزید ملعون نے اپنے قصر میں جشن منایا اور اس میں لونڈیوں کے ساتھ شراب پی کر خود بھی ناچتا رہا

() امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے سر اطہر کو دیکھ کر مروان ملعون نے گا گا کر ناچنا شروع کر دیا تھا۔ اسی طرح کے لاتعداد واقعات کتابوں میں موجود ہیں

اب اس پہ ہمیں خود سوچنا چاہیے کہ ہمیں امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے ورثا جیسا رویہ رکھ کر دوستوں میں شامل ہونا چاہیے یا دشمنوں جیسا مظاہرۂ خباثت کر کے دشمنوں میں شامل ہونا چاہیے؟

## سوال نمبر 2

کچھ مہربان یہ سوال کرتے ہیں کہ شہید تو زندہ ہوتا ہے اسے رونا کیسے جائز ہوسکتا ہے؟

اس کے ویسے تو سیکڑوں جوابات دیئے جا چکے ہیں کیونکہ یہ کوئی نیا سوال نہیں ہے اور کئی جوابات تو میں نے اپنی کتب مجالس میں بھی دیئے ہیں یہاں اجمالی طور پر یہی کہوں گا کہ جب شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام شہید ہی نہیں ہوئے تھے تو اس وقت بھی شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی عزاداری فرمائی تھی اور انہیں گود میں لے کر ان کے دکھوں کا ذکر فرما کر گریہ فرمایا تھا جب قبل از شہادت عزاداری ہوئی تھی تو اس واقعہ کے واقع

www.khrooj.com

ہونے کے بعد اس پر گریہ کرنا کیسے جائز نہیں ہو سکتا ؟

ہم ماضی کی باتوں کو چھوڑیں اور آج جہاد کشمیر میں شہید ہونے والے لوگوں کے ورثا کے سامنے جب لاشیں آ رہی ہوں تو انہیں ذرا یہی فتویٰ سنا کر دیکھیں اور پھر دیکھیں کہ ان پر اس کا کیا اثر ہوتا ہے؟

دوستو! فطرت کے سامنے دیواریں کھڑی کرنا غیر عقلی رویہ ہوتا ہے، جس کا جوان بیٹا شہید ہو جائے اس ماں کو رونے سے کون روک سکتا ہے؟ شہید کا زندہ ہونا اپنے مقام پر درست ہے مگر اس کی جدائی کا صدمہ بھی تو ہوتا ہے، آپ دیکھیں کہ جس ماں کا بیٹا گھر سے روٹھ کر نکل جائے یا اچانک غائب ہو جائے وہ ماں کس طرح تڑپتی ہے یہ آپ نے کئی مرتبہ خود بھی دیکھا ہوگا اب کوئی اس ماں سے کہے کہ دیکھو تیرا بیٹا زندہ ہے اور تو زندہ کو کیوں رو رہی ہے وہ مر تھوڑی گیا ہے جو تو رو رہی ہے؟ یہ سن کر اس دکھی ماں کے دل پر کیا اثر ہوگا یہ تو آپ بھی محسوس کر سکتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ یہ کلیہ غلط ہے کہ زندہ کو رونا جائز نہیں کیونکہ انسان جس سے محبت کرتا ہے چاہے وہ زندہ ہو اور خوشحال بھی ہو مگر اس سے جدا ہو تو وہ اس کی جدائی میں آنسو بہاتا ہے جیسا کہ جناب یعقوب علیہ السلام نے جناب یوسف علیہ السلام کی جدائی میں گریہ کیا اگرچہ انہیں معلوم تھا کہ وہ زندہ ہیں اسی طرح یہ انسانی فطرت ہے آپ فطرت کے خلاف عمل کس طرح کروا سکتے ہیں؟ قوانین فطرت کے سامنے آپ جھوٹ کی ایک دیوار تو کھڑی کر سکتے ہیں مگر فطرت کے سرکش طوفان کو روک نہیں سکتے کیونکہ اسلام دین فطرت ہے اس لئے فطری تقاضوں سے صرف نظر کرنا اسلام کو مسخ کرنے کے مترادف ہے

www.khrooj.com

کیونکہ آپ دیکھ سکتے ہیں شام کے صدر حافظ الاسد کی موت پر شام کے شیعہ سنی حضرات نے مِل کر بازاروں میں ماتم وگریہ کیا۔لیڈی ڈیانا کی موت پر سارا لندن رو رہا تھا۔مولوی حق نواز جھنگوی کی موت پر پورے پاکستان کے سپاہ صحابہ کے کارکن رو رہے تھے اور جب اس کی لاش لائی گئی تو کئی لوگ پچھاڑیں کھا رہے تھے مولوی صاحب کی بیوی نے جس طرح ان کی عزاداری کی اور آنسو بہائے ہیں وہ سب نے دیکھے ہیں۔اس کے بعد بھی کوئی آدمی یہ کہے کہ رونا جائز نہیں ہے تو وہ عقل کا بیری ہے

## سوال نمبر3

کئی مہربان یہ سوال کرتے ہیں کہ جواز ماتم وگریہ پہ کوئی سند دکھائیں

دوستو! اس کا جواب ہمارے کتب مناظرہ میں موجود ہے اور ان میں ایک ایک فرد کے ماتم کا حوالہ دیا ہوا ہے یعنی شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جناب حمزہ علیہ الصلوات والسلام کی لاش پر ماتم اور عزاداری کرنا، خالد بن ولید کی موت پہ ام المومنین عائشہؓ کا ماتم کرنا، اسی طرح بہت سارے اصحاب کے ماتم اور گریہ کا ذکر موجود ہے یہاں میں ان کا حوالہ نہیں دے سکتا کیونکہ یہ کتاب علم مناظرہ کی نہیں ہے

یہاں یہ بھی عرض کردوں کہ ماتم ایک طرف تو اظہار درد کا ذریعہ ہے دوسری طرف ظلم کے خلاف احتجاج بھی ہے جیسا کہ ہم نے دیکھا کہ جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کے خلاف جب مذہبی جماعتوں نے ایجی ٹیشن (Agitation) کیا تھا تو اس وقت سارے شہروں میں احتجاجی جلوس اور ریلیاں نکالی گئی تھیں اس وقت ہمارے نزدیکی شہروں میں جو ریلیاں ہوئی تھیں ان میں مختلف مسالک اسلامیہ کے علمائے

www.khrooj.com

کرام بھی شامل تھے اور ان جلوسوں میں احتجاجاً سارے مسالک کے لوگوں نے ''ہائے بھٹو، ہائے بھٹو'' کی آواز پر منہ پہ ماتم کیا تھا اور پورے بازار میں منہ پر ماتم کرتے ہوئے گزرے تھے، مجھے باقی شہروں کے بارے میں معلوم نہیں مگر کوٹ ادو اور لیہ میں ایسا ہی ہوا تھا

دوستو! اگر ماتم کرنا جائز نہیں تھا تو اس وقت سارے علمائے اسلامیہ کی سرپرستی میں چلنے والے جلوسوں میں ماتم کا مظاہرہ کیوں کیا گیا تھا؟

## سوال نمبر 4

بعض احباب سے یہ سنا گیا ہے کہ منہ پر ماتم کرنے سے روحانی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں اس لئے منہ پر ماتم کرنا جائز نہیں ہے

اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارے سامنے زیارات وکتب مقاتل کے بیانات وروایات کا انبار لگا ہوا ہے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کی شہادت کے بعد مخدرات عصمت صلوات اللہ علیہن نے منہ پر ماتم کیا۔خود زیارت ناحیہ میں بھی منہ پر ماتم کرنے کا ذکر موجود ہے۔ یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جو دین وروحانیت کے مالک ذوات علیہم الصلوات والسلام تھے ان سے کسی بھی لمحے میں کسی ایسے فعل کا ارتکاب نہیں ہوسکتا جو روحانیت کے لئے نقصان دہ ہو دوسری طرف ان کا منہ پہ ماتم کرنا ثابت ہے تو اس سے یہ بھی ثابت ہوجاتا ہے کہ منہ پہ ماتم کرنا روحانیت میں اضافہ کا موجب تو ہوسکتا ہے نقصان کا نہیں

دوستو! یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ خاندان رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی بھی فعل عواطف ظاہریہ بشریہ کے ماتحت نہیں تھا بلکہ وہ مَا تَشَاؤُونَ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ کے مصداق

www.khrooj.com

تھے اس لئے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے گریہ فرمایا تو وہ بھی اللہ کی مشیت کے تحت فرمایا یعنی اللہ نے چاہا تو انہوں نے گریہ فرمایا، اللہ نے چاہا تو انہوں نے ماتم کیا، اللہ نے چاہا تو عزاداری کی۔ گویا اس موقعہ کی مناسب سے جو کچھ ہمیں کرنے کا حکم دینا تھا اسے اللہ جل جلالہ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل سے کروا کر دکھا دیا جیسا کہ اللہ جل جلالہ کا ہمیشہ سے یہی رویہ رہا ہے کہ جو کسی سے کروانا ہوتا تھا یا اسے دین کے طور پر متعارف کروانا ہوتا تھا تو اسے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کروا کے دکھا دیتا تھا۔ جیسا کہ امت کو حکم دینے سے پہلے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نمازیں پڑھوا کر دکھائیں، روزے رکھوا کر دکھائے، تزکیات کروا کے دکھائے اور جناب حمزہ علیہ الصلوات والسلام کی لاش پر عزاداری کروا کے دکھائی اور بقیہ کام اس کی آلِ اطہار سے کروا کے دکھائے کیونکہ عملی مظاہرہ حکم سے زیادہ قوی ہوتا ہے، اس لئے اہل بیت علیہم الصلوات والسلام نے ماتم عزاداری اور ماتم کی ساری اقسام کا مظاہرہ فرمایا حتیٰ کے محمل سے سر ٹکرا کر سر سے خون نکال کر دکھایا کہ اگر تمہیں اپنے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان پاک علیہ الصلوات والسلام سے محبت ہے تو ایسا کرنا ہوگا

جناب اویس کرنی سلام اللہ علیہ کا واقعہ ہے کہ جب انہوں نے جنگ احد میں سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دندان مبارک کے شہید ہونے کا سنا تو انہوں نے ہاتھ میں پتھر لے کر اپنے سارے دانت شہید کر دیئے، محبت حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل کی محبت وعشق میں جو قدم اٹھایا جاتا ہے وہ اللہ جل جلالہ کو محبوب ہوتا ہے

دوستو! ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے پاس جو فروعات دین ہیں ان میں ایک اہم فرع حج ہے جو واجب ہے اور آپ حج پر غور کریں تو وہ جناب ابراہیم علیہ السلام کے گھر کی کہانی

ہے جسے ری پلے (Replay) کرنا ہمارے اوپر واجب ہوا ہے اب اس سے ہمیں یہ بھی سوچنا چاہیے کہ جناب ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لانا ہم پر فرض ہے مگر وہ ہمارے زمانے کے نبی نہیں، بلکہ شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلے میں ہم انہیں کوئی بڑا مقام نہیں دے سکتے کیونکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام کے سرتاج ہیں اور باقی سارے نبی ان کی امت میں داخل ہیں، اب آپ سوچیں کہ وہ نبی جو حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فضیلت میں بہت کم درجہ پر فائز ہے اس کے گھر کی مستورات تک کے افعال ہمارے فرائض میں داخل ہیں اور مناسک دین قرار پائے ہیں تو کیا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پاک کے افعال ہمارے لئے جواز تک میں کفایت نہیں کرتے تو پھر فضیلت جناب ابراہیم کو حاصل ہے یا ہمارے شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو؟

ہمارا مذہب اسی لئے محمدؐ و آل محمدؐ علیہم الصلوات والسلام کا مذہب قرار پایا ہے کہ ہم آل محمدؐ علیہم الصلوات والسلام کے افعال کو بھی اپنے لئے سند مانتے ہیں اور ان کے ہر فعل کو عین دین سمجھتے ہیں کیونکہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ وارثان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرور کونین کے نور اوّل کا حصہ ہیں اور اپنے اپنے زمانے میں انہی کے کردار مقدس کے آئینہ دار ہیں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جس زمانے میں ہمارے آئمہ ہدیٰ علیہم الصلوات والسلام نے جو جو کام کئے ہیں یا جو جو رویہ اختیار فرمایا ہے اگر اس زمانے میں شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاہراً موجود ہوتے تو وہ بھی یہ رویہ اختیار فرماتے اس لئے ہمارے لئے خاندان تطہیر علیہ الصلوات والسلام کا ہر فعل عین دین ہے اور ان کا کردار عملی قرآن ہے اس لئے ہم انہیں قرآن ناطق سمجھتے ہیں جیسا کہ انہوں نے خود بھی فرمایا ہے کہ ہم قرآن ناطق ہیں

www.khrooj.com

## مجالس عزا

دوستو! شیعہ مسلک میں مجالس عزا کو خصوصی اہمیت حاصل ہے اور اس کی اہمیت کی ویسے تو بہت سی وجوہات ہیں مگر بنیادی طور پر تین وجوہات ہیں

( ) سنت انبیاء ما سلف علیہم السلام اور سنت نبویؐ ہونے کی وجہ سے

( ) عزاداری کے قیام کے حکم اور ثواب کی وجہ سے

( ) تبلیغ و بقائے مذہب کی وجہ سے

عزاداری کو ہم دیکھتے ہیں تو جناب آدم علیہ السلام کو کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی عزاداری کا حکم ہوا تھا اور انہوں نے عزاداری کی تھی، اس کے بعد سارے انبیاء علیہم السلام کو واقعہ کربلا کو بیان کرکے گریہ و بکا کا حکم ہوا تھا جیسا کہ ہم عہد نامہ قدیم و جدید میں دیکھتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام فرماتے ہیں کہ تم عزاداری کرنا۔ عہد نامہ قدیم میں ہے کہ جب ساتویں [ ابیب ] کا مہینہ آجائے تو تم اپنے گھروں کو چھوڑ دینا اور صحرا میں یا ویرانے میں چلے جانا اور وہاں قربانیاں کرنا اور کمر سے ٹاٹ باندھ کر سوگ منانا اور جتنی ہو سکے اپنے آپ کو اذیت دینا جب ابیب [ محرم ] کے مہینے کی دس تاریخ ہو جائے تو گریہ و بکا کے ساتھ سر میں راکھ ڈال کر اپنے آپ کو اذیت دینا کیونکہ یہ خداوند رب الافواج کی ایک قربانی کا دن ہے ہاں جو شخص ان ایام میں عزاداری نہ کرے اسے اپنی قوم سے خارج کر دینا اور جو اس خارج شدہ شخص سے ہاتھ ملائے تو وہ اپنے آپ کو ناپاک سمجھے اور غروب آفتاب تک وہ پاک نہیں ہو سکتا اور اس دوران وہ کچھ کھا پی نہیں سکتا [ خلاصہ ]

اسی طرح مجلس عزا سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہے کیونکہ جب کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی دنیا

میں آمد ہوئی تھی تو شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں گود میں لے کر بہت پیار کیا اور اس وقت جناب جبرائیل علیہ السلام نے آ کر انہیں واقعہ کربلا سنایا گویا اس وقت جناب جبرائیل ذاکر تھے اور معظّمہ کونین صلوات اللہ علیہا اور امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام سامعین میں تھے اور کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام اپنی ہی ایک شبیہ تھے اور یہ پہلی مجلس تھی

## () دوسری وجہ

عزاداری کے قیام کا ہمیں خصوصی حکم بھی ملا ہے اور سارے آئمہ ہدیٰ علیہم الصلوات والسلام نے عزاداری ومجالس کا خصوصی طور پر قیام فرمایا ہے اور مختلف شعرا کو مرثیہ خوانی کا حکم فرمایا ہے جیسا کہ جناب دعبل خزاعی ہیں، جناب کمیت ہیں، جناب اسماعیل حمیری ہیں، اسی طرح کے اور بھی وہ خوش نصیب لوگ ہیں کہ جنہیں اپنی بزم قدسی میں بلا کر روضہ خوانی کا حکم فرمایا گیا۔ حتیٰ کہ راوی حدیث زہری نے امام زین العابدین علیہ الصلوات والسلام سے جب اپنے بیٹے کے عقد پر تشریف لانے کا عرض کیا تو فرمایا تم کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی مجلس عزا بپا کرو تو ہم تشریف لائیں گے اور اس نے عین شادی کے دن مجلس عزا بپا کی اور امامِ وقت نے وہاں شرکت فرما کر ہمیں یہ درس دیا کہ اگر تم بھی ہمیں اپنی شادیوں میں شریک کرنا چاہو تو عین شادی کے دن مجلس عزا کا قیام کرنا ہم تشریف لائیں گے۔ اسی طرح سارے آئمہ ہدیٰ علیہ الصلوات والسلام نے ایام عزا میں عزا اور مجالس عزا کا قیام فرمایا اور اس کی ہمیں تاکید بھی فرمائی اور گریہ وبکا کے فضائل بیان فرمائے اور یہاں تک فرمایا کہ جو روئے یا رلائے یا رونے کی شکل بنائے اس پر جنت واجب ہے۔ اسی طرح فرمایا کہ جس نے کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام اور ان کی آل و اصحاب کے غم میں اتنا گریہ کیا کہ جس سے ایک مچھر کا پر بھیگ جائے تو اس پر جنت

www.khrooj.com

واجب ہے اور یہ بھی فرمایا کہ کل قیامت کے دن ساری آنکھیں اشک بار ہوں گی سوائے ان آنکھوں کے کہ جنہوں نے خوف خدا میں اور مصائب آل عبا علیہم الصلوات والسلام میں آنسو بہائے ہوں گے ۔اس موضوع پر ہمارے کتب میں لاتعداد فرامین موجود ہیں اس لئے یہاں تو ہم اجمالی طور پر ذکر کر رہے ہیں

## () تیسری وجہ

دوستو! قیام عزا کی تیسری وجہ تبلیغ و بقائے مذہب ہے ۔جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ مذہب حقہ ہمیشہ برسر اقتدار لوگوں کی تلوار کی زد میں رہا ہے اور اموی وعباسی وعثمانی ومغل وتاتار سبھی شہنشاہوں نے اہل تشیع پر ظلم کرنا شرعاً جائز سمجھا ہے اور ہر دور میں بے تحاشہ شیعہ شہید ہوتے رہے ہیں اور اس مذہب کو مٹانے کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا گیا مگر یہ مذہب پھیلتا ہی چلا گیا اور اس میں ہمیشہ ترقی ہوتی رہی ہے اور دوسرے مذاہب ومسالک کو یہ مسلک اپنی طرف کھنچتا چلا جا رہا ہے تو اس کی وجہ بھی عزاداری اور مجالس عزا ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ مجالس میں ہمیں کئی چیزیں ملتی ہیں مثلاً

() روضہ خوان اور علمائے کرام ہمیں تاریخ کربلا اور اس کے نتائج سے آگاہ کرتے ہیں

() محمدؐ وآل محمدؐ علیہم الصلوات والسلام کے جملہ افراد کا تعارف ملتا ہے اور ہم اپنے محسن گھرانے کے محسن عالمین افراد علیہم الصلوات والسلام سے متعارف ہوتے ہیں، ان کے واقعات کا علم ہوتا ہے، ان کی مظلومیت سامنے آتی ہے، ان کی محبت میں اضافہ ہوتا ہے

() مجالس میں ہمیں محمدؐ وآل محمدؐ علیہم الصلوات والسلام کی محبت کا درس بھی ملتا ہے اور ان کے دین سے بھی آگاہی ہوتی ہے اور اس طرح تبادلہ ءِعلم کا عمل جاری رہتا ہے اور دین کے

www.khrooj.com

بنیادی احکام سے ہر بچہ آگاہ ہوجاتا ہے

() مجالس عزا میں اپنی زندگی کی راہیں متعین کرنے کا موقعہ ملتا ہے اور ہمیں کربلا کے مقدس افراد کو آئیڈیل بنا کر انہیں ''چیز'' (Chase) کرنے کا شعور ملتا ہے اور تشویق ہوتی ہے

() کربلا کی قربانیوں کو دیکھنے کے بعد انسان مذہب کے بارے میں سنجیدگی سے سوچتا ہے اور دوستوں اور دشمنوں کے کردار سامنے آتے ہیں تو عملی طور پر دشمنوں کے کردار سے بریت و تبرا شروع ہوجاتا ہے اور دوسری طرف نصرت امامِ وقت کا جذبہ بیدار ہوجاتا ہے اور اپنے دین پر قائم رہنے میں جو مصائب آنے کا امکان ہوتا ہے انہیں برداشت کرنے کا حوصلہ پیدا ہوتا ہے

() مجالس عزا مابین المومنین رابطے کا ذریعہ بھی ہیں اور یہ اجتماعات مذہب میں بیداری کا عمل جاری رکھتے ہیں اور بفرمان آل محمدؐ علیہم الصلوات والسلام یہ عبادت بھی ہے

() مجالس عزا میں خاندان تطہیر علیہم الصلوات والسلام کے سارے افراد تشریف لاتے ہیں اس لئے ان کی غائبانہ زیارت و روحانی ملاقات کا ثواب بھی ملتا ہے اور روحانیاتی فیوضات کا حصول بھی ہوتا ہے اور آل محمدؐ علیہم الصلوات والسلام کی رضا کا حصول بھی ہوتا ہے

() مجالس عزا میں جو اجتماعات ہوتے ہیں ان میں تازہ ترین قومی صورت حال سے سارے افراد آگاہ ہوتے رہتے ہیں اس طرح یہ خود آگاہی اور قوم آگاہی کا ایک بہت بڑا میڈیا بھی بن جاتا ہے اور اسی سے قوم کو کرنٹ افئیرز اور کرنٹ سچویشنز (Current Affairs and Current Situation) یعنی موجودہ معاملات اور موجودہ صورت حال کے بارے میں بھی معلومات ملتی رہتی ہیں اور اپنی مذہبی سرحدوں کی

حفاظت کا عمل بھی ہوتا رہتا ہے

مجالس عزا کے قیام کے اسی طرح کے ہزاروں فوائد و منافع ہیں جو یہاں بیان نہیں ہو سکتے

## زیارت معصومین علیہم الصلوات والسلام

دوستو! زیارت آئمہ معصومین علیہم الصلوات والسلام کی تاکید ہے ظاہراً اگر وہ موجود ہوں تو ان کی زیارت کے بہت فضائل بیان ہوئے ہیں۔ ان فضائل کو سمجھنے کے لئے ہم صرف ایک بات کرتے ہیں کہ مومن بھائی کے بارے میں ہے کہ جو شخص اس کی بے لوث زیارت کے لئے گھر سے نکلتا ہے اسے عمرے کا ثواب ملتا ہے اور اگر وہ لِوجہِ اللہ جا کر کسی مومن بھائی کی زیارت کرتا ہے تو فرمایا زار اللہ علی عرشہ ٖ گویا اس نے اللہ جل جلالہ کی عرش پر جا کر زیارت کی ہے

اب اسی سے سمجھیں کہ ایک مومن بھائی کی زیارت کا یہ درجہ ہے کہ گویا اللہ کی عرش پر زیارت کرنے کے مترادف ہے تو پھر امیر المومنین محسن عالمین علیہ الصلوات والسلام کی زیارت کا کیا مقام ہوگا؟۔ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام اور ان کے اصحاب و انصار و اولاد طاہرین علیہم الصلوات والسلام کی زیارت کا کیا درجہ ہوگا؟

اسی لئے فرمایا گیا تھا کہ خاندان پاک کے افراد اطہار علیہم الصلوات والسلام اگر ظاہراً موجود ہوں تو بھی زیارت کرو اور اگر وہ وصال الی اللہ فرما جائیں تو ان کے مشاہد مقدسہ کی زیارت کو بھی ان کی ظاہری زیارت کا درجہ دیا گیا ہے اور اس کے بھی بہت فضائل ہیں اور تاکید ہے

بعض روایات میں ہے کہ ایک زیارت ستر 70 حج مقبولہ کے برابر ہے بعض روایات

میں سات سو700 حج اور بعض روایات میں 70 ہزار حج مقبولہ کے برابر اس کا اجر و ثواب بیان فرمایا گیا ہے،فضائل زیارات ہمارے جملہ کتب زیارت میں موجود ہیں اس پر بہت سے فرامین واحادیث منقول ہیں

جیسا کہ ایک شخص نے شہنشاہ معظم امام جعفرؑ الصادق علیہ الصلوات والسلام کی بارگاہ میں عرض کیا کہ آقا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ فرمائیں اگر کوئی شخص بحری راستے سے آپ کی جد مظلوم شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کی زیارت کو جاتا ہے اور اس کو یہ خطرہ ہے کشتی ڈوب جائے گی اور وہ تیرنا بھی نہیں جانتا تو پھر کیا وہ زیارت پر جا سکتا ہے؟ فرمایا ہاں زیارت پر ضرور جانا چاہیے۔اس نے عرض کیا کہ حج کے بارے میں تو یہ فرمان ہے کہ اگر زندگی خطرے میں ہو تو حج ساقط ہو جاتا ہے یہاں زندگی کو خطرہ لاحق ہو تو کیا پھر بھی اس شخص کو جانا چاہیے؟ آپ نے تھوڑی دیر خاموشی کے بعد فرمایا ہاں ہماری جد اطہر علیہ الصلوات والسلام کے حق عظیم کا تقاضہ ہے کہ زیارت پر جانا چاہیے

زیارات کے موضوع پہ جو منقولہ مواد ہے اسے نقل کرنے کی یہاں ضرورت نہیں ہاں اس پر جو اعتراضات وارد کئے جاتے ہیں ان پر سرسری طور نگاہ ضرور ڈالیں گے

عمومی طور پر یہ سوال ہوتا ہے کہ نعوذ باللہ قبروں میں کیا رکھا ہے اہل قبور کیا کر سکتے ہیں؟ کیا دے سکتے ہیں؟ ان کی زیارت کا کیا فائدہ ہوسکتا ہے؟ اللہ جل جلالہ نے فرمایا

☆قَدْ يَئِسُوا مِنَ الْآخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ أَصْحَابِ الْقُبُورِ (الممتحنہ ۱۳)

یقیناً وہ آخرت سے ایسے مایوس ہوئے جیسے کہ کفار قبروں والوں سے مایوس ہو گئے

اس سے ثابت ہے کہ اہل قبور سے کسی بھی قسم کی توقع نہ رکھنا کفار کا رویہ ہے اور مومنین اہل قبور سے ناامید نہیں ہوتے بلکہ وہ ان سے رابطہ رکھنے اور ان کی طرف

سے اعانت کرنے کے بھی قائل ہوتے ہیں

امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا تھا

☆ بذالك امرتم والموا بالقبور التى الزمكم الله حقهاو زيارتها واطلبوا الرزق عندها...... (نہج الاسرار، وسائل الشیعہ، الخصال، بحارالانوار)

ہم تمہیں اس کا امر فرماتے ہیں کہ ان قبور کی بھی زیارت کرو جن کی زیارت کو اور جن کے حق کو اللہ جل جلالہ نے تم پر لازم کیا ہے اور تم وہاں جا کر اپنے لئے رزق طلب کرو۔

آخر میں کچھ نتائج عرض کردوں

( ) اس فرمان سے یہ تاکید شدید ثابت ہے کہ اہل قبور کی زیارت کو جانا چاہیے

( ) اس سے یہ بھی ثابت ہے کہ وصال الی اللہ کے بعد بھی کچھ افراد کا مومنین پر حق باقی رہتا ہے

( ) اس سے یہ بھی ثابت ہے کہ اہل قبور کی زیارت کو اللہ جل جلالہ نے ہم پر لازم قرار دیا ہے

( ) اور یہ بھی ثابت ہے کہ اہل قبور سے طلب رزق یا وسعت رزق کے لئے مدد لی جا سکتی ہے

اسی طرح سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر تمہیں کسی ویرانے میں رات ہو جائے اور تم تنہا ہو اور جنگلی جانوروں سے خطرہ ہو تو پھر مومنین کے قبرستان کو رہائش کے لئے ترجیح دینا اور وہاں جا کر سلام کرنا اور کہنا السلام علیکم یا اھل القبور ......اس کے بعد ان سے کہنا کہ میں آج آپ کے جوار میں رات گزارنا چاہتا ہوں فرمایا کہ جو شخص اس طرح عمل کرے اس کو بے خطر ہو کر سونا چاہیے کیونکہ

اہل قبور اس کی حفاظت کریں گے [ خلاصہ ]
شہدائے بدر کی مزاروں پہ سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تشریف لے جانا مزارات شہدا کی زیارت کو سنت کا درجہ بھی دے دیتا ہے
دوستو! مزارات مومنین ہوں یا مزرات والدین ہوں وہاں جانا، ان کے لئے دعا کرنا، ان سے سفارش طلب کرنا، اللہ جل جلالہ کے حضور ان کو وسیلہ بنانا، ہمارے مذہب میں جائز مانا جاتا ہے۔ اولیائے کرام رضوان اللہ علیہم کی زیارت عام مومنین کی زیارت سے بھی افضل ہے اور معنوی طور پر بھی اس کے روحانی فوائد ہیں اور مشاہد معصومین علیہم الصلوات والسلام کی زیارت ہمارے لئے وجوب کی حد تک پہنچی ہوئی ہے

## طواف مشاہد

دوستو! ہم معصومین علیہم الصلوات والسلام کے مشاہد مقدسہ کا طواف جائز سمجھتے ہیں جملہ شیعہ خیر البریہ اپنے جنازوں کو معصومین علیہم الصلوات والسلام کے مشاہد و مزارات کے گرد طواف کروانا باعث نجات و شفاعت سمجھتے ہیں
مولوی عبدالوہاب نجدی صاحب کے ہم مسلک لوگ آج سعودی عرب میں موجود مقدسات کے گرد یونہی چکر لگانے والوں کو دھر لیتے ہیں اور شرک شرک کی آواز لگاتے ہیں اور سزائیں بھی دیتے ہیں اور ان کی ہمنوائی کرنے والے آج سارے ممالک اسلامیہ میں پھیلے ہوئے ہیں اور یہی پرچار کرتے ہیں کہ قبروں پر نہ جائیں، نہ ہی مزارات معصومین علیہم الصلوات والسلام کا طواف کریں، نہ ہی مزارات کے قریب نمازیں ادا کریں، اس کے لئے وہ جو احادیث پیش کرتے ہیں ان کے معنی میں وہ تصرف کرتے ہیں اور اپنے خود ساختہ معنی بیان کر کے عوام کو اس سعادت سے محروم کرنے

www.khrooj.com

کی کوشش کرتے ہیں جیسا کہ ایک حدیث ہے

**تم کھڑے ہوکر پیشاب نہ کیا کرو اور نہ ہی قبروں پر رفع حاجت کیا کرو**

اس حدیث میں لفظ تھا ''لا تطف بقبر ''اس کا ترجمہ انہوں نے یہ کیا ہے کہ نہ ہی تم کھڑے ہوکر پیشاب کیا کرو اور نہ ہی قبروں کا طواف کیا کرو

جبکہ اس میں لفظ تطف کے معنی طوف [ یعنی پاخانہ ] والے تھے مگر انہوں نے طواف کر دیئے کیونکہ اس میں بات رفع حاجت کی ہورہی تھی اس لئے آداب رفع حاجت بیان فرمائے گئے اور یہاں قبروں کے بارے میں بات تھی ہی نہیں

صاحب مجمع البحرین نے صفحہ 383 پر ''لا تطف بقبر'' کے معنی میں لکھا ہے کہ ''قبر پر پاخانہ نہ کرو''

ایک اور حدیث میں فرمایا گیا تھا...... لا یصل احدکم وھو یدافع الطوف ...... یعنی تم میں سے کوئی رفع حاجت روک کر نماز نہ پڑھے۔ ثابت ہوا کہ تطف بقبر کے معنی وہ نہیں جو وہ لوگ لیتے ہیں

دوستو! بعض لوگوں نے یہ کہا ہے کہ آئمہ ہدیٰ علیہم الصلوات والسلام نے کسی مزار کا طواف نہیں کیا اس لئے کسی پر طواف کرنا جائز نہیں

ان کی اس دلیل کے دو جواب ہیں پہلا یہ کہ آئمہ معصومین علیہم الصلوات والسلام کا کسی مباح کام کو نہ کرنا دلیل حرمت نہیں ہے کیونکہ بہت سے ایسے مباح کام ہیں جو معصومین علیہم الصلوات والسلام نے نہیں کیئے، جیسا کہ آم کھانا، بھینس کا دودھ نکالنا وغیرہ کسی امام کے بارے میں ثابت نہیں ہے اور بعض محدثین نے تو پوری زندگی آم کھایا ہی نہیں کیونکہ انہیں سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آم کھانا کسی روایت میں نہیں ملا۔ بس اسی طرح کسی بھی مباح

www.khrooj.com

کام کا معصومین علیہم الصلوات والسلام سے ثابت نہ ہونا اس کے حرام ہونے پر دلیل نہیں بن سکتا دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ مفروضہ ہی غلط ہے کہ کسی معصوم علیہ الصلوات والسلام نے کسی مزار کا طواف نہیں کیا جبکہ ہمیں لاتعداد ایسی روایات ملتی ہیں جن سے معصومین علیہم الصلوات والسلام کا طوافِ مزارات کرنا ثابت ہے جیسا کہ یحییٰ بن اکثم کی روایت میں ہے

وہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مزار اقدس کا طواف کرنے آیا تو دیکھا کہ امام محمد تقی علیہ الصلوات والسلام وہاں پہلے سے مصروف طواف تھے

(وسائل الشیعہ ج 10 باب المزار)

صاحب مستدرک الوسائل بھی باب المزار میں ایک زیارت نقل کرتے ہیں جس میں یہ فقرے ہیں......بابی انت وامی یا آل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم انا لا نملك الا ان نطوف حول مشاهدکم......(مستدرک ج 8)

اے سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک آل علیہ الصلوات والسلام میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں ہمارے پاس تو آپ کے مزارات مقدسہ کے طواف کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے [یعنی اب ہم اور کر ہی کیا سکتے ہیں سوائے طواف کے ]

## مشاہد مقدسہ کے جوار میں تدفین

دوستو! شیعہ مذہب کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ معصومین علیہم الصلوات والسلام کے جوار مشاہد ومزارات میں کسی کو دفن کرنا اس کی بخشش کا موجب ہوتا ہے کیونکہ معصومین علیہم الصلوات والسلام حق جار کے پیش نظر اس پر نزول عذاب نہیں ہونے دیتے جیسا کہ امام صادق آل محمدؐ علیہم الصلوات والسلام فرماتے ہیں کہ جو شخص حرم امام علیہ الصلوات والسلام میں دفن ہوا وہ عذاب سے محفوظ رہا اس پر راوی نے عرض کیا کہ کیا نیک آدمی محفوظ رہتا ہے یا غیر صالح بھی؟ تو آپ نے

www.khrooj.com

فرمایا چاہے صالح ہو یا غیر صالح وہ محفوظ رہتا ہے

(وسائل الشیعہ ابواب دفن باب 21)

اسی طرح جو مومن سادات عظام واولیائے کرام کے جوار میں دفن ہوتا ہے تو وہ بھی اپنے حق جار کو ادا فرماتے ہوئے اس کی شفاعت ضرور کرتے ہیں ہاں اس میں شرط ایمان ہے یعنی کوئی کافر و دشمن آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو تو اس کی شفاعت یا سفارش شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوران کی آل پاک علیہ الصلوات والسلام بھی نہیں فرماتی کیونکہ اس سے خالق نے خود روک دیا ہے جیسا کہ کلام الٰہی میں ہے

☆ إِن تَسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ سَبۡعِينَ مَرَّةً فَلَن يَغۡفِرَ اللّٰهُ لَهُمۡ ...... (سورہ توبہ 80)

فرمایا اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر آپ [اپنے دشمنوں کے لئے] ستر مرتبہ بھی استغفار فرمائیں تو میں اُنہیں نہیں بخشوں گا

اس کی وجہ یہ ہے کہ شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوران کی پاک آل کا دشمن کافر ہے اور کافر کے لئے اللہ جل جلالہ نے فرمایا دیا ہے کہ میں اسے نہیں بخشوں گا کیونکہ وہ اپنے دشمن کو تو معاف کرسکتا ہے مگر اپنے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوران کی پاک آل علیہم الصلوات والسلام کے دشمن کو کبھی معاف نہیں کرسکتا

## سر و پا برہنگی

دوستو! ایام عزا میں سر و پا برہنہ ہوکر مراسم عزا یا اظہار عزا کرنا بھی ہم جائز سمجھتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ احترام کے لئے یا عزاداری کیلئے سر و پا برہنہ ہونا جائز ہے

جیسا کہ جناب موسیٰ علیہ السلام کو وادی مقدس میں فرمایا گیا تھا ''فخلع نعلیك '' آپ جوتے اتاردیں یہ وادی مقدس ہے یعنی احترام کا تقاضہ ہے کہ ہر محترم جگہ پر جوتے

اتار کر جائیں ضامن الغربا امام علی الرضا علیہ الصلوات والسلام نے دو طرح سے اس پر عمل کر کے دکھایا ہے ایک تو اس وقت جب مامون نے عرض کیا تھا آپ نماز عید کی امامت فرمائیں تو آپ نے فرمایا تھا کہ ہم عید کے دن اس طرح تشریف لائیں گے جس طرح شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید پر تشریف لایا کرتے تھے اس نے اسے قبول کیا تو پھر آپ نے گھر ہی سے نعلین پاک اتار دی اور بڑی شان وشوکت سے مسجد کی طرف روانہ ہوئے [ خلاصہ ] یعنی احترام عید میں نعلین اتار کر گھر سے روانہ ہوئے ۔ اس سے ثابت فرمایا کہ سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اسی طرح مسجد میں تشریف لایا کرتے تھے ۔ دوسرا ان کا معمول تھا کہ جب ماہ عزا نظر آجاتا تھا تو آپ نعلین اتار دیتے تھے اور عمامہ ہمیشہ گلے میں لپیٹے رہتے تھے اور سوگوار رہتے تھے ۔ اس سے ثابت ہوا کہ احترام عزا وعید کے لئے پابرہنہ ہونا سنت نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور یہ شیعوں کا شعار ہے اسی لئے مجالس عزا میں ماتمی جلوسوں میں شیعہ قوم احتراماً سر برہنہ اور پابرہنہ شرکت کرتی ہے کیونکہ یہ سنت امام بھی ہے

## منبر حسینیؑ

دوستو! ہمارے مجالس میں آپ نے دیکھا ہوگا کہ ذاکر جب ذکر پاک کرتا ہے تو اس کے سامنے ایک سجی ہوئی میز پاک رکھی ہوتی ہے اس سجی ہوئی میز پاک کو منبر حسینیؑ کہا جاتا ہے ۔ آپ نے کبھی یہ نہ سوچا ہوگا کہ آخر اس میز کو سجا کر رکھنے کی کیا وجہ ہے؟

دوستو! اس کے پیچھے بھی ہماری ایک تاریخ ہے، جب واقعہ کربلا ہوا تو اس کے بعد بنی امیہ نے امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کی تربت اقدس کی زیارت پر پابندی لگادی تھی

www.khrooj.com

تا کہ شہادت شہدا پر پردہ پڑ جائے ۔اس دور میں مومنین عظامؒ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کی چھپ کر زیارت کیا کرتے تھے، اس وقت وہاں مزار کا نشان بھی موجود نہ تھا بلکہ چند علامات سے اس مقام کو پہچانا جاتا تھا۔ اس کے بعد وہاں ایک بیری کا درخت پیدا ہوا اور وہ اس طرح بڑا ہوا کہ اس نے اصل مقام مزار کو پوری طرح ڈھانپ لیا اور انتہائی گہرا سایہ دار بہت وسیع تھا گویا وہ ایک روضہ یا قبہ مبارک کی طرح بن گیا تھا اس وقت مومنین ایک دوسرے کو اس بیری کی نشانی بتاتے کہ اس بیری کے نیچے کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی مزار ہے وہاں جا کر زیارت کرنا ۔ یہ سلسلہ چلتا رہا تا اینکہ متوکل عباسی ملعون کا زمانہ آیا تو اس ملعون نے اس بیری کو کٹوا دیا جس پر اس حدیث کا مفہوم سمجھ آ گیا کہ جس میں سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا'' قاطع سدرہ پر اللہ کی لعنت ہو''

اس کے بعد جب حالات کچھ بدلے اور بنی عباس کی حکومت کی پالیساں نرم ہوئیں تو پھر مومنین نے از سر نو مزار اقدس کو تیار کیا اور اس پر سایہ بنانے کا پروگرام بنایا گیا۔ اس وقت وہاں انہوں نے مزار اقدس کے چار کونوں پر لکڑی کے چار بالے نصب کیئے جن کی اونچائی سات یا آٹھ فٹ ہو گی ان بالوں کے اوپر والے سروں پر انہوں نے چار لکڑیاں اس طرح باندھ دیں کہ وہ چاروں ایک دوسرے سے جڑ گئے پھر ان پر لکڑی کے بڑے بڑے تختے [ پھٹے ] رکھ دیئے کہ وہ سایہ دار چھت بن گئی جس کی شکل ایک میز جیسی تھی اور لوگ وہاں جا کر زیارت پڑھا کرتے تھے۔ اس دور میں جو سادات پاک ہند میں تشریف لائے تو انہوں نے یہاں مجالس کو رواج دیا اور انہوں نے اس مزار اقدس کی شبیہ برآمد کرنے کا پروگرام بنایا اور اس طرح منبر حسینیؑ

بنایا گیا دراصل یہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی مزار اطہر کی شبیہ ہوتی ہے نہ کہ یہ ذاکرین کے سامان رکھنے کے لئے رکھی جاتی ہے

ماضی میں ایسا ہوتا تھا کہ مجلس سے قبل جب منبر حسینیؐ کو سجا کر لے جایا جاتا تھا تو اسی وقت سے کہرام بپا ہو جاتا تھا اور ذاکرین منبر پاک کے پاس کھڑے ہو کر بڑے عجز و نیاز سے واقعات کربلا سناتے تھے اور خود کو کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی مزار کے قریب کھڑا ہوا محسوس کرتے تھے باادب، باوضو، بصد احترام وہ مجلس پڑھا کرتے تھے اب یہ تصور معدوم ہو رہا ہے اسے دوبارہ بحال کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

اُس دور میں لوگ اس منبر حسینیؐ کو وہی پرٹوکول دیتے تھے جو اس وقت کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی مزار اقدس کو ملتا ہے، اس کے سامنے کوئی غیر شائستہ حرکت نہیں کرتا تھا اور نہ کوئی اس کے سامنے کرسی پر بیٹھتا تھا۔ سادات کے گھروں میں مجالس ہوتے تھے تو منبر حسینیؐ کو سجانا اور برآمد کرنا بزرگ مستورات کے ذمہ ہوتا تھا وہ گریہ و بکا کے ساتھ اس شبیہ کو برآمد کرتے تھے اور اس کے بعد مجلس پاک شروع ہوتی تھی، اس دور میں مجالس رات کو ہوتے تھے کیونکہ امام بارگاہیں نہیں ہوتی تھیں اور مجالس گھروں کے اندر ہوا کرتی تھیں

عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ مجالس عزا میں ذاکرین عظام کے سامنے یہ میز نہیں ہوتی بلکہ یہ مزارِ اقدس کی شبیہ پاک ہوتی ہے اس لئے اس کا ہم احترام کرتے ہیں اور جو حضرات نادانستگی میں مولا مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی مزار اقدس کی اس پاک شبیہ کا ادب ملحوظ نہیں رکھتے ان کی خدمت میں ہماری طرف سے یہ التجا ہے کہ وہ بھی آئندہ اس منبر پاک کا ویسا ہی ادب ملحوظ رکھیں جیسا کہ اصل مزار اقدس کا

## شعائرِ آلِ عمرانؑ علیہم الصلوات والسلام

دوستو! مہذب قومیں اپنے روایات کی سختی سے پابند ہوتی ہیں اور اگر وہ روایات مذہبی روایات یا شعار کی حیثیت رکھتی ہوں تو ان کی پابندی اور زیادہ ہوتی ہے جیسا کہ ہم مغربی ممالک کو دیکھتے ہیں کہ جو ان کے مذہبی تقریبات ہوتے ہیں ان کی ادائیگی میں وہ بہت زیادہ سختی سے پابندی کرتے ہیں یعنی کرسمس کا جو جلوس لندن کے مرکزی چرچ سے نکلتا ہے اس کا صبح جو وقت مقرر ہے اس میں وہ ایک منٹ کی تعجیل یا تاخیر نہیں کرتے ایک آدمی نے کئی لاکھ پونڈ دے کر ایک سال اس میں صرف ایک منٹ کی تبدیلی کروائی تھی جس پر آج بھی تنقید ہوتی ہے، میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ دنیا کی ساری مہذب قومیں اپنے تہواروں اور تقاریب وایام کو بڑے پر تکلف انداز میں سیلی بریٹ (Calibrate) کرتی ہیں اور یہ شان وشوکت ان کی بڑائی یا عظمت کی پہچان ہوتی ہے جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں ہر چار سال بعد اولمپک کے کھیل ہوتے ہیں اور اس کی افتتاحی تقریب سے کئی ماہ پہلے اولمپیا [یونان] کے مقام پر اولمپک کی ایک شمع جلائی جاتی ہے، جس میں ہزاروں لاکھوں لوگ شرکت کرتے ہیں، اس کے بعد وہ شمع کئی ممالک میں جاتی ہے اور اسے سابق اولمپک چمپئین ہاتھ میں لے کر دوڑتے ہیں اور قدم قدم پر بوڑھے اور جوان کھلاڑی بدلتے جاتے ہیں، اس طرح ہاتھوں ہاتھوں میں سفر کرتی ہوئی اولمپک شمع ہزاروں کھلاڑیوں اور بیسیوں ممالک کے لاکھوں لوگوں کے سامنے سے گزرتی ہے اور اسے ٹی وی اخبار والے کوریج (Coverage) دیتے ہیں اور جب یہ اس ملک میں جاتی ہے

جہاں اس سال اولمپک کھیل منعقد ہونا ہوتے ہیں تو وہاں اس کا شایان شان استقبال کیا جاتا ہے اور سربراہان مملکت تک اس کی ریسپشن (Reception) میں کھڑے ہوتے ہیں اور اس وقت لاکھوں کروڑوں لوگ اسے دیکھ رہے ہوتے ہیں اور جب اسے اولمپک سٹی (City) میں لایا جاتا ہے تو اس سے پہلے وہاں ایک شاندار تقریب ہوتی ہے جو کئی گھنٹے چلتی ہے اور دنیا کے لاکھوں نہیں اربوں لوگ اسے دیکھتے ہیں اور سیکڑوں ٹی وی چینل اسے لائیو (Live) دکھاتے ہیں حالانکہ اس کی کوئی شرعی حیثیت کسی بھی مذہب میں نہیں ہے مگر ایک روایت ہے اور وہ لوگ اس روایت کو پروقار طریقے سے باقی رکھے ہوئے ہیں

اسی طرح سارے ممالک اپنے ملکوں کے یوم مناتے ہیں تو اس میں ملک کا جھنڈا الہرایا جاتا ہے اور اسے سربراہ مملکت اپنے ہاتھوں سے لہراتا ہے، اسے سلیوٹ کرتا ہے، سلامی کا بینڈ قومی ترانے کی دھن بجاتا ہے، سارے فوجی اسے سلامی دیتے ہیں، پوری قوم تعظیماً کھڑی ہوجاتی ہے، اور اس کے سامنے اس ملک کے مختلف شعبے اپنے اپنے فلوٹس لے کر آتے ہیں، اسی طرح فوجی اسلحہ شو آف پاور (Show of Power) کے لئے لایا جاتا ہے ٹینک، میزائل، بکتر بند گاڑیاں حتیٰ کہ ایٹم بم کے ماڈل عوام کے سامنے سے گزارے جاتے ہیں تا کہ عوام میں احساسِ تحفظ بیدار رہو اور ایسی تقاریب کو شایانِ شان اور پروقار طریقے سے منایا جاتا ہے اسی میں ملک اور قوم کی شان اور عزت ہوتی ہے اور جو قومیں اس طرح نہیں کرتیں ان کی کسی بھی ملک میں کوئی عزت نہیں ہوتی، کسی بھی قوم میں اس کا کوئی وقار نہیں ہوتا، وہ قوم اقوام عالم میں بے آبرو اور بے عزت اور جاہل قوم شمار ہوتی ہے۔ **یہ ہے مہذب**

www.khrooj.com

**قوموں کا اپنی روایات سے رویہ۔**

اب میں یہاں یہ کہنے کی پوزیشن میں ہوں کہ ہمارے عزاداری کے جلوس کی صورت میں جو پروسیشنز (Processions) ہوتے ہیں یہ بھی ہماری ذہنیت کے ترجمان ہوتے ہیں اور ہمیں دوسری قومیں ان کے حوالے سے دیکھتی ہیں اور ہماری ذہنیت کو اس کے پیمانے سے پہچانتی ہیں، اس لئے ہمارا رویہ اپنے جلوسوں اور اپنے مقدسات کے ساتھ ہمیشہ سے بڑا احساس رہا ہے اور اگر ہم یہ کہیں کہ دنیا کو ہم لوگوں نے اپنے روایات اور مقدسات کے ساتھ پروقار رویہ رکھنا سکھایا ہے تو یہ غلط نہ ہوگا۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ ہم میں بھی یہ باتیں زوال پذیر ہوتی چلی گئی تھیں لیکن شکر ہے کہ اب دوبارہ ان کا احیا ثانیہ ہورہا ہے اور نوجوانوں میں شعور بیدار ہورہا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ اپنے مقدسات سے محبت اور اس کے احترام وسلیوٹ کو ہم نے رواج دیا ہے اب میں ایک ایک شبیہ کے بارے میں اپنے رویے بیان کرنا چاہوں گا

## شبیہ علم پاک

ہمارے جلوسوں میں ایک علم پاک نہیں ہوتا بلکہ اس میں کئی علم پاک ہوتے ہیں اور یہ بھی سارے لوگ جانتے ہیں کہ علم کی روایت ورسم قبل از تاریخ کی ہے اور ماضی میں علم کے معنی ہیں ''نشانی یا کسی چیز کی نشاندہی کرنے والا'' اس علم سے ماضی میں کئی کام لئے جاتے تھے اور کئی باتیں ''بزبان علم'' بیان کی جاتی تھیں مثلاً کسی جنگ میں فوج کی پہچان علم ہوتا تھا، دوران جنگ ہنگامے اور شر میں فوج کو حملے کی سمت بتانے کے لئے علم کا اشارہ ہوتا تھا، اگر کوئی گھر سے دور دراز سفر پر جاتا تھا تو گھر پہ سفید رنگ کا علم لگا کے جاتا تھا کہ تاکہ معلوم ہو کہ گھر کا مالک پردیس ہے اسی طرح کوئی

اگر قتل ہو جاتا تھا اور اس کا کوئی وارث نہیں ہوتا تھا یا اس کا ابھی بدلہ نہ لیا گیا ہوتا تھا تو اس کی قبر پہ سرخ رنگ کا علم لگایا جاتا تھا، اگر کسی گھر کا اہم فرد فوت ہو جاتا تھا تو اس کے گھر کے اوپر سیاہ علم لگایا جاتا تھا، کسی چراگاہ پر کسی سردار کا قبضہ ہوتا تھا تو وہ اس مرج [ چراگاہ ] میں اپنا علم نصب کر دیتا تھا جس سے کوئی اس کی مقبوضہ چراگاہ میں اپنے جانور نہیں چراتا تھا، اسی طرح قدیم لوگ اس ایک علم سے لاتعداد کام لیتے تھے اور آج بھی یہ کام لئے جا رہے ہیں جیسا کہ حاجی حضرات کو اپنے کیمپ کی پہچان علم کرواتا ہے، ہر سیاسی پارٹی کا اپنا اپنا جھنڈا ہوتا ہے جسے اس کی عزت کی علامت مانا جاتا ہے، جب کوئی قوم کسی دوسرے ملک کی بے عزتی کرنا چاہتی ہے تو اس کے جھنڈے جلائے جاتے ہیں یہ بھی پروٹسٹ(Protest) کا ایک طریقہ ہے، ہر کھیل کا کلب اپنا ایک فلیگ (Flag) بناتا ہے جیسا کہ فٹبال لیگ کے جب مقابلے ہوتے ہیں تو اس میں ساری(Top Hundred) ٹاپ ہنڈرڈ ٹیمیں اپنے اپنے کلب کے فلیگ(Flag) کے ساتھ آتی ہیں، ملک کے جھنڈے کی طرح فوج کی ہر رجمنٹ کا ایک علیحدہ فلیگ(Flag) ہوتا ہے جو اس رجمنٹ کی پہچان اور عزت و وقار کی علامت ہوتا ہے

اسی طرح ہمارے جلوسوں میں کئی علم پاک وہ ہوتے ہیں جو شہنشاہ وفا جناب ابوالفضل العباس علیہ الصلوات والسلام کے نام سے منسوب ہوتے ہیں یہ علم پاک ہمیشہ سیاہ ہوتے ہیں لیکن کربلا میں ان کا جو علم پاک تھا وہ سبز رنگ کا تھا یہ ان کے سوگ کی علامت کے طور پر سیاہ رکھا جاتا ہے، اسی طرح شہنشاہ مظلومیت علیہ الصلوات والسلام کے نام سے جو علم پاک منسوب ہوتے ہیں ان کا رنگ سرخ ہوتا ہے کیونکہ یہ وہ شہید ہیں کہ

جن کا انتقام ابھی تک نہیں لیا گیا ہے۔ شہنشاہ امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے علم پاک کا رنگ سبز ہوتا ہے جو دین اسلام کی یکجہتی کی علامت ہے ہاں جب آپ تشریف لائیں گے تو آپ کا علم سفید رنگ کا ہوگا اور وہ مخصوص علم ہوگا جو شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دست بدست ان تک پہنچا ہے اور یہی وہ علم ہے جس کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ جب بھی علم کھلتا ہے اور لہراتا ہے تو اس کے لہرانے سے ملکوتِ ارض وسما نصرت کے لئے جمع ہو جاتے ہیں

یہی وہ وجوہات ہیں کہ جن کی وجہ سے ہم علم پاک کا احترام کرتے ہیں کیونکہ اس میں کئی نسبتیں ہیں اور ہمارا دین اسلام ہے ہی نسبتوں کا دین، کیونکہ ہمارا کعبہ اللہ جل جلالہ کی نسبت کی وجہ سے مسجود ہے ورنہ کعبہ اللہ نہیں کہ ہم اسے سجدہ کرتے ہیں ہماری حج اور اس کے تمام مناسک جناب ابراہیم علیہ السلام اور ان کے خاندان سے منسوب اعمال کا مجموعہ ہیں یعنی قربانی ہے، سعی ہے، رمی جمرات ہے، طواف ہے، یہ سب نسبتوں کی وجہ سے ہے اسی طرح مذہب شیعہ میں ابراہیم و آل ابراہیم علیہ السلام کی طرح آل عمران علیہ الصلوات والسلام کی نسبتوں کو بھی برابر کی اہمیت حاصل ہے کیونکہ آل ابراہیم علیہ الصلوات والسلام سے ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل ہزار درجے افضل ہے تو اِن کے منسوبات بھی اُن کے منسوبات سے ہزار درجے افضل ہیں اِس لئے ہم علم پاک کے پاس جوتے پہن کر جانا، بغیر وضو جانا، ان کے سامنے یا قریب بیٹھ کر سگریٹ نوشی کرنا یا تھوکنا جائز نہیں سمجھتے اور جس طرح صفا و مروا کو شعائر اللہ کہا گیا ہے اسی طرح ہم ان منسوبات کو بھی شعائر اللہ مانتے ہیں اور یہ بھی ہے کہ صفا و مروا میں دعائیں منظور ہوتی ہیں کیونکہ وہ شعائر اللہ ہیں، اسی طرح علم پاک کے نیچے جو دعائیں کی جاتی ہیں

www.khrooj.com

وہ جلد منظور ہوتی ہیں کیونکہ یہ شعائر آل عمران علیہم الصلوات والسلام میں سے ہے۔ جب بھی ہم علم پاک کو آتا ہوا دیکھتے ہیں تو ہم تعظیماً کھڑے ہو جاتے ہیں کیونکہ کسی عزت دار کی آمد پر کھڑے ہو کر استقبال نہ کرنا گھٹیا اور ارذل ذہنیت کی نشاندہی کرتا ہے، اللہ نے جس چیز یا شخصیت کو عزت دی ہو اسے عزت یا اس کا مقام نہ دینا یہ ظلم ہے، اس لئے ان منسوبات کا ہم ادب و تعظیم کرتے ہیں جیسا کہ گھر کے بڑے بزرگ کو ہم پروٹوکول دیتے ہیں۔ ہم علم پاک کو جھک کر سلام کرتے ہیں اس میں علم پاک کی عبادت کا کوئی تصور نہیں ہوتا مگر شعائر اللہ کی تعظیم کرنا چونکہ عبادت ہے اس لئے یہ جھکنا عبادت قرار پاتا ہے، اس کے سامنے انکسار کرنا رخسارے خاک پہ رکھنا اور شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام کے سامنے عاجزی سے اپنے لئے کرم کی بھیک مانگنا بھی ایک طرح کی اللہ ہی کی عبادت کی طرح ہے کیونکہ اس کے عطا کردہ وسائل کو استعمال نہ کرنا بھی ایک طرح سے کفران نعمت ہے

اس بات کو میں ایک نصیحی حکایت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک عابد کسی جزیرے کی ایک غار میں عبادت کیا کرتا تھا اس نے ستر سال اللہ جل جلالہ کی بے لوث عبادت کی کیونکہ اس جزیرے میں کوئی دوسرا متنفس موجود ہی نہیں تھا۔ ہوا یہ کہ ایک دن وہاں شدید طوفان آیا اور سارا جزیرہ زیر آب آ گیا، اس عابد نے دعا کی اے میرے خالق میں نے تیری عبادت کی اور میں ڈوب رہا ہوں تو مجھے بچانے آ کیونکہ مجھے صرف تو ہی بچا سکتا ہے۔ ابھی وہ دعا مانگ رہا تھا کہ ایک سمندری جہاز بھٹکتا ہوا اس جزیرے میں آ پہنچا، اہل جہاز نے دیکھا کہ کوئی آدمی ایک بلند مقام پر کھڑا ہے اور خود کو بچانے کی ناکام کوشش کر رہا ہے، انہوں نے جہاز اس کے قریب کیا اور اس

www.khrooj.com

سے کہا تم جلدی ہمارے جہاز پر سوار ہو جاؤ کیونکہ طوفان اور بڑھنے والا ہے، اس عابد نے کہا مجھے تمہاری کوئی ضرورت نہیں ہے وہ جہاز چلا گیا طوفان اور بڑھ گیا اس نے پھر دعا کی اسی طرح ایک اور جہاز وہاں پہنچ گیا اور جہاز کے عملہ والوں نے بھی اسے یہی کہا کہ جہاز میں آ جاؤ مگر وہ نہ آیا اور اسی طرح تین جہاز آئے اور سب نے اسے کہا کہ تم ہمارے جہاز میں آ جاؤ مگر اس نے کہا میں نہیں آؤں گا کیونکہ مجھے اللہ ہی بچانے آئے گا۔ ہوا یہ کہ وہ آدمی ڈوب کر مر گیا۔ جب اسے اللہ جل جلالہ کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے عرض کیا میرے خالق تو نے یہ کیا کیا ہے کہ میں نے ستر سال تیری عبادت کی اور تو مجھے طوفان سے بچانے تک نہیں آیا۔ خالق نے فرمایا او خرمقدس یہ بتا تیرے پاس جو تین جہاز آئے تھے وہ کس نے بھیجے تھے کیا وہ تیرے باپ نے بھیجے تھے؟ میں نے تو تمہارے بچانے کے لئے وسائل پیدا کر دیئے تھے اگر تو نے ان وسائل کو استعمال نہیں کیا تو اس میں تیری جہالت ہے اور تو نے میرے عطا کردہ وسائل سے کفران کیا ہے تو اس کی سزا یہی ہلاکت تھی جو تجھے ملی ہے

دوستو! ہمیں اللہ جل جلالہ نے دین اور دنیا کے یہ وسائل عطا فرمائے ہیں اور ان سے توسل نہ کرنا اس کے عطا فرمودہ وسائل سے کفران کے مترادف ہے جس کی سزا محرومی ہی محرومی ہے۔ یہ شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام کا علم پاک ہو یا شہنشاہ امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف یا امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کا علم پاک ہم اسے اپنی عزت و وقار کی علامت سمجھتے ہیں، اسے ہم اپنی حاجتوں کی تکمیل کا وسیلہ سمجھتے ہیں اور انہیں اپنی عقیدتوں کا مرکز سمجھتے ہیں کیونکہ علم چاہے قوم کا ہو یا ملک کا ہو یا مذہب کا ہو وہ ان کے لئے عزت و آبرو کا درجہ رکھتا ہے

www.khrooj.com

# ذوالجناح پاک

دوستو! دیگر شبیہوں کی طرح ہمارے پروسیشنز (Processions) میں شبیہ ذوالجناح کو بھی انتہائی مقدس مانا جاتا ہے کیونکہ یہ اس ذوالجناح کی شبیہ ہے کہ جس نے کربلا میں شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ وفا کی تھی اور آخر میں نہر علقمہ کے کنارے دعا کی کہ خالق مجھے اس وقت تک موت نہ دینا جب تک میں اپنے مظلوم ہسوار کا انتقام اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لوں اور میں اپنے آقا کے سارے دشمنوں کو اپنی ٹاپوں تلے کچل نہ لوں مجھے اس دنیا میں باقی رکھنا یہ دعا کرکے وہ نہر میں کود گیا اور خالق نے اسے آج تک محفوظ رکھا ہوا ہے اور وہ جبل رضوی میں محفوظ ہے اور ہمارے شہنشاہ امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف جو عمومی طور پہ کائنات کے سارے مظلومین کے منتقم ہیں اور خصوصی طور پر اپنے اجداد طاہرین علیہم الصلوات والسلام کے منتقم ہیں جب وہ تلوار انتقام بلند فرمائیں گے تو اسی رہوار کی زین کو زینت بخشیں گے اور ایک ایک مظلوم کا انتقام لیں گے

یہ رہوار مظلومیت کی محبت کی علامت ہے، وفاداری کے شعورِ کامل کا استعارہ ہے، دوستی اور قربانی کی اصطلاحِ زندہ ہے کیونکہ اسے شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام سے بہت قریب کی نسبت ہے، اس لئے ہم اس کا بہت احترام کرتے ہیں

اس کے قدموں کی خاک خاک شفا ہے اگر کسی کو شک ہو تو استعمال کرکے دیکھ لے جیسی بھی بیماری ہوگی انسان کو شفا مل جائے گی معترض کے لئے تجربہ شرط ہے

جس قسم کا زخم ہو اس کے قدموں سے مس کردہ خاک لگائیں زخم ختم ہو جاتا ہے اس

کے لئے بھی تجربہ کر کے دیکھ لیں

جس کی اولاد نہ ہوتی ہو وہ مستورا سے اپنے دوپٹے کے دامن میں جو یا چنے کی نیاز پیش کر کے کھلائے اور ہر سال زیارت ذوالجناح کی منت مانے انشاءاللہ اگلے سال بچہ اس کی گود میں ہوگا معترض کے لئے تجربہ شرط ہے

اس طرح کے کئی معجزات ذوالجناح پاک سے تعلق رکھتے ہیں

دوستو! ہم شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کی نسبت سے اس ذوالجناح پاک کا احترام کرتے ہیں ۔ ہم ذوالجناح پاک کے پاس جوتے پہن کر نہیں جاتے، بغیر وضو کے نہیں جاتے، ذوالجناح پاک کا جو تھان ہوتا ہے یا اس کی کھرلی ہوتی ہے ہم اس کے پاس بھی جوتے پہن کر نہیں جاتے، اس کی کسی چیز کو بغیر وضو کے ہاتھ نہیں لگاتے کیونکہ یہ بھی شعائر اللہ خاص میں سے ہے

اگر ذوالجناح پاک علیل ہو جائے تو ہم اس کی تیمارداری اپنے بزرگوں سے بڑھ کر کرتے ہیں ۔ ایک صاحب مجھ سے کہنے لگے کہ اگر ذوالجناح پاک خدانہ کرے شدید بیمار ہوں تو کیا آپ اسے ذبح کرنے کی اجازت دیتے ہیں؟ میں نے جواباً عرض کیا کہ اگر آپ کے والد ماجد شدید بیمار ہوں اور بیماری کی شدید اذیت میں مبتلا ہوں تو کیا آپ انہیں ذبح کرنے کے متعلق سوچیں گے؟ حالانکہ کئی ممالک میں اب ''مرسی کلنگ'' (Mercy Killing) کا قانون پاس ہو چکا ہے کہ اگر کوئی ایسی دردناک بیماری میں مبتلا ہے کہ جس میں اسے شدید اذیت ہو رہی ہو اور اس کا علاج بھی ممکن نہ ہو تو اس پر ترس کھاتے ہوئے اسے قتل کر دینے کی قانونی اجازت دے دی گئی ہے مگر کسی نے اپنے والد کے لئے مرسی کلنگ کی درخواست نہیں گزاری تو پھر

ذوالجناح پاک پر یہ ظالمانہ ترس کیوں؟

دوستو! ہم ادب اور احترام کی وجہ سے ذوالجناح پاک کے استعمال شدہ یا منسوب کپڑے اور زیورات کو اپنے استعمال میں لانا جائز نہیں سمجھتے جیسا کہ قرآن پاک کے غلاف کا احترام واجب ہے اسی طرح ہم ان کے غلافوں کا احترام واجب سمجھتے ہیں

قبلہ ام دام ظلہ اللہ تعالی ایک دن فرما رہے تھے کہ حوضۂ علمیہ میں ایک دن بحث ہو رہی تھی ایک طرف کربلا معلیٰ کے علما تھے اور دوسری طرف نجف کے علما تھے ان کے مابین یہ بحث ہو رہی تھی کہ اگر مومنین پر قحط پڑ جائے سب کی جانوں کو خطرہ ہو تو کیا روضہ اطہر پہ لگا ہوا سونا بیچ کر اس سے مومنین کی جانیں بچائی جا سکتی ہیں؟ نجف کے ایک عالم صاحب نے فرمایا کہ ہاں ایسا کیا جا سکتا ہے۔ اس پر کربلا کے ایک عالم نے فرمایا کہ یہ سونا کیونکہ روضہ اطہر سے متعلق ہے اس لئے اس پر شعائر اللہ کا حکم لاگو ہوگا اس لئے اسے بیچ کر مومنین کی جانیں بچانا بھی جائز نہیں ہے، یہ سن کر سب نے کہا یہ دلیل قوی ہے اس لئے نجفی صاحب نے معذرت کر لی

دوستو! سارے منسوبات کی کسی چیز کو ذاتی استعمال میں لانا ہم ایسا سمجھتے ہیں کہ جیسے غلافِ قرآن و کعبہ کو اپنے تصرف میں لانا۔ اس لئے جو لوگ ذوالجناح پہ سواری کرتے ہیں وہ لوگ گنہگار ہوتے ہیں، جو بازار سے کسی کا گھوڑا لے کر وقتی طور پر ذوالجناح پاک کی شبیہ بناتے ہیں وہ درست نہیں کرتے کیونکہ جو سواری منسوب ہو جائے اس پر پھر کسی کا سوار ہونا جائز نہیں ہے، اسی طرح محمل پاک کی شبیہ میں استعمال ہونے والے اونٹ یا ناقے بھی اسی حکم میں آتے ہیں کہ ان پر بھی سوار ہونا

جائزنہیں ہے

کچھ احباب نے یہ کہا ہے کہ آئمہ اطہار علیہم الصلوات والسلام نے اپنے اصحاب کو اپنی سواریوں پرسوار ہونے کا اعزاز بخشا ہے اس لئے ہمارے لئے بھی اس سے سوار ہونے کا جواز ثابت ہے۔

دوستو! یہ دلیل کئی حوالوں سے ناقص ہے

پہلی بات تو یہ ہے کہ جن لوگوں کو سوار ہونے کا اعزاز بخشا گیا ہے انہیں حکم فرمایا گیا ہے اورامر کے بارے میں سب یہی کہتے ہیں کہ......الامــر فــوق الادب......حکم ادب سے اونچا ہوتا ہے کیونکہ ان لوگوں کو حکم تھا اس لئے وہ تعمیم نہیں بن سکتا

اب کوئی اس سے جواز ثابت کرنا چاہتا ہے تو اسے ایک عمومی حکم دکھانا ہوگا کہ جس میں کھلی اجازت ہو اور ایسا کوئی حکم کوئی شخص قیامت تک نہیں دکھا سکتا۔

دوستو! اگر ہمیں آج شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کا حقیقی ذوالجناح پاک مل جائے اور ہمیں اسے سجانے کا حکم مل جائے تو ہم اسے کس طرح سجانے میں کوشش کریں گے؟ بس ہمیں شبیہِ ذوالجناح پاک کو اس طرح سجانا چاہیے جتنا حقیقی ذوالجناح پاک ملنے پر سجاتے

دوستو! اگر ذوالجناح پاک وصال فرما جائے تو اسے غسل اور کفن دینا چاہیے اور انتہائی ادب واحترام سے نوحہ خوانی اور ماتمداری کے ساتھ مزار تک لانا چاہیے اور وہاں پورے احترام کے ساتھ اس کی تدفین کرنا چاہیے اور اس کی مزار کا احترام بھی اسی طرح کا ہے جس طرح اس کی زندگی میں تھا

www.khrooj.com

# تعزیہ پاک

دوستو! اکثر لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ تعزیہ پاک کیا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام یا شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام یا دیگر آئمہ اطہار علیہم الصلوات والسلام کے روضہ ہائے اطہر کی شبیہ ہوتی ہے خصوصی طور پر یہ ان مظلوموں علیہم الصلوات والسلام کے تابوت کے طور پر تیار کئے جاتے ہیں کہ جن کا کربلا میں تابوت اٹھانے والا کوئی نہ تھا اسی طرح ہم اسے کئی حوالوں سے بناتے ہیں مثلاً

( ) جناب سجاد علیہ الصلوات والسلام کی حسرت کی تکمیل کے طور پر اسے بنایا اور سجایا جاتا ہے کیونکہ کربلا معلیٰ میں ان کے بابا پاک علیہ الصلوات والسلام کا کسی نے شایان شان طریقہ سے تابوت نہیں اٹھایا تھا اور انہوں نے بڑے حسرت آمیز انداز میں اپنے بابا پاک علیہ الصلوات والسلام کی لاش اطہر کی تدفین کی تھی اور ان کی یہ تمنا تھی کہ کوئی ان کا تابوت شاہانہ انداز میں اٹھاتا لیکن وہاں ان کی تمنا پوری نہ ہوسکی تھی اور آج ہم ان کی حسرت کی تکمیل کے لئے تعزیہ پاک بناتے اور سجاتے ہیں

( ) دوسری بات یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ نے شبیہ بنانے کو اپنے لئے بھی اختیار فرمایا ہے جیسے کعبہ صراح اور بیت المعمور اور عرش اِلٰہی کی شبیہ ہے اسی طرح قربانی کا دنبہ فدیہ جناب اسماعیل علیہ السلام بن کر آنے والے دنبے کی شبیہ ہوتا ہے اس لئے اس کے احترام کا حکم دیا گیا بلکہ اس کی زنجیر اور رسی اور پٹے تک کے احترام کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ صفا و مروا کی پہاڑیوں میں دوڑ کر ہم خود والدہ جناب اسماعیل علیہ السلام کی شبیہ بنتے ہیں۔ جمرات جو تین شیطان ہیں یہ بھی شبیہ ہیں اور ہم انہیں پتھر مار کر اپنا حج

www.khrooj.com

مکمل کرتے ہیں یعنی ان باتوں سے اللہ جل جلالہ نے ہمیں یہ نظریہ دیا ہے کہ شبیہ کے ساتھ روا رکھا جانے والا رویہ عین ذات کے ساتھ ہوتا ہے جیسا کہ ہم شیطان کی شبیہ کو پتھر مارتے ہیں تو یہ عمل اس اصلی شیطان کو پتھر مارنے کے مترادف ہے

یہ بھی روایات میں ہے کہ آسمانوں پر امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی شبیہ ہر دور میں موجود رہتی ہے اور یہ بھی ہے کہ واقعہ کربلا کے بعد امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کی شبیہ بھی اللہ جل جلالہ نے امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی شبیہ کے ساتھ آسمانوں پر بنا کر ملکوت کو حکم فرمایا تھا تم ان کی زیارت کرو [خلاصہ]

کئی احادیث ہیں کہ جن میں فرمایا گیا ہے کہ جو آدمی ہماری زیارت مقامات مقدسہ پر جا کر نہیں کر سکتا وہ کسی بھی جگہ پر (چاہے وہ صحرا میں ہی کیوں نہ ہو) جا کر پاکیزہ خاک جمع کر کے شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مزار اقدس کی شبیہ بنائے اور وہاں مناسک زیارت ادا کرے تو گویا اس نے مدینہ طیبہ میں اصل مزار کی زیارت کی ہے۔ اسی طرح ایک شخص کا واقعہ ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس نے منت مان لی تھی کہ میرا فلاں کام ہو جائے تو میں جنت کی دہلیز پر بوسہ دوں گا، اس کا کام ہو گیا تو اس نے آ کر شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا کہ آقا اب میں اپنی منت [نذر] کیسے پوری کروں؟ آپ نے فرمایا اگر تمہاری ماں زندہ ہے تو جا کر اس کے قدموں کو چوم لو۔ اس نے عرض کیا کہ وہ تو فوت ہو چکی ہے، فرمایا پھر تم اس کی تربت کی پائنتی کو جا کر چوم لو۔ اس نے عرض کیا مجھے اس کی قبر کا علم نہیں کہ وہ کہاں ہے کیونکہ وہ میرے بچپن ہی میں فوت ہو گئی تھی۔ آپ نے فرمایا تم کسی مناسب مقام پر اس کی تربت کی شبیہ بنا کر اس کے قدموں والی خاک کو چوم لو گویا تم نے ماں کے قدموں کا

بوسہ دے لیا ہے اور ماں کے قدموں کو بوسہ دینا گویا دہلیز جنت کو بوسہ دینا ہے یعنی اللہ جل جلالہ نے انسان کے لئے اس کی ماں کو جنت کی شبیہ بنایا ہے اور ماں کی شبیہ کو عین ماں کا درجہ دیا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ شبیہ کے ساتھ جو رویہ رکھا جائے وہ عین اصل ذات کے ساتھ ہوتا ہے

کئی لوگوں کو اشتباہ ہے کہ تعزیہ پاک کو سجانا اور اس پر خرچ کرنا نعوذ باللہ اسراف [فضول خرچی] میں شامل ہے بات یہ ہے کہ جب اصل روضہ اطہر کو سجانا، ان پر سونا چڑھانا، ان کی آرائش کرنا فضول خرچی نہیں ہے تو شبیہوں پر خرچ ہونے والی دولت کیسے فضول خرچی کے حکم میں شامل کی جا سکتی ہے؟ جبکہ یہ بھی فرمان ہے کہ لااسراف فی الخیر ...... کہ امور خیر میں اسراف ہوتا ہی نہیں چاہے جتنا خرچ کر دیا جائے تو پھر ان امور خیر میں خرچ ہونے والی دولت کو دائرہ اسراف میں کیسے تصور کیا جا سکتا ہے؟

جب ہم شبیہ بناتے ہیں تو اس پر ہم منتیں مانتے ہیں اور اپنی مرادیں پاتے ہیں کیونکہ ہم ان شبیہوں کو اصل مالک ذوات علیہم الصلوات والسلام سے خالی تصور نہیں کرتے بلکہ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ جہاں بھی شبیہ ہوتی ہے وہاں عین ذات موجود ہوتی ہے اس لئے شبیہ کے سامنے زیارت پڑھنا انہیں پوری عزت دینا ہمارا دین ہے اور ہم ہر شبیہ کو ایک طرف تابوت اطہر کا درجہ دیتے ہیں تو دوسری طرف انہیں قصر امامت کا درجہ بھی دیتے ہیں اس لئے ہم انہیں قصر شاہی کا پروٹوکول دیتے ہیں

کئی لوگ یہ کہتے ہیں کہ شیعہ مذہب ایک منتوں مرادوں والا دین ہے یعنی وہ اسے توہماتی دین کہتے ہیں، میں ان احباب سے کہوں گا کہ انسان کے پاس اپنے دین

www.khrooj.com

کے سچا ہونے کی کیا دلیل وثبوت ہے؟ کیا صرف لا جک اور زبانی طور پر کہنا کافی ہے کہ ہمارا دین سچا ہے؟

بھائی جو دین سچا ہوتا ہے خالق اس کی تائید میں معجزات کا ظہور فرماتا ہے جس طرح ایک نبی اپنی سچائی کی دلیل میں معجزہ دکھاتا ہے اسی طرح ایک مذہب جو اِلٰہی مذہب ہوگا اللہ جل جلالہ اس کی تصدیق وتائید معجزات سے فرماتا ہے اگر مافوق الفطرت چیزیں دین کی تصدیق وتائید نہ کریں تو انسان کا ایمان کیسے مستحکم ہوسکتا ہے؟ کسی دین کے ساتھ خالق کی حمایت کا اعلان کس طرح ثابت ہوسکتا ہے؟ بس ہم کہہ دیں کہ اس دین میں انسانیت کی فلاح کا سارا سامان موجود ہے اس لئے یہ دین سچا ہے، یہ تو کوئی بات نہ ہوئی کیونکہ اس طرح تو کوئی بھی مفکر ایک اخلاقیات کی کتاب لکھ کر اسے اللہ کا دین قرار دے سکتا ہے ہمارے پاس اس مفکر کے دیئے ہوئے دین اور اللہ جل جلالہ کے دیئے ہوئے دین میں فرق کرنے کے لئے کون سا پیمانہ ہے؟

دوستو! یہ پیمانہ معجزات ہوتے ہیں منتوں سے مرادوں کی تکمیل ہوتی ہے جس مذہب میں یہ تصور موجود ہی نہ ہو وہ اِلٰہی دین ثابت ہو ہی نہیں سکتا اس لئے ہم کہتے ہیں کہ جس آدمی کو مذہب شیعہ پہ اعتراض ہو وہ مشکل میں شبیہوں کے پاس جا کر منت مان کر دیکھے، کوئی بیمار ہے، کوئی اولاد سے محروم ہے، کوئی کسی کیس میں بلا جرم پھنسا ہوا ہے یا کوئی کسی دوسری پریشانی میں مبتلا ہے تو وہ سچے دل سے منت مانے اور اس دین کی صداقت کے ثبوت کے طور پہ اللہ جل جلالہ سے عرض کرے تو اس کی منت ضرور پوری ہو جاتی ہے جو اس کا ثبوت ہوتا ہے کہ یہ دین اللہ جل جلالہ کی طرف سے آیا ہے کسی انسان کا اپنا وضعی نہیں ہے یہی وجوہات ہیں کہ ہم روضہ اطہر کی شبیہ بناتے ہیں

www.khrooj.com

کیونکہ زیرِقبہ مبارک دعا رد نہیں ہوتی اسی طرح شبیہ اطہر کے پاس کی جانے والی دعا بھی رد نہیں ہوتی

## گہوارہ پاک

ہم روز عاشور یا دیگر ایام محرم میں گہوارہ پاک کی شبیہ بناتے ہیں، یہ شہزادہ علی اصغر علیہ الصلوات والسلام کے گہوارے کی شبیہ ہوتی ہے، یہ اس معصوم کے گہوارے کی شبیہ ہوتی ہے کہ جسے گہوارہ نصیب ہی نہیں ہوا اور ہمیں تو یہ بھی معلوم نہیں کہ امت ملعون کی دست برد سے کربلا میں وہ گہوارہ بچا بھی تھا یا نہیں؟

دوستو! گہوارے پر وہ عورتیں منت مانتی ہیں کہ جن کی اولاد نہ ہوتی ہو اور اکثر عورتیں اگلے سال مائیں بن کر جھولیوں میں اپنے بیٹے اٹھا کر منت ادا کرنے آتی ہیں

## سیج پاک

ہمارے مراسم عزا کا ایک اہم جزو سیج پاک ہے جسے فارسی میں حجلۂ عروسی کہا جاتا ہے اور یہ اس خیمۂ عروسی کی شبیہ ہوتی ہے جو شب عاشور بروایتے روزِ عاشورا امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے اپنی دختر پاک کے عقد کی تقریب کے لئے مخصوص فرمایا تھا اور امت ملعون پر اتمام حجت کے لئے اپنے یتیم بھتیجے جناب شہزادہ امیر قاسم علیہ الصلوات والسلام ابن جناب امام حسن مجتبیٰ علیہ الصلوات والسلام کو دلہا بنا کر میدان میں بھیجا تھا اور امت ملعون نے انہیں شہید کر دیا تھا یہ خیمۂ عروسی آج بھی کربلا معلیٰ میں موجود ہے

جو ماں باپ اپنے جوان بیٹوں کی شادی خانہ آبادی کے لئے کسی قسم کی پریشانی میں مبتلا ہوں تو وہ سیج پاک پر منت مانتے ہیں تو ان کا مسئلہ حل ہو جاتا ہے اگر کسی کو شک

ہوتو آزما سکتا ہے

## مہندی پاک

شب عاشور یعنی دس محرم کی رات کومہندی پاک تیار کی جاتی ہے یہ مہندی پاک اس پاک وطاہرہ دلہن صلوات اللہ علیہا کی مہندی کی شبیہ ہوتی ہے کہ جنہیں کربلامعلیٰ میں ایک شب کے لئے دلہن بنایا گیا تھا یہ شہنشاہ کربلا نواسہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دوسری شہزادی تھیں صلوات اللہ علیہا

ان کی مہندی کے بارے میں لکھا ہے کہ کربلا میں پانی تو موجود نہیں تھا اس لئے نبی زادیوں صلوات اللہ علیہن نے یہ مہندی اپنے آنسوؤں سے تیار کی تھی اسی مہندی پاک کے بارے میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب امت ملعون نے خیام میں سامان لوٹنے کے لئے قدم رکھا تو یہ مہندی موجود تھی مگر ان کے ہاتھ لگانے سے پہلے یہ مہندی راکھ بن گئی تھی اور کسی نے اسے ہاتھ نہیں لگایا تھا۔اس مہندی پاک کی شبیہ آج تک ساری قوم آنسوؤں کی برسات میں برآمد کرتی ہے

کربلامعلیٰ میں خیمہ عروسی آج تک موجود ہے اور وہاں کے وہ شریف لوگ جنہیں اپنے بیٹیوں کی شادی خانہ آبادی کا مسئلہ درپیش ہوتا ہے وہ اپنی بچیوں سے مہندی کی منت منواتے ہیں اور اس خیمہ عروسی میں آج بھی مہندیوں کی لاتعداد منتیں سالانہ ادا ہوتی ہیں کیونکہ ان کے مسائل حل ہو جاتے ہیں

اس دور میں اکثر شریف لوگوں کو اپنی دختران کے لئے مناسب رشتے نہیں ملتے اور بیٹی والا کسی سے خود بات بھی نہیں کرسکتا اس لئے وہ بیٹیوں سے مہندی پاک کی منت منواتے ہیں

www.khrooj.com

## منت ماننے کا طریقہ

دوستو! یہاں منت ماننے کا طریقہ بھی عرض کردوں تا کہ کوئی شخص پریشان نہ ہو (منت چاہے مہندی پاک کی ہو یا علم پاک کی یا سیج پاک کی یا گھوارے پاک کی) اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے وضو کریں اور اس کے بعد خلوص نیت کے ساتھ شبیہ پاک کے پاس جائیں اگر وہاں موقعہ ملنے کا امکان ہو تو پھر شبیہ پاک کے سامنے جا کر دو رکعت نماز ہدیہ اس شبیہ کی مالک ذات کا ادا کریں، یعنی اگر علم پاک کی منت ہے تو وہاں دو رکعت نماز جناب کردگارِ وفا ابوالفضل العباس علیہ الصلوات والسلام کا ہدیہ ادا کریں اور اگر مہندی پاک کی منت ہو تو وہاں امام حسین علیہ الصلوات والسلام کی دختر پاک صلوات اللہ علیہا کا ہدیہ دو رکعت نماز ادا کریں، جب نماز سے فارغ ہو جائیں تو شبیہ پاک کے سامنے سر جھکا کر عرض کریں آپ ہمارا یہ مسئلہ حل فرما دیں ہم اگلے سال آپ کی مہندی پاک تیار کر کے پیش کریں گے یا علم پاک تیار کر کے پیش کریں گے

جب منت پوری ہو جائے تو پھر ادب و احترام کے ساتھ پاک پاکیزہ مہندی تیار کریں اور اسے مہندی پاک کی شبیہ جو پہلے سے نکلتی ہو اس میں آ کر شامل کروائیں مگر اس میں یہ شرط ہے کہ اس سارے وقت میں باوضو رہیں اور پا برہنہ رہیں اور آئندہ بھی مہندی پاک اور دیگر شبیہوں کی زیارت کا وعدہ بھی کریں تا کہ ہر سال محسن ذات علیہ الصلوات والسلام کے احسان کا شکریہ ادا ہوتا رہے

ایک بات یاد رہے کہ جو مہندی پاک تیار کریں اسے کوئی مرد نہ دیکھے اور نہ ہی ہاتھ لگائے ۔ یہ باتیں اس لئے لکھ رہا ہوں کہ جن لوگوں کو معلوم نہیں وہ لوگ ان منتوں سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور یہ پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام تو جامہ بشری میں آیا ہی ہماری

ہی خیر کے لئے ہے، ہمارے مشکلات حل کرنے کے لئے ،ہمیں دکھوں سے نکالنے کے لئے ہی یہ اس دنیا میں ظاہر ہوئے ہیں ورنہ انہیں اس غلیظ دنیا میں آنے کی کیا ضرورت تھی؟

## تابوت پاک

دوستو! ہمارے آئمہ اطہار علیہم الصلوات والسلام کے جو ایام شہادت ہوتے ہیں ان پر ہم ان کے مقدس تابوت کی شبیہ بنا کر ان کی یاد مناتے ہیں، ہاں جن پاک مخدارت عصمت صلوات اللہ علیہن کے تابوت بنائے جاتے ہیں انہیں مردوں کے سامنے نہیں لایا جاتا بلکہ وہ تابوت تیار بھی مستورات ہی کرتے ہیں اور مستورات ہی میں انہیں برآمد کیا جاتا ہے کیونکہ جو پاک پردہ داران توحید و رسالت صلوات اللہ علیہن ہیں ان کی ہر چیز کو پردہ ہوتا ہے، ان کے ناموں کو بھی مردوں سے پردہ ہوتا ہے، ان کے منسوبات کو بھی مردوں سے پردہ ہوتا ہے، ان کے متعلقات کو بھی پردہ ہوتا ہے، اور یہی پردہ داری قائم رکھنا ہی اصل ادب واحترام ہے اور اس کے خلاف کرنا سوئے ادبی ہے

دوستو! ذکر کے کئی اقسام ہیں ان میں ایک ''تذکر وجودی'' ہوتا ہے یعنی کوئی ایسی چیز جو جسمانی وجود رکھتی ہو اور اسے دیکھ کر کسی کی یاد تازہ ہو جائے اسے ''تذکر وجودی'' کہا جاتا ہے اور یہ سارے تابوت اور شبیہات ایک طرح کا تذکر وجودی ہیں کہ انہیں دیکھنے سے ہی اللہ کے انوار اِلٰہی کی یاد تازہ ہو جاتی ہے اور ان پر نگاہ کرنے سے ان کی یاد دل میں جنم لیتی ہے اور جب تک وہ سامنے رہتے ہیں ان کی یاد دل میں باقی رہتی ہے جیسا کہ اللہ نے تابوت سکینہ اور باب حطہ کو تذکر وجودی قرار دیا تھا اور ان کے ساتھ رکھا جانے والا رویہ اصل ذوات سے قرار دیا تھا۔

www.khrooj.com

آپ تابوت سکینہ کا ذکر کلام اِلٰہی میں دیکھ سکتے ہیں آپ کو معلوم ہے کہ اس تابوت سکینہ میں کیا کیا تھا؟ اس میں تبرکات انبیاء علیہم السلام تھے، اس میں جناب موسیٰ علیہ السلام و جناب ہارون علیہ السلام اوران کے اوصیا کے پرانے لباس اور پرانی جوتیاں تھیں، ان کے استعمال کا سارا سامان تھا، کیونکہ انہیں انبیاء علیہم السلام سے نسبت تھی اس لئے اللہ نے باب حطہ کے سامنے تابوت سکینہ رکھوا کر حکم فرمایا تھا کہ تم میں سے وہی لوگ نجات یافتہ ہوں گے جو ان کے سامنے سر سجدے میں رکھ کر حطہ حطہ کہتے جائیں گے یعنی معافی معافی کہتے ہوئے سر بہ سجود ہو جائیں گے۔

دوستو! کلام اِلٰہی صرف پرانے لوگوں کی کہانیاں نہیں بلکہ ہمارے لئے قیامت تک کے لئے ایک دستور العمل بھی ہے اور اگر اس واقعے کا ہماری ذات سے کوئی تعلق نہیں ہے تو اللہ جل جلالہ نے اسے بیان ہی کیوں فرمایا ہے؟

سجدہ ءآدم علیہ السلام اور انکار ابلیس۔ سجدہ جناب یعقوب علیہ السلام۔ اور باب حطہ و تابوت سکینہ کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے تو اسے بیان کرنے کی کیا وجہ ہے؟

دوستو! یہ باتیں ہماری رہنمائی کرتی ہیں کہ سابقہ امتوں نے اپنے نبی اور آل نبی کا اس طرح ادب کیا ہے تم بھی اسی طرح کرنا اور اس کے ساتھ ادب نہ کرنے والوں کا تذکرہ اور انجام بیان فرما کر ہمیں تنبیہ کی ہے کہ تم بھی اگر ادب کے اس درجے سے گرو گے تو تمہارا انجام بھی ان سے مختلف نہ ہو گا

## منسوبہ مقامات

دوستو! متعدد مقامات پر ہم لوگ معصومین علیہم الصلوات والسلام کے نام سے منسوب مقامات بناتے ہیں اور مخصوص دنوں میں خصوصی طور پر اور عام اوقات میں عمومی طور پر وہاں

زیارت کو جاتے ہیں جیسا کہ کہیں قصر ابو طالب علیہ الصلوات والسلام ہے تو کہیں مقام صاحب الزمان عجل اللہ فرجہ الشریف ہے اسی طرح بہت سے معصومین علیہم الصلوات والسلام سے منسوب مقامات ہیں اور امام بارگاہیں ہیں تو یہ بھی امام حسین علیہ الصلوات والسلام سے منسوب مقامات ہیں اس لئے انہیں ایران وعراق میں ''حسینیہ'' کہا جاتا ہے اسی طرح ایران میں کئی امام بارگاہیں شہنشاہ امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف سے منسوب کر کے بنائی جاتی ہیں انہیں ''مہدیہ'' کہا جاتا ہے یہ دراصل عبادت کے لئے مخصوص مقامات ہوتے ہیں جیسا کہ گلی محلے میں مساجد بنائے جاتے ہیں جو عبادت کے لئے بنائے جاتے ہیں اور وہ مسجد الحرام کی شبیہ ہوتے ہیں اسی طرح معصومین علیہم الصلوات والسلام سے منسوبہ مقامات بھی ان کے حقیقی مقامات کی شبیہ ہوتے ہیں اس لئے شیعہ عقیدہ ہے کہ جو مقام بھی معصومین علیہم الصلوات والسلام سے منسوب ہو اس کا بھی وہی ادب واحترام واجب ہوتا ہے کہ جو اصل روضہ ہائے اقدس کا ہے جیسا کہ حرم کعبہ میں جو جو چیزیں حرام ہیں یعنی جوتے پہننا، تھوکنا، سگریٹ نوشی کرنا یا کوئی بھی سوئے ادبی حرام ہے وہ مساجد میں بھی حرام ہوتی ہے کیونکہ یہ شبیہ ہے اور شبیہ کے ساتھ اصل جیسا رویہ رکھنا لازم ہوتا ہے جیسا کہ قربانی کے جانور جناب اسماعیل علیہ السلام کے بدلے میں آنے والے دنبے کی شبیہ ہوتے ہیں اس لئے ان کے احترام کو اللہ جل جلالہ نے قرآن میں عین تقویٰ قرار دیا ہے اسی طرح شعائر آئمہ معصومین علیہم الصلوات والسلام کا احترام بھی عین تقویٰ ہے

بعض لوگوں نے یہ کہا ہے کہ جہاں کوئی معصوم علیہ الصلوات والسلام مدفون ہی نہیں تو وہاں مقامات بنانا جائز ہی نہیں یا ان مقامات پر معصومین علیہم الصلوات والسلام سے استفادہ کیسے کیا جا سکتا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ہم جب بھی کسی مقام مقدس کی زیارت کو جاتے ہیں تو وہاں معصومین طاہرین علیہم الصلوات والسلام کے جسم سے استفادہ کرنے نہیں جاتے بلکہ ان کی روحانیاتی حیثیت سے استفادہ کرنے جاتے ہیں جو کسی بھی مقام سے کیا جا سکتا ہے جیسا کہ شیعہ روایات میں ہے کہ اگر کوئی شخص کسی صحرا میں موجود ہو اور وہ وہاں معصومین علیہم الصلوات والسلام کی زیارت کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ اس صحرا میں کسی پاکیزہ جگہ سے مٹی جمع کر کے ایک مقام بنالے اور وہاں مناسک زیارت ادا کر لے تو گویا اس نے اصل مقامات کی زیارت کر لی ہے

اسی طرح برادران اہل سنت نے بھی لکھا کہ ایک شخص نے جنت کی دہلیز کے بوسے کی نذر مانی اور کام پورا ہونے کے بعد اس نے شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا تو آپ نے وہاں اس کی والدہ کی مزار کی شبیہ بنوا کر اسے بوسہ دلایا کہ اب تیری منت پوری ہو گئی ہے۔ [ خلاصہ ]

جب ایک عام عورت کی قبر کی شبیہ سے رکھا جانے والا رویہ عین اس کے ساتھ قرار پاتا ہے تو پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام کے شبیہوں سے رکھا جانے والا رویہ اور ادب ان کی ذات سے کیسے قرار نہیں پائے گا اس لئے ہم ہر منسوب مقام کا اتنا ہی ادب کرتے ہیں جتنا معصومین علیہم الصلوات والسلام کے روضہ ہائے اطہر کا اور جو ان کا ادب نہیں کرتا وہ اس کا ذاتی فعل ہے شیعہ عقیدہ ادب و احترام کا ہے اور بقدر ادب فیض بھی ملتا ہے

## دیگر منسوبات

ہمارے ہاں بعض مقامات پر سفینہ پاک کی شبیہ بنائی جاتی ہے جسے بیڑا پاک کہا جاتا

ہے یہ ایک بڑی یا چھوٹی کشتی کی شکل کی شبیہ ہوتی ہے جسے ایام محرم میں بنایا جاتا ہے اس کا ماخوذ وہ حدیث ہے جس میں فرمایا گیا تھا کہ مثل اھلبیتی کمثل السفینة النوح ......یعنی ہمارے اہل بیت علیہم الصلوات والسلام کی مثال سفینہ نوح علیہ السلام کی ہے

جب ماہ محرم آتا ہے تو اس میں کشتی کی شبیہ بنا کر بتایا جاتا ہے کہ یہ اہل بیت اطہار علیہم الصلوات والسلام کی اس کشتی ءنجات کی شبیہ ہے جو مدینہ سے روانہ ہوئی اور ہزاروں طوفانِ مصائب میں بھی اس نے امت مرحومہ کو نجات کا ساحل دکھایا آج بھی جو اس کشتی پر سوار ہونا چاہے تو اتباع اہل بیت اور عشق اہل بیت علیہم الصلوات والسلام اختیار کر کے سوار ہوسکتا ہے اور اسے بھی فوز عظیم کا حصول ہوسکتا ہے یہ کشتی نجات رواں دواں ہے اور ایک حوالے سے یہ اس کاروان تسلیم رضا کا زندہ تذکر [ یاد دہانی ] ہے کہ جنہوں نے اپنا سب کچھ لٹا کر اسلام کو زندہ جاوید بنا دیا

## عید شجاع

دوستو! ہم شیعہ لوگ 9 ربیع الاوّل کو عید شجاع مناتے ہیں اس عید کے ہمارے کتب میں 80 سے زیادہ نام ہیں ۔ یہ عید دراصل ایام عزا کے خاتمے کے اعلان کے طور پر منائی جاتی ہے کیونکہ 9 ذوالحجہ سے ہمارے ایام عزا شروع ہوتے ہیں اور 9 ربیع الاوّل کو ان کا اختتام ہوتا ہے

اس کی وجہ یہ ہے کہ آخری تعزیتی مجلس 8 ربیع الاوّل کو ہوتی ہے کیونکہ اس دن ہمارے گیارہویں امام پاک یعنی امام حسن العسکری علیہ الصلوات والسلام کا روز شہادت ہے اس لئے اکثر مقامات پر اس دن مجالس ہوتے ہیں ماتمداریاں ہوتی ہیں اور ان کا مقدس تابوت برآمد کیا جاتا ہے زنجیر زنی اور قمہ زنی بھی ہوتی ہے

پھر 9 ربیع الاوّل کی شب کو ہمارے زمانے کے امام یعنی امام مہدی اخرالزمان عجل اللہ فرجہ الشریف کی دستار بندی کی شب ہوتی ہے کیونکہ اس دن منصب امامت انہیں منتقل ہوا تھا یہ منصب امامت تو انہیں دن ہی کو منتقل ہو گیا تھا مگر اس دن ان کے گھر اطہر میں بابا پاک کے تابوت کی موجودگی میں مبارک دینا مناسب نہیں ہوتا اس لئے اس مبارک بادی کو اگلی رات پر رکھ دیا جاتا ہے اور نو ربیع الاوّل کی شب کو ان کی تاج پوشی کی شب قرار دیا جاتا ہے اور اسے شب مسرت وعید قرار دیا جاتا ہے

9 ربیع الاوّل کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس دن عمر ابن سعد ملعون جناب مختیار ثقفی سلام اللہ علیہ کے ہاتھوں واصل جہنم ہوا تھا

9 ربیع الاوّل کے دن سوگ کے اختتام کا اعلان ہوتا ہے اور ہمارے مستورات 9 ذوالحجہ کو جو سیاہ لباس پہنتی ہیں وہ اسی دن بدلے جاتے ہیں اور اس دن کو سوگ اتاری کا دن بھی کہا جاتا ہے

## ایک غلط فہمی کا ازالہ

دوستو! یہاں برادران اہل سنت کی ایک غلط فہمی کو رفع کرنا بھی ضروری ہے کہ عام طور پر سواد اعظم میں یہ تصور پایا جاتا ہے کہ شیعہ اس دن خلیفہ ثانی حضرت عمرؓ بن خطاب کی موت کا جشن مناتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے کیونکہ اسلام کی ساری تاریخیں اٹھا کر دیکھ لیں حضرت عمرؓ بن خطاب کا انتقال 9 ربیع الاوّل کو ہوا ہی نہیں کیونکہ ان کے انتقال کا دن 29 ذوالحجہ ہے جس کی وجہ سے اکثر مقامات پر 29 ذوالحجہ کو یوم عمر بھی منایا جاتا ہے کچھ عرصہ قبل تو پاکستان میں بھی یہ دن

منایا گیا اور سپاہ صحابہ نے شیعوں کے ایام عزا میں مداخلت کے لئے اسے یکم محرم کو منانے کا اعلان بھی کروایا تھا اور کچھ عرصہ پاکستان میں یکم محرم کو یوم عمر منایا بھی گیا اور آج سرکاری طور پر تو اس دن چھٹی نہیں ہوتی مگر ریڈیو ٹی وی پر اس دن یوم عمر کے حوالے سے کئی پروگرام دکھائے جاتے ہیں اس لئے برادران اہل سنت کو اس دن کی عید کے بارے میں کسی شک وشبہ میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے۔ ہاں اس اشتباہ کی ایک وجہ ہماری سمجھ میں بھی آتی ہے کہ اس دن شیعہ حضرات عمر ابن سعد ملعون کا پتلا بناتے ہیں اور جس طرح جناب مختیار ثقفی سلام اللہ علیہ نے اس ملعون کی لاش جلائی تھی اسی طرح بعض مقامات پر اس کا پتلا جلایا جاتا تھا اور اس پر نعرے بھی لگائے جاتے تھے جس میں شاید مرگیا عمر ملعون یا اس جیسے نعرے بھی لگائے گئے ہوں گے جس کی وجہ سے برادران اہل سنت اس اشتراک نام کی وجہ سے غلط فہمی کا شکار ہو گئے یا انہیں عمداً اس غلط فہمی میں مبتلا کیا گیا بہر حال جیسے بھی ہوئی یہ غلط فہمی پیدا ہو گئی اور آج تک باقی ہے اس لئے مناسب ہے کہ اس غلط فہمی کو رفع ہو جانا چاہیے

ہمارے ہاں تو اس عید میں برادران اہل سنت بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں اسی طرح سارے پاکستان میں فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قاتل کی موت کا جشن منانا چاہیے

## عید غدیر

دوستو! ہماری عیدوں میں سے ایک اہم عید ''عیدِ غدیر'' ہے یہ عید ہم 18 ذوالحجہ کو مناتے ہیں۔ یہ عید اس دن کی یادگار ہے جب سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع سے واپسی کے وقت مقام غدیر خم پر ایک لاکھ ساٹھ ہزار حجاج کرام کے مجمعہ کے

سامنے امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام کی ولایت ووصایت ونیابت وخلافت کا اعلان فرمایا تھا میں اس کا اجمالی ذکر کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ جب سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری حج سے واپسی پر مقام خم غدیر پر پہنچے تھے تو اللہ جل جلالہ کی طرف سے وحی ہوئی بلغ ما انزل الیک ......اے میرے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اس کو امت تک پہنچا دیں جو ہم نے آپ کی طرف نازل فرمایا ہے اگر آپ نے یہ پیغام نہ پہنچایا اور اعلان ولایت نہ کیا تو گویا آج تک آپ نے رسالت کا کوئی کام کیا ہی نہیں ۔اس حکم اِلٰہی کے بعد آپ نے جناب بلالؓ سے فرمایا تھا کہ آپ آذان دیں تاکہ آگے جانے والے قافلے واپس آجائیں اور جو حاجی پیچھے ہیں وہ یہاں پہنچ جائیں، جب سارے لوگ جمع ہوگئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونٹوں سے پالان اتروا کر ایک بہت اونچا منبر بنوایا تھا اور اس پر سوار ہوکر آپ نے ایک طویل خطبہ انشا فرمایا اور اسی دوران انہوں نے جناب امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام کو اپنے ساتھ منبر پر سوار کیا اور اس کے بعد پوری امت سے اقرار کروایا کہ کیا میں تمہارا مولا و مالک نہیں ہوں؟ اس کا سارے اصحاب نے اقرار کیا۔اس طرح تین مرتبہ اقرار کروانے کے بعد آپ نے امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام کا دست مبارک اپنے دست اقدس میں لیا اور اس طرح بلند فرمایا کہ ان کے بغلوں کی سفیدی ظاہر ہوگئی اور آپ نے سارے اصحاب سے فرمایا کہ من کنت مولاہ فعلی علیہ الصلوات والسلام مولا ......جس جس کے ہم مولا ہیں ہمارے بعد ان کے مولا و مالک امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام ہیں

اس اعلان کے بعد خلیفہ اوّل حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام کو بخ بخ لک یا امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام کہہ کر مبارک باد پیش کی اس کے بعد امیر

المومنین علیہ الصلوات والسلام کی بیعت کا سلسلہ شروع ہوا تو وہ نماز مغربین کے بعد تک جاری رہا ۔ہم اس دن کو عید اس لئے قرار دیتے ہیں کہ اس دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خلیفہ بلافصل کو متعارف کروایا اور اپنے بعد کے سلسلہ نوری کی طرف رہنمائی فرمائی اور اسی دن اعلان فرمایا تھا

☆الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي

یعنی آج آپ کا دین کامل ہو گیا ہے اور تم پر نعمت [ولایت] کی انتہا کر دی گئی ہے اور اللہ تمہارے دین اسلام سے تم پر راضی ہوا۔اس دن خلافت بلافصل کا اعلان ہوا تھا اور مسند نبوت و دستار رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وارث کا اعلان ہوا تھا۔

یہاں میں نے اجمالی طور پر اس کا ذکر کیا ہے تفصیل کے لئے ہمارے کتب مناظرہ دیکھیں اور خلافت بلافصل پر علامہ حلیؒ کی کتاب الفین دیکھیں جس میں خلافت بلافصل پر دو ہزار دلیل پیش کی گئی ہے

## عید شب برات

دوستو! ہماری عیدوں میں سے اہم ترین عید ''شب برات'' ہے۔ یہ عید ہم 15 شعبان المعظم کی رات کو مناتے ہیں یعنی 14 شعبان کی شام سے ہمارے جشن مسرت کا آغاز ہو جاتا ہے

یہ رات ایک تو لیلۃ القدر ہے اس رات کو عالمین کا رزق تقسیم ہوتا ہے، اسی رات کو اللہ جل جلالہ فلک الارض پر استویٰ فرماتا ہے اور اہل ارض پر نزول رحمت ہوتا ہے۔ہم اس رات کو خصوصی طور پر مناتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اس رات دستار رسالت

کے وارث ہمارے زمانے کے امام جناب ولی العصر مہدی آخرالزمان عجل اللہ فرجہ الشریف کا اس دنیا پر نزول اجلال ہے۔اس رات کو سامرہ [عراق] میں محلّہ بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام میں ہمارے گیارہویں امام جناب ابو محمد حسن العسکری علیہ الصلوات والسلام کے گھر اطہر میں ہمارے شہنشاہ امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی آمد ہوئی کیونکہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ

☆ من مات ولم یعرف امام زمانه مات میتة الجاهلیة ......یعنی جو شخص زمانے کے امام کی معرفت کے بغیر مرگیا تو وہ جاہلیت کی موت مرگیا۔ جہالت لاعلمی ہوتی ہے اور جاہلیت انکار عمد ہوتا ہے جو کفر ہے اس لئے ہم اس عید کو منا کر عرفان امام زمان عجل اللہ فرجہ الشریف کی طرف پہلا قدم اٹھاتے ہیں اور اپنے بچوں کے ذہن میں اپنے زمانے کے امام علیہ الصلوات والسلام کا شعور بیدار کرتے ہیں۔تفصیل کے لئے ان کے عرفان پر مبنی ہمارے کتب غیبت دیکھیں

جناب حسن ابطحی دام ظلہ کے کتب ہیں ،غیبت طوسی ،غیبت نعمانی ،العبقری الاحسان ، نجم الثاقب ،ان کے علاوہ ہمارے اپنے کتب اسما القائمؑ ،طریق المنتظرین ،معدن العصمت ،امام زمانہ اور ہماری ذمہ داریاں ،طریق العرفان ،عرفان حجتؑ وغیرہ دیکھیں آخری چھ کتب اردو میں ہیں اور بہت معلوماتی ہیں

## کونڈے

ہماری ایک عید امام جعفر الصادق علیہ الصلوات والسلام کی نیاز کی صورت میں منائی جاتی ہے جسے مقامی زبان میں ’’کونڈے‘‘ کہا جاتا ہے جو ہم 22 رجب کی شب کو مناتے ہیں یہ عید بھی ہمارے اس امام علیہ الصلوات والسلام کی تعارفی عید ہے کہ جنہوں نے ہمیں شہنشاہ انبیا

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فقہ عطا فرما کر ہمیں ایک دستور حیات عطا فرمایا ہے اسی فقہ کی وجہ سے ہم جعفری کہلاتے ہیں، اس ذات نے ہمیں نماز و روزہ سے لے کر نکاح و طلاق تک اور وضو استنجا سے لے کر غسل جنابت تک ہر چیز کے بارے میں آگاہ فرمایا ہے اور ایک طرح سے ہمیں اسلام کے احکام انہی ذات قدس علیہ الصلوات والسلام نے عطا فرمائے ہیں ماضی میں شیعہ قوم ظلم کے خوف میں رہی ہے اور ان کی گردنوں پر ہمیشہ تلوار لٹکتی رہی ہے اس لئے انہوں نے اپنے بچوں بڑوں میں پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام کے مقدس افراد سے جڑے رہنے کے لئے کئی تدابیر اختیار کیئے، ان میں سے ایسے تقاریب کا قیام تھا جن میں پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام کے افراد اطہار علیہم الصلوات والسلام کا تذکرہ اور یاد دہانی ہو جائے

دوسری طرف مخالفین ہمیشہ موقعہ کی تلاش میں رہتے تھے اس لئے یہ تقریب آدھی رات کے بعد منائی جاتی تھی مومنین اس وقت اپنے گھروں سے نکلتے تھے جب ساری دنیا سو رہی ہوتی تھی وہ اس وقت گھر گھر جا کر اپنے محسن امام علیہ الصلوات والسلام کی نیاز بھی تناول فرماتے تھے اور اس طرح گھر گھر میں دعا اور درود کی محفلوں کا قیام بھی ہو جاتا تھا اور اس میں تجدید عہد و بیعت بھی ہو جاتی تھی اور اس نیاز کی برکت سے رزق میں برکت ہو جاتی ہے اور ہر وہ شخص آج تک یہ عید مناتا ہے جو امام جعفر الصادق علیہ الصلوات والسلام سے عقیدت رکھتا ہے، اس میں شیعہ سنی میں کوئی امتیاز نہیں۔ اس نیاز کے لئے عام طور پر چھوٹی چھوٹی میٹھی روٹیاں پکائی جاتی تھیں جنہیں مقامی زبان میں کونڈے کہا جاتا تھا اس لئے اس کا نام کونڈے والی عید ہو گیا۔ اب تو اس میں بہت سے کھانے کھیریں حلوے وغیرہ شامل ہو چکے ہیں اور یہ سب کچھ اس کی افادیت کی وجہ

سے ہوا ہے کیونکہ صدیوں کے تجربات کے بعد لوگوں نے سمجھ لیا ہے کہ یہ نیاز ایک طرح سے وسعت رزق کا ذریعہ بھی ہے اور یہ نیاز کرنے والا کبھی فاقوں کا شکار نہیں ہوتا

مخالفین ہمیشہ آل محمدؐ علیہم الصلوات والسلام کی دشمنی کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتے اور برادران اہل سنت کو آل محمدؐ علیہم الصلوات والسلام کے قریب جانے سے روکنے کی کوششیں کرتے رہتے ہیں اس لئے انہوں نے یہ مشہور کر دیا کہ یہ امام جعفرؑ الصادق علیہ الصلوات والسلام کی نیاز نہیں بلکہ یہ امیر معاویہ کی موت کی خوشی مناتے ہیں جبکہ وہ لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ امیر معاویہ کی موت 21 رجب کو ہوئی تھی نہ کہ 22 رجب کو۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ آل محمدؐ علیہم الصلوات والسلام کے مخالفین کا صرف گمراہ کن پروپیگنڈا ہے ورنہ اس میں کوئی حقیقت نہیں ہے اور شیعہ سنی احباب میں تفرقہ ڈالنے کی کوشش ہے اس لئے لازم ہے کہ ان تخریب کاروں سے بچنا چاہیے جو آپس میں لڑا کر اپنی دکان چمکاتے ہیں

## تہوارِ مسرت

دوستو! جتنے بھی ایام میلاد مسرت ہیں ہم انہیں مناتے ہیں یعنی جیسا کہ

[1]...... 17 ربیع الاوّل کو سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دنیا میں آمد کا جشن منایا جاتا ہے

[2]...... 13 رجب کو امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام کی دنیا میں آمد کا جشن منایا جاتا ہے

[3]...... 20 جمادی الثانی کو ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا کی دنیا میں آمد کا جشن منایا جاتا ہے

[4]...... 15 رمضان کو جناب امام حسن مجتبیٰ علیہ الصلوات والسلام کی دنیا میں آمد کا جشن منایا جاتا ہے

[5]...... 3 شعبان کو جناب سرکار امام حسین علیہ الصلوات والسلام کی دنیا میں آمد کا جشن

منایا جاتا ہے

[6] ...... 15 جمادی الاوّل کو جناب امام زین العابدین علیہ الصلوات والسلام کی دنیا میں آمد کا جشن منایا جاتا ہے

[7] ...... یکم رجب کو جناب امام محمدؐ الباقر علیہ الصلوات والسلام کی دنیا میں آمد کا جشن منایا جاتا ہے

[8] ...... 17 ربیع الاوّل کو جناب امام جعفر الصادق علیہ الصلوات والسلام کی دنیا میں آمد کا جشن منایا جاتا ہے

[9] ...... 7 صفر کو جناب امام موسیٰ کاظم علیہ الصلوات والسلام کی دنیا میں آمد کا جشن منایا جاتا ہے

[10] ...... 11 ذیقعد کو جناب امام علی الرضا علیہ الصلوات والسلام کی دنیا میں آمد کا جشن منایا جاتا ہے

[11] ...... 10 رجب کو جناب امام محمد تقی علیہ الصلوات والسلام کی دنیا میں آمد کا جشن منایا جاتا ہے

[12] ...... 5 رجب کو جناب امام علی نقی علیہ الصلوات والسلام کی دنیا میں آمد کا جشن منایا جاتا ہے

[13] ...... 10 ربیع الثانی کو جناب امام حسن العسکری علیہ الصلوات والسلام کی دنیا میں آمد کا جشن منایا جاتا ہے

[14] ...... 15 شعبان کو شہنشاہ امامِ زمانہ مہدی آخرالزمان عجل اللہ فرجہ الشریف کی دنیا میں آمد کا جشن منایا جاتا ہے

[15] ...... یکم ذیقعد کو شہزادی معصومہ قم بی بی صلوات اللہ علیہا کی دنیا میں آمد کا جشن منایا جاتا

www.khrooj.com

ہے

[16 ]...... یکم ذوالحجہ کو ملکہ ءِ عالمین صلوات اللہ علیہا کے عقد مبارک اور 19 کو شادی خانہ آبادی کا جشن منایا جاتا ہے

[17 ]...... یکم شعبان کو شریکۃ الحسینؑ صلوات اللہ علیہا کی دنیا میں آمد کا جشن منایا جاتا ہے

[18 ]...... 4 شعبان کو جناب ابوالفضل العباس علیہ الصلوات والسلام کی دنیا میں آمد کا جشن منایا جاتا ہے

[19 ]...... 5/11 شعبان کو شہزادہ علی اکبر علیہ الصلوات والسلام کی دنیا میں آمد کا جشن منایا جاتا ہے

[20 ]...... 7 شعبان کو شہزادہ امیر قاسم علیہ الصلوات والسلام کی دنیا میں آمد کا جشن منایا جاتا ہے

[21 ]...... 10 رجب کو شہزادہ علی اصغر علیہ الصلوات والسلام کی دنیا میں آمد کا جشن منایا جاتا ہے

[22 ]...... 24 ذوالحجہ کو عید مباہلہ منائی جاتی ہے کہ جس دن سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عیسائیت پر فتح حاصل ہوئی تھی

[23 ]...... 14 ربیع الاوّل کو یزید ملعون کی موت کا جشن منایا جاتا ہے

اسی طرح دیگر تہوار مسرت بھی منائے جاتے ہیں یہ سارے ایام سعد شمار ہوتے ہیں اور ان میں شادی بیاہ کرنا مبارک مانا جاتا ہے

## حاضری پاک

دوستو! اہل تشیع میں ایک حاضری پاک کا تصور بھی ہے دراصل یہ جناب شہنشاہِ وفا،

کردگارِ ادب سرکار ابوالفضل العباس علیہ الصلوات والسلام کی نیاز ہوتی ہے اس کے لئے تاریخ یا وقت مقرر نہیں ہوتا بلکہ جب اور جس وقت کوئی چاہتا ہے حاضری کروا سکتا ہے۔ یہ بھی عرض کردوں کہ اسے حاضری کیوں کہا جاتا ہے؟ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ باقی جتنی نیازیں ہوتی ہیں ان میں یہ شرط نہیں ہوتی کہ مومن خود چل کر نیاز کے پاس آئے بلکہ اکثر نیازیں مومنین کے گھروں میں بھجوائی جاتی ہیں مگر اس نیاز کا اتنا احترام کیا جاتا ہے کہ یہ نیاز کسی کے پاس چل کر نہ جائے بلکہ سب اس کی حاضری میں آئیں اس لئے اسے حاضری کہا جاتا ہے۔ اس کی ایک وجہ اور بھی ہے جسے میں حاضری کے طریقہ کے آخر میں عرض کروں گا

حاضری پاک کے تیار کرنے کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ اس کے لئے ہر چیز کے حلال طیب و طاہر ہونے کا بہت زیادہ خیال رکھا جاتا ہے یعنی جس مکان میں اسے تیار کیا جاتا ہے اس مکان کو از سرنو پاک کیا جاتا ہے صفائی کی جاتی ہے، اس کی تیاری کے لئے نئے برتن لائے جاتے ہیں، سوجی کا حلوہ تیار کرنے میں جو گھی استعمال کیا جاتا ہے وہ بھی مومنین کے ہاتھوں کا تیار کردہ لایا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ آگ جلانے کے لئے جو لکڑیاں استعمال ہوتی ہیں انہیں بھی پہلے پاک کیا جاتا ہے اگرچہ یہ آگ بھی مطاہرات میں سے ہے مگر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ جلنے سے پہلے بھی انہیں پاک ہونا چاہیے تاکہ وہ نجس حالت میں نیاز والے کمرے میں نہ جائیں۔ اسے باوضو حالت میں بڑی احتیاط سے تیار کیا جاتا ہے، جب یہ نیاز تیار ہو جاتی ہے تو اس وقت اسے ایک بڑے سے کھلے برتن [ تھال ] میں ڈال کر تیار کرنے والے کمرے میں رکھ دیا جاتا ہے اور باہر سے مومنین کو بلایا جاتا ہے اور اس میں کسی دشمن آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

www.khrooj.com

کو شامل نہیں کیا جاتا

جب مومنین پہنچ جاتے ہیں پھر وہ اس کمرے کے باہر نوحہ خوانی اور ماتم کرتے ہیں اور دعائے تعجیل فرج کرتے ہیں اور آل محمدؐ علیہم الصلوات والسلام کے دشمنوں پر تبرا کرتے ہیں یعنی جن لوگوں نے کربلا میں خاندان پاک علیہم الصلوات والسلام پر ظلم کئے تھے ان پر تبرا کرتے ہیں اس طرح کچھ وقت صرف کیا جاتا ہے اس کے بعد اندر جا کر اس نیاز پر سے کپڑا ہٹایا جاتا ہے تو وہاں جناب ابوالفضل العباس علیہ الصلوات والسلام کے دست مبارک کا نشان موجود ہوتا ہے اور اسی کو نیاز کی منظوری کی علامت مانا جاتا ہے اور اسی نشان کی موجودگی کی وجہ سے بھی اسے حاضری کہا جاتا ہے کہ اس نیاز پاک میں خود شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام کی حضوری ہوتی ہے ۔ اس کے بعد اس نیاز کو باہر نہیں لایا جاتا بلکہ اسی کمرے میں جا کر سارے لوگوں کے ہاتھ دھلائے جاتے ہیں اور وہاں انہیں نیاز پیش کی جاتی ہے اور نیاز کھانے کے دوران ظالمین پر لعنت کرنا بڑا ضروری ہوتا ہے کیونکہ ظالمین کے ظلم کا سب سے زیادہ صدمہ شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام کو پہنچا تھا اس لئے دشمن پر لعنت کرنے سے انہیں سب سے زیادہ خوشی ہوتی ہے

جب نیاز کی تقسیم کا عمل ختم ہو جاتا ہے تو اس کے باقی ماندہ متعلقات کو اسی کمرے میں گڑھا کھود کر دفن کر دیا جاتا ہے یعنی چولھے والی راکھ بچی ہوئی لکڑیاں حتیٰ کہ مومنین کے ہاتھوں والا پانی بھی اسی گڑھے میں دفن کر دیا جاتا ہے

یا رب محمدؐ و آل محمدؐ صل علیٰ محمدؐ و آل محمدؐ و عجل فرج آل محمدؐ بقائمھم عجل اللہ فرجہ الشریف و صلوات اللہ علیہ

يا مولا كريم عجل الله فرجك و صلوات الله عليك

# القائم ویلفیئر ٹرسٹ (رجسٹرڈ) کراچی کی مطبوعات

## تالیفات وتصنیفات

## السیّد مخدوم المخادیم محمدؐ جعفرؑ الزمان نقوی البخاری

(1) انتصارِ مظلوم [اردو مسدس نظمیں]

(2) عرفانِ حجتؑ [شہنشاہ معظم کے اسم حجت عجل اللہ فرجہ الشریف کی شرح پر چودہ خطبات]

(3) کنٹھا المعروف قلندر نامہ [فقر کے موضوع پہ سرائیکی مسدس]

(4) عصمت السیدات [سیدزادی کا کسی غیر سید سے عقد ہر گز جائز نہیں ہے، اس کے متعلق ناقابل تردید دلائل، ثبوت اور حقائق]

(5) گستاخیاں [سادات عظام کے موضوع پہ اصلاحی نظمیں]

(6) طریق المنتظرین [حقوق امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف اور فرائض مومنین پر ایک جامع کتاب]

(7) دعائے تعجیل فرج

(8) امتیاز العالین عن انواع العالمین

(9) معدن العصمت فی سیرت ام القائم الحجۃ صلواۃ اللہ علیہا

(10) اسرار العبدیات یعنی عملی روحانیات

(11) افکار المنتظرین [غوامض الٰہیات پر خطبات]

(12) The Last Reformer of the World

www.khrooj.com

[دنیا کے تمام مذاہب میں آخری دور میں ایک آنے والی ذات کا تصور]

(13) باادب بامراد

(14) عرفانیے [مدحیہ اردو نظموں قطعات ور باعیات کا مجموعہ]

(15) شرح دعائے عہد

(16) انتصارِ ولایت عصرؑ [کربلا نے ہمیں انصار سازی کا کیا درس دیا ہے؟]

(17) مجالس المنتظرین فی مقتل المظلومین پانچ جلدیں، اُردو، سرائیکی

[محققانہ مجالس، ایک تاریخ، ایک جغرافیہ، ایک روضہ نگاری جو ہزاروں کتابوں سے بے نیاز کردیں]

(18) نہج المعرفت فی اسماء القائمؑ تین جلدیں [امامؑ زمانہ عجل اللہ فرجہٗ الشریف کے اسماء مبارکہ پر خطبات]

(19) دین نصرت

(20) مصباحِ شیعت [شیعیت کے اصول وفروع پر جامع کتاب]

(21) وحدانیت مطلقہ [امام زمانہ عجل اللہ فرجہٗ الشریف کے بارے میں مولا امیرؑ المومنین کے چالیس فرامین]

(22) کرچیاں [اردو قطعات، رباعیات، سلام]

(23) کشکول [السید مخدوم محمد باؑقر الزمان نقوی البخاری المعروف ببلہ سائیں کا سرائیکی مجموعہ کلام]

(24) کاروانِ ادعیہ [بارگاہِ امام عصرؑ میں استغاثے اور دعاؤں کا مجموعہ]

(25) موعود الرسلؑ [دنیا کے تمام مذاہب میں آخری دور میں ایک آنے والی

www.khrooj.com

ذات کا تصور]

(26) محسنین اسلام [عقد محسنہ اسلام صلوات اللہ علیہا کے موضوع پر جامع کتاب]

(27) داغ ماتم [فن نوحہ نگاری 4 جلدیں]

(28) عرفانِ امامت

(29) ہیلاں [سرائیکی مسدس]

(30) صحیفہ نصرت [اردو مسدس نظمیں]

(31) کنوزِ قصائد [قصائد پاک و عارفانہ کلام]

(32) لذتِ درد [سرائیکی ڈوہڑے]

(33) زرپارے اقوال و آرٹیکلز

(34) آہیں غزلیات

(35) دہکتے احساس اردو نظمیں

(36) گوہر روحانیات روحانیت پہ مبنی خطبات

(37) زمان پامسٹری ہاتھ کی لکیریں، علم قیافہ

.........................................

## مصنف ادیم نقوی

(38) محسن عالم

(39) اہل البیتؑ

(40) خونِ ناحق

(41) مشعلِ نور

www.khrooj.com

(42) ہل من ناصر ینصر نا

(43) جاہلیت کی موت

(44) مدح اولیاء

(45) راہِ ارم

(46) مجالس الصادقین

(47) الحسینؑ والبکاء

## مصنف ابوالفارق واسطی

(48) تعلیم الاسلام

(49) جامع الانوار

(50) انوارالایقان

## مصنف ابومنصور

(51) القرآن ..........مترجم

(52) تعلیم بذریعہ ادعیاء معصومینؑ

(53) عرفان

(54) حقائق واسرار

(55) دعائے ابوحمزہ ثمالی

(56) امت منقاد

(57) جادہ منزل

www.khrooj.com

(58) نشانِ منزل

(59) ''سرِ خودی'' (علامہ اقبال کے اشعار کی تشریح)

## مصنف شبیر بلگرامی

(60) سورۃ فجر اور کربلا

(61) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن حکیم کے متعلق غیر مسلم مشاہیر کی آراء

(62) غمِ حسینؑ اور تزکیہ نفس

(63) مکتوبِ غم

(64) Grief Purifies The Self

(65) Beacon Light

(ادیم نقوی کی الہامی نظم ''مشعلِ نور'' کا انگریزی ترجمہ)

(66) Glories of Belief

(ادیم نقوی کی معرکۃ الآراء کتاب ''انوار ایقان'' کا انگریزی ترجمہ)

(67) The First Word of Islam

(ادیم نقوی کی کتاب ''اسلام کا پہلا کلمہ'')

## مصنفہ عذرا مسعود

(68) رموز

## مصنف حکیم سید محمود گیلانی

(69) ایلی علیہ السلام

www.khrooj.com

## مترجم لیفٹیننٹ کرنل (ر) مظفر علی ہمدانی

(70) ''پھر حضرت علی آئے'' یہ ترجمہ ہے ڈی۔ایف۔کراکا کی کتاب Then Came Hazrat Ali کے دو ابواب 19،21 کا ہے اور اسی مصنف کے ایک مضمون کا بھی جو بمبئی کے انگریزی جریدے ''کرنٹ'' 23 ستمبر 1976ء کی اشاعت میں ''علیؑ عظیم کے روضہ نجف میں آج بھی معجزے ہوتے ہیں'' کی سرخی کے تحت شائع ہوا

www.khrooj.com